www.salafimanhaj.info

الله جل جلاله

بے سہاروں کا سہارا

کتاب وسنت سے ثابت
اللہ تعالی کے اسمائے حسنی

تالیف:

ڈاکٹر عبد اللہ مشبب القحطانی

ترجمہ:

سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

مراجعہ:

شیخ محمد عالم بن نذیر احمد سلفی

www.salafimanhaj.info

ⓒ عبدالله مشبب مسفر القحطاني ، ١٤٤٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

القحطاني ، عبدالله بن مشبب بن مسفر
الله ہے سہاروں کا سہارا -الله انيس المحبين. / عبدالله بن مشبب
بن مسفر القحطاني ؛ سيف الرحمن حفظ الرحمن تيمي .- الدمام ،
١٤٤٢هـ

٥٩٥ ص ؛ ..سم

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٠٣-٧١٤٩-٥

١- الاسماء و الصفات ٢- الاسماء الحسنى أ.تيمي ، سيف
الرحمن حفظ الرحمن (مترجم) ب.العنوان

ديوي ٢١٤ ١٤٤٢/٧٥٨٧

رقم الإيداع: ١٤٤٢/٧٥٨٧
ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٠٣-٧١٤٩-٥

کتاب کے جملہ بحوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

www.salafimanhaj.info

خلاصہ:

حدیث رسول ﷺ ہے کہ اللہ تعالی کے ننانوے اسمائے حسنی ایسے ہیں کہ جس نے انہیں یاد کیا، ان کے معانی ومفاہیم کو سمجھا اوران کے تقاضوں کے مطابق عمل کیا، اس کے لئے جنت کی بشارت ہے، اسی حدیث کے پیش نظر فاضل مؤلف ڈاکٹر عبد اللہ بن مشبب القحطانی / حفظہ اللہ نے یہ کتاب تالیف کی ہے تاکہ اسمائے الہی کی معرفت کے ذریعے بندوں کو اللہ سے قریب کیا جائے، ان اسماء کے انتخاب میں مؤلف کا طریقہ کار یہ رہا کہ انہی اسماء کو اس کتاب میں ذکر کیا ہے جو کتاب اللہ اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں، سہل اور دلکش اسلوب میں ان اسماء کے معنی ومفہوم کو واضح کیا گیا ہے، قرآنی آیات، احادیث رسول اور علماء کے اقوال اور اشعار کے ذریعہ ان کے معانی ومفاہیم سے پردہ اٹھایا گیا ہے، ساتھ ہی عام انسانی زندگی سے ان اسماء کو مربوط کرکے ان کی افادیت واہمیت پر روشنی ڈالنے کی سعی مشکور کی گئی ہے۔

کتاب میں ایساروان اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ قاری پڑھتا جائے اور الفاظ وجمل اس کے ذہن ودل پر نقش ہوتے جائیں، ان کی تاثیر سے قلب وجگر روشن ہوتے جائیں اور دل میں معرفت الہی کی جوت جلتی جائے۔

اللہ تعالی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے مؤلف ومترجم اوراس کی تصحیح ومراجعہ، تنسیق وتزیین اور نشرواشاعت میں حصہ لینے والے تمام حضرات کے لئے توشہ آخرت بنائے۔ آمین

www.salafimanhaj.info

انتساب

والدین کے نام...

یہ آپ کی ان دعاؤں کا ثمرہ ہے جو آپ میرے لئے مولی عزو جل سے مانگا کرتے تھے' میں آپ کی بے پناہ نوازشوں اور بیش بہا فضل واحسان کا ادنی سا بدلہ بھی ادا کرنے سے عاجز ہوں...

نیز ہر اس دل کے نام جو اپنے رب سے آشنا اور اس سے قریب ہے..

میں اپنی کاوش آپ سب کے نام کرتا ہوں...اور اللہ سے دعا گو ہوں کہ اسے شرف قبولیت سے نوازے!

بسم الله الرحمن الرحيم

مُقدّمة

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، وعلى آله وصحبه، أما بعد:

ایمان میں اضافے کا ایک عظیم ترین دروازہ یہ ہے کہ: اللہ پاک وبرتر کو اس کے اسماء وصفات اور افعال کے ذریعہ جانا جائے، کیوں کہ اللہ کا ہر اسم اس سے قریب ہونے کا ایک دروازہ ہے:

{وَلِلَّهِ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ فَٱدۡعُوهُ بِهَاۖ} [سورۃ الأعراف:180]

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

(اس سے آپ یہ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ) اس شخص کی (کیا فضیلت ہوگی جو اللہ کے) ان ناموں کو شمار کرے؟ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ایک کم سو یعنی (۹۹) نام ہیں، جو ان کو شمار کرے گا جنت میں داخل ہوگا" [بخاری ومسلم]۔

میں اللہ سے دعا کرتا تھا کہ مجھے ان ناموں کو شمار کرنے کا شرف عطا کرے، چنانچہ (۱۴۳۰ھ) میں ان ناموں سے متعلق میں نے مختصر دروس کا سلسلہ شروع کیا اور مجھے محسوس ہوا کہ سامعین کے اندر اللہ کے اسماء وصفات کو جاننے کا شوق اور بے تابی پائی جاتی ہے۔

مومن کیوں نہ ان ناموں کو جاننے کا مشتاق رہے، جب کہ ہر نام کو جاننے کے بعد اس کے اندر اللہ کی محبت اور اس کی ملاقات کا شوق فزوں تر ہو جاتا ہے؟!

مومن کیوں نہ اللہ کے اسماء وصفات کو جاننے کا مشتاق رہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اسماء وصفات: ہر غمزدہ، مظلوم، قرض دار، بیمار، قیدی اور حیران وپریشان شخص کے لیے باعثِ نجات ہیں؟!

مومن کیوں نہ اللہ کے اسماء وصفات کو جاننے کا مشتاق رہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اسمائے حسنیٰ: کشادگی، خوش بختی اور خزانوں کی کنجی ہیں؟! بلکہ جو شخص ان ناموں سے کماحقہ واقف ہو جائے، سعادت وخوش بختی ہمیشہ اس کا مقدر بنی رہتی ہے۔

ان ہی اسباب کے پیش نظر میں نے اللہ سے یہ التجا کی کہ مجھے ایک ایسی کتاب تالیف کرنے کی توفیق بخشے جو میرے لیے ایک حسین یادگار اور علم کا ایسا سرچشمہ ہو جس سے تشنگان علم ہمیشہ سیراب ہوتے رہیں۔ چنانچہ میں اللہ پاک کے اسماء وصفات سے متعلق صرف مواد جمع کرنے اور اسے اپنے اسلوب میں ڈھالنے میں مشغول ہو گیا۔ کیوں کہ میں جانتا تھا کہ میرے اندر کتاب تالیف کرنے کی صلاحیت اور قابلیت نہیں ہے اس لیے کہ نہ تو میں اس میدان کا شہسوار ہوں اور نہ پیادہ۔

میں نے نگاہوں سے گزرنے والے تمام قابل اطمینان مواد جمع کر لیے، میں نے جمع وتدوین کے اس عمل میں اس کی بھرپور کوشش کی میرا جمع کردہ مواد اسماء وصفات کے باب میں سلف صالحین کے عقیدہ کے مطابق ہو۔

پھر میں نے اس مواد کو حسین و دلکش اسلوب میں ڈھالنے کی کوشش کی جس میں الفاظ وجملے کا جلال بھی ہو اور زبان وبیان کا جمال بھی، میں نے (اس عمل میں) اہل علم اور عوام دونوں کے معیار کی رعایت کی اور خالص علمی اسلوب سے گریز کیا۔

حدیث کے باب میں مَیں نے صحیح اور حسن پر اکتفا کیا ہے اور آثار وسیر کا احاطہ نہیں کیا ہے۔

میرا مقصود یہ رہا ہے کہ: (ابلاغِ معلومات میں) آسانی برقرار رکھی جائے اور (قاری کے اندر معرفتِ الٰہی کا) شوق پیدا کیا جائے، نیز سہل ترین اسلوب کے ذریعہ کم سے کم وقت میں قاری کے ذہن ودل تک رسائی حاصل کی جائے۔

مجھے امید ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ (قاری کو) سعادت وخوش بختی حاصل ہوگی، غم واندوہ کے بادل چھٹ جائیں گے، انشراح صدر پیدا ہوگا، ایمان میں مضبوطی آئے گی، علم میں اضافہ ہوگا، دل (ایمان سے) معمور ہوگا اور فکر کو غذا فراہم ہوگی۔

اس پورے عمل کا سہرا صرف اللہ عزیز وبرتر کو جاتا ہے، پھر اس کے بعد ان اصحابِ علم وفضل کو جن کی کتابوں سے گنجینہء علوم ومعارف کو میں نے جمع کیا ہے، اگر میں اپنی اس کاوش میں راہ حق وصواب پر گامزن رہا ہوں تو یہ اللہ عزیز وبرتر کی توفیق کا نتیجہ ہے جس پر ہم اس کے شکر گزار ہیں، اور اگر اس میں کوئی غلطی در آئی ہے تو یہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے، البتہ میری نیت صرف خیر و بھلائی کی رہی ہے، میں اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں!

آخری بات یہ کہ یہ ایک کم علم اور بے بضاعت شخص کی کاوش ہے، جس کی تکمیل پر میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں، اللہ سے اس کی قبولیت کی امید کرتا ہوں، ساتھ ہی اس کے رد کیے جانے سے خائف بھی ہوں، نیز اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنے پاک وبرتر (پالنہار) سے محبت کرتا اور اس سے حسن ظن رکھتا ہوں۔

اللہ سے دعا گو ہوں کہ مجھے اور جن علماء کی کتابوں سے میں نے استفادہ کیا ہے اور جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی، تصحیح وتنقیح، ترتیب وتنسیق، کتابت وطباعت میں حصہ لیا یا اس کے تئیں اپنے مشورہ اور رائے کا اظہار کیا، ان سب کو اجر عظیم وثواب جزیل سے نوازے۔

نیز میں اللہ عزیز وبرتر سے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کو حق وصداقت کا حامل بنائے، اسے اپنے وجہ کریم کے لیے خالص کرلے، اسے اپنی محبت اور خوشنودی کو مجھ سے قریب کرنے کا ذریعہ بنائے، میری، میرے والدین، میرے اساتذہ، میرے اہل خانہ اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے، یقیناً وہ بہت زیادہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے!

آپ کا بھائی: عبداللہ بن مشبب القحطانی

qa.1440.qa@gmail.com

الهی...

کتنا عظیم مقام اور کتنا دشوار امر ہے!

کلمات عاجز، دل پریشاں، زباں بے حرف، عبارتیں ہیچ، عقل حیران ہے اور تیرا بندہ تیری بارگاہ میں کھڑا تیری حمد وثنا اور تیرے سامنے دل کے ارماں پیش کرنا چاہتا ہے، تو اس سے بخوبی واقف ہے۔

ومَا بَلَغَ الُمهدُونَ نَحوَكَ مِدحَةً وإِن أَطنَبُوا، إِن الَّذِي فِيكَ أَعظَمُ

ترجمہ: تیری حمد وثنا کا ہدیہ پیش کرنے والے خواہ جتنا بھی مبالغہ کرلیں، وہ تیری حمد کا حق نہیں ادا کرسکتے، یقیناً تیری ذات (تمام تر حمد وثنا سے) بڑھ کر ہے۔

اے پروردگار!

ہم جانتے ہیں کہ ہمارا تیری تعریف وتمجید کرنا، تیری عظمت وتوقیر کے گن گانا اور تیرے ذکر میں محو رہنا، یہ سب تیرے ہی انعام واحسان ہیں، تو نے ہی ہمیں اس کی ہدایت دی اور اس کی رہنمائی فرمائی...

ہم جانتے ہیں -اے ہمارے پالنہار!- کہ تیری ذات تمام حمد وثنا کرنے والوں کی حمد وثنا سے اعلی وبالا ہے۔

اے اللہ! تو نے میرے اوپر اور ان حروف کے پڑھنے والے پر جو انعام کیا ہے، اسے قبول فرما اور ہماری کوتاہیوں کو درگزر کردے۔

إلى الله أُهدِي مِدحَتِي وثَنَائِيَا وقَولاً رَضِيًّا لا يَنِي الدَّهرَ بَاقِيَا

ترجمہ: میں اللہ کی خدمت میں اپنی حمد وثنا اور (اس کی) پسندیدہ توصیف کا ہدیہ پیش کرتا ہوں جو رہتی دنیا تک باقی رہے۔

(۱، ۲)
اللّٰه الإله

ہم ایک ایسے نام سے آغاز کر رہے ہیں جو بنی نوع انسانی کے علم میں سب سے عظیم اور بے حد شیریں نام ہے، جو ناموں میں سب سے پیارا... حرفوں میں سب سے خوبصورت... جس سے زبانیں تر ہو تیں... روحوں کو سکون ملتا... اور جو جان سے قریب اور دل کا محبوب ہے۔

یقیناً اس سے مراد بلند و بابرکت ذات کا اسمِ گرامی (اللہ) ہے: ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُۥ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾﴾ [سورۃ مریم:65].

ترجمہ: کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟

یہ اللہ تبارک وتعالی کا وہ نام ہے جس میں اس کی پاک وبرتر ذات سارے جہان والوں سے یکتا و منفرد ہے، یہ صرف اسی کا نام ہے، اس کے سوا کسی اور سے اس نام کی کوئی وابستگی نہیں، نہ اس نام سے کسی اور کو پکارا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی مخلوقات میں سے کوئی اس کا دعوی کر سکتا ہے، اللہ تعالی نے اہلِ جاہلیت کے دلوں اور زبانوں پر اس نام سے خود کو موسوم کرنے کی بندش لگا دی تھی۔

بلاشبہ اللہ تبارک وتعالی کی ذات عظمت و جلال، حسن و جمال اور ہیبت و کبریائی والی ہے۔

مَهما رَسَمنا فِي جَلالِكَ أَحرُفًا   قُدسِيَّةً تَشدُو بِها الأَرواحُ

فَلَأَنتَ أَعظَمُ والمَعانِي كُلُّها   يا رَبِّ عِندَ جَلالِكَ تَندَاحُ

ترجمہ: تیری شانِ کبریائی میں جس قدر بھی ہم پاک وصاف جملے لکھ لیں کہ جن سے روحیں جھوم جائیں۔ تیری عظمت ان سب سے بڑھ کر ہے، اے میرے پروردگار! تیری جلالتِ شان کے سامنے تمام تر معانی ہیچ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی کے نام (کی برکت کا کیا کہیے کہ جب بھی) اسے تھوڑی سی چیز پر پڑھا جاتا ہے تو اسے زیادہ کر دیتا ہے، اس کا ذکر جب خوف کے وقت کیا جاتا ہے تو اسے ختم کر دیتا ہے، جب مصیبت کے وقت کیا جاتا ہے تو

اسے دور کر دیتا ہے، جب رنج و غم کے وقت کیا جاتا ہے تو اس سے نجات بخشتا ہے، جب تنگ دستی کے وقت کیا جاتا ہے تو اسے فراخی میں بدل دیتا ہے، جب کوئی کمزور اس سے وابستہ ہوتا ہے تو اسے تونگر بنا دیتا ہے، کوئی ذلیل و خوار اس کا سہارا لیتا ہے تو اسے عزت دیتا ہے، کوئی خستہ حال اس سے دامن گیر ہوتا ہے تو اسے خوش حال و بے نیاز کر دیتا ہے اور کوئی بے بس و مغلوب اس کا آسرا لیتا ہے تو اسے نصرت و فتح سے ہمکنار کرتا ہے۔

یہی وہ نام ہے جس کے ذریعہ آفتیں اور مصیبتیں دور کی جاتیں، برکتیں طلب کی جاتیں، دعائیں قبول ہوتیں، نیکیاں حاصل ہوتیں، برائیوں سے چھٹکارا ملتا اور لغزشیں معاف ہوتی ہیں... معلوم ہوا کہ اللہ کی جلالتِ شان سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں!

اللہ تبارک و تعالی کے نام کی اصل: الٰہ ہے، جو کہ معبود کے معنی میں ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّۚ إِنَّمَا ٱلۡمَسِيحُ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلۡقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرۡيَمَ وَرُوحٞ مِّنۡهُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۖ وَلَا تَقُولُواْ ثَلَٰثَةٌۚ ٱنتَهُواْ خَيۡرٗا لَّكُمۡۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ سُبۡحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٞۘ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلٗا ١٧١} [سورۃ النساء:171].

ترجمہ: اے اہلِ کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گزر جاؤ اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو، مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں، اس لئے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آجاؤ کہ تمہارے لئے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کی ملکیت ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "اللہ اپنی تمام مخلوقات پر حقِ عبادت وبندگی رکھنے والا ہے"۔ اللہ تبارک وتعالی وہ محترم ومعظم محبوب ہے جس کے لئے دل بے تاب رہتے، اس کے ذکر اور قربت سے دلوں کو انس وفرحت محسوس ہوتی اور وہ (ہمہ تن) اس کے مشتاق ہوتے ہیں: { وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ ٱللَّهِ ۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ } [سورۃ البقرۃ:165].

ترجمہ: لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر اللہ میں سے کچھ شریک بنالیتے ہیں، وہ ان سے اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ سے محبت میں کہیں زیادہ ہیں۔

اللہ پاک وبرتر سے ہی ہر قسم کی مصیبت وآفت کے وقت مدد طلب کی جاتی ہے: { وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْـَٔرُونَ ﴿٥٣﴾ } [سورۃ النحل:53].

ترجمہ: تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں، اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آجائے تو اسی کی طرف نالہ وفریاد کرتے ہو۔

اللہ کی ذات وہ ہے کہ عقلیں جس (کی حقیقت کو سمجھنے سے) حیران وششدر اور اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں، انسانی فہم وبصیرت اس کا ادراک نہیں کرسکتی، تخیل وتصور اس کی عظمت تک رسائی نہیں پاسکتا اور مخلوق اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتی: { وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ } [سورۃ طہ:110].

ترجمہ: مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہوسکتا۔

اللہ تبارک وتعالی وہ ہے جسے (انسانوں کے) دِل محبت، ذلت وانکساری، خوف وطمع، امید، عظمت واحترام اور اطاعت وفرماں برداری کے ذریعے اپنا معبود بناتے (اور پروردگار تسلیم کرتے) ہیں۔

وہی معبودِ برحق ہے۔ اس کے علاوہ عرش سے فرش تک، جس کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ معبودِ باطل ہے۔

www.salafimanhaj.info

اللہ عزیز وبرتر وہ ہے جو الوہیت کی تمام صفات سے متصف ہے؛ الوہیت کی صفات سے مراد یہ ہے کہ: کمال وکبریائی اور جمال وعظمت کی صفات (سے اللہ متصف ہے) اور ان کے مخالف اوصاف سے اللہ جل جلالہ کی ذات پاک وبری ہے۔

○ **انسانوں کے دل اسے اپنا پالنہار (اور معبود) مانتے اور جانیں اس کے لئے بے تاب رہتی ہیں...**

یہی وجہ ہے کہ جب بندہ(اللہ) نام کے معانی سے واقف ہو جاتا ہے تو اس کا دل اپنے رب سے وابستہ ہو جاتا ہے ، پھر وہ ایسی محبت، شوق اور لذت کے ساتھ (اس کی یاد میں) محو ہو جاتا ہے کہ اس سے بڑھ کر دلکش وعمدہ کوئی چیز نہیں۔ یہی وہ سب سے عظیم (عبادت) ہے جس کے ذریعے عبادت کرنے والے اس کی عبادت کرتے اور تقرب حاصل کرنے والے اس کا تقرب حاصل کرتے ہیں: {يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُۥٓ} [سورۃ المائدۃ:54].

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا) جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی۔

(محبت کی یہ) کیفیت اسی قدر پاکیزہ وعمدہ ہوتی ہے جس قدر اللہ کے اسما وصفات سے بندے کی واقفیت عمدہ وپاکیزہ ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دنیا میں بھی ایک جنت ہے، جو دنیاوی جنت میں داخل نہیں ہو سکا، وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہو گا"۔

کسی رب شناس کا کہنا ہے: دل پر بعض اوقات ایسے گزرتے ہیں کہ جس کے متعلق میں کہتا ہوں: اگر اہلِ جنت اس کیفیت میں بھی ہوں گے تو ان کی زندگی عیش وعشرت والی ہو گی!

ابن عیینہ کہتے ہیں:"اللہ نے بندوں پر اس سے افضل کوئی انعام نہیں کیا کہ انہیں لا الہ الا اللہ کی معرفت عطا کی ، آپ فرماتے ہیں: ان کے (دلوں میں) اخروی زندگی کے لئے لا الہ الا اللہ کی وہی اہمیت ہوتی ہے جو اہمیت ان کی دنیاوی زندگی کے لئے پانی کی ہے"۔

مومن یہ جانتاہے یہ کیفیت بندے کو اپنی طاقت و قوت سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندے سے محبت کرتا اور اپنی محبت اس کے دل میں ڈال دیتاہے، پھر جب بندہ اللہ کی توفیق سے اپنے رب سے محبت کرنے لگتاہے تو اللہ اسے ایک دوسری محبت (محبتِ آخرت) سے نوازتاہے، اور یہی ہے خالص احسان وانعام، کیوں کہ اللہ ہی سبب اور مسبَّب دونوں کو پیدا کرتاہے۔

○ اسمِ اعظم (سب سے بڑا نام):

قرطبی نے ذکر کیاہے کہ بعض علما کے نزدیک اسمِ (اللہ) ہی اسمِ اعظم ہے، جس کے ذریعے اگر دعا کی جائے تو قبول ہوتی اور مانگا جائے تو دیا جاتاہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا: "اللّهُمَّ إِنِّي أَسألُكَ بِأَنِّي أَشهَدُ أَنَّكَ أنتَ اللهُ لا إلهَ إلا أنتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ الذِي لَمْ يَلِدْ ولَمْ يُولَدْ ولَمْ يَكُن لَه كُفُوًا أَحَد" (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس وسیلے سے کہ: میں گواہی دیتاہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، تو تنہا اور ایسا بے نیاز ہے جس نے نہ تو جنا ہے اور نہ ہی وہ جنا گیاہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے)، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس شخص نے اللہ سے اس کے اس اسمِ اعظم کے وسیلے سے مانگاہے کہ جب بھی اس سے یہ نام لے کر دعا کی جاتی ہے تو قبول کرتاہے اور جب بھی اس کے ذریعہ کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو عطا کرتاہے" (یہ حدیث صحیح ہے، اسے اصحابِ سنن اور امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیاہے)۔

یہی ایک نام ہے جو ان تمام احادیث میں وارد ہوا ہے جن میں نبی ﷺ نے اللہ کے اسم اعظم کی خبر دی ہے۔

بالعموم (تمام) ماثور اذکار اسی نام سے مربوط ہیں، چنانچہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ، سبحان اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، حسبی اللہ، انا للہ وانا الیہ راجعون اور بسم اللہ اور ان جیسے دیگر اذکار اسی نام سے مربوط ہیں، کوئی اس سے جدا نہیں ہے۔

یہ نام اللہ کے اسمائے حسنی کی اصل اور بنیاد ہے، چنانچہ اسمائے حسنی میں سے کسی اسم کی طرف اس نام کو منسوب نہیں کیا جاتا، بلکہ تمام اسمائے حسنی اسی اسمِ عظیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اس لیے یہ نہیں کہا جاتا کہ: اللہ، رحمن یا رحیم کے اسما میں سے ہے، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ: رحمن و رحیم اللہ کے اسما میں سے ہیں: ﴿وَلِلَّهِ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ فَٱدۡعُوهُ بِهَا﴾ [سورۃ الأعراف:180].

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

اللہ جل جلالہ کو سب سے زیادہ جس لفظ سے پکارا جاتا ہے وہ ہے: (اللھم!-اے میرے پروردگار!)۔ رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے (اللھم!-اے میرے پروردگا!) کہہ کر بہت دعا کیا کرتے تھے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: " اللھم: تمام دعاؤں کا مجموعہ ہے، اگر دعا گو یہ کہے کہ: اللهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ! (اے میرے پرودگار! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں)۔ تو گویا اس نے یہ کہا کہ: میں اس اللہ سے جس کے لئے تمام خوبصورت نام اور اعلی صفات ہیں، اس کے اسماء وصفات کے ذریعہ دعا کرتا ہوں"۔

خیر وبرکت کے حصول کے لئے ہر کام کا آغاز اسی نام سے کیا جاتا ہے۔

نیز قرآن کی سب سے پہلی آیت میں وارد ہونے والا سب سے پہلا اسم بھی یہی ہے:

﴿بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾

(یعنی: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)۔ یا یہ آیت: ﴿ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ (یعنی: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)۔ اسی طرح سورۃ الناس میں وارد ہونے والا سب سے آخری نام بھی یہی ہے: ﴿إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ۝٣﴾ [سورۃ الناس:3]. (یعنی: لوگوں کے معبود کی [پناہ میں آتا ہوں])۔

وہ شہادت (گواہی) جو کفر سے (نکال کر) اسلام میں داخل کر دیتی ہے، اس میں صرف یہی ایک نام آیا ہے :(أشهد أن لا إله إلا الله)، اس نام کے بغیر شہادت (توحید کی گواہی) درست نہیں ہوتی۔

اس اسمِ عظیم کا مقام و مرتبہ یہ بھی ہے کہ: آخری زمانے میں جب اللہ تمام مومنوں کی روحیں قبض کر لے گا تو اس نام کو بھی روئے زمین سے اٹھا لے گا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "قیامت اس شخص پر قائم نہ ہوگی جو اللہ کہتا ہوگا" (یعنی اس کے مرنے کے بعد ہی قائم ہوگی) [مسلم]۔

یہی وہ نام ہے جو قرآن کریم میں سب سے زیادہ وارد ہوا ہے، چنانچہ ۲۲۰۰ سے زائد مقام پر اس نام کا ذکر آیا ہے، اللہ کے فرمان: {قُلِ ٱدۡعُواْ ٱللَّهَ أَوِ ٱدۡعُواْ ٱلرَّحۡمَٰنَۖ} [سورۃ الإسراء:110]. (ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر) کے تعلق سے بعض علما کہتے ہیں کہ: ان دو ناموں کو بطور خاص ذکر کرنے کی وجہ ان ناموں کا (خصوصی) مقام و مرتبہ ہے، نیز اسم "اللہ" کو مقدم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ: ذکرِ الٰہی میں وہ رحمن سے زیادہ اشرف و اعلی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام: عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں" (مسلم)۔

- **تم اللہ کے ساتھ ہو جاؤ اللہ تمہارے ساتھ ہو جائے گا!**

بندہ اگر اپنی پسند اور اختیار سے اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے تو ضرورت کی مار پڑنے پر ضرور متوجہ ہوتا ہے۔

قِف بِالخُضُوعِ ونادِ يا اللهُ ... إنَّ الكَرِيمَ يُجِيبُ مَن نَادَاهُ

وإذا بُلِيت بِغُربَةٍ أو كُربَةٍ ... فادعُ الإلَهَ ونادِ يا اللهُ

ترجمہ: (اللہ کے دربار میں) خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور یا اللہ کی ندا لگاؤ۔ یقینا اللہ کریم اپنے پکارنے والے کی سنتا اور اسے نوازتا ہے۔ جب اجنبیت یا کسی مصیبت سے دوچار ہو تو معبودِ حقیقی کو پکارو اور یا اللہ کی ندا لگاؤ۔

جب غم واندوہ اپنا ڈیرا ڈال دے، حزن وملال کی تاریکی چھا جائے، تکلیف زیادہ بڑھ جائے، معاملہ سنگین ہو جائے، راستے تنگ پڑ جائیں اور تدبیریں ناکام ہو جائیں تو پکارنے والا: یا اللہ! کی ندا بلند کرتا ہے۔

جب بیمار کا مرض بڑھ جاتا اور طبیب عاجز وناکام ہو جاتا ہے تو وہ یا اللہ! کی ندا لگاتا ہے، جب سمندر کی تاریکیوں میں سفینہ بے قابو ہو جاتا، ہوا کے تھپیڑے اس کے ساتھ رقص کرنے لگتے ہیں تو منادی ندا لگاتا ہے: یا اللہ! جب زمین پر قحط پڑتا ہے، پودے مرجھا جاتے ہیں، تھنوں میں خشکی پڑ جاتی ہے تو منادی پکار اٹھتا ہے: یا اللہ!

یقینا وہ اللہ ہی ہے جو: مصیبت کے وقت پناہ دیتا، خوف ووحشت میں انس ومحبت عطا کرتا اور تنگ دستی کے عالم میں مدد سے نوازتا ہے۔

لوگ نہ تو اللہ کی مشیئت کے بغیر کوئی نقصان پہنچاسکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کی مشیئت کے بغیر کوئی فائدہ دے سکتے ، اس لئے اپنا دل اللہ سے ہی وابستہ رکھیں!

اللہ کی رسی کے سوا تمام رسیاں ٹوٹ جاتیں اور اس کے در کے سوا تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں: { أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ } [سورۃ النمل:62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کر دیتا ہے؟

نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "سیوطی فرماتے ہیں کہ: جو اللہ سے بے نیازی طلب کرتا ہے، وہ محتاج نہیں ہوتا، جو اللہ کے ذریعہ سربلندی حاصل کرتا ہے، وہ ذلیل وخوار نہیں ہوتا۔ حسین کہتے ہیں کہ: جس قدر بندہ اللہ کے سامنے اپنی محتاجگی اور فقر ظاہر کرتا ہے، اسی قدر اللہ کے ذریعہ وہ بے نیاز ہوتا ہے"۔

يا صَاحِبَ الهَمِّ إن الهَمَّ مُنفَرِجُ أبشِر بِخَيرٍ فإنَّ الفارِجَ اللهُ

اليأسُ يَقطَعُ أحيانًا بِصاحِبِهِ لاتيأَسَنَّ فإنِ الكافِيَ اللهُ

اللهُ يُحدِثُ بَعدَ العُسرِ مَيسَرَةً لاتَجزَعَنَّ فإنَّ القَاسِمَ اللهُ

إذا بُلِيتَ فَثِق باللهِ وارضَ بِهِ إنَّ الَّذِي يَكشِفُ البَلوَى هُو اللهُ

واللهِ ما لَكَ غيرُ اللهِ مِن أَحَدٍ فَحَسبُكَ اللهُ في كُلٍّ لَكَ اللهُ

ترجمہ: اے افسردہ انسان! یقیناغم کا بادل چھٹ جائے گا۔ خیر و بھلائی کی خوش خبری قبول کر کہ غم کو دور کرنے والا اللہ ہے۔

ناامیدی بسا اوقات انسان کو توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ ہرگز ناامید نہ ہو کیوں کہ اللہ (ہر مصیبت کے لئے) کافی ہے۔

اللہ سختی کے بعد آسانی پیدا کرتا ہے، بالکل نہ گھبرا کہ (سختی اور آسانی کو) بانٹنے والا اللہ ہے۔

جب کسی آزمائش سے دوچار ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھ اور اس سے راضی رہ، بے شک آزمائش کو دور کرنے والا صرف اللہ ہے۔

اللہ کی قسم اللہ کے سوا کوئی تیرے کام نہیں آسکتا، ہر ضرورت اور مصیبت میں اللہ ہی تیرے لئے کافی ہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، ہم کما حقہ تیری عبادت کرنے سے قاصر رہے!

اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا طالب ہوں اور اس قول و عمل کا بھی جو جنت سے قریب کر دے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم سے اور اس قول و عمل سے جو جہنم سے قریب کر دے۔

(۳)

الرَّب جل جلاله

○ دراِلٰہی پہ دستک...

اے پالنہار! ہم تجھ سے تیری عزت وبلندی اور اپنی پستی وکمتری کے واسطے سے، تیری قوت اور اپنی کمزوری کے حوالے سے، تیری بے نیازی اور تیرے سامنے اپنی محتاجگی کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں، ہماری جھوٹی اور خطاکار پیشانیاں تیرے در پہ خم ہیں، ہمارے علاوہ تیرے بندے بہت ہیں لیکن تیرے سوا ہمارا کوئی (پالنہار) نہیں، تیرے سوا نہ میرے لیے کوئی جائے پناہ ہے اور نہ ہی تجھ سے بچ کر تیرے سوا کوئی ٹھکانا۔

ہم تجھ سے مسکین ودرماندہ شخص کی طرح سوال کرتے ہیں، تیرے سامنے ذلت وانکساری کے ساتھ الحاح وزاری کرتے ہیں، اور تجھے خائف وہراساں انسان کی طرح پکارتے ہیں۔

(تجھ سے) ان لوگوں کی طرح سوال کرتے ہیں جن کی گردنیں تیرے در پہ خم ہیں، ان کی ناکیں تیرے لیے خاک آلود ہیں، ان کی آنکھیں تیرے خوف سے پرنم ہیں، ان کے دل تیری عزت وجلال کے سامنے بچھے ہوئے ہیں، کہ اے ارحم الراحمین! تو ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت کے سائے میں پناہ عطا کر۔

بِمَن يَستَغيثُ العَبدُ إلا بِرَبِّهِ — وَمَن لِلفَتَى عِندَ الشَّدَائِدِ والكَربِ

وَمن مالِكِ الدُّنيا ومَالِكِ أَهلِهَا — وَمن كَاشِفِ البَلوَى على الُبعدِ

وَمَن يَدفَعُ الغَمَّاءَ وَقتَ نُزُولِها — وَهَل ذاكَ إلَّا مِن فِعَالِكَ يا رَبِّي

ترجمہ: بندہ اپنے پروردگار کے سوا کس سے مدد کی گوہار لگائے۔ کون ہے جو مصیبتوں اور سختیوں کے وقت انسان کے کام آتا ہے۔ کون ہے جو دنیا جہان اور اس کے تمام باشندوں کا مالک ہے۔ کون ہے جو دور اور نزدیک کی

آزمائش کوزائل کرتا اور کون ہے جو حزن وملال کے نازل ہوتے ہی اسے دور کر دیتا ہے۔اے میرے پالنہار! یہ سب محض تیری تدبیر سے ہی انجام پاتے ہیں۔

ذیل کے سطور میں ہم اللہ کے جس خوبصورت نام کے بارے میں گفتگو کا شرف حاصل کرنے جارہے ہیں، وہ ہے:(الرب تبارک وتعالی) :

اللہ عزیزوبرتر کا فرمان ہے:{رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِ ﴿١٧﴾} [سورۃ الرحمن:17].

ترجمہ:وہ رب ہے دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا۔

نیز اللہ پاک وبرتر فرماتا ہے: { سَلَٰمٞ قَوۡلٗا مِّن رَّبّٖ رَّحِيمٖ ﴿٥٨﴾} [سورۃ یس:58].

ترجمہ:مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

ہمارا پالنہار، خالق ومالک، مدبر وکارساز ہے، وہ تمام مالکوں کا پالنہار اور تمام بندوں کا معبود ہے، تمام ملکوں اور ریاستوں، بادشاہوں اور تمام بندوں کا مالک ہے، وہی مخلوق کی منفعت ومصلحت کی تدبیر کرتا، تمام انس وجن کی حاجتوں کو پوری کرتا اور ان کے معاملات کو درست رکھتا ہے،وہی دنیا وآخرت کو قائم رکھنے والا ہے۔

○ مخلوق پر اس کی ربوبیت دو قسم کی ہے:

ربوبیت عامہ: جو کہ تمام مخلوقات کو شامل ہے، خواہ نیک ہو یا فاجر، مومن ہو یا کافر، یہاں تک کہ جمادات بھی اس میں داخل ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ: وہی انہیں پیدا کرتا، انہیں رزق دیتا، ان کے معاملاتِ زیست کی تدبیر کرتا، ان پر اپنا انعام کرتا اور انہیں اپنی نوازشیں عطا کرتا ہے۔

ربوبیت خاصہ: اس سے مراد یہ ہے کہ: اللہ بلند وبرتر اپنے اولیاء اور چنندہ بندوں کی تربیت کرتا ہے، ایمان پر ان کی پرورش کرتا اور انہیں اس کی توفیق عطا کرتا ہے، ان کے دلوں، روحوں اور اخلاق کی اصلاح فرماتا ہے، اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

اس کے معنی ہیں: ہر قسم کی بھلائی کی توفیق دینا اور ہر طرح کے شر سے حفاظت کرنا۔

تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے..

ہمارے پاک و برتر پالنہار نے اپنی تعریف یوں کی کہ وہ تمام جہانوں کا پالنہار ہے:

{ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٢﴾} [سورۃ الفاتحۃ:2].

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اس نے اپنی تعریف یوں بھی کی کہ وہ عرش کا مالک ہے:

{ سُبْحَٰنَ رَبِّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ رَبِّ ٱلْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾} [سورۃ الزخرف:82].

ترجمہ: آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اس سے (بہت) پاک ہے۔

{ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ ۩ ﴿٢٦﴾} [سورۃ النمل:26].

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے۔

اس نے اپنی تعریف یوں بھی کی کہ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے:

{ سُبْحَٰنَ رَبِّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ رَبِّ ٱلْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾} [سورۃ الزخرف:82].

ترجمہ: آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اس سے (بہت) پاک ہے۔

اسی لیے تمام مخلوقات پاک و برتر رب کی حمد و ثنا بیان میں محو ہیں: {وَقِيلَ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ} [سورۃ الزمر:75].

ترجمہ: کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔

چنانچہ دنیا میں بھی اس کی تعریف بیان کی جاتی ہے اور آخرت میں بھی اس کی تعریف بیان کی جائے گی: { دَعْوَىٰهُمْ فِيهَا سُبْحَٰنَكَ ٱللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَٰمٌ ۚ وَءَاخِرُ دَعْوَىٰهُمْ أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠﴾} [سورۃ یونس:10].

ترجمہ: ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی "سبحان اللہ" اور ان کا باہمی سلام یہ ہو گا "السلام علیکم" اور ان کی اخیر بات یہ ہو گی: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔

○ **خزانوں کی کنجیاں..**

چوں کہ انبیا و صالحین کو یہ معلوم تھا کہ یہ نام دعا کی کنجی ہے، اس لیے انہوں نے اپنی دعاؤں میں اسی نام کے ذریعہ اللہ سے الحاح وزاری کی۔

نوح علیہ السلام نے اس نام سے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

{رَّبِّ ٱغۡفِرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيۡتِيَ مُؤۡمِنٗا وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتِۖ} [سورۃ نوح:28].

ترجمہ: اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔

ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے بھی اس نام سے اپنے رب کو پکارا:

{وَإِسۡمَٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ} [سورۃ البقرۃ:127].

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اور (محمد) مصطفی ﷺ نے اسی نام سے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

{وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنۡ هَمَزَٰتِ ٱلشَّيَٰطِينِ ٩٧ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحۡضُرُونِ ٩٨}

[سورۃ المؤمنون:97-98].

ترجمہ: اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔

○ **اے میرے پروردگار!**

نبی ﷺ کو جب کوئی پریشانی درپیش ہوتی اور کوئی مصیبت لاحق ہوتی تو آپ فرماتے: "لا إله إلا اللهُ العظيم الحليم لا إله إلا الله رب العرش العظيم لا إله إلا الله رب السماوات ورب الأرض رب العرش الكريم "

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظیم اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب اور عرش عظیم کا رب ہے [بخاری و مسلم]۔

جو شخص اپنے اختیار سے عزیز وبرتر رب کے اسما کے وسیلے سے دعا نہیں کرتا، وہ مجبور ہو کر ان ناموں کا سہارا ضرور لیتا ہے، چنانچہ بیمار شخص جب بستر پر پڑا بیماری سے لڑ رہا ہوتا ہے تو وہ پکار اٹھتا ہے: اے میرے پروردگار.. اے میرے پالنہار! جس کے نتیجے میں عافیت اس سے قریب ہونے لگتی اور اللہ بلند وبرتر کی جانب سے شفا یابی کا نزول ہونے لگتا ہے۔

فقیر ودرماندہ انسان جو حقیر و معمولی چیز سے بھی محروم ہوتا ہے، وہ اللہ کے نام سے گڑگڑاتا ہے، فقر ومحتاجگی سے کراہتے ہوئے اور فاقہ وتنگ دستی سے تنگ آ کر یارب.. یارب! کی آواز بلند کرتا ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے اللہ اس کی حاجت کو دور کر دیتا اور اللہ بلند وبرتر صرف اپنے فضل سے اس کی تنگ دستی کو ختم کر دیتا ہے۔

بھوکا شخص جب بھوک سے کراہتا اور تکلیف سے بے چین ہوتا ہے تو: اے رب... اے رب! کی ندا لگاتا ہے، اور پھر وہ رزق سے مالامال ہو جاتا اور اللہ کی نوازش اس پر برسنے لگتی ہے۔

مظلوم وستم زدہ انسان اپنے گرم آنسو اور دہکتی آہ وکراہ کو چھپاتے ہوئے یارب.. یارب! کی پکار لگا کر اللہ سے مدد کی التجا کرتا ہے تو وہ بڑی نصرت ومدد اور بہترین انجام سے سرفراز ہوتا ہے۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ربوبیت کو بار بار ذکر کر کے اللہ سے الحاح وزاری کرنا قبولیتِ دعا کا ایک عظیم ترین وسیلہ ہے"۔

يا رَبِّ نَفِّس عَن عُبيدِكَ كُربَةً وأَرِحهُ مِمَّا قد عَنَا وَدَهَاهُ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! اپنے بندے کی مصیبت کو دور فرمادے اور اسے جو (حزن وملال) لاحق ہوا ہے، اس سے نجات وراحت عطا کر۔

○ **ہم اپنے پروردگار کو بھول جاتے ہیں!!**

ہمارا رب کتنا عظیم الشان ہے، اس کی بادشاہت کتنی وسیع وکشادہ ہے، اس کا مقام ومرتبہ کس قدر بلند ہے، وہ اپنی مخلوق سے کتنا قریب اور اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے۔

اللہ بلند وبرتر کی ربوبیت: عظمت وجلال کی ربوبیت ہے: {سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى ۝١} [سورۃ الأعلیٰ:1].

ترجمہ: اپنے بہت ہی بلند رب کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔

اللہ پاک وبرتر کی ربوبیت: برکت، افزائش ونمو اور نوزاش کی ربوبیت ہے:

{تَبَارَكَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَالَمِينَ ۝٥٤} [سورۃ الأعراف:54].

ترجمہ: بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی ربوبیت یہ ہے کہ: وہ (عیوب پر) پردہ ڈالتا اور (گناہوں کو) معاف فرماتا ہے:

{بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝١٥} [سورۃ سبأ:15].

ترجمہ: یہ عمدہ شہر اور وہ بخشنے والا رب ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی ربوبیت: عزت وقوت اور غلبہ وطاقت کی ربوبیت ہے:

{رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفَّٰرُ ۝٦٦} [سورۃ ص:66].

ترجمہ: جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی ربوبیت: رحمت والی ربوبیت ہے: {رَّبِّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٱلرَّحْمَٰنِ} [سورۃ النبأ:37].

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، ان کا پروردگار ہے اور بڑی بخشش کرنے والا ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی ربوبیت: سخاوت وفیاضی کی ربوبیت ہے:

{يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِ ۝٦} [سورة الانفطار:6].

ترجمہ: اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا؟

اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، جو اکیلا اور یکتا ہے، اے ہمارے پروردگار ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کر سکے!

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ پاک وبرتر ہی: تمام مالکوں کا مالک ہے وہ کسی غیر اللہ کو اپنا مالک وپروردگار نہیں مان سکتا، بلکہ اللہ کی ربوبیت سے ہی راضی ہو سکتا ہے اور جو انسان (اللہ کی ربوبیت سے) راضی ہو جائے وہی ایمان کی چاشنی سے شادکام ہوتا ہے، اس سلسلے میں نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: "جو اللہ کی ربوبیت وحکمرانی پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کی پیغمبری پر راضی ہو گیا، اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا" [مسلم]۔

{وَقُل رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ۝١١٨} [سورة المؤمنون:118].

ترجمہ: اور کہو کہ اے میرے رب! تو بخش اور رحم کر اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔

اے ہمارے پروردگار! ہم تیری ہی رحمت کے خواستگار ہیں، تو ہمیں ایک لمحہ کے لیے بھی نظر انداز نہ کر، اور ہمیں اپنی رحمت کے سائے تلے پناہ عطا کر۔

اے ہمارے پروردگار! تو بخش دے اور رحم فرما، تو تمام مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔

(۴،۵)

الأحَدُ، الوَاحِدُ جل جلاله

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے (والد کے) چہرے پر سیاہی اور غبار ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ: آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ: اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔ آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہوگی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: میں نے کافروں پر جنت حرام قرار دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ: اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور (ذیخ) خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا"۔

حدیث میں (ذیخ) کا لفظ آیا ہے جس سے: گھنے بالوں والا نر بھیڑیا مراد ہے۔

ہمارا مہربان پروردگار سبحانہ وتعالی ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کے حق میں کی جانے والی سفارش کو قبول نہیں کرے گا، کیوں کہ ان کے والد کی موت شرک پر ہوئی تھی، اور اللہ نے ہر کافر و مشرک پر جنت کو حرام قرار دیا ہے، اور چوں کہ اللہ نے ابراہیم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا اس لیے ان کے والد کو اس دن بھیڑیے کی شکل میں بدل دے گا، اس کے بعد جہنم میں ڈال دے گا، جس سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہوسکے گا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں، اس طرح وہ رسوائی سے محفوظ رہیں گے۔

مشرک کے حق میں خلیل اللہ (اللہ کے دوست) کی سفارش قبول نہیں ہوگی، تو خلیل علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کی سفارش کیسے قبول ہوسکتی ہے؟!

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾ } [سورۃ النساء:48].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

اس لیے بندہ پر عائد ہونے والا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ: عبادت میں اللہ کی توحید کو بجالائے۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی تعریف میں یہ بیان فرمایا ہے کہ (وہ عزیز وبرتر احد-اکیلا-اور واحد-یکتا و منفرد-ہے): { قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ } [سورۃ الإخلاص:1].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔

{ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا۟ إِلَـٰهًا وَٰحِدًا ۖ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ } [سورۃ التوبۃ:31].

ترجمہ: انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ہم ان دونوں اسما پر ٹھہر کر غور کریں گے اور ان کے (ٹھنڈے) سائے میں راحتِ (جاں) حاصل کریں گے، ہو نہ ہو اللہ ہمیں اپنی توحید کو بروئے عمل لانے اور اس کے منفرد اور یکتا ہونے پر پوری طرح ایمان لانے کی توفیق بخشے:

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار شرافت وجلالت کی تمام تر صفات، عظمت وکبریائی اور حسن وجمال کے تمام تر اوصاف میں منفرد ہے۔

چنانچہ وہ اپنی ذات میں یکتا ہے، اس کے مشابہ کوئی نہیں۔

وہ اپنی صفات میں یکتا ہے، اس کا ہم مثل کوئی نہیں۔

وہ اپنے افعال میں یکتا ہے، نہ تو اس کا کوئی ساجھی ہے اور نہ معاون۔

وہ اپنی الوہیت میں یکتا ہے، نہ تو محبت اور تعظیم میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ ذلت وانکساری میں۔

وہ یکتا ہے جس کی ساری صفات عظمت کی حامل ہیں، وہ ہر قسم کے کمال میں منفرد ہے، مخلوقات کے لیے یہ نا ممکن ہے کہ وہ (سب مل کر) اس کی صفات کے ادنی حصے کا بھی احاطہ کر سکیں، یا اس کے اوصاف کے کسی حصہ کا ادراک کر سکیں، چہ جائے کہ اس کی کسی ایک صفت کے اندر بھی کوئی اس کا ہم سر وہم مثل ہو۔

○ فطرت...

وحدانیت: رسولوں کی دعوت کا خلاصہ اور ان کی پیغامبری کی بنیاد ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾﴾ [سورۃ الأنبياء:108].

ترجمہ: کہہ دیجئے! میرے پاس تو وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی ہے، تو کیا تم بھی اس کی فرمانبرداری کرنے والے ہو؟۔

وحدانیت سے مراد: اللہ پاک وبرتر کی وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا، وہ عہد وپیمان ہے جو اللہ نے ان سے لیا، رسولوں کی وہ دعوت ہے جس کے ساتھ اللہ نے انہیں مبعوث فرمایا اور ان کتابوں کا مقصود ومفہوم ہے جنہیں اللہ نے نازل فرمایا۔

وحدانیت الٰہی کی خاطر ہی جنت وجہنم کو وجود میں لایا گیا، اسی کے سبب پل صراط قائم کیا جائے گا، صحیفے کھولے جائیں گے، میزان نصب کیا جائے گا، اسی کی خاطر ملت میں تلوار بے نیام ہوئی، عَلَمِ جہاد بلند ہوا، شہیدوں کی روحیں پرواز کیں، (ان کے لیے) موت کا مزہ شیریں ہو گیا، اور مجاہدوں کی جانیں موت کا مہر بن گئیں: ﴿قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىَّ أَنَّمَآ إِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَٰحِدٌ فَٱسْتَقِيمُوٓا۟ إِلَيْهِ وَٱسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾﴾ [سورۃ فصلت:6].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو، اور ان مشرکوں کے لیے (بڑی ہی) خرابی ہے۔

وحدانیت کو ثابت کرتے ہوئے اور اس کی خاطر دین کو خالص کرنے کو واجب قرار دیتے ہوئے اللہ پاک وبرتر نے فرمایا: {وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ ٥} [سورۃ البینۃ:5].

ترجمہ: انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی وحدانیت اور عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو واجب ٹھہرایا:

{فَإِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ فَلَهُۥٓ أَسۡلِمُواْۗ وَبَشِّرِ ٱلۡمُخۡبِتِينَ ٣٤} [سورۃ الحج:34].

ترجمہ: سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ۔ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

○ **روشن دلیل:**

اللہ پاک وبرتر نے مشرکوں کے عقائد کو باطل وبے بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

{۞ وَقَالَ ٱللَّهُ لَا تَتَّخِذُوٓاْ إِلَٰهَيۡنِ ٱثۡنَيۡنِۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ فَإِيَّٰيَ فَٱرۡهَبُونِ ٥١} [سورۃ النحل:51].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ۔ معبود تو صرف وہی اکیلا ہے، پس تم سب صرف میرا ہی ڈر خوف رکھو۔

{ءَأَرۡبَابٞ مُّتَفَرِّقُونَ خَيۡرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّارُ} [سورۃ یوسف:39].

ترجمہ: کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور؟۔

نیز ان لوگوں کی تردید فرمائی جو اللہ کو تین (معبودوں میں) تیسرا مانتے ہیں:

{وَلَا تَقُولُوا۟ ثَلَٰثَةٌ ۚ ٱنتَهُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ} [سورۃ النساء:171].

ترجمہ: نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آجاؤ کہ تمہارے لئے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے۔

اللہ نے ہر قسم کی برابری، شراکت اور ہمسری و مماثلت کی نفی فرمائی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالی: یکتا ومنفرد ہے جس کے ہم مثل اور نظیر کوئی نہیں: {هَلْ تَعْلَمُ لَهُۥ سَمِيًّا} [سورۃ مریم:65].

ترجمہ: کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟

ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم اسے کسی مخلوق سے تشبیہ دیں، (اس کی ذات سے متعلق اسی چیز کو ثابت کریں) جس کی اس نے اپنے بارے میں خبر دی ہے، کیوں کہ وہ اپنی ذات سے سب سے زیادہ باخبر ہے۔

انسان کے ذہن میں اللہ پاک وبرتر کے تعلق سے جو بھی (نازیبا) خیالات آتے ہیں، اللہ ان سے بری وپاک ہے، کیوں کہ اس کا نہ تو کوئی شریک ونظیر ہے اور نہ کوئی اس کے ہم مثل اور مشابہ ہے: {لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ} [سورۃ الشوری:11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

کوئی مخلوق اس کی ہم مثل نہیں، اس کے لیے خوبصورت نام اور بلند وبالا صفات ہیں، اس کے لیے کمال وجمال، عظمت وجلال اور شرافت وکبریائی ہے۔

مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہمیں اپنے رب کی صفت بتاؤ! کیا وہ سونے کا ہے؟ یا سرخ پیتل یا پیلا پیتل کا؟ ان میں سے کچھ کہتے تھے کہ: اے محمد! ہمیں اپنے رب کا نسب نامہ بتاؤ۔

یہود کہتے کہ: ہم عزیر ابن اللہ کی عبادت کرتے ہیں، نصاری کہتے کہ: ہم مسیح ابن اللہ کی پرستش کرتے ہیں، مجوس کہتے کہ: ہم سورج اور چاند کی پوجا کرتے ہیں اور مشرکین کہتے کہ: ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں..

اللہ پاک وبرتر نے ان سب کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: {قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾} [سورۃ الإخلاص:1].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک ہی ہے۔

○ اللہ ان کی باتوں سے پاک وبالاتر ہے!

انہوں نے اللہ عزیز وبرتر کے خلاف جرات کا مظاہرہ کیا اور ایسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا کہ قریب ہے کہ اس کی سنگینی کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں!! کہ انہوں نے اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کی- جو کچھ یہ کہتے ہیں اس سے اللہ پاک اور بالاتر ہے!-

سب کے سب اس کی بادشاہت اور حاکمیت کے ماتحت ہیں اور سارے کے سارے اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں: {لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ ٱلْأَرْضُ وَتَخِرُّ ٱلْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا۟ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنۢبَغِى لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن كُلُّ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ إِلَّآ ءَاتِى ٱلرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ أَحْصَىٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ ءَاتِيهِ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾} [سورۃ مریم:89-95].

ترجمہ: یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے۔ شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔ آسمان وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔ ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اس کے لیے مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالی دیتا! اس نے مجھے جھٹلایا اور اس کے لیے یہ بھی مناسب نہ تھا! اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ نے مجھے پہلی بار پیدا کیا، دوبارہ (موت کے بعد) وہ مجھے زندہ نہیں کر سکے گا، حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ دشوار و مشکل نہیں ۔ اس کی گالی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ نے اولاد رکھا ہے، حالانکہ میں اللہ اکیلا اور بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا، نہ مجھے کسی نے جنا، اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے"۔

معلوم ہوا کہ اللہ پاک وبرتر اکیلا معبود برحق ہے، اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، اور نہ اس کی ذات، یا صفات یا افعال میں کوئی اس کا ہم مثل ہے۔

○ کائنات اس کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے:

کائنات میں جو بھی ایجادات، نظم ونسق، اتحاد اور یکجہتی پائی جاتی ہے وہ سب کے سب اپنے ایک موجد اور ایک مدبر وکارساز پر دلالت کرتے ہیں، اس کائنات کے پیچھے اگر ایک سے زائد کارساز اور تنظیم کار ہوتے تو اس کا نظام درہم برہم ہوجاتا اور اس کے طریقے باہم مضطرب ہوتے:

﴿ لَوۡ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَاۚ فَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُونَ ٢٢ ﴾ [سورۃ الأنبیاء:22].

ترجمہ: اگر آسمان وزمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہوجاتے۔ اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں۔

تَأَمَّل فِي نَبَاتِ الأَرضِ وانظُر ... إلى آثارِ ما صَنَعَ المَلِيكُ
عُيونٌ مِن لُجَينٍ شـــاخِصــــاتٌ ... بِأَحداقٍ هِيَ الذَهَبُ السَبِيكُ
على قَضَـــبِ الزَّبَرجَدِ شـــاهِدَاتٌ ... بِأَنَّ اللهَ لَيسَ لهُ شَرِيكُ

ترجمہ: زمین میں اگنے والے پودوں پر غور کرو اور بادشاہ کی صناعی کے آثار میں تامل سے کام لو۔

چاندی (سی سفید) آنکھیں اپنی سیاہ پُتلیوں کے ساتھ ایسے ٹکٹکی لگا کر دیکھتی ہیں جیسے وہ قیمتی پتھر کے تراشے پر سونے کی ڈلی ہوں، یہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔

○ **اللہ تمام شریکوں کے مقابلے میں شرکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے..**

اللہ عزیز وبرتر ہی تمام تر عبادتوں کا تن تنہا مستحق ہے، اس لیے بندہ غیر اللہ کا رخ نہ کرے، اور نہ اللہ کے سوا کسی اور کے لیے کوئی عبادت انجام دے، خواہ نماز ہو یا دعا، ذبح ہو یا نذر ونیاز، توکل ہو یا امید، خوف ہو یا خشوع وخضوع:

{قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾} [سورۃ الأنعام:162-163].

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ: تمام تر عبادتوں میں اللہ کو منفرد ویکتا مانا جائے: {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾} [سورۃ الذاریات:56].

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

{وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ} [سورۃ التوبۃ:31].

ترجمہ: انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

چنانچہ توحید سب سے نازک، سب سے پاک اور صاف وشفاف چیز ہے، ادنی اور معمولی سی آمیزش بھی اس کو مجروح، گدلا اور متاثر کر دیتی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھی کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں" [مسلم]۔

یہ بھی نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جس کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں ہے جمع کرے گا تو پکارنے والا پکار کر کہے گا: جس نے اللہ کے واسطے کوئی کام کیا ہو اور اس کام میں کسی کو شریک کر لیا ہو، جس غیر کو اس نے شریک کیا تھا وہ اسی سے اپنے عمل کا ثواب مانگ لے، کیوں کہ اللہ بنسبت اور شریکوں کے شرکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے احمد نے "مسند" میں روایت کیا ہے]۔

○ **پند و نصیحت..**

نبی ﷺ کی صحیح سنت میں بہت سی ایسی حدیثیں آئی ہیں جو توحید پر ابھارتی اور اس کی فضیلت بیان کرتی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا "لا إلهَ إلا اللهُ وحدَهُ لا شَرِيكَ لهُ، لهُ المُلكُ، ولهُ الحَمدُ، وهُوَ على كُلِّ شيءٍ قديرٌ" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے، تمام تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹادی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی تا آنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا، مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے" [بخاری و مسلم]۔

ترمذی اور ابو داود کی روایت کردہ بریدہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: "اللهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ بِأَنَّكَ أنتَ اللهُ، لا إِلَهَ إِلَّا أنتَ، الأحدُ الصَّمَدُ الذى لم يَلِد ولم يُولَد ولم

www.salafimanhaj.info

يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ" (اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وسیلہ سے کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم کے ذریعہ سوال کیا ہے جس کے ذریعے اگر سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے، اور دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

رسول ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ جو اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے: کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے، یقیناتو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا گیا، اسے معاف کر دیا گیا، اسے معاف کر دیا گیا" تین دفعہ آپ نے یہ کلمات دہرائے۔ [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "مسند" میں روایت کیا ہے]۔

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "کلمہ توحید کو بروئے عمل لانے سے گردنوں کی (جہنم سے) رہائی واجب ہو جاتی ہے، اور گردنوں کی رہائی، جہنم سے (انسان کی) آزادی کو واجب ٹھہراتی ہے"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا: "مغفرت کا ایک سبب توحید بھی ہے، بلکہ یہ سب سے بڑا سبب ہے، جس کے اندر توحید ناپید ہو وہ مغفرت سے بھی محروم ہو جاتا ہے، اور جو شخص توحید کو بروئے عمل لائے وہ مغفرت کے عظیم ترین سبب کو بروئے عمل لاتا ہے"۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "توحید: وہ سب سے پہلی چیز ہے جس کے ذریعہ انسان دین اسلام میں داخل ہوتا ہے اور وہ سب سے آخری چیز ہے جس کے ساتھ (بندہ مسلم) دنیا سے جدا ہوتا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کا آخری کلام «لا إله إلا الله» ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا"، معلوم ہوا کہ کلمہ توحید کا اقرار ہی سب سے پہلا اور سب سے آخری واجب ہے۔ کیوں کہ توحید ہی: سب سے پہلی اور سب سے آخری چیز ہے"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "جس طرح توحید دنیاوی مصائب ومشکلات کو دور کرتی ہے اس طرح کوئی اور چیز نہیں کرتی"۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ: "کوئی مشرک انسان جنت میں داخل نہیں ہو گا، بلکہ اس میں صرف توحید پرست ہی داخل ہوں گے، کیوں کہ توحید ہی بابِ جنت کی کنجی ہے"۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "سفیان ثوری ابراہیم بن ادہم کے پاس آتے اور کہتے: اے ابراہیم! اللہ سے دعا کرو کہ توحید پر میرا خاتمہ فرمائے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو انگلیوں کے اشارے سے دعا کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک سے ایک سے!" [یہ صحیح حدیث ہے جسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ: جب دعا میں اشارہ کرے تو صرف ایک انگلی سے اشارہ کرے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اے واحد ومنفرد.... اے یکتا... اے بے نیاز! کہ تو ہمیں ان خوش نصیبوں میں شمار فرما جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور تونے سن لی، جنہوں نے تیرے سامنے الحاح وزاری کی اور تونے انہیں اپنی رحمت سے مالامال کر دیا، جنہوں نے تیری پناہ طلب کی اور تونے انہیں جہنم سے پناہ بخش دی، اور اے اللہ! دنیا کے اندر ہمارا آخری کلام کلمہ توحید (لا الہ الا اللہ) کو قرار دے، یقیناً تو تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

(٦)

الصَّمدُ جل جلاله

آپ کو جب کوئی حاجت درپیش ہو، تو (اللہ) سے لو لگائیں جو بے نیاز ہے، جب عزت سے دامن بے مراد ہو جائے اور ذلت دامن گیر ہو تو بے نیاز (اللہ) کے دروازے پر دستک دیں، جب آپ کے جسم میں کمزوری سرایت کر جائے تو اسی بے نیاز سے قوت وطاقت حاصل کریں۔

إنَّهُ الوَاحِدُ الَّذِي لا يُضاهِي في مَعَانِي أسمَائِهِ والصِّفَاتِ
صَمَدٌ تَصمُدُ البَرَايَا إلَيهِ وأَنِيسُ الَّضمَائِرِ الُموحِشاتِ

ترجمہ: یقیناً (اللہ) واحد و یکتا ہے جس کے اسماء وصفات کے معانی میں کوئی اس کا ہم سر نہیں۔
وہ بے نیاز ہے جس کی طرف تمام مخلوقات (اپنی حاجتوں کے ساتھ) قصد کرتے ہیں، اور وہ سہمے ہوئے دلوں کو انسیت بخشتا ہے۔

اللہ کے (الصمد - بے نیاز) نام کا ذکر (نصوص کے اندر) کم آیا ہے، لیکن یہ نام ایک خاص قسم کی جلالت کا حامل ہے۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ۝١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدٌۢ ۝٤﴾ [سورۃ الإخلاص: 1-4].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

ہمارا پاک وبرتر رب وہ ہے کہ تمام مخلوقات: انسان وجنات، بلکہ پورا کا پورا عالم علوی و سفلی اس کا قصد کرتے ہیں، مطلوبہ امور کی حصولیابی کے لیے اسی کا رخ کرتے اور مصائب کے وقت بھی اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

ہمارا پاک وبرتر رب وہ آقا و سردار ہے جو اپنی سرداری میں درجہ کمال پر فائز ہے، ایسا شریف ہے جو اپنی شرافت میں مکمل ہے، ایسا عظیم ہے جو اپنی عظمت میں کمال کو پہنچا ہوا ہے، ایسا حلیم وبردبار ہے جو اپنی بردباری میں کامل ہے، اور ایسا غنی وبے نیاز ہے جس کی بے نیازی منتہائے کمال کو پہنچی ہوئی ہے، یہ وہ صفات ہیں جو اس پاک وبرتر رب کے سوا کسی اور کے لیے زیبا نہیں۔

ہمارا پاک وبرتر رب وہ ہے جو شکم کا محتاج نہیں، وہ نہ تو کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے، وہ کھلاتا ہے، کھاتا نہیں، وہ اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہے، اس پاک وبرتر ذات کے علاوہ سب اس کے محتاج ہیں، اس کی طرح کوئی چیز نہیں، وہ بہت زیادہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

شافی جواب...

بیہقی نے روایت کیا ہے اور حافظ (ابن حجر) نے اسے حسن کہا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد! ہمارے سامنے اپنے اس رب کا نسب نامہ بیان کرو جس نے تجھے معبوث کیا ہے؟! اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائی:

{قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ﴿٣﴾ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدُۢ ﴿٤﴾} [سورة الإخلاص:1-4].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک ہی ہے۔ اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

یہ ایک چھوٹی سی سورت ہے جو عظمت وجلال کی تمام صفاتِ کاملہ اپنے اندر سموئے ہوئی ہے۔

اس کی عظمت یہ ہے کہ جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے وہ گویا قرآن کے ایک تہائی حصہ کی تلاوت کرتا ہے، صحیحین میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے عرض کیا: "کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا

ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے؟" صحابہ نے عرض کیا: ایک تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "{قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ} ایک تہائی قرآن کے برابر ہے" [حدیث کے یہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں]۔

بعض علما کہتے ہیں کہ: قرآن تین حصوں میں نازل ہوا: اس کی ایک تہائی: احکام پر مشتمل ہے، دوسری تہائی: وعد اور وعید پر مشتمل ہے اور تیسری تہائی: اسماء وصفات پر مشتمل ہے، سورۃ الصمد (الإخلاص) ان تین تہائیوں میں سے ایک تہائی یعنی اسماء وصفات کو اپنے اندر سموئی ہوئی ہے، اسی لیے اس کی تلاوت قرآن کے ایک تہائی حصہ کی تلاوت کے برابر ہے"۔

صحیح بخاری میں ہے کہ: "ایک صحابی اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ہر نماز میں {قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ} پڑھا کرتے تھے۔ صحابہ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ان سے پوچھو کہ وہ یہ طرز عمل کیوں اختیار کئے ہوئے ہیں؟۔ چنانچہ صحابہ نے پوچھا تو انہوں نے کہا: میں ایسا اس لیے کرتا ہوں کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: انہیں بتادو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے"۔

دل کی سپردگی...

نیک وصالح لوگوں کے دلوں میں جب یہ محبت پیدا ہوتی ہے تو ان چاہنے والوں کے اندر اپنے آقا ومولی کی محبت کی جستجو پیدا کردیتی ہے..

بندوں کے دل میں جب یہ محبت پیدا ہوتی ہے تو انہیں اسی وقت سیرابی حاصل ہوتی ہے جب اپنے آقا کے سامنے سر تسلیم خم کردیں، اس کے گھر کا طواف کریں، اس کے دربار میں کھڑے ہوں، اس کی (عبادت کی) خاطر نیند کو ترک کردیں اور اس کی راہ میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کریں۔

اس سے محبت کرنے والوں کے دل اس کے ذکر سے ہی اطمینان حاصل کرتے ہیں، اور اس کا اشتیاق رکھنے والوں کی روحیں اس کے دیدار سے ہی سکون پاتی ہیں۔

إذَا مَرِضنَا تَدَاوِينا بِذِكرِكُمُ فَنترُكَ الذِّكرَ أحيانًا فَننتَكِسُ

ترجمہ: جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو تیرے ذکر سے اپنا علاج کرتے ہیں، کبھی کبھار جب تیرے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں تو بیماری عود کر آتی ہے۔

یہ نیک لوگ جب حالتِ فراخی میں اللہ سے وابستہ رہتے اور اسی سے لو لگاتے ہیں تو اللہ بھی انہیں شدت و تنگی کی حالت میں یاد رکھتا ہے، جس قدر (بندہ اپنے رب سے) وابستہ رہتا اور اس سے لو لگاتا ہے اسی کے بقدر اسے رفعت وبلندی اور فراخی وخوش حالی ملتی ہے..

اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام مختلف آزمائشوں سے گزرتے ہیں، اللہ پاک وبرتر انہیں ان آزمائشوں کے ذریعہ اتنی رفعت وبلندی عطا کرتا ہے کہ اللہ تعالی انہیں اپنے خلیل کے رتبہ پر فائز کر دیتا ہے:

{وَٱتَّخَذَ ٱللَّهُ إِبْرَٰهِيمَ خَلِيلًا} [سورۃ النساء:125].

ترجمہ: ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔

ایوب علیہ السلام آزمائش کے شکار لوگوں کے لئے اُسوہ اور بیماری ومصیبت سے دوچار لوگوں کے لیے نمونہ ہیں، جب انہوں نے یہ کہتے ہوئے اپنے پاک وبرتر رب کا سہارا لیا کہ: {أَنِّي مَسَّنِيَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ} [سورۃ الأنبیاء:83].

ترجمہ: مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

تو پاک وبرتر بے نیاز رب کا جواب تھا کہ: {فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ فَكَشَفْنَا مَا بِهِۦ مِن ضُرٍّ} [سورۃ الأنبیاء:84].

ترجمہ: تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کر دیا۔

یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں، تین تاریکیوں کے اندر سے، اپنے پاک وبرتر رب کا سہارا لیتے ہوئے دعا کرتے ہیں: {لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٨٧﴾ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ وَنَجَّيْنَٰهُ مِنَ ٱلْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُـۨجِي ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾} [سورۃ الأنبیاء:87-88].

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔ تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے ہیں۔

تمام انبیاو صالحین کی یہی صورت حال ہے... کہ جب انہوں نے حالت فراخی میں اللہ کو یاد رکھا تو اللہ نے حالت تنگی و شدت میں انہیں بھی یاد رکھا۔

وہ آخر کیوں نہیں مانتے؟!

تیرے عزیز و برتر بے نیاز پروردگار نے اپنا در صرف اولیا کے لیے نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے لیے کھول رکھا ہے۔

یہ اس کی مہربانی، رحمت اور فیاضی ہے، حتی کہ مشرکین کے اوپر بھی جب دنیا تنگ ہو جاتی ہے اور وہ موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے لگتے ہیں، تو اللہ پاک و برتر کا سہارا لیتے اور: اے اللہ... اے اللہ! کی ندا لگاتے ہیں۔ پھر انہیں بھی نجات مل جاتی ہے:

{ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ }

[سورة العنكبوت:65].

ترجمہ: یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں، اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ مشرکین بھی - تنگی کی حالت میں - توحید باری تعالی کا اقرار کرتے ہیں، بلکہ پوری کائنات اگر اپنی چاہت اور اختیار سے اللہ پاک و برتر کی طرف رجوع نہیں کرتی تو مجبوری کے ضرب سے لاچار ہو کر رب کا سہارا ضرور لیتی ہے۔

مطمئن رہیں!

اللہ پاک وبرتر نے مجبوری ولاچاری کی حالت میں کافروں (نے جو دعا کی اسے) بھی قبول فرمایا، تو بھلا وہ اس شخص کی دعا کیوں نہیں قبول کرے گا جو اللہ کی وحدانیت اور نبی ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟!

اس لیے جب آپ کو کوئی حاجت درپیش ہو تو اسی کا قصد کریں، اس کے در پر اپنی محتاجگی کا اظہار کریں، اور یہ ندا لگائیں کہ: اے بے نیاز! میری پریشانی کو دور فرمادے۔ آپ حزن وملال، یا بیماری، یا اپنے قرض کو لے کر پریشان نہ ہوں، کیوں کہ آپ کا رب ایسا بے نیاز ہے کہ اگر آپ اس سے التجا کریں گے تو وہ آپ کو مایوس نہیں کرے گا، اور نہ آپ کو رسوا ہونے دے گا، یاد رکھیں کہ سب سے افضل عبادت: کشادگی و فراخی کا انتظار کرنا ہے، ایک حالت کا ہمیشہ برقرار رہنا ناممکن ہے، زمانہ الٹ پھیر کا نام ہے، رات کے شکم میں (صبح کا اجالا) پل رہا ہوتا ہے، غیب پوشیدہ ہے، اور بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

سنن ابی داود میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللهُ! الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ" یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو اکیلا اور بے نیاز ہے، جس نے کسی کو نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے، کہ تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے، یقیناً تو بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا گیا.. اسے معاف کر دیا گیا" آپ نے تین دفعہ یہ کلمات دہرائے۔ [حدیث صحیح ہے]۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "تو نے اللہ سے اس اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعہ اس سے مانگا جاتا ہے تو دیتا ہے اور جب اس کے ذریعہ اس سے دعا کی جاتی ہے تو قبول کرتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

رُحماكَ يا ربَّ العِبادِ رَجائِي ... وَرِضاكَ قَصدِي فاستَجب لِدُعائِي

نَادَيتُ بِاسمِكَ يا إلهِي ضارِعًا ... إن لم تُجبنِي فَمَن يُجِيبُ بُكَائِي؟

أنتَ الكَرِيمُ فلا تَدَعنِي تائِهًا فَلَقَد عَيِيتُ مِن البِعَادِ النَّائِي

ولقد رَجوتُكَ يا إِلَهِي ضارِعًا مُتَذَلِّلاً فلا تَرُدَّ رَجَائِي

ترجمہ: اے بندوں کے پالنہار، میری امید (تجھ سے ہی ہے)، مجھ پر رحم فرما۔ تیری خوشنودی ہی میرا مقصودِ (حیات) ہے، میری دعا قبول فرما۔ الٰہی! میں نے تیرے نام سے گڑگڑا کر تجھے پکارا۔ اگر تو میری پکار کو نہیں سنے گا تو کون ہے جو میری آہ وبکا کو سنے گا؟ تو سخی وفیاض ہے، مجھے بھٹکتا ہوا (بے بس) نہ چھوڑ، میں دور دراز کے اس (پر مشقت سفر) سے عاجز آچکا ہوں۔ الٰہی! میں الحاح وزاری اور ذلت وانکساری کے ساتھ تجھ سے امید کر رہا ہوں، میری امید کو مسترد نہ کرنا۔

اے اللہ، اے منفرد و یکتا... اے تنہا واکیلا... اے بے نیاز... ہم تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور ہر اس قول و عمل کا جو جنت سے قریب کردے، اور جہنم سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور ہر اس قول و عمل سے جو اس سے قریب کرے۔

(۷،۸)
الرَّحمنُ، الرَّحِيمُ

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{قُلِ ٱدْعُوا۟ ٱللَّهَ أَوِ ٱدْعُوا۟ ٱلرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا۟ فَلَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ } [سورۃ الإسراء:110].

ترجمہ: تم اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔

ہمارے نبی ﷺ کو جب کوئی کام سخت پریشانی میں ڈال دیتا تو آپ یہ دعا پڑھتے: "يا حی ..ياقيوم! برحمتك أستغيث" (یعنی: اے زندہ جاوید.. اے (آسمان وزمین کو) تھامنے والے! تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد چاہتا ہوں) [اسے احمد نے "مسند" میں روایت کیا ہے]۔ رحمن - نہایت مہربان سے کیوں نہ مدد طلب کی جائے جب کہ وہی سختی وپریشانی کے وقت پناہ دیتا، خوف ووحشت کے وقت انس ومحبت سے نوازتا اور قلت وتنگ دامنی کے وقت نصرت وفتح سے ہمکنار کرتا ہے؟

اللہ ہی اطاعت گزاروں کے لیے باعث تسلی، (پناہ کی تلاش میں) بھٹکنے والوں کے لیے جائے پناہ اور خوف وہراس کے شکار لوگوں کے لیے ماوی وملجا ہے، یقیناوہ تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

إِلَيهِ وَإلا لَا تُشَدُّ الرَّكَائِبُ — وَمِنهُ وَإلا فَالمُؤَمَّلُ خَائِبُ

ترجمہ: اگر رختِ سفر باندھا جائے تو صرف اسی کی طرف اور امید رکھی جائے تو محض اسی سے ورنہ مایوسی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

{وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾} [سورۃ البقرۃ:163].

ترجمہ: تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

رحمت: ربوبیت کی شان اور الوہیت کی پہچان ہے، اسی لیے اللہ عزیز وبرتر نے اپنی ذات کو رحمن ورحیم (بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان کی صفت) سے متصف کیا ہے۔

ہم کتاب اللہ کی تلاوت کا آغاز انہی دو اسماء سے کرتے ہیں جو نہایت عظیم اور دل کو محبوب ہیں: (بسم اللہ الرحمن الرحیم - شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے)۔

یہ دونوں اسمائے گرامی (رحمت) سے مبالغہ کے طور پر مشتق ہیں۔

رحمت کے لغوی معنی: نرمی وشفقت، مہربانی اور محبت کے ہوتے ہیں۔

ہمارے پاک وبرتر رب کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہے: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ [سورة الأعراف:156].

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [سورة الحج:65].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی لوگوں پر شفقت ونرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔

تاہم اللہ نے مومنوں کے لیے اپنی رحمت کا سب سے زیادہ اور کامل ترین حصہ مختص فرمایا ہے:

﴿وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ [سورة الأحزاب:43].

ترجمہ: اللہ تعالی مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار "رحمن" ہے یعنی: رحمت اس کی صفت ہے، وہ "رحیم" ہے یعنی: اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ ہم پر مہربان ہے، وہ ہمارے ماں باپ اور اولاد، بلکہ خود ہماری ذات سے بھی زیادہ ہم پر مہربان ہے۔

بخاری نے "الادب المفرد" میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ ایک بچے کو اپنے سینے سے لگائے ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمھیں اس پر رحم آتا ہے"، انہوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: "جتنا تم اس پر مہربان ہو، اس سے کہیں زیادہ اللہ تم پر مہربان ہے، بلکہ وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے" -[حدیث صحیح ہے]-

اللہ پاک وبرتر کا اسمِ رحمن، صرف اسی کی ذات کے ساتھ خاص ہے، اللہ پاک وبرتر کے علاوہ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس نام سے خود کو موسوم کرے، اور نہ اس کے علاوہ کسی کو اس سے متصف کرنا درست ہے: ﴿قُلِ ٱدْعُواْ ٱللَّهَ أَوِ ٱدْعُواْ ٱلرَّحْمَٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُواْ فَلَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ﴾ [سورۃ الإسراء:110].

ترجمہ: تم اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔

اللہ نے اس آیت میں اسمِ رحمن کو اسمِ جلالہ (اللہ) کے برابر قرار دیا، جس میں کوئی اور اللہ کا شریک نہیں ہو سکتا، اسی لیے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ: اسمِ اعظم سے مراد (اسمِ رحمن ہی) ہے۔

جہاں تک اسمِ رحیم کی بات ہے تو: اس سے مخلوق کو بھی متصف کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ اللہ پاک وبرتر کے اس فرمان میں وارد ہوا ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾﴾ [سورۃ التوبۃ:128].

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

اس بنا پر یہ کہنا درست ہوگا کہ: فلاں شخص رحیم (بڑا مہربان) ہے، لیکن یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ: فلاں شخص رحمان (نہایت رحم کرنے والا) ہے۔

رحمت الٰہی کی دو قسمیں ہیں:

عمومی رحمت: اس سے مراد وہ رحمت ہے جو تمام مخلوقات کو محیط ہے، چنانچہ ساری مخلوق اللہ کی رحمت سے فیض یافتہ ہے کہ اللہ نے ان کو وجود بخشا، ان کی پرورش وپرداخت کی، انہیں رزق سے نوازا اور دیگر بے شمار نعمتوں سے مالامال کیا۔

{إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ} [سورۃ البقرۃ:۱۴۳].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی لوگوں پر شفقت ونرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔

{إِنَّهُۥ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا} [سورۃ الإسراء:66].

ترجمہ: وہ تمہارے اوپر بہت ہی مہربان ہے۔

خصوصی رحمت: اس سے مراد وہ رحمت ہے جس سے دنیاوآخرت کی سعادت وخوش بختی حاصل ہوتی ہے، یہ صرف اللہ کے خاص مومن بندوں کو ہی نصیب ہوتی ہے:

{وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا} [سورۃ الأحزاب:43].

ترجمہ: اللہ تعالی مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

{يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَٰنٍ وَجَنَّٰتٍ} [سورۃ التوبۃ:21].

ترجمہ: انہیں ان کا رب خوش خبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور رضامندی کی اور جنتوں کی۔

یقیناوہ نہایت رحم کرنے والا ہے...

وہ اس بات کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے، اس کی عبادت بجالائی جائے اور اس کے فضل و احسان اور رحمت ومہربانی پر اس کا شکر ادا کیا جائے۔

آپ جس طرف بھی رخ کریں، پوری کائنات میں آپ کو اللہ کی رحمت بکھری ہوئی ملے گی، اس کائنات میں اللہ کی سب سے بڑی رحمت اس کی نازل کردہ وحی ہے:

{وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ تِبْيَٰنًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ} [سورۃ النحل:89].

ترجمہ:ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لیے۔

جب زمین بنجر ہو جاتی ہے، پودے مرجھا جاتے ہیں، تھن خشک پڑ جاتا ہے اور آزمائش سخت ہو جاتی ہے تو رحمت الہی کی برکھا برستی ہے: {وَهُوَ ٱلَّذِى يُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ مِنۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوا۟ وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُۥ ۚ وَهُوَ ٱلْوَلِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾} [سورۃ الشوری:28].

ترجمہ:وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔وہی ہے کارساز اور قابل حمد وثنا۔

جب عذاب نازل ہوتا ہے، مرد آہ وفغاں کرتے اور عورتیں چیخ چیخ کر روتی ہیں، بچے سراسیمگی کے شکار ہو جاتے ہیں، ہر طرف خوف کی فضا چھا جاتی اور ہولناکی بڑھ جاتی ہے تو اللہ کے مخلص بندوں پر اس کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں:

{وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا} [سورۃ ھود:58].

ترجمہ:جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور اس کے مسلمان ساتھیوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات عطا فرمائی۔

{وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا} [سورۃ ھود:94].

ترجمہ:جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ (تمام) مومنوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات بخشی۔

کوئی چاہت وخواہش رحمن کی راہ سے گزرے بغیر منزل کو نہیں پہنچ سکتی، کوئی ضرورت رحمن کے در کے سوا کہیں اور نہیں پوری ہو سکتی، یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی چیز رحمن (کی رحمت) کے بغیر واقع ہو جائے، کیوں کہ وہی تن تنہا رحمن (نہایت رحم کرنے والا) ہے جس کی پاک وبرتر ذات کے بغیر نہ تو زندگی میں کسی چیز کی طاقت ہے اور نہ کوئی قوت۔

چنانچہ اس نے اپنی رحمت سے ہماری طرف رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

اپنی رحمت سے ہمارے اوپر کتابیں نازل فرمائی۔

اپنی رحمت سے ہمیں گمراہی سے نکال کر (دین کی) ہدایت بخشی۔

اپنی رحمت سے ہمیں جہالت و تاریکی سے نکال کر (حق کی) رہنمائی فرمائی۔

اپنی رحمت سے ہمیں اس چیز کا علم عطا کیا جس سے ہم ناواقف تھے۔

اپنی رحمت سے سورج اور چاند کو مسخر فرمایا، رات اور دن کا نظام قائم کیا اور زمین کو فرش بنادیا۔

اپنی رحمت سے جنت کو پیدا فرمایا، پھر اسے جنتیوں سے آباد کرے گا اور انہیں بہترین زندگی عطا کرے گا۔

اس کی رحمت ہی ہے کہ: اس نے سو رحمتیں پیدا فرمائی، ہر ایک رحمت، آسمان و زمین کے درمیان کی وسعت کے بقدر ہے، ان سو رحمتوں میں سے صرف ایک رحمت کو زمین پر نازل فرمایا اور اسے مخلوقوں کے درمیان پھیلا دیا تاکہ وہ ایک دوسرے پر رحم کریں، اسی ایک رحمت کی بدولت ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے، اور اسی کے نتیجے میں پوری کائنات اور اس کا نظام قائم ہے۔

بشارت و خوش خبری:

اللہ کی وسعتِ رحمت کو جاننے کے لیے اس آیت پر نظر ڈالیے:

{۞ قُلْ يَـٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾} [سورۃ الزمر:53].

ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اگر مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے یہاں کیسی کیسی سزائیں ہیں تو جنت کی کوئی امید نہ رکھے اور اگر کافر یہ جان لے کہ اللہ کی رحمت کتنی وسیع وعظیم ہے تو جنت میں پہنچنے سے کوئی بھی ناامید نہ ہو"۔

یہ رحمتیں: عزت وقوت اور غلبہ وطاقت سے حاصل ہونے والی رحمتیں ہیں، نہ کہ کمزوری کے سبب ملنے والی رحمت: ﴿ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ۝٩ ﴾ [سورۃ الشعراء:9].

ترجمہ: تیرا رب یقیناوہی غالب اور مہربان ہے۔

وأَشهَدُ أنَّ اللهَ لا رَبَّ غيرَهُ كَريمٌ رَحيمٌ يُرتَجَى وَيُؤَمَّلُ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی وفیاض اور نہایت مہربان ہے، اسی سے رجاء وامید قائم کی جاتی ہے۔

رحمت کی کنجیاں:

اللہ ہم سے اور ہماری عبادت سے بے نیاز ہے، ہم صرف اس کی رحمت ہی سے جنت میں داخل ہو سکتے ہیں، حتی کہ نبی ﷺ بھی رحمت الٰہی کے سبب ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میرا بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ اپنے فضل ورحمت سے مجھے نوازے"۔

جو شخص اس حقیقت سے واقف ہو جائے اسے عبادت میں رجاء وامید کو لازم پکڑنا چاہیئے، اللہ پاک وبرتر کی رحمت سے وابستہ رہنا چاہئے اور اسے حاصل کرنے کی جتن کرنی چاہئے جو کہ تقوی وخشیت، ایمان اور اطاعت وعبادت کی بجا آوری سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی کے ذریعہ اللہ کی رحمتیں نصیب ہوتی ہیں:

{ وَرَحۡمَتِي وَسِعَتۡ كُلَّ شَيۡءٖۚ فَسَأَكۡتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤۡتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلَّذِينَ هُم بِـَٔايَٰتِنَا يُؤۡمِنُونَ ١٥٦ } [سورۃ الأعراف:156].

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اللہ کی رحمتیں اللہ عزیز و برتر کی اطاعت اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے ملتی ہیں، فرمان باری تعالی ہے:

{ وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ ١٣٢ } [سورۃ آل عمران:132].

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

نیز نیکی و بھلائی کرنے سے بھی اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

{إِنَّ رَحۡمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٞ مِّنَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ٥٦ } [سورۃ الأعراف:56].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

اسی طرح استغفار کرنے سے بھی (بندہ) رحمت الہی سے فیض یاب ہوتا ہے، اللہ پاک و برتر فرماتا ہے:

{لَوۡلَا تَسۡتَغۡفِرُونَ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ ٤٦ } [سورۃ النمل:46].

ترجمہ: تم اللہ تعالی سے استغفار کیوں نہیں کرتے، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اللہ پاک و برتر کو یاد کرنے اور بکثرت دعا کرنے سے بھی رحمت حاصل کی جاتی ہے۔

سنن ابی داود میں نبی ﷺ کی یہ حدیث آئی ہے کہ: "مصیبت زدہ و پریشان حال کے لیے یہ دعا ہے: "اللهم رحمتك أرجو، فلا تكلني إلى نفسي طرفة عين، وأصلح لي شأني كله، لا إله إلا أنت" (یعنی: اے اللہ میں تیری ہی رحمت کا امیدوار ہوں، مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی نظر انداز نہ کر، میرے تمام کام درست فرمادے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں" [یہ حدیث حسن ہے]۔

رحمت الٰہی صرف اللہ کے انہی بندوں کو حاصل ہوتی ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں، کیوں کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ: "اللہ صرف انہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں" [بخاری و مسلم]۔ (مثال کے طور پر) اس بدکار وزناکار عورت کو دیکھ لیجئے کہ جو جنت میں محض اس لیے داخل ہوئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے پر رحم کھاتے ہوئے اپنے موزے میں پانی بھر کر اسے سیراب کیا۔

شیطان تمہاری ہمت پست نہ کردے!

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ مصائب ومشکلات، مختلف بحران اور حزن وملال سے دوچار ہوتے ہیں تو اپنے ایمان سے بے زار ہو جاتے ہیں، وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ اس کی ذات سے بھی زیادہ اس پر مہربان ہے! چنانچہ وہ رحمن کے در پر دستک نہیں دیتے اور نہ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ شیطان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں، بلکہ بسا اوقات شیطان انہیں ہلاکتِ نفس تک پہنچا دیتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقۡتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيمٗا﴾ [سورۃ النساء:29].

ترجمہ: اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالی تم پر نہایت مہربان ہے۔

آپ اس بدعقیدگی سے باز رہیں کہ آپ کا گناہ، خواہ جتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو، وہ اللہ کی رحمت سے بڑھ کر ہے! شیطان آپ کو اسی وہم میں مبتلا کرنا چاہتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ: آپ کی نگاہوں میں گناہ کو بڑا اور اللہ کی رحمت کو حقیر و معمولی بنادے۔

اللہ کی رحمت آپ کے گناہ بلکہ ہر گناہ سے زیادہ کشادہ ہے، وہ شخص جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد سو کی گنتی مکمل کی، جب اللہ نے اس کی سچی توبہ کو دیکھا تو اللہ عزیز وبرتر نے بھی اس کے ساتھ صداقت وراستی کا معاملہ (کرتے ہوئے اسے بخش دیا)۔

وإنّي بِكَ اللّهُمَّ رَبِّي لَوَاثِقُ   ومَا لِي بِبَابٍ غَيرَ بَابِكَ مَدخَلُ

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ پر مکمل بھروسہ رکھتا ہوں۔ تیرے در کے سوا میرے لیے کوئی در نہیں کہ جہاں میں داخل ہو سکوں۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: {يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾} [سورۃ مریم:85].

ترجمہ: جس دن ہم پرہیز گاروں کو اللہ رحمن کی طرف بطور مہمان کے جمع کریں گے۔

یہ کتنا بڑا وعدہ ہے، وہ کتنے عظیم مہمان ہوں گے، اس وقت کتنا حسین احساس ہو گا! اللہ مجھے اور آپ سب کو مہمانوں کے اس وفد میں شامل فرمائے۔

اے اللہ! اگر ہم اس قابل نہیں کہ تیری رحمت کو پا سکیں، تو تیری رحمت ضرور اس قابل ہے کہ ہمیں پالے، تیری رحمت ہر چیز کو محیط ہے، اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! ہمیں دنیا وآخرت میں اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

(۹)

الحَيُّ ۔ جل جلاله

جب حزن وملال کے بادل آپ کے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں اور غموں کی بیڑیاں آپ کو جکڑ لیتی ہیں، تب آپ کو نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا، آپ کی جان گھٹنے لگتی ہے، گویا حلق سے روح پرواز کر رہی ہو، ایسا لگتا ہے کہ حالات کی ستم ظریفی آپ کا گلا گھونٹ رہی ہو اور آپ بمشکل سانس لے پا رہے ہوں، آپ کے لیے دنیا تنگ ہو جاتی ہے، لوگ آپ کے گرد وپیش سے دور ہو جاتے ہیں، آپ تنہا رہ جاتے ہیں، آپ کا نہ کوئی دل بہلانے والا ہوتا ہے اور نہ کوئی تسلی دینے والا، اس وقت آپ کو موت کا یقین ہو جاتا ہے...

ایسے میں پروردگار آپ کے لیے کشادگی اور فراخی کا دروازہ کھولتا ہے، (آپ کے اندر) امید اور اطمینان کی روح پھونکتا ہے، آپ کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھاتا ہے، آپ کو زندگی بخشتا ہے جب کہ آپ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہوتے ہیں، آپ (رب کے اس انعام پر شکر بجالاتے ہوئے) پرنم آنکھوں کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور آپ کی زبان ان کلمات کا ورد کرنے لگتی ہے: اے زندہ جاوید.. اے (آسمان وزمین کو) تھامنے والے! تیرے ہی لیے ہر قسم کا شکر وسپاس ہے۔

یہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب آپ اس زندہ جاوید رب پر بھروسہ کرتے ہیں جسے موت نہیں آسکتی:

{ وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡحَيِّ ٱلَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِهِۦۚ وَكَفَىٰ بِهِۦ بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرًا ﴿٥٨﴾ } [سورة الفرقان:58].

ترجمہ: اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالی پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

ہمارے پاک وبرتر پروردگار نے اپنی ذات کے لیے صفتِ حیات کو ثابت کیا ہے، اس سے مراد ایسی کامل زندگی ہے جو نہ تو کبھی معدوم تھی، نہ اسے کبھی بھی زوال وفنا لاحق ہوگی، نہ اس کے اندر کوئی نقص اور عیب ہے، نہ اسے غفلت اور عاجزی درپیش ہوتی ہے، نہ اس پر نیند اور اونگھ طاری ہوتی ہے اور نہ کسی بھی صورت میں اسے موت آنے والی ہے: {لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ} [سورۃ البقرۃ:255].

ترجمہ: نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

ہمارا پروردگار اس سے بالاتر اور پاک ہے۔

اللہ عزیز وبرتر کی زندگی مخلوق کی زندگی کی مشابہت سے پاک ہے:

{لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ} [سورۃ الشوریٰ:11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

وہ ایسی زندگی ہے جو اللہ پاک وبرتر کی تمام صفاتِ کمال کو لازم ہے، جیسے اس کا علم، اس کی سماعت وبصارت، اس کی قدرت، اس کا ارادہ اور اپنی مشیئت سے جس پر چاہے اس پر رحم کرنا اور ان جیسی دیگر صفات کمال۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار زندہ جاوید ہے: جس سے زندگی قائم ہے، جس کی وجہ سے تمام زندہ مخلوقات باحیات ہیں، اس کے سوا ہر ایک کی زندگی اللہ پاک وبرتر کے زندہ رکھنے سے ہی قائم ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

{وَكُنتُمْ أَمْوَٰتًا فَأَحْيَـٰكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾} [سورۃ البقرۃ:28].

ترجمہ: تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مار ڈالے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو ارواح ونفوس کو علم ومعرفت، رشد وہدایت اور ایمان کی روشنی سے حیات بخشتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو جنتیوں کو ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی عطا کرے گا، اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: {وَإِنَّ ٱلدَّارَ ٱلۡأٓخِرَةَ لَهِيَ ٱلۡحَيَوَانُۚ لَوۡ كَانُواْ يَعۡلَمُونَ ﴿٦٤﴾} [سورۃ العنکبوت:64].

ترجمہ: آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے، کاش! یہ جانتے ہوتے۔

روشن دلیل:

زندہ جاوید وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو اس پر بھروسہ کرتا ہے، اس کے لیے وہ کافی ہوتا ہے، اس کے ارادہ پر کسی کا زور نہیں چلتا، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، وہ مصیبت کو دور کرتا اور مجبور وبے کس کی فریاد سنتا ہے، وہی ہڈیوں کو سڑنے کے بعد زندہ کرے گا، جس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا اسی طرح انہیں دوبارہ پیدا کرے گا، دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے، وہ حکمت ودانش والا ہے جو کوئی چیز بے کار نہیں پیدا کرتا اور نہ کسی چیز کو رائیگاں ہونے دیتا ہے۔

ابن جریر اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ایک سڑی ہوئی بوسیدہ ہڈی کو اٹھا کر اپنے ہاتھ سے ریزہ ریزہ کر دیا اور –بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہوئے– بولنے لگا: کون ہے جو ان ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، اللہ اسے دوبارہ زندہ کرے گا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تمہیں جہنم میں داخل کرے گا"، پھر اللہ پاک وبرتر نے اس آیت سے لے کر (سورہ یس کی) آخری آیت تک نازل فرمائی: {أَوَلَمۡ يَرَ ٱلۡإِنسَٰنُ أَنَّا خَلَقۡنَٰهُ مِن نُّطۡفَةٖ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٞ مُّبِينٞ ﴿٧٧﴾} [سورۃ یس:77].

ترجمہ: کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکایک وہ صریح جھگڑالو بن بیٹھا۔ [یہ حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے]

انسان کتنا ناشکرا ہے! اپنی خلقت کو فراموش کر دیا اور اپنے خالق کا انکار کرنے لگا، جس (اللہ) نے اسے پہلی مرتبہ پیدا فرمایا، وہی (اللہ) اسے دوبارہ بھی زندہ کرے گا، کیوں کہ دوسری بار پیدا کرنا- منطقی اعتبار سے - زیادہ آسان ہے، اور اللہ کے لیے تو دونوں ہی تخلیق آسان ہیں، اس لیے کہ پہلی بار پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا دونوں اللہ کے نزدیک یکساں ہیں: {وَهُوَ ٱلَّذِى يَبۡدَؤُاْ ٱلۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَهُوَ أَهۡوَنُ عَلَيۡهِۚ } [سورۃ الروم:27].

ترجمہ: وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے۔

عزت و شوکت اسی کے لیے ہے، قدرت و جلالت، عظمت و کبریائی، سلطنت و بادشاہی اسی کے لیے ہیں، فیصلہ اسی کا چلتا ہے اور ساری قوت اسی کے لیے ہے، ہر قسم کی پاکی اور بڑائی اسی کے لیے زیبا ہے... وہ کتنا عظیم الشان ہے... اس کی بادشاہت کس قدر وسیع و کشادہ اور اس کا مقام و مرتبہ کتنا بلند و بالا ہے!

ندائے کائنات..

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر مخلوق کو ایک خاص قسم کی زندگی عطا کی! چنانچہ فرشتوں کی زندگی انسان کی زندگی سے مختلف ہے، جنوں کی زندگی انسانوں کی زندگی سے الگ ہے، حیوانوں کی زندگی انسان، جنات اور فرشتوں کی زندگی سے مختلف ہے۔ حتی کہ جمادات پر بھی اللہ کے اسمِ "حَیّ" (زندہ و جاوید) کے اثرات رونما ہوتے ہیں، ان کے اندر بھی ایک قسم کی زندگی پائی جاتی ہے، ان جمادات پر ان کے مناسبِ حال زندگی رونما ہوتی ہے، عصائے موسی علیہ السلام کو مثال کے طور پر لے لیجیے (جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے):

{ فَأَلۡقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلۡقَفُ مَا يَأۡفِكُونَ ﴿٤٥﴾} [سورۃ الشعراء:45].

ترجمہ: اب (حضرت) موسی علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی جس نے اسی وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کو نگلنا شروع کر دیا۔

درختوں کے اندر بھی ایک مخصوص زندگی ہوتی ہے، اسی لیے کھجور کا ایک تنا رسول اللہ کے اشتیاق میں رونے لگا، صحیح بخاری میں آیا ہے کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے سہارے خطبہ دیتے تھے، جب منبر تیار ہو گیا تو آپ

منبر سے خطبہ دینے لگے، اس پر وہ تنا رونے لگا تو آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ (کر اسے چپ کرایا)"، "سنن" کی روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ اس تنے کے پاس آئے اور اسے گود میں لے لیا تو وہ خاموش ہو گیا:، آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں اسے گود میں نہ لیتا تو وہ قیامت تک روتا رہتا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

بے زبان تنے کے اندر اس زندگی کا رونما ہونا کیا اللہ عزیز و برتر کی نشانی نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ زندہ و جاوید ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں؟!

وَفِي كُلِّ شَيءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلى أَنَّهُ الوَاحِدُ

ترجمہ: ہر ایک چیز میں اس کی نشانی موجود ہے، جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ یکتا و منفرد ہے۔

چاہنے والوں کے دل...

نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: "اللهم! إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لا إِلهَ إِلَّا أَنتَ أَن تُضِلَّنِي، أَنتَ الحَيُّ الَّذِي لا يَمُوتُ والجِنُّ والإِنسُ يَمُوتُونَ" [مسلم]۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس بات سے کہ تو مجھے گمراہ کردے، تو وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرتا، جن اور انسان مر جاتے ہیں"

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہدایت: دلوں کے زندہ رہنے کا نام ہے، جو کہ اس زندہ جاوید سے ملتی ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، چنانچہ جو شخص ہدایت کا خواہاں ہو، اسے چاہئے کہ زندہ و جاوید (اللہ) سے ہی اس کی امید لگائے اور اسی سے سوال کرے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر فرماتا ہے:

{ هُوَ ٱلۡحَيُّ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَٱدۡعُوهُ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَۗ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٦٥﴾ } [سورۃ غافر:65].

ترجمہ: وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو۔ تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

دل جب ایمان اور اللہ کی جلالتِ شان سے معمور ہوتا ہے، تو اس کی زندگی خوش نما اور دنیا اس کے لیے شیریں ہو جاتی ہے، نگاہِ بصیرت پر نور ہو جاتی، حزن وملال کے بادل چھٹ جاتے، غموں سے نجات مل جاتی اور زندگی خوش وخرم ہو جاتی ہے۔

اللہ عزوجل کے اسماء مومنوں کے دلوں میں محبت اور چاہت پیدا کرتے ہیں، چنانچہ وہ دنیا میں بھی خوش بخت ہوتے ہیں اور آخرت میں خوش بخت ہوں گے: { مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾ } [سورة النحل:97].

ترجمہ: جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔

(اس کے برعکس) جو شخص کفر کرتا ہے، اس کی زندگی تنگ ہو جاتی، اور دنیا وآخرت دونوں جگہ اس کی حیات مکدر ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِى فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ } [سورة طٰہ:124].

ترجمہ: جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے۔

ہر چند کہ وہ اپنے قدموں چل پھر رہا ہو، تاہم اس کا شمار مُردوں میں ہوتا ہے:

{ أَمْوَٰتٌ غَيْرُ أَحْيَآءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ } [سورة النحل:21].

ترجمہ: مردے ہیں زندہ نہیں، انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

لیسَ مَن مَاتَ فَاستَرَاحَ بِمَيّتٍ ... وإنَّما المَيّتُ مَيّتُ الأحياءِ

ترجمہ: حقیقی مردہ وہ نہیں جو مرنے کے بعد آرام وراحت کی (برزخی زندگی) میں چلا جاتا ہے، بلکہ حقیقی مردہ تو وہ ہے زندہ رہ کر بھی مردہ (میں شمار ہوتا) ہے۔

اس کے سامنے انکساری اختیار کریں!

مسند احمد میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت آئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی دشواری اور پریشانی درپیش ہوتی تو آپ یہ دعا پڑھتے: "يا حَيُّ يا قَيّومُ! بِرَحمَتِكَ أَستَغِيثُ"

ترجمہ: اے زندہ جاوید... اے (آسمان وزمین کو) تھامنے والے! تیری رحمت کے وسیلے سے میں تیری مدد کا خواستگوار ہوں" [یہ حدیث حسن ہے]۔

نسائی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر نیک اختر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: "تمھیں کون سی چیز میری وصیت پر عمل کرنے سے روکتی ہے! کہ تم صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو: "يا حَيُّ يا قَيّومُ! بِرَحمَتِكَ أَستَغِيثُ، أَصلِح لِي شَأنِي كُلَّهُ، ولا تَكِلنِي إِلى نَفسِي طَرفَةَ عَينٍ"

ترجمہ: اے زندہ وجاوید! میں تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد طلب کرتی ہوں، میرے تمام کام درست فرمادے، مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی نظر انداز نہ کر" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

ترمذی اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کہے: «أَستَغفِرُ اللهَ العَظِيمَ الَّذِي لا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ وأَتُوبُ إِلَيهِ» (یعنی: میں مغفرت مانگتا ہوں اس بزرگ وبرتر اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، جو زندہ ہے اور ہر چیز کا نگہبان ہے اور میں اسی سے توبہ کرتا ہوں)، تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اگرچہ وہ لشکر (وفوج) سے بھاگ ہی کیوں نہ آیا ہو" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

سنن میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے کہ ایک شخص نے دعا میں یہ کہا کہ: «اللَّهُمَ إِنِي أَسأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الحَمدُ لا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ المَنَّانُ بَدِيعُ السَّمواتِ والأَرضِ يا ذا الجَلالِ والإِكرَامِ يا حَيُّ يا قَيُّومُ» (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لیے کہ تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، سوائے تیرے کوئی معبود برحق

نہیں ہے، تو بہت احسان کرنے والا ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے اور وجود میں لانے والا ہے، اے عظمت و جلال اور احسان والے، ہمیشہ زندہ و باقی رہنے والے اور ہر چیز کی نگہبانی کرنے والے)۔ یہ سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعے دعا کی ہے جس کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے، اور جب اس کے ذریعے مانگا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے"۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "صفتِ حیات (ہمیشہ زندہ جاوید رہنے کا وصف) تمام صفاتِ کمال کو شامل اور ان کو لازم ہے، اور صفتِ قیومیت (ہر چیز کی نگہبانی کرنے کا وصف) تمام فعلی صفات کو شامل ہے، اس لیے (یہ دونوں مل کر) اللہ کا وہ اسم اعظم قرار پائے جس کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ذریعہ مانگا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے، وہ اسم ہے: الحیّ القیّوم (ہمیشہ زندہ و جاوید رہنے والا اور ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا)۔

اے اللہ! میں اس بات سے تیری عزت و وقار کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، کہ تو مجھے گمراہ کرے، تو ہی زندہ و جاوید ہے جسے موت نہیں آتی، اور انسان و جنات تو مر جاتے ہیں۔

اے اللہ، اے زندہ و جاوید... اے ہر چیز کی نگہبانی کرنے والے! تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد کا طلب گار ہوں، میرے تمام کام درست فرما دے۔

(١٠)

القَيُّومُ جل جلاله

یا مُبدعَ الأَكوَانِ أنتَ الوَاحِدُ كلُّ الوُجودِ على وُجودِكَ شَاهِدُ

یاحَيُّ یا قَیُّومُ أنتَ المرتَجَی وإلى عُلاكَ عَلَا الجَبِینُ السَّاجِدُ

ترجمہ: اے تمام کائنات کو وجود میں لانے والے! تو منفرد ویکتا ہے۔ ہر ایک مخلوق تیرے وجود پر گواہ ہے۔ اے زندہ وجاوید، اے ہر چیز کے نگہباں! تجھ سے ہی امیدیں قائم ہیں، تیری ہی بلندی کی طرف سجدہ ریز پیشانی پرواز کرتی ہے۔

سنن ترمذی میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز کے اندر یہ دعا کرتے ہوئے سنا: «اللهُمَّ إني أَسأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الحَمدُ لا إلهَ إلا أنتَ المَنَّانُ بَدِيعُ السَّموَاتِ والأرضِ يا ذا الجلالِ والإكرامِ يا حَيُّ يا قَيَّومُ» (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس لیے کہ تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، سوائے تیرے کوئی معبود برحق نہیں ہے، تو بہت احسان کرنے والا ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے اور وجود میں لانے والا ہے، اے عظمت وجلال اور احسان والے، ہمیشہ زندہ وباقی رہنے والے اور ہر چیز کو قائم رکھنے والے!)۔

یہ سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: " قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ سے اس کے اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی ہے جس کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے، اور جب اس کے ذریعہ مانگا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

یہ آپ کے نبی کریم ﷺ کا پیغام ہے ہر اس شخص کے لیے جو زندگی سے شکوہ کناں ہے کہ: اپنے رب سے رجوع کر، اس کے علاوہ ہر ایک سے اپنے دل کو خالی کر لے، پھر اسے یہ کہہ کر پکار کہ (اے زندہ وجاوید...اے ہر چیز کو قائم رکھنے والے!) کیوں کہ وہی ہے جو تیری دعا قبول کرتا اور تجھے تیری امید سے بڑھ کر نوازتا ہے۔

إِلَيهِ وإِلَّا لا تُشَدُّ الرَّكَائِبُ ومِنهُ وإِلَّا فالْمُؤَمِّلُ خَائِبُ

ترجمہ: اس کے علاوہ کسی اور کی طرف رخت سفر باندھنا درست نہیں اور نہ اس کے علاوہ کسی اور سے امید رکھنا درست ہے، (اس کے سوا کسی اور سے) امید رکھنے والا خائب وخاسر ہوتا ہے۔

آیئے ہم اللہ کے خوبصورت ناموں میں سے ایک عظیم نام پر غور وفکر کرتے ہیں، اور وہ ہے: (القیوم عزوجل - ہر چیز کا نگہبان)۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { ۞ وَعَنَتِ ٱلْوُجُوهُ لِلْحَيِّ ٱلْقَيُّومِ } [سورۃ طٰہٰ:111].

ترجمہ: تمام چہرے اس زندہ اور قائم ودائم مدبر، اللہ کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہیں۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار (اپنی ذات کے ساتھ) مطلق طور پر بذات خود قائم ہے، اسے قائم ودائم رہنے کے لیے کسی اور کی حاجت نہیں، وہ اپنی ذات کے ذریعہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے:

{ ۞ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِيُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ } [سورۃ فاطر:15].

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر رب وہ ہے جس کے ذریعہ آسمان وزمین کی تمام مخلوقات قائم ہیں، ان کی بقا اور صلاح کا دار ومدار صرف اللہ پاک وبرتر پر ہی ہے، وہ سب کے سب ہر ناحیہ سے اللہ کے محتاج ہیں، اور اللہ ہر اعتبار سے ان سب سے بے نیاز ہے، یہاں تک کہ عرش اور اس کو تھامنے والے فرشتے بھی (اللہ کے ذریعے قائم ہیں)، کیوں کہ عرش اللہ عزوجل سے ہی قائم ہے اور عرش کو تھامنے والے بھی محض اللہ بزرگ وبرتر کے ذریعہ ہی قائم ہیں۔

www.salafimanhaj.info

ہمارا پروردگار وہ عزیز وبرتر ہے جو تمام عالم علوی وسفلی اور ان کے اندر رہنے والی مخلوقات کا نگہبان ہے، ان کے تمام احوال میں (اللہ ہی ان کی نگہبانی کرتا ہے)، ان کے معاملات کی تدبیر فرماتا، انہیں رزق سے نوازتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے اور ان کے تمام امورِ حیات میں، ہمہ وقت اور ہر لحہ ان کی دیکھ ریکھ کرتا ہے۔

بلکہ اللہ عزیز وبرتر ہی اپنے تمام بندوں کی نگہبانی کرتا ہے، ان کے اعمال واقوال اور ان کی نیکیوں اور گناہوں کو شمار کرتا ہے، اور وہی انہیں آخرت کے دن ان اعمال کا بدلہ دے گا: ﴿ أَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفۡسِۭ بِمَا كَسَبَتۡۗ وَجَعَلُواْ لِلَّهِ شُرَكَآءَ قُلۡ سَمُّوهُمۡۚ أَمۡ تُنَبِّـُٔونَهُۥ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِي ٱلۡأَرۡضِ أَم بِظَٰهِرٖ مِّنَ ٱلۡقَوۡلِۗ بَلۡ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُواْ مَكۡرُهُمۡ وَصُدُّواْ عَنِ ٱلسَّبِيلِۗ وَمَن يُضۡلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنۡ هَادٖ ٣٣﴾ [سورۃ الرعد:33].

ترجمہ: آیا وہ اللہ جو نگہبانی کرنے والا ہے ہر شخص کی، اس کے کیے ہوئے اعمال پر ان لوگوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے ہیں کہہ دیجئے ذرا ان کے نام تو لو، کیا تم اللہ کو وہ باتیں بتاتے ہو جو وہ زمین میں جانتا ہی نہیں، یا صرف اوپری اوپری باتیں بتارہے ہو، بات اصل یہ ہے کہ کفر کرنے والوں کے لئے ان کے مکر سجادیے گئے ہیں، اور وہ صحیح راہ سے روک دیے گئے ہیں، اور جس کو اللہ گمراہ کردے اس کو راہ دکھانے والا کوئی نہیں۔

اس کی کمال الوہیت کی دلیل ہے کہ: بغیر کسی ستون کے محض اس کے حکم اور قدرت سے زمین اور آسمان قائم ہوگئے، اور (اپنی جگہ پر) مستحکم ہو کر جم گئے۔ ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يُمۡسِكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ أَن تَزُولَاۚ وَلَئِن زَالَتَآ إِنۡ أَمۡسَكَهُمَا مِنۡ أَحَدٖ مِّنۢ بَعۡدِهِۦٓۚ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورٗا ٤١﴾ [سورۃ فاطر:41].

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں، اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا، وہ حلیم (بردبار) وغفور (بخشنے والا) ہے۔

عبادت کا سب سے زیادہ حقدار.. وہ اللہ عزیز وبرتر ہے جو: زندہ وجاوید اور قائم ودائم ہے، تمام جہانوں کا پالنہا رہے، تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے، تمام قدرت رکھنے والوں سے زیادہ قادر اور سب حاکموں کا حاکم ہے، اسی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، اور اسی کے ہاتھ میں نفع ونقصان کی ملکیت ہے۔

جو انسانی فطرت میں معروف ومشہور ہے... عقلوں نے جس کا اقرار کیا، تمام موجودات جس پر دلالت کرتی ہیں، جس کے وجود اور تمام تر حرکات وسکنات پر اس کی نگہبانی کی گواہی (ہر ایک مخلوق نے) دی... جو بے کس ومضطر کی پکار کو سنتا ہے جب وہ اسے پکارے، حسرت مند کی مدد کرتا ہے جب وہ اسے ندا لگائے، پریشانی کو دور کرتا، مصیبت سے نجات بخشتا اور لغزشوں کو درگزر کرتا ہے۔

ہر آفت ومصیبت پر اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور ہر قسم کی بھلائی وفیاضی میں وہ معروف ومشہور ہے۔

جس کے سامنے تمام چہرے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے اور تمام آوازیں پست ہیں: ﴿ وَعَنَتِ ٱلْوُجُوهُ لِلْحَيِّ ٱلْقَيُّومِ ﴾ [سورة طه:111].

ترجمہ: تمام چہرے اس زندہ اور قائم ودائم مدبر، اللہ کے سامنے کمال عاجزی سے جھکے ہوئے ہیں۔

وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کو یاد کیا جائے، اس کی عبادت کی جائے، اس کی حمد وثنا بیان کی جائے، اور اس کا شکر بجالایا جائے، جن سے بھی (نصرت ومدد کی) التجا کی جاتی ہے وہ ان میں سب سے زیادہ مدد کرنے والا ہے، سب سے مہربان وشفیق بادشاہ، سب سے سخی وفیاض داتا، قدرت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ معاف کرنے والا، (نوازش کے لیے) جن کا بھی قصد وارادہ کیا جاتا ہے ان میں سب سے زیادہ نوازنے والا، اور انتقام لینے والوں میں سب سے زیادہ عادل ومنصف ہے۔

وہ علم رکھنے کے بعد حلم وبردباری سے پیش آتا ہے، قدرت رکھنے کے باوجود بھی درگزر کردیتا ہے، اپنی عزت وشوکت کے باوصف معاف فرماتا ہے، اور اپنی حکمت ودانش کی بناپر (کسی کو) محروم رکھتا ہے۔

وہ اللہ ہے جو زندہ وجاوید اور قائم ودائم ہے، کوئی اس کا شریک وساجھی نہیں، وہ یکتا ومنفرد ہے جس کا کوئی نظیر نہیں: ﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَيُّ ٱلْقَيُّومُ ﴾ [سورة البقرة:255].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔

اللہ نے غور و فکر کرنے والوں کے لیے اپنی دلالت ورہنمائی واضح کر دی، نگاہ وبصارت رکھنے والوں کے لیے اپنے شواہد وآثار نمایاں کر دیے، علم رکھنے والوں کے لیے اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کر دیں، سرکشوں کے لیے معذرت خواہی اور بہانہ تراشی کا دروازہ بند کر دیا، اور منکرین کی دلیلوں کو باطل وبے اثر کر دیا، چنانچہ ربوبیت کی نشانیاں روشن ہو گئیں اور الوہیت کے دلائل ظاہر وباہر ہو گئے۔

اللہ عزیز وبرتر وہ ہے جو اپنی مخلوقات کو قائم رکھتا ہے، وہ ان کا محتاج نہیں، اور وہ سب کے سب اس کے محتاج ہیں: مقرب فرشتوں اور حاملینِ عرش (کے ساتھ ساتھ) آسمان وزمین کے تمام باشندے اس کے محتاج ہیں: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ ﴾ [سورة فاطر:15].

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

عزت وشوکت اسی کے لیے ہے، عظمت وکبریائی اسی کی ہے، حکومت وبادشاہی اسی کے لیے ہے، فیصلے اسی کے (چلتے ہیں)، قوت اسی کے لیے ہے، ہر طرح کی پاکی اور بڑائی اسی کو زیبا ہے... وہ اپنے اوصاف اور افعال میں کامل ہے: ﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ ﴾ [سورة البقرة:255].

ترجمہ: اللہ تعالی ہی معبود برحق ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔

چنانچہ اللہ پاک وبرتر کو نہ نیند آتی ہے اور نہ یہ اس کے شایان شان ہے کہ وہ سوئے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ سوتا نہیں اور اس کے لیے مناسب بھی نہیں کہ سوئے، میزان کو اوپر نیچے کرتا ہے، رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اس تک پہنچا دیا جاتا ہے، اس کا حجاب نور ہے، اگر اس کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی تجلیات ان ساری مخلوقات کو جہاں تک اس کی نظر پہنچے، جلا دیں" [مسلم]۔

پاک ہے وہ ذات جس کے نور سے آسمان وزمین روشن ہیں اور جس کے چہرے کی تجلیات سے تاریکیاں منور ہیں! زندہ وجاوید اور ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا اللہ پاک ہے!

مطمئن رہیں!

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ ہی ہر چیز کی نگہبانی کرنے والا (کارساز) ہے، اس کا دل مخلوق سے کٹ کر اپنے خالق ورازق اور مدبر وکارساز سے وابستہ ہو جاتا ہے، دل کے اندر ایک ایسی حاجت وتڑپ بھی ہے جسے نہ تو مال و دولت سیراب کر سکتی ہے، نہ رفعتِ مکانی، نہ ساز وسامان اور شہرت وناموری۔

اس کی سیرابی صرف اسی سے حاصل ہو سکتی ہے کہ اللہ عزیز وبرتر پر ایمان لایا جائے، اس پر اطمینان رکھا جائے اور اسی پر توکل وبھروسہ کیا جائے۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ ٱللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ } [سورۃ الرعد:28].

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

اے اللہ! اے زندہ وجاوید.. ہر چیز کی نگہبانی کرنے والے! ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے، ہماری خطاؤں پر پردہ ڈال دے، اپنی اطاعت وفرمانبرداری پر ہماری مدد فرما، ہمیں جنت میں داخل فرما اور جہنم سے نجات عطا کر۔

(١٢،١١)
المَلِکُ، المَلِیکُ جل جلالہ

صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت آئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: علمائے یہود میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالی آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اسی طرح زمین کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ وَٱلسَّمَـٰوَٰتُ مَطْوِيَّـٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ ۚ سُبْحَـٰنَهُۥ وَتَعَـٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٧﴾﴾ [سورۃ الزمر:67].

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کی تعظیم نہ کی جیسی تعظیم کرنا چاہئے تھی اور حال یہ کہ ساری زمین قیامت کے دن اسی کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے، وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔

اللہ جس عظمت کا مستحق ہے، اسے صرف وہی جانتا ہے...!

اس کے علم کا، اس کے سوا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا...!

اس کی قدر و منزلت کا صحیح اندازہ اس کے سوا کوئی نہیں لگا سکتا...!

اس کے سوا کوئی اس کی کماحقہ حمد و ثنا نہیں کر سکتا...!

زبان وبیان، فصاحت وبلاغت اور انشا وتعبیر...(اس کی عظمت کے سامنے)سب اپنی عاجزی کا اعلان کرتے ہیں....!

ہمارے دل اس وقت شرم وحیا سے لبریز ہیں جب کہ ہم شاہانِ شاہ کے اوصاف شمار کرنا چاہتے ہیں! ہمارے لیے یہ شرف کی بات ہے کہ ہم اس عزیز وبرتر کی جلالتِ شان اور عظمتِ سلطان کے سامنے اپنی ناکیں خاک آلود کریں، ہماری زبان وقلم کو اس کی حمد وثنا کرنے کا شرف حاصل ہو، اگر ہم اس کی بڑائی، پاکی اور بزرگی بیان کریں تو یہ بھی ہمارے اوپر اس پاک وبرتر رب کا احسان ہی ہے۔

وما بَلَغَ الُمهدُونَ نَحوَكَ مِدحَةً   وإن أَطنَبُوا، إنَّ الَّذِي فِيكَ أَعظَمُ

ترجمہ: تیری حمد وثنا کا ہدیہ پیش کرنے والے خواہ جتنا بھی مبالغہ کرلیں، وہ تیری حمد کا حق نہیں ادا کرسکتے، یقینا تیری ذات(تمام تر حمد وثنا سے)بڑھ کر ہے۔

(اللہ کے)اسم الملِک (بادشاہ)کے سائے میں:

﴿ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡمَلِكُ ﴾ [سورۃ الحشر:23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر رب وہ ہے جو اپنی بادشاہت میں اپنا حکم نافذ کرتا ہے، وہ تمام بادشاہوں کا شاہ ہے، اس کی بادشاہت مکمل ہے، وہ قیامت کے دن کا مالک ہے، وہ مخلوقات کا بادشاہ ہے، اس کے اوپر کوئی شاہ نہیں، ہر چیز اس سے نیچے ہی ہے، وہ ہر چیز میں تصرف کرتا ہے، پاک وبرتر رب کو کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں۔

مَـلِـكٌ عَـزِيـزٌ لا يُـفـارِقُ عِـزَّهُ   يُقضَـى ويُرجَى عِـنـدَهُ الغُفرَانُ
مَلِـكٌ لَـهُ ظَهرُ الفَضَـاءِ وبَطنُهُ   لم تُـبـلِ جِـدَّةَ مُـلـكِـهِ الأَزمَـانُ
مَلِكٌ هُوَ المَلِكُ الذِي مِن حِلمِهِ   يُعصَـى بِحُسـنِ بَلائِـهِ وَيُخَـانُ
يَبلَى لِكُـلِّ مُسَـلطَنٍ سُـلطانُهُ   والله لا يَـبـلَـى لَـهُ سُـلـطَـانُ

ترجمہ: وہ غلبہ رکھنے والا بادشاہ ہے، جو اپنے غلبہ سے کبھی دستبردار نہیں ہوتا، اسی کے پاس مغفرت کا فیصلہ ہوتا اور اسی سے اس کی امید کی جاتی ہے۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ فضا کا ظاہر وباطن (یعنی آسمان وزمین) اسی کی ملکیت میں ہے، اس کی بادشاہت کی جدت کو زمانے (کی گردش) متاثر نہیں کرتی۔ وہ ایک ایسا بادشاہ ہے کہ اس کی بردباری اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے کہ وہ آزمائش کے طور پر (بندے کو) معصیت اور خیانت کی (چھوٹ دیتا ہے)۔

ہر ایک بادشاہ کی بادشاہت کمزور پڑتی اور گدلا ہو جاتی ہے، لیکن اللہ کی بادشاہی کبھی مکدر نہیں ہوتی۔

معلوم ہوا کہ حقیقی بادشاہت صرف ایک اللہ عزیز وبرتر کی بادشاہی ہے، جس میں اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں، (اس کے علاوہ) جس کو بھی کسی چیز کی ملکیت ملتی ہے، وہ اللہ کے عطا کرنے سے ملتی ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ عزوجل کے سوا کوئی مالک حقیقی نہیں"، ایک روایت میں ہے کہ: "اللہ کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں" [یہ دونوں حدیثیں مسلم نے روایت کی ہے]۔

﴿ قُلِ ٱللَّهُمَّ مَٰلِكَ ٱلۡمُلۡكِ تُؤۡتِي ٱلۡمُلۡكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ ٱلۡمُلۡكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُۖ بِيَدِكَ ٱلۡخَيۡرُۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ٢٦ ﴾ [سورۃ آل عمران:26].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

چنانچہ ہمارا عزیز وبرتر پروردگار ہی آسمان وزمین کے خزانوں کا مالک ہے، اسی کے ہاتھ میں ہر طرح کی خیر اور بھلائی ہے، جسے چاہتا ہے اپنے رزق سے نوازتا ہے۔

وہ عزیز وبرتر پروردگار ہی موت وحیات اور بعث بعد الموت کا مالک ہے، ہر طرح کے نفع ونقصان کی ملکیت اسی کے لیے ہے، تمام معاملات اسی کی طرف لوٹتے ہیں۔

وہ اپنی ملکیت وبادشاہت میں جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہے! نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اس کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ کسی کے گناہ کو بخش دیتا ہے، کسی کی مصیبت کو دور کرتا ہے، کسی قوم کو بلند اور کسی کو پست کرتا ہے" [سنن ابن ماجہ]۔

یہ اللہ پاک وبرتر کی بادشاہت ہے، جسے چاہتا ہے نوازتا ہے:

{وَٱللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُۥ مَن يَشَآءُ} [سورۃ البقرۃ:247].

ترجمہ: اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے۔

مسند احمد میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زمانے کو گالی نہ دو! کیوں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں ہی زمانہ ہوں، دن ورات میری ہی ملکیت ہیں، میں ہی ان کو نیا اور پرانا کرتا ہوں (یعنی شب وروز کو الٹ پھیر کرتا ہوں)، اور میں ہی (پرانے) بادشاہوں کے بعد (نئے) بادشاہ منتخب کرتا ہوں"۔ [یہ حدیث صحیح ہے اور اس کا ابتدائی حصہ صحیح مسلم میں بھی ہے]۔

أينَ الْملُوكُ ذَوُو التِّيجانِ مِن يَمَنٍ   وأَينَ مِنهُم أَكَالِيلٌ وتِيجَانُ
أَتَى على الكُلِّ أَمرٌ لا مَرَدَّ لَهُ   حتَّى قَضَوا فَكَأَنَّ القَومَ مَا كَانُوا

ترجمہ: یمن کے تاج دار بادشاہ کہاں گئے اور ان کے شاہانہ تاج کہاں ہیں۔ ان سب پر ایسا فیصلہ آیا جسے کوئی ٹال نہیں سکا، یہاں تک کہ وہ صفحہ ہستی سے اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی ان کا وجود تھا ہی نہیں۔

شیطان نے ان کے لیے (ان کے عمل کو) مزین کر دیا:

جب اللہ تبارک وتعالی نے فرعون کو (وقتی) بادشاہت عطا کی تو وہ سمجھنے لگا کہ وہی مالک حقیقی ہے، چنانچہ لوگوں پر کبروغرور، زوروجبر اور ظلم وزیادتی کرنے لگا، اس کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ اپنے لیے بادشاہت اور الوہیت کا دعوی کرنے لگا:

{وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِى} [سورۃ القصص:38].

ترجمہ: فرعون کہنے لگا اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا۔

اسی لیے اللہ عزیز وبرتر نے اسے ہلاک وبرباد کر دیا اور قیامت تک آنے والے شاہانِ عالم کے لیے سامان عبرت بنا دیا، تاکہ ان کی بادشاہت انہیں سرکشی میں مبتلا کر کے ان کی اصل حقیقت، کمزوری وناتوانی اور وعدے کے دن سے غافل نہ کر دے۔

ہر چند کہ شاہانِ عالم کو دنیاوی زندگی میں بادشاہت ہی کی طرح (خود مختاری) حاصل ہوتی ہے، جس کی بنا پر وہ زمین وجائیداد، محلات وباغات اور سونے چاندی کے مالک ہوتے ہیں، اس کے باوجود ان کے پاس صرف دو اختیارات ہوتے ہیں: یا تو یہ بادشاہت ان سے زائل ہو جائے، یا وہ اس بادشاہت سے زائل ہو جائیں، کیوں کہ یہ زائل ہونے والی بادشاہت اور لوٹایا جانے والا قرض ہے..

اللہ عزیز وبرتر نے انہیں یہ یاد دہانی کرائی ہے کہ انہیں اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے:

{وَلِلَّهِ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَاۖ وَإِلَيۡهِ ٱلۡمَصِيرُ ﴿١٨﴾} [سورۃ المائدۃ:18].

ترجمہ: زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالی کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

نبی ﷺ نے "شاہان شاہ" نام رکھنے سے منع فرمایا ہے، صحیحین کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا نام ہوگا جو اپنا نام "ملک الأملاک" (شاہان شاہ) رکھے گا"۔

قیامت کے دن کا مالک..

قیامت کے دن اللہ عزوجل اپنے داہنے ہاتھ میں آسمانوں کو اور دوسرے ہاتھ میں زمین کو اٹھائے گا، جیسا کہ اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: {وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدۡرِهِۦ وَٱلۡأَرۡضُ جَمِيعٗا قَبۡضَتُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطۡوِيَّٰتُۢ بِيَمِينِهِۦۚ سُبۡحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ﴿٦٧﴾} [سورۃ الزمر:67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی اللہ تعالی کی قدر کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ تعالی زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: اصل بادشاہ میں ہوں، زمین (دنیا) کے بادشاہ کہاں ہیں؟"۔

صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن اللہ تعالی آسمانوں کو لپیٹ لے گا اور ان کو داہنے ہاتھ میں لے لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں غرور کرنے والے؟ پھر بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں کبر و غرور کرنے والے؟"۔

قیامت کے دن پاک و برتر (اللہ) یہ ندا لگائے گا کہ: {لِّمَنِ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ} ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے؟ کوئی جواب نہیں دے سکے گا! پھر حق تعالی اپنے سوال کا جواب خود پیش کرے گا:

{لِلَّهِ ٱلْوَٰحِدِ ٱلْقَهَّارِ ﴿١٦﴾} [سورۃ غافر:16]. ترجمہ: (آج بادشاہی) فقط اللہ واحد و قہار کی ہے۔

اس کی بادشاہت مکمل ہے:

ہر چند کہ اللہ عزیز و برتر ہی اصل بادشاہ ہے اور وہ ہماری عبادت سے بے نیاز ہے، لیکن بندوں پر اس کے عمدہ فضل و احسان کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ: اس نے اپنے (ملِک / بادشاہ) نام کو اپنے دیگر ناموں کے ساتھ مربوط کر کے پیش کیا ہے، تاکہ دلوں کو اطمینان حاصل ہو اور اس سے ملنے کا اشتیاق بڑھے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ﴿٣﴾ مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ﴿٤﴾} [سورۃ الفاتحۃ:3-4].

ترجمہ: بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔ بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔

نیز پاک وبرتر رب نے فرمایا: ﴿هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْمَلِكُ﴾ [سورۃ الحشر:22-23].

ترجمہ: وہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ ہے۔

اس طرح اللہ عزوجل ہمیں یہ خبر دے رہا ہے کہ بادشاہت بغیر احسان وبھلائی اور رحمت ومہربانی کے مکمل اور خوش نما نہیں ہوتی، اس لیے اللہ پاک وبرتر رحم کرنے والا بادشاہ ہے۔

ہمارے عزیز وبرتر پروردگار کی بادشاہت تمام تر نقص وعیب سے پاک ہے: ﴿يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ٱلْمَلِكِ ٱلْقُدُّوسِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْحَكِيمِ ﴿١﴾﴾ [سورۃ الجمعۃ:1].

ترجمہ: (ساری چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ تعالی کی پاکی بیان کرتی ہیں (جو) بادشاہ نہایت پاک (ہے) غالب وباحکمت ہے۔

چوں کہ دنیا کے بادشاہوں کو مختلف قسم کے نقائص لاحق ہوتے ہیں، جیسے کبر وغرور، شہوت پسندی، ظلم وجور، اس لیے اللہ عزوجل نے ہمیں یہ خبر دی کہ اس کی بادشاہت مکمل ہے، جس میں کمال کے تمام تر خوبصورت صفات یکجا ہیں، اسی لیے رسول اللہ ﷺ جب وتر سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے اور تیسری بار آواز بلند فرماتے: "سبحان الملک القدوس" (پاکی ہے اس بادشاہ کے لیے جو (تمام تر نقائص سے) پاک وبرتر ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

بندے پر یہ واجب ہے کہ اللہ کی بادشاہی اور اس کی رحمت ومہربانی پر ہمیشہ اس کی حمد وثنا بیان کرتا رہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿لَهُ ٱلْمُلْكُ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ﴾ [سورۃ التغابن:1].

ترجمہ: اسی کی سلطنت ہے اور اسی کی تعریف ہے۔

وہ اپنی بادشاہت میں لائق حمد وستائش ہے، کیوں کہ جو بادشاہت تعریف وستائش سے عاری ہو، اس میں نقص کا پایا جانا لازمی ہے، اور وہ تعریف جو بادشاہت سے عاری ہو، اس میں عاجزی ولاچاری کا پایا جانا لازمی ہے، جب کہ بادشاہت کے ساتھ تعریف وستائش کا پایا جانا منتہائے کمال اور غایت درجے کی عظمت وجلال ہے۔

اس کی بادشاہت کی عظمت وجلالت یہ ہے کہ: جب کوئی اس کی پناہ طلب کرتا ہے تو وہ اسے پناہ دیتا ہے، اور جس شخص کو اللہ ہلاک وبرباد کرنا چاہے اسے نہ کوئی پناہ دے سکتا ہے اور نہ اس کی حفاظت کر سکتا ہے: { قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ } [سورة المؤمنون:88].

ترجمہ: پوچھئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا، اگر تم جانتے ہو تو بتلا دو؟۔

یا مالِكًا هُوَ بِالنَّواصِي آخِذُ وقَضاؤُهُ فِي كُلِّ شَيءٍ نَافِذُ
أنَا عَائِذٌ بِكَ يا كَرِيمُ ولم يَخِب عَبدٌ بِعِزّكَ مُستَجِيرٌ عَائِذُ

ترجمہ: اے بادشاہ حقیقی کہ جو تمام پیشانیوں (مخلوقات) کا مالک ہے، اور ہر چیز میں جس کا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔

اے سخی وفیاض (رب) میں تیری پناہ کا طلب گار ہوں، وہ بندہ کبھی رسوا نہیں ہو سکتا جو تیری عزت وشوکت کی پناہ میں آئے۔

اے (رب) کہ جس کی بادشاہت کبھی زائل نہیں ہونے والی!

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ: "جب ہارون رشید نے اپنا محل بنوایا جو کہ (اتنا عالی شان تھا کہ) اس جیسا دلکش وخوش نما محل (خود انہوں نے) اپنے زمانے میں نہیں دیکھا تھا! تو لوگ اسے مبارک باد دینے کے لیے آئے، ان کے ساتھ ابو العتاہیہ بھی تھا، اس نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے کہ:

عِش ما بَدا لَكَ سَالِمًا ... في ظِلّ شاهِقَةِ القُصُورِ
يَسعَى إلَيكَ بمَا اشتهَيتَ ... لَدَى الرَّوَاحِ وَفِي البُكُورِ
يَجرِي عَلَيكَ بمَا أَردتَ ... مع الغُدُوِّ مَعَ البُكُورِ
فإذا النُّفُوسُ تَقعقَعَت ... في ظِلّ حَشرَجَةِ الصُّدُورِ
فَهُناكَ تَعلَمُ مَوقِنًا ... مَا كُنتَ إلا في غُرُورِ

ترجمہ: بلند وبالا محلات کے ٹھنڈی چھاؤں میں جب تک چاہو سلامتی کے ساتھ زندگی کے لطف لیتے رہو۔ صبح وشام تیری خواہش کے مطابق تیری خدمت کی جاتی رہے۔ ہر صبح تازہ دم تجھے تیری چاہت کے سامان فراہم کیے جاتے رہیں۔ جب سینے سے جان نکلتے وقت روح مضطرب وبے کل ہو جائے گی تب یقین ہو جائے گا کہ تم صرف اور صرف دھوکے میں تھے۔

یہ سن کر ہارون رشید زار وقطار رونے لگے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے، اور ایک مہینہ کے اندر ہی جاں بحق ہو گئے"۔

یہ اس ہارون کی صورت حال ہے!... جس نے بادل سے مخاطب ہو کر کہا: تو چاہے جہاں بھی برسے، (تیری سیر ابی سے اگنے والے اناج کا) ٹیکس میرے پاس پہنچ کر رہے گا؟! وہ ہارون... جو ایک سال حج کرتا اور دوسرے سال غزوہ میں شریک ہوتا تھا؟!

عبد الملک بن مروان جو کہ اسلامی دنیا کا حکمران تھا، جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو اس نے اپنے محل کے قریب ایک دھوبی کو دیکھا کہ وہ خوش وخرم گنگنائے جارہا ہے! اس پر عبد الملک نے کہا: کاش کہ میں ایک دھوبی ہوتا! کاش کہ میں بادشاہت اور خلافت سے نا آشنا رہتا! پھر اس کی جان پرواز کر گئی۔

کوئی یہ کہتا ہوا (سنا گیا) کہ: اے وہ کہ جس کی بادشاہی کبھی زائل نہیں ہونے والی، اس پر رحم فرما کہ جس کی بادشاہی زائل ہو چکی، جب سعید بن المسیب نے یہ کلمات سنے تو جواب میں عرض کیا: "تمام تعریف اس اللہ کے لیے

ہے جس نے ان -شاہانِ عالم- کو حالت نزع میں ہماری طرف رجوع کرنے پر مجبور کیا اور ہمیں ان کی پناہ لینے پر مجبور نہیں کیا"۔

بادشاہ کے دروازے پر دستک دیجئے!

میرے محترم قاری! بیماری دور اور مصیبت کافور ہو جاتی ہے، گناہ معاف ہو جاتا، قرض کی ادائیگی ہو جاتی، قیدی کو رہائی مل جاتی، گمشدہ گھر واپس آجاتا، گناہ گار توبہ کر لیتا اور فقیر مالدار ہو جاتا ہے... یہ سب پاک و برتر شاہان شاہ (اللہ) کے ہاتھ میں ہے، اس لیے ہر گھڑی اور ہر لمحہ، بطور خاص رات کے آخری پہر میں آپ اللہ ہی کی پناہ طلب کیجئے اور اسی سے آس و امید قائم رکھئے، اللہ عزیز و برتر ہر رات آسمان دنیا پر نازل ہوتا اور یہ ندا لگاتا ہے کہ: "میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے نوازوں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے بخش دوں؟ فجر کے روشن ہونے تک اللہ یہی ندا لگاتا رہتا ہے" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

ہمارے نبی ﷺ- جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اللہ سے آشنا اور ان میں سب سے زیادہ رب کے عبادت گزار تھے- (آپ ﷺ) نے ہمیں یہ رغبت دلائی ہے کہ ہم ہمیشہ نماز سے فارغ ہونے کے فوراً بعد، اور رات کو نیند سے بیدار ہوتے وقت، اللہ عزیز و برتر کی بادشاہی کا اقرار کریں، ہماری صبح و شام کی دعاؤں میں یہ شامل ہو اور سفر سے لوٹنے کے بعد بھی ہم اسے دہرائیں، نیز اگر آپ دن بھر میں سو مرتبہ اس کا ورد کرتے ہیں تو آپ کامیاب و کامران لوگوں میں سے ہیں:

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے: "جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ" (یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے، تمام تعریف اسی کے لیے ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس

روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی، تا آنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا، مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے"۔

اے اللہ! اے روز قیامت کے مالک! زندگی کے آخری لمحہ کو ہماری زندگی کا سب سے اچھا حصہ بنا دے اور اے تمام جہانوں کے پروردگار! ہمارے لیے حساب وکتاب کو آسان فرما دے۔

(۱۳)
السُّبُّوحُ جل جلاله

علماء کہتے ہیں کہ: توحید اسماء وصفات دو ستونوں پر قائم ہے، اور وہی توحید کا خلاصہ بھی ہے:

۱- اسماء وصفات اور افعال میں اللہ پاک وبرتر کا کمال ثابت کرنا۔

۲- اللہ پاک وبرتر کو ان تمام نقائص وعیوب سے پاک ومنزہ ماننا جو اس کی ذات، صفات اور افعال کے کمال کے منافی ہیں۔

ہمارے اوپر اللہ کی رحمت ہی ہے کہ اس نے ہمیں اس کا طریقہ بھی بتایا اور وہ یہ ہے کہ ہم اس کی تسبیح کیا کریں، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ ﴾ [سورۃ الأحزاب:42].

ترجمہ: صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو۔

سُبحَانَ مَن هُوَ لا يَزَالُ مُسَبِّحًا أبدًا وليس لِغَيرِهِ السُّبحان
سُبحانَ مَن فِي ذِكرِهِ طُرُقِ الرِّضا منه وفيهِ الرُّوحُ والرَّيحَانُ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی ہمیشہ بیان کی جاتی رہتی ہے، اس کے علاوہ کسی اور کے لیے پاکی نہیں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا ذکر کرنے سے اس کی رضا وخوشنودی اور راحت ومسرت حاصل ہوتی ہے۔

ہمارے رسول ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبُّوحٌ قدُّوسٌ رَبُّ المَلائِكَةِ وَالرُّوحِ" (فرشتوں اور جبریل امین کا رب ہر قسم کے نقص وعیب اور تمام آلائشوں سے پاک ہے)۔[مسلم]۔

لغت میں تسبیح کے معنی: پاکی بیان کرنے کے ہوتے ہیں، (سَبَّحَ اللهَ) کے معنی ہوتے ہیں: اس نے ہر عیب سے اللہ کی پاکی وبڑائی بیان کی۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار ہر عیب، نقص اور برائی سے پاک ہے، اس پاک و برتر کے لیے کمالِ مطلق ہے۔

تو زیادہ حقدار ہے...

پوری کائنات عبادت گاہ ہے، اس میں رہنے والی ہر مخلوق اللہ عزیز و برتر کی پاکی بیان کرتی ہے، اور یہ اللہ کی سب سے بڑی عبادت ہے۔

آسمان میں رہنے والے ان فرشتوں کو ہی دیکھ لیں: ﴿قَالُوٓاْ أَتَجۡعَلُ فِيهَا مَن يُفۡسِدُ فِيهَا وَيَسۡفِكُ ٱلدِّمَآءَ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَۖ قَالَ إِنِّيٓ أَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ٣٠﴾ [سورۃ البقرۃ:30].

ترجمہ: انہوں نے کہا ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

کائنات کی ہر ایک چیز اپنے خالق کی پاکی بیان کرتی اور ہمہ تن اپنے خالق کی تسبیح میں محو رہتی ہے، سوائے کفر کرنے والے انسان و جنات کے۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ ٱلسَّبۡعُ وَٱلۡأَرۡضُ وَمَن فِيهِنَّۚ وَإِن مِّن شَيۡءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهِۦ وَلَٰكِن لَّا تَفۡقَهُونَ تَسۡبِيحَهُمۡۚ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ٤٤﴾ [سورۃ الإسراء:44].

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

اللہ بزرگ و برتر ہر قسم کی تسبیح اور پاکیزگی کا مستحق ہے، کیوں کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کامل ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تھا، تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلا دئے گئے، اس پر اللہ تعالی نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی" [اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ بخاری کے روایت کردہ ہیں]۔

پہاڑ اور پرندے تک اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، بلکہ ہر ایک مخلوق اللہ کی تسبیح کرتی ہے:

{وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُۥدَ ٱلْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَٱلطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَـٰعِلِينَ ﴿٧٩﴾} [سورۃ الأنبیاء:79].

ترجمہ: داود کے تابع ہم نے پہاڑ کر دیے تھے جو تسبیح کرتے تھے اور پرند بھی۔ ہم کرنے والے ہی تھے۔

ہم انسان تو اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اللہ بزرگ وبرتر کی تسبیح کیا کریں۔

کسی سلف کا قول ہے کہ: کیا تم میں سے کسی کو شرم نہیں آتی کہ اس کی سواری جس پر وہ سوار ہوتا ہے اور وہ کپڑا جسے وہ زیب تن کرتا ہے، وہ اس سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

گوش برآواز دل...

جب نیک وصالح حضرات کو اجر وثواب کا علم ہوتا ہے اور وہ جان جاتے ہیں کہ تسبیح کرنا اللہ کے نزدیک محبوب ترین کلام ہے، تو وہ ہر حال میں، تسبیح کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، کیوں کہ یہ ایک بآسانی حاصل ہونے والی نعمت وغنیمت ہے، نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ: (دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو پر (آخرت میں) بھاری ہوں گے اور اللہ رحمن کے یہاں پسندیدہ ہیں، وہ یہ ہیں: "سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمدِهِ، سُبحَانَ اللهِ العَظِيمِ")[اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے "سبحان اللہ وبحمدہ" دن میں سو مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں" [اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے]۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ہر روز ہزار نیکیاں کمائے؟ آپ کے پاس تشریف فرما (صحابہ) میں سے کسی نے سوال کیا: ہم میں سے کوئی کیسے ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: "سو بار (سبحان اللہ) کہے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے" [مسلم]۔

سعادت وخوش بختی کی کنجی:

اللہ پاک وبرتر کی تسبیح کرنا: باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے۔

تسبیح: اطاعت گزراوں کے لیے تسلی کا سامان، متلاشیانِ امن کے لیے پناہ گاہ اور خائف وہراساں کے لیے ماوی وملجا ہے، تسبیح کرنے والے یہ جانتے ہیں کہ ہر عیب اور نقص سے جس (اللہ) کی وہ تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں، وہی: پریشانی کے وقت انہیں پناہ دیتا، خوف ووحشت کے وقت انہیں انس ومحبت عطا کرتا اور فقیری وکم مائیگی کے وقت ان کی مدد کرتا ہے۔

تسبیح کرنے والوں کی دعائیں کیوں نہ قبول ہوں جب کہ وہی لوگ فراخی وخوش حالی میں اللہ کو یاد کرتے ہیں، تو بھلا پریشانی اور سختی کے وقت اللہ انہیں کیوں نہ یاد رکھے ؟!

اللہ کے نبی یونس بن متی علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ﴿ فَلَوۡلَآ أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلۡمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِي بَطۡنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوۡمِ يُبۡعَثُونَ ﴿١٤٤﴾﴾ [سورة الصافات:143-144].

ترجمہ: اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: "اللہ کی تسبیح سے سمندر کی مچھلیاں پر سکون ہو جاتی تھیں، تو بھلا انہیں کیوں نہ سکون ملتا، اللہ پاک وبرتر کے ذکر سے مینڈکوں کی ٹرٹراہٹ تھم جاتی تھی، تو حضرت یونس علیہ السلام کی بے چینی کیوں نہ کم ہوتی"۔

حسن فرماتے ہیں کہ: "مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی نماز نہیں پڑھی تھی، لیکن انہوں نے فراخی وکشادگی میں کیے ہوئے اپنے نیک عمل کو (بطور وسیلہ) پیش کیا تو اللہ نے اس کے سبب انہیں حالت آزمائش ومصیبت میں یاد رکھا"۔

کرجی کہتے ہیں کہ: "یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تسبیح وتہلیل (سُبحَانَ اللہ اور لا إلٰہ إلا اللہ) کا ورد کرنے سے غموں کے بادل چھٹ جاتے اور آفت ومصیبت سے نجات مل جاتی ہے"۔

اَثر (سلف صالحین کے قول) میں آیا ہے کہ:"بندہ جب نیک وصالح ہوتا ہے تو آسمان میں وہ مشہور ہوجاتا ہے"۔اور تسبیح کرنا بھی ایک نیک عمل ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ [سورۃ فاطر:10].

ترجمہ:اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے۔

تسبیح کرنے سے بندے کو رزق ملتا ہے،"الآدب المفرد" میں نبی ﷺ کی یہ حدیث آئی ہے کہ:"..سبحان اللہ وبحمدہ، ہر ایک مخلوق کی نماز(عبادت) ہے اور اس کے ذریعہ ہر ایک مخلوق کو رزق ملتا ہے"[یہ حدیث صحیح ہے]۔

تو پاک ہے!

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی آسمان میں مخلوقات ہیں۔

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی زمین میں مخلوقات ہیں۔

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی آسمان وزمین کے درمیان مخلوقات ہیں۔

اللہ کے لیے اتنی پاکی ہے جتنی اس کی مخلوقات ہیں۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا کہ: صبح وشام کثرت سے اللہ کی تسبیح کیا کریں، چنانچہ فرمایا:

﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿١٧﴾﴾ [سورۃ الروم:17].

ترجمہ:اللہ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔

نیز عزیز وبرتر نے فرمایا: ﴿وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾﴾ [سورۃ الأحزاب:42].

ترجمہ: صبح وشام اس کی پاکی بیان کیا کرو۔

تسبیح کی اہمیت کے پیش نظر جنتیوں کو تسبیح کا الہام اسی طرح کیا جائے گا، جس طرح انہیں سانس لینے کا الہام کیا جائے گا: ﴿دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾﴾ [سورۃ یونس:10].

ترجمہ: ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی "سبحان اللہ" اور ان کا باہمی سلام یہ ہو گا "السلام علیکم" اور ان کی اخیر بات یہ ہو گی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا رب ہے۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "تمام اعمال سے فراغت حاصل کی جاسکتی ہے، لیکن ذکر کی کوئی انتہا اور اختتام نہیں ہے! تمام اعمال کا سلسلہ دنیا ختم ہونے کے ساتھ ختم ہو جائے گا، آخرت میں کوئی عمل باقی نہیں رہے گا، سوائے ذکر کے، ذکر کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں۔

مومن ذکر الہی کے ساتھ جیتا ہے، اسی پر اس کی موت ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا"۔

سُبحانَ مَن سَبَّحَتهُ أَلسُنُ الأُمَمِ — تَسبِيحَ حَمدٍ بِما أَولَى مِن النِّعَمِ

سُبحَانَ مَن سَبَّحَتهُ أَلسُنٌ عَرَفَت — بِأَنَّ تَسبِيحَهُ مِن أَفضَلِ العِصَمِ

سُبحَانَ مَن إِن يَشَأ يُخزِ الْمُسِيءَ وَإِن — يَشأ عَفَا عَن كَبِيرِ الإِثمِ واللَّمَمِ

سُبحَانَ مَن مِنهُ نَرجُو عَفوَ مُقتَدِرٍ — ونَستَعِيذُ بِهِ مِن بَطشِ مُنتَقِمِ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات کہ تمام مخلوقات جس کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں۔ اس نے جو نعمتیں دی ہیں، (ان پر اس کی) تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح ایسی زبانیں کرتی ہیں جو جانتی ہیں کہ اس کی تسبیح کرنا حفاظت کے افضل ترین (وسائل) میں سے ہے۔

پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنی مشیئت سے بدکار و گناہ گار کو رسوا کرتا ہے اور اپنی مشیئت سے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی معاف کر دیتا ہے۔

پاک ہے وہ (اللہ) جس سے ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ قدرت رکھنے کے بعد بھی ہمیں معاف کر دے، اور انتقام لینے والے کی گرفت سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔

اللہ پاک وبرتر ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جو تعریف اور پاکی کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں، اس کے اسماء وصفات پر ایمان رکھتے ہیں، اس کی توحید اور عظمت کو بروئے عمل لاتے ہیں، یقیناوہ سب کچھ سننے والا اور قریب ہے۔

{ فَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ حِينَ تُمۡسُونَ وَحِينَ تُصۡبِحُونَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ ٱلۡحَمۡدُ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَعَشِيّٗا وَحِينَ تُظۡهِرُونَ ﴿١٨﴾ } [سورۃ الروم:17-18].

ترجمہ: اللہ تعالی کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔ تمام تعریفوں کے لائق آسمان وزمین میں صرف وہی ہے، تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو)۔

(۱۴)
القُدُّوس جل جلاله

آج ہی اپنی جان کی خریداری کر لو! کیوں کہ بازار لگا ہوا ہے، قیمت بھی موجود ہے، سامان بھی فراہم ہیں، اس بازار پر اور ان سامانوں پر ایک ایسا دن بھی آنے والا ہے جس دن نہ تو تھوڑی قیمت ملے گی نہ زیادہ:

{ذَٰلِكَ يَوۡمُ ٱلتَّغَابُنِۗ} [سورۃ التغابن:9].

ترجمہ: وہی دن ہے ہار جیت کا۔

{وَيَوۡمَ يَعَضُّ ٱلظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيۡهِ يَقُولُ يَٰلَيۡتَنِي ٱتَّخَذۡتُ مَعَ ٱلرَّسُولِ سَبِيلٗا ۝٢٧} [سورۃ الفرقان:27].

ترجمہ: اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش کہ میں نے رسول ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔

إِذَا أَنتَ لَم تَرحَل بِزادٍ مِن التُّقَى ... وأَبصَرتَ يَومَ الحَشرِ مَن قَد تَزَوَّدُوا

نَدِمتَ عَلَى أَنْ لَا تَكُونَ كَمِثلِهِ ... وأَنَّكَ لَم تَرصُد لِمَا كَانَ أَرصَدَا

ترجمہ: اگر تم سفر (آخرت) پر تقوی کا توشہ لے کر نہیں نکلوگے اور قیامت کے دن تقوی کے توشہ سے لیس لوگوں کو دیکھوگے تو تمہیں اس بات پر حسرت وندامت ہوگی کہ تم ان کے مثل نہیں ہوسکے، اور جس چیز کی انہوں نے تیاری کی اس کی تم تیاری نہیں کر سکے۔

آیئے ہم اللہ کے خوبصورت ناموں میں سے ایک ایسے نام پر غور وفکر کرتے ہیں جو ہمیں اس سے قریب کر دے۔

یہ نام توحید الٰہی کا خلاصہ اور توحیدِ اسماء وصفات کا ایک ستون ہے، وہ نام ہے: اللہ کا اسم گرامی (قدوس جل جلالہ۔ نہایت پاک)۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡقُدُّوسُ } [سورۃ الحشر:23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک ہے۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ نبی ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلائِكَةِ وَالرُّوحِ" (فرشتوں اور جبریل امین کا رب ہر قسم کے نقص وعیب اور تمام آلائشوں سے پاک ہے)۔

مسند امام احمد میں آیا ہے کہ نبی ﷺ جب وتر کی نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے : "سُبحَانَ المَلِكِ القُدُّوسِ، سُبحَانَ المَلِكِ القُدُّوسِ، سُبحَانَ المَلِكِ القُدُّوسِ" (یعنی: پاکی ہے اس بادشاہ کے لیے جو تمام تر نقائص سے پاک وبرتر ہے) اور تیسری دفعہ آواز بلند فرماتے۔ [یہ حدیث صحیح ہے]۔

قدوس کے لغوی معنیٰ: طہارت وپاکیزگی کے آتے ہیں، اسی طرح بابرکت کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر رب قدوس ہے، یعنی وہ: ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک، بیوی، اولاد اور شریک وساجھی سے منزہ ہے، تمام تر فضائل اور خوبیوں کا سزاوار اور ہر طرح کی صفاتِ کمال سے متصف ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار ایسا بابرکت ہے کہ آسمان وزمین میں ہمہ وقت اس کی خیرات وبرکات وافر مقدار میں پھیلی رہتی ہیں، اس کا نام مبارک ہے، اس کے افعال، اس کی ذات اور بلند وبالا صفات، سب کے سب بابرکت ہیں، وہی ہے جو اپنی حکمت کے مطابق اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پاک وصاف کرتا ہے: { إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا ۝٣٣ } [سورۃ الأحزاب:33].

ترجمہ: اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

وہ نہایت پاک وبرتر ہے!

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار اس بات کا مستحق ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پاکیزگی اور عظمت وبڑائی بیان کریں،

پاکیزگی بیان کرنا: آسمان میں رہنے والے فرشتوں کی عبادت ہے:

{وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ} [سورۃ البقرۃ:30].

ترجمہ: ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔

پوری کائنات اللہ پاک وبرتر کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتی ہے: {يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ لَهُ ٱلْمُلْكُ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝١} [سورۃ التغابن:1].

ترجمہ: (تمام چیزیں) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کی تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

{تُسَبِّحُ لَهُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ ٱلسَّبْعُ وَٱلْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ} [سورۃ الإسراء:44].

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے، اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔

آپ زیادہ حقدار ہیں...

تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اولاد آدم کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اللہ کی پاکیزگی بیان کریں۔

اللہ عزیز وبرتر کی پاکیزگی بیان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

اس سے محبت کی جائے، ہر قسم کے نقص وعیب سے اس پاک وبرتر ذات کی بڑائی بیان کی جائے۔

اس کے لیے وہ صفات ثابت کیے جائیں جنہیں اس نے اپنے لیے اور اس کے رسول ﷺ نے اس کے لیے ثابت کیے ہیں۔

کسی بھی مخلوق سے اس کو تشبیہ دینے کی نفی کی جائے:

{لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾} [سورة الشورى:11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

ہر قسم کے شریک وساجھی سے اس کی پاکی بیان کی جائے، نیز اس کی شریعت کو فیصل مانا جائے اور اس سے راضی رہا جائے، اور پاک وبرتر اللہ کے تئیں بدگمانی رکھنے سے گریز کیا جائے۔

جس نے اللہ کے تئیں ایسا گمان رکھا جو اللہ ورسول کے بیان کردہ اوصاف الٰہی کے مخالف ہو، یا اس نے ان صفات کی حقیقت کو بے معنی قرار دیا جن سے اللہ نے اپنی ذات کو متصف کیا ہے، یا رسولوں نے ان سے اللہ کو متصف کیا ہے، تو اس نے اللہ کے ساتھ بدگمانی رکھی۔

هذا وَمِن أَوصَافِهِ القُدُّوسُ ذُو   التَّنزِيهِ بِالتَّعظِيمِ لِلرَّحمنِ

ترجمہ: اس کے علاوہ اللہ رحمن کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ قدوس (نہایت پاک) ہے، وہ رحمن اس بات کا سزاوار ہے کہ عظمت وبڑائی کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کی جائے۔

اس عمل میں آپ کا حصہ...

مومن، اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعہ، معصیت ونافرمانی سے باز رہ کر، دلوں میں لگنے والے زنگ کو دور کرکے، مالِ حرام کو کھانے سے گریز کرکے اور شبہات سے اپنے مال کو پاک کرکے اپنے نفس کو پاکیزہ رکھتا ہے، یہی وہ مومن ہے جس کی تعریف اللہ عزیز وبرتر نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ کی ہے:

{قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا ﴿١٠﴾} [سورة الشمس:9-10].

ترجمہ: جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملادیا وہ ناکام ہوا۔

اللہ عزیز وبرتر نے موسی علیہ السلام سے بیان کیا کہ انہیں فرعون کے پاس بھیجنے کا مقصد کیا تھا، وہ یہ تھا کہ وہ اللہ پاک وبرتر کی پاکیزگی بیان کرکے اپنے نفس کی اصلاح کرے: {ٱذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ طَغَىٰ ﴿١٧﴾ فَقُلْ هَل لَّكَ إِلَىٰٓ أَن تَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ﴿١٩﴾} [سورة النازعات:17-19].

ترجمہ: تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔ اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی راہ دکھاؤں تا کہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔

یہی وجہ ہے کہ اس ایمانی پاکیزگی اور اصلاح کے بغیر کامیابی سے ہمکنار ہونا ممکن نہیں: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ ٱسْمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾﴾ [سورۃ الأعلیٰ: 14-15].

ترجمہ: بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا۔ اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔

بلکہ وہ قوم جو ظلم وستم روا رکھتی ہے، اس کی پاکیزگی چھن جاتی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ اس قوم کو پاک (اور ان کی اصلاح) نہیں کرتا جس کا کمزور طبقہ، اس کے مضبوط طبقہ سے اپنا حق حاصل نہ کر پاتا ہو"۔ اس حدیث کو بیہقی نے "السنن الکبریٰ" میں روایت کیا ہے، نیز یہ بھی آپ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ اس قوم کو کیسے پاک کرے (اور ان کی اصلاح فرمائے) جس کے مضبوط طبقہ سے اس کے کمزور طبقہ کا حق نہ لیا جاتا ہو؟"۔

جب ابو الدرداء نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو خط لکھا کہ وہ عراق سے ارض مقدسہ کی طرف ہجرت کر جائیں، تو سلمان نے اس قدر بلیغانہ جواب دیا کہ اس سے اصلاح وپاکیزگی کا معنی واضح ہو جاتا ہے، آپ نے فرمایا: "زمین کسی کو پاک نہیں کرتی! بلکہ انسان کا عمل اسے پاک کرتا ہے"۔

سُبحَانَ مَن هُوَ لا يَزالُ وَرِزقُه ... للعالَمِينَ بِهِ عَلَيه ضَمانُ
سُبحَانَ مَن يُعطِي الْمنَى بِخَواطِرٍ ... فِي النَّفسِ لَم يَنطِقْ بِهِنَّ لِسانُ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ازل سے تمام جہان والوں کے لیے اپنے رزق کی ضمانت لے رکھی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو دل اور خیالات میں آنے والی تمناؤں کو زبان پر آنے سے پہلے پوری کر دیتا ہے۔

اے اللہ! اے سبوح (پاک وبرتر).. اے قدوس (تمام عیوب سے منزہ)! ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں پاک کر دے، اے ارحم الراحمین! ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما۔

(۱۵)
السَّلامُ جل جلاله

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "السلام: اللہ تعالی کا ایک اسم گرامی ہے جسے اللہ نے روئے زمین پر نازل فرمایا ہے، اس لیے آپس میں سلام پھیلاؤ" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے "الآدب المفرد" میں روایت کیا ہے]۔

مومن ہمیشہ اللہ سے دنیا وآخرت کی سلامتی کا سوال کرتا ہے، دنیا کی سلامتی دو قسم کی ہے: ظاہری اور باطنی:

ظاہری سلامتی سے مراد ہے: ہر قسم کی بیماریوں اور ناپسندیدہ امور سے عافیت۔

دنیا کی باطنی سلامتی سے مراد ہے: کفر وبدعت اور معصیت ونافرمانی سے دین وایمان کی سلامتی۔ یہ چیز جس کی مومن دعا کرتا ہے، وہ ایمان کا سب سے مضبوط کڑا ہے، اگر یہ صحیح سلامت رہا تو آپ قلبِ سلیم سے سرفراز ہوں گے اور دار السلام (جنت) میں داخل ہوں گے۔

ہر شخص سلامتی کا جویا ہے، اور اللہ تبارک وتعالی ہی سلام (ہر عیب ونقص سے پاک وصاف ہے)۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کتنے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اس نام کو یاد تو کر لیا لیکن اس کے اندر جو اسرار ومعانی مضمر ہیں، ان سے نابلد ہیں"۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْمَلِكُ ٱلْقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلْمُؤْمِنُ ٱلْمُهَيْمِنُ ﴾ [سورۃ الحشر: 23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمارا عزیز وبرتر پروردگار سلام ہے: جو کہ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے، کیوں کہ وہ اپنی ذات وصفات اور افعال میں کامل ہے۔

سلامت: براءت وپاکیزگی اور ایک قول کے مطابق: عافیت وسلامتی کے معنی میں ہے۔

وَهُوَ السَّلامُ عَلَى الحَقِيقَةِ سَالِمٌ مِن كُلِّ تَمْثِيلٍ وَمِن نُقصَانِ

ترجمہ: وہ (اللہ) حقیقی معنوں میں السلام ہے، جو کہ ہر قسم کی تشبیہ وتمثیل اور نقص وعیب سے پاک وصاف ہے۔

اس نام سے موسوم ہونے والے تمام لوگوں سے زیادہ ہمارا عزیز وبرتر پروردگار اس نام کا مستحق ہے۔

(اللہ کے) اسم گرامی السلام کے سائے میں:

اللہ عزیز وبرتر کی صفات میں اس نام (کے اثرات) پر غور کریں! اللہ کی حیات: موت، اونگھ اور نیند سے پاک وصاف ہے، اس کی قیومت (نگہبانی) اور قدرت: تکان اور تھکاوٹ سے پاک وصاف ہے۔

اللہ کے علم پر غور کریں! جو کہ اس بات سے پاک وصاف ہے کہ کوئی چیز اس سے مخفی ہو، یا اسے نسیان لاحق ہو، یا اسے یاد کرنے اور غور وفکر کرنے کی ضرورت پیش آئے! ﴿وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي ٱلْأَرْضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَآ أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٦١﴾﴾ [سورۃ یونس:61].

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ [سورۃ مریم:64].

ترجمہ: تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔

رب کا کلام جھوٹ اور ظلم سے پاک ہے، بلکہ اس کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے: { وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا } [سورۃ الأنعام:115].

ترجمہ: آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔

اس کی مالداری و بے نیازی دوسرے کی ادنی ترین محتاجی سے بھی پاک و بری ہے، بلکہ اس کے سوا تمام مخلوقات اس کے محتاج ہیں، اور وہ ہر ایک سے بے نیاز ہے۔

اس کی بادشاہت اس بات سے پاک وصاف ہے کہ کوئی اس میں اس سے جھگڑے، یا اس کا شریک، یا معاون و مددگار ہو۔

اس کی بردباری، عفوودرگزر اور مغفرت و بخشش، (تمام طرح کی) حاجت و ذلت اور بدلے کی چاہت سے پاک وصاف ہے، جیسا کہ اس کے سوا (معاف کرنے والے حاجت و ذلت کی وجہ سے یا بدلے کی چاہت میں معاف کرتے ہیں)۔

حتی کہ اس کا عذاب اور انتقام بھی اس بات سے پاک ہے کہ اس میں ظلم وزیادتی، نفس کی تسلی، غیظ و غضب اور سختی و درشتی کی آمیزش ہو، بلکہ یہ تو محض اس کی حکمت اور انصاف پر مبنی ہے: { وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ } [سورۃ فصلت:46].

ترجمہ: آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

آپ اللہ کے فیصلے اور اس کی تقدیر پر غور کریں! آپ اسے بے ہودگی اور ظلم وزیادتی سے پاک پائیں گے۔

اللہ کی شریعت اور اس کے دین پر غور کریں! اسے (ہر قسم کے) تضاد، اختلاف اور خلل سے پاک پائیں گے:

{ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾ } [سورۃ النساء:82].

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقینا اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

اللہ کا عرش پر مستوی اور بلند ہونا اس بات سے پاک ہے کہ وہ اس چیز کا محتاج ہو جو اسے اٹھائے اور جس پر وہ مستوی ہو، بلکہ عرش اس کا محتاج ہے اور اس کو اٹھانے والے فرشتے اس کے محتاج ہیں، وہ عرش سے اور اس کو تھامنے والے فرشتوں سے، بلکہ اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہے۔

اس کی سماعت وبصارت اس بات سے پاک وصاف ہے کہ اس پر کوئی چیز مشتبہ ہو یا کوئی بات اسے بے معنی معلوم ہو۔

حتی کہ اپنے اولیا سے اس کی محبت بھی ان شائبوں سے پاک ہے جو مخلوقات کی باہمی محبت میں لاحق ہوا کرتی ہیں، جیسے حاجت وضرورت کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا، تملق کے طور پر اس سے محبت ظاہر کرنا اور اس کی قربت کے ذریعہ کوئی منفعت حاصل کرنا۔

محبت کرنے والوں کا بدلہ وانعام:

اللہ پاک وبرتر نے اپنے نبیوں اور رسولوں پر ان کے ایمان اور حسن اعمال کی وجہ سے سلامتی بھیجی ہے، تاکہ لوگ ان کی اقتدا وپیروی کریں اور کوئی ان کو برائی کے ساتھ یاد نہ کرے:

﴿وَسَلَٰمٌ عَلَى ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾﴾ [سورۃ الصافات:181].

ترجمہ: پیغمبروں پر سلام ہے۔

اللہ عزوجل نے یحی علیہ السلام کو عزت واکرام سے نوازا اور مختلف مقامات پر انہیں سلامتی سے سرفراز فرمایا: کسی نے کہا ہے کہ: (تین مواقع) مخلوق کے لیے سخت وحشت ناک ہوتے ہیں: جب انسان کی ولادت ہوتی ہے تو وہ خود کو رحم مادر سے باہر دیکھتا ہے۔ جب موت کا شکنجہ اسے اپنی گرفت میں لیتا ہے تو وہ ایسی مخلوقات کو دیکھتا ہے جنہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوتا ہے۔ اور جب اسے قبر سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا تو وہ خود کو میدان محشر کی عظیم ہولناکیوں میں گھرا ہوا پائے گا: ﴿وَسَلَٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾﴾ [سورۃ مریم:15].

ترجمہ: اس پر سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔

www.salafimanhaj.info

جو شخص اللہ پاک وبرتر کی ہدایت پر چلے گا وہ اس کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ رہے گا، یہی معنی ہے اللہ کے اس فرمان کا: ﴿وَٱلسَّلَٰمُ عَلَىٰ مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلْهُدَىٰٓ ﴿٤٧﴾﴾ [سورة طہ:47].

ترجمہ: سلامتی اسی کے لیے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے۔

جنت، سلامتی کا گھر ہے: ﴿ ۞ لَهُمْ دَارُ ٱلسَّلَٰمِ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ﴾ [سورة الأنعام:127].

ترجمہ: ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔

اللہ تبارک وتعالی جنت میں اپنے بندوں پر سلام پیش کرے گا: ﴿ سَلَٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾﴾ [سورة یس:58].

ترجمہ: مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں "سلام" کہا جائے گا۔

فرشتے جب اللہ کے نیک بندوں کی روح قبض کرتے ہیں تو انہیں سلامتی کی بشارت دیتے اور اطمینان دلاتے ہیں: ﴿ ٱلَّذِينَ تَتَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَٰمٌ عَلَيْكُمُ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾﴾ [سورة النحل:32].

ترجمہ: وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں کہتے ہیں کہ تمہارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے، جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے۔

اس نام سے آپ نے کیا حاصل کیا...

اللہ پاک وبرتر کے اسم گرامی (السلام) کے ذریعہ عبادت کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ: بندہ مسلم کا دل اور اس کی زبان دوسرے مسلمانوں کے تئیں ہر طرح کی آلائش اور برائی سے پاک ہو، کیوں کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے" [اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے]۔

مومن صرف اس پر بس نہ کرے کہ اس کی اذیت سے دوسرے محفوظ رہیں، بلکہ اس عظیم نام کا حق ادا کرنا بھی اس پر واجب ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:" السلام: اللہ تعالی کا اسم گرامی ہے، جسے اللہ نے روئے زمین پر رکھا ہے، اس لیے آپس میں سلام پھیلاؤ" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے الأدب المفرد میں روایت کیا ہے]۔

سلام – یعنی "السلام علیکم" – کہنے کی ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ دار السلام (جنت) تک پہنچاتا ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: "تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ، اور تم (کامل) مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ رکھنے لگو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرنے لگوگے تو تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگوگے۔ آپس میں سلام کو عام کرو"۔

غور طلب بات..

یہ کہنا درست نہیں کہ: اللہ پر سلام ہو!

کیوں کہ سلامتی اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی سلامتی ہے، جب نبی ﷺ نے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: اللہ پر سلام ہو! تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ نہ کہو کہ "اللہ پر سلام ہو" کیوں کہ اللہ تو خود سلام ہے، بلکہ یہ کہو: التَّحِيَّاتُ للهِ والصَّلَوَاتُ والطَّيِّبَاتُ ، السَّلامُ عَليكَ أيّها النَّبِيُّ ورحمةُ اللهِ وبَرَكاتُهُ، السَّلامُ عَلينا وعَلى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ" (یعنی: آدابِ بندگان، تمام عبادات، اور ساری پاکیزہ خیراتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، آپ پر اے نبی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو)۔

"أَشْهَدُ أن لا إِلَهَ إِلا اللهُ وأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهُ وَرَسُولُهُ" (یعنی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں)[اس حدیث کو بخاری و مسلم نے تقریبا انہی الفاظ میں روایت کیا ہے]۔

ایک روایت میں یہ اضافہ آیا ہے:"کیوں کہ جب تم اس طرح کہو گے تو زمین و آسمان میں رہنے والے اللہ کے ہر نیک بندے کو یہ شامل ہو گا"[اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

اے اللہ ! تو سلام ہے ، تجھ ہی سے سب کی سلامتی ہے، اے عزت و بزرگی والے ! تیری ذات بڑی بابرکت ہے۔

اے اللہ ! ہمارے لیے ہمارے دین کو سالم رکھ جو ہمارے لیے بچاؤ کا ذریعہ ہے، ہمارے لیے ہماری دنیا کو سالم (درست) فرمادے جس میں ہماری روزی ہے، ہمارے لیے ہماری آخرت کو سالم (درست) کر دے جہاں ہمیں لوٹ کر جانا ہے، اور اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرما، یقینا تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(١٦)

المُؤمِنُ جل جلاله

پہاڑ کی چوٹیوں کے اوپر (افق کا) منظر بدلتا ہے: فرحت وکشادگی کا سورج روشن ہوتا ہے، ٹیلوں کی بلندیوں پر نور کی کرنیں ضوفشانی کرتی ہیں، اور غم واندوہ کے ہر دروازے پر مسرت کی سوغات لے کر دستک دیتی ہیں۔

اپنی آنکھیں کھولیں، دونوں ہاتھ بلند کریں، غم واندوہ کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں، اور نہ یاس وقنوط کو اپنے قریب آنے دیں، کیوں کہ وہ (رب موجود) ہے جو آپ کو امن وامان عطا کرے، اور آپ کے دکھ درد کو سمجھ سکے ...یقیناوہ امن وامان دینے والا عزیز وبرتر (اللہ) ہے۔

مچھلیاں، سمندری مخلوقات، چرند وپرند اور وحشی جانور، سب کے سب امن دینے والے پاک وبرتر (اللہ) سے ہی امن وامان کی امید قائم رکھتے ہیں۔

آپ بھی اسی امن دینے والے عزیز وبرتر (پروردگار) کا قصد کریں، اس کے سامنے اپنی حالت زار بیان کریں، کیوں کہ اس کی فراخی وکشادگی، پلک جھپکتے نظر سے اوجھل ہو جانے والی بجلی (کی کوند) سے بھی زیادہ تیز رو ہے، اور ہر لمحہ اس کی مہربانیوں کی برکھا برستی رہتی ہے۔

المؤمن عزوجل: اللہ عزیز وبرتر کا ایک اسم گرامی ہے، جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلۡمُؤۡمِنُ ﴾ [سورۃ الحشر:23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا ہے۔

(المؤمن) ایسا اسم ہے جو صرف قرآن کی ایک آیت میں وارد ہوا ہے، اس کا ذکر خائف وہراساں لوگوں کے لیے بطور امن وسکون، امید رکھنے والوں کے لیے بطور امان واطمینان اور غمزدوں کے لیے بطور فرحت وکشادگی کے ہوا ہے۔

(اللہ کے) اسم گرامی المؤمن کے سائے میں... غور وفکر کی چند گھڑیاں:

اہل علم کہتے ہیں کہ: المؤمن کے دو معانی ہیں:

پہلا معنی: تصدیق کرنے کے ہیں، جب سے اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، اس وقت سے لے کر روز قیامت تک کی سب سے بڑی تصدیق یہ ہے کہ: اللہ عزیز وبرتر نے اپنے ذات کی تصدیق فرمائی، اپنے لیے وحدانیت اور تمام تر عبودیت میں اپنی انفرادیت کی گواہی دی، کمال وجلال اور بلند وبالا صفات کے ذریعہ اپنی تعریف فرمائی، اللہ بزرگ وبرتر اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: { شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ } [سورۃ آل عمران:18].

ترجمہ: اللہ تعالی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

عظیم بادشاہ (اللہ)، جو کہ تمام جہانوں کا پالنہار ہے، اس کی یہ عظیم ترین گواہی ہے، جو کہ سب سے بڑی اور عظیم الشان امر کی گواہی ہے، اور وہ ہے: اللہ بزرگ وبرتر کی توحید، اس کے لیے دین کو خالص کرنے اور اس کا انصاف پر قائم رہنے کی گواہی۔

وَأَشهَدُ أَنَّ اللهَ لا رَبَّ غيرُهُ كرِيمٌ رَحِيمٌ يُرتَجَى وَيُؤَمَّلُ

ترجمہ: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی وفیاض اور رحم دل ومہربان ہے، اسی سے امیدیں قائم رکھی جاتی ہیں۔

وہی عزیز وبرتر پروردگار ہے جس نے اپنے قول اور وعدے کو سچ ٹھہرایا:

{وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ قِيلًا ﴿١٢٢﴾} [سورۃ النساء:122].

ترجمہ: اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ سے سچا ہو۔

اس نے انبیائے کرام کے ہاتھوں پر واضح اور روشن نشانیاں رونما کر کے ان کی تصدیق فرمائی:

{قَدۡ جِئۡتُكُم بِـَٔايَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ} [سورۃ آل عمران:49].

ترجمہ: میں تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں۔

{وَأَتَيۡنَٰكَ بِٱلۡحَقِّ وَإِنَّا لَصَٰدِقُونَ ﴿٦٤﴾} [سورۃ الحجر:64].

ترجمہ: ہم تو تیرے پاس صریح حق لائے ہیں اور ہیں بھی بالکل سچے۔

اللہ نے اپنے بندوں سے دنیا میں نصرت و فتح، روئے زمین کی سلطنت اور آخرت میں اجر و ثواب سے نوازنے کا جو وعدہ کیا ہے، وہ (پالنہار) ان وعدوں کو سچ کرتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: {ثُمَّ صَدَقۡنَٰهُمُ ٱلۡوَعۡدَ فَأَنجَيۡنَٰهُمۡ وَمَن نَّشَآءُ وَأَهۡلَكۡنَا ٱلۡمُسۡرِفِينَ ﴿٩﴾} [سورۃ الأنبیاء:9].

ترجمہ: پھر ہم نے ان سے کیے ہوئے سب وعدے سچے کیے۔ انہیں اور جن جن کو ہم نے چاہا نجات عطا فرمائی اور حد سے نکل جانے والوں کو غارت کر دیا۔

اور کافروں کو (ہمارے پروردگار نے) دنیا و آخرت میں جس سزا اور رسوائی کی وعید سنائی ہے، اسے بھی پورا کرتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: {وَنَادَىٰٓ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ أَصۡحَٰبَ ٱلنَّارِ أَن قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقّٗا فَهَلۡ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ حَقّٗاۖ قَالُواْ نَعَمۡۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُۢ بَيۡنَهُمۡ أَن لَّعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٤٤﴾} [سورۃ الأعراف:44].

ترجمہ: اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق پایا، سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ایک پکارنے والا دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ اللہ کی مار ہو ان ظالموں پر۔

اللہ بزرگ و برتر کی ساری خبریں درست اور سچ ہیں۔

وإِنّي بِكَ اللَّهُم رَبِّي لَوَاثِقٌ ... ومَا لِي بِبَابٍ غيرَ بابِكَ مَدخَلُ

ترجمہ: اے اللہ! میرے پروردگار! مجھے تیرے اوپر کامل اعتماد و بھروسہ ہے۔ تیرے در کے سوا میرے لیے کوئی در نہیں کہ میں جہاں داخل ہو سکوں۔

اللہ بزرگ وبرتر ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اپنے وعدے اور باتوں میں سچے ہوتے ہیں: {يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَكُونُوا۟ مَعَ ٱلصَّـٰدِقِينَ ﴿١١٩﴾} [سورۃ التوبۃ:119].

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

(المؤمن کا) دوسرا معنی: امن وامان دینے کے ہیں، جو کہ ڈرانے کی ضد ہے:

{وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍۭ ﴿٤﴾} [سورۃ قریش:4].

ترجمہ: اور ڈر (اور خوف) میں امن (وامان) دیا۔

لوگوں کی صورت حال یہ ہے کہ ان میں کوئی بیماری کا شکار ہے، تو کوئی دوا کی قلت سے جوجھ رہا ہے، کوئی دشمنوں کے غلبہ سے پریشان ہے، کوئی ایسے فقر وفاقہ سے دوچار ہے جو (آرائش حیات کو) بھلا دے، کوئی موت کا سامنا کر رہا ہے، وہ سب کے سب امن کی تلاش میں ہی کھانے کے انتظامات کرتے ہیں، اسی کی خاطر قلعے اور ہسپتال قائم کرتے ہیں، بند اور ڈیم تعمیر کرتے ہیں اور امن کی تلاش میں ہی مختلف سماج اور ممالک کے کمزور لوگ بعض دفعہ مضبوط لوگوں کی پناہ لینے (پر مجبور ہوتے) ہیں۔

اور جس وقت یہ ساری طاقتیں ڈھیر ہو جاتی ہیں، حقیقتیں منکشف ہو جاتی ہیں، ان کے پاس سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہیں رہتا کہ پاک وبرتر مؤمن (امن دینے والے رب) کی پناہ لیں: جو اپنے بندوں کو امن سے نوازتا ہے، تو اس سے فرار ہونے کے بعد پھر اسی کی طرف لوٹ آتے ہیں، جو ان کا خالق بلکہ پوری کائنات کا خالق ہے، جو ہر چیز کا نگہبان ہے اور تمام بندوں کی پیشانیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

جب قیامت کے دن اللہ عزیز وبرتر کا عذاب واقع ہو گا، تو کوئی نہ ہو گا جو لوگوں کو امن دے سکے اور نہ انسانوں کے پاس کوئی طاقت ایسی ہو گی جو اس عذاب کو دور کر سکے: {ءَأَمِنتُم مَّن فِى ٱلسَّمَآءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ ٱلْأَرْضَ فَإِذَا

هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمۡ أَمِنتُم مَّن فِي ٱلسَّمَآءِ أَن يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبٗاۖ فَسَتَعۡلَمُونَ كَيۡفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾} [سورة الملك:16-17].

ترجمہ: کیا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے ہو کہ آسمانوں والا تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے۔ یا کیا تم اس بات سے نڈر ہوگئے ہو کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسا دے؟ پھر تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔

تین مقامات:

لوگ تین مقامات پر امن وامان کی جستجو کرتے ہیں، اور یہ تینوں مقامات عزیز و برتر امن دینے والے (اللہ کے) ہاتھ میں ہیں جو ہر چیز پر قادر ہے اور جو اپنے تقوی شعار اولیا کو ہی اس سے نوازتا ہے:

پہلا مقام: دنیاوی امن اپنی مختلف قسموں کے ساتھ: {وَلَوۡ أَنَّ أَهۡلَ ٱلۡقُرَىٰٓ ءَامَنُواْ وَٱتَّقَوۡاْ لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِم بَرَكَٰتٖ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ} [سورۃ الأعراف:96].

ترجمہ: اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔

دوسرا مقام: جاں کنی کے وقت، جب ملک الموت نازل ہوتا ہے اور برزخ میں جب (سوال وجواب کرنے والے) دو فرشتوں کا سامنا ہوتا ہے۔

اس وقت مومنوں کو امن وامان اور بشارت وخوش خبری دی جاتی ہے: {إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾} [سورۃ فصلت:30].

ترجمہ: (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیے گئے ہو۔

تیسرا مقام: آخرت میں سب سے بڑی ہولناکی کے وقت، جہاں پرہیزگاروں کو سب سے بڑے امن وامان سے نوازا جائے گا، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: { لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾} [سورۃ الأنبیاء:103].

ترجمہ: وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انہیں غمگین نہ کرسکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔

صرف موحد بندہ کو ہی امن سے نوازا جائے گا:

{مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿٨٩﴾} [سورۃ النمل:89].

ترجمہ: جو لوگ نیک عمل لائیں گے انہیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔

آپ کے ایمان کے بقدر آپ کو امن وامان ملے گا، کیوں کہ اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

{الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾} [سورۃ الأنعام:82].

ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

اس میں آپ کا حصہ...

مومنوں کے لیے اس عظیم نام کا فائدہ یہ ہے کہ: وہ جان لیں کہ ابتلاء وآزمائش اور مصائب ومشکلات کے وقت جو اسے امن وامان دیتا ہے وہ اللہ عزیز وبرتر ہی ہے، اسی طرح یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ: جیسا عمل ہوگا، بدلہ اسی کے مثل ملے گا، اس لیے (جو سچے مومن ہیں) وہ اللہ کے پاس جو امن وامان ہے، اس کی چاہت وخواہش میں اور قیامت کے دن امن چھن جانے کے خوف سے لوگوں کو اپنے شر اور برائیوں سے مامون رکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں سچے مومن کی (صفت) نہ بتلادوں؟ سچا مومن وہ ہے جس (کے شر سے) لوگوں کی جانیں اور ان کے مال مامون و محفوظ ہوں اور سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے لوگ محفوظ رہیں" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے]۔

اے اللہ! ہمیں اپنے ملک میں پر امن زندگی عطا کر... اے اللہ! ہمیں ہر قسم کے خوف سے مامون رکھ، ہمارا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دے اور ہمارا حساب آسان فرمادے۔

(۱۷)

المُهَيمِنُ جل جلاله

یہ ایک پیغام ہے ہر اس شخص کے لیے جو زندگی سے اوب چکا ہے، اپنی حیات سے اکتا چکا ہے، شب وروز سے تنگ آچکا ہے، رنج وغم کا مزہ چکھ چکا ہے... ایسے شخص کے لیے بشارت وخوش خبری ہے کہ واضح اور کھلی فتح آپ کے سامنے ہے، نصرت ومدد آپ کے قریب ہے، پریشانی کے بعد فراخی اور سختی کے بعد آسانی ہی آتی ہے۔

ایک امید ہے جو (پوری آب وتاب کے ساتھ) روشن ہے، آپ کے سامنے (امنگوں سے) بھرپور ایک مستقبل اور سچا وعدہ ہے: {وَعۡدَ ٱللَّهِۖ لَا يُخۡلِفُ ٱللَّهُ وَعۡدَهُۥ} [سورۃ الروم:6].

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالی اپنے وعدے کو خلاف نہیں کرتا۔

کیا آپ کے آقا ومولی اور خالق نے یہ نہیں فرمایا کہ: {وَلِلَّهِ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ فَٱدۡعُوهُ بِهَاۖ} [سورۃ الأعراف:180].

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، ان ناموں سے ہی اللہ کو موسوم کیا کرو۔

اگر آپ ان ناموں سے اللہ کو پکاریں گے، تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ {وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ} [سورۃ غافر:60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

آیئے ہم اس مقام پر (ٹھہر کر) اللہ کے ایک اسم گرامی: (المہیمن عزوجل۔ نگہبان) کی معرفت حاصل کرکے اس کی قربت حاصل کریں:

اللہ عزیز وبرتر کو اس کے خوبصورت ناموں اور صفات کے ساتھ جاننا: دین کی اصل ، ہدایت وراستی کی بنیاد، دلوں اور عقلوں کو حاصل ہونے والی سب سے افضل اور سب سے واجب چیز ہے۔

اللہ کے اسم گرامی (المھیمن عزوجل) کا ذکر سورۃ الحشر کے اخیر میں ہوا ہے:

{ هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلۡمُؤۡمِنُ ٱلۡمُهَيۡمِنُ } [سورۃ الحشر:23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان ہے۔

ہمارا نگہبان پروردگار عزوجل وہ ہے جو: اپنی مخلوق کے تمام امور و معاملات کی نگہداشت کرتا ہے، چنانچہ وہ تمام پوشیدہ امور اور دلوں کے بھید سے واقف ہے، اس کا علم ہر ایک چیز کو محیط ہے، وہ تمام مخلوقات کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، ان سے جو بھی اقوال وافعال سرزد ہوتے ہیں، وہ ان سب پر نگراں ہے، ان کا کوئی بھی عمل اس سے مخفی نہیں، اس سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں: {وَمَا يَعۡزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثۡقَالِ ذَرَّةٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَآ أَصۡغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكۡبَرَ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٍ ﴿٦١﴾} [سورۃ یونس:61].

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

بندہ کے تمام حالات، اس کے شب وروز کی نقل وحرکت، اس کا ظاہر وباطن، اس کا سفر وحضر، سب سے غیبوں کا جاننے والا (رب) واقف ہے اور انہیں بندہ کے (نامہ اعمال میں) شمار کرتا ہے:

{فَإِنَّهُۥ يَعۡلَمُ ٱلسِّرَّ وَأَخۡفَى ﴿٧﴾} [سورۃ طہ:7].

ترجمہ: وہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز کو بھی بخوبی جانتا ہے۔

سرگوشی اس کے نزدیک ظاہر اور راز اس پر عیاں ہے، اور مخفی چیز بھی اس کے لیے بے حجاب ہے۔

یقیناوہ المھیمن-نگہبان ہے:

منافقوں کی ایک جماعت نے رات کے اندھیرے میں (اہل ایمان کے خلاف) دسیسہ کاریاں کی اور سازشی جال بنے، لیکن (صبح ہوتے ہی) علام الغیوب (غیبوں کے جاننے والے رب) نے ان کے سب کیے کو منکشف کر دیا، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ } [سورۃ النساء:108].

ترجمہ: وہ لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالی سے نہیں چھپ سکتے، وہ راتوں کے وقت جب کہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت اللہ ان کے پاس ہوتا ہے، ان کے تمام اعمال کو وہ گھیرے ہوئے ہے۔

غزوہ بدر کے بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ رات کے اندھیرے میں خانہ کعبہ کے پاس بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہونے کی سازش رچ رہے تھے، اللہ نے اپنے رسول کو ان کی سازش کی خبر دے دی اور ان کے کاربد سے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا۔

مَلِيكٌ على عَرشِ السَّماءِ مُهَيمِنٌ لِعِزَّتِهِ تَعنُو الوُجُوهُ وَتَسجُدُ

ترجمہ: عرش پر مستوی بادشاہ ہر چیز کا نگہبان و محافظ ہے۔اس کی عزت وشوکت کے سامنے ساری مخلوقات سرنگوں اور سجدہ ریز ہیں۔

ہاں، یقیناوہ عزیز وبرتر (اللہ) نگہبان و محافظ، امین اور گواہ ہے، مخلوق کے تمام اعمال کی نگرانی کر رہا ہے۔

اطمینان رکھیں!

اے وہ کہ جس نے اپنی آنکھیں اشکبار کر لی ہے! اپنے آنسوؤں کو پوچھ لیں، آنکھوں کو راحت پہنچائیں اور اطمینان رکھیں! کیوں کہ جس نے آپ کو پیدا کیا اور وجود میں لایا وہ آپ کی نگہبانی کر رہا ہے اور اپنے لطف و کرم کے ذریعہ آپ کی دیکھ ریکھ کر رہا ہے۔

اے بندہ! آپ مطمئن رہیں، کیوں کہ تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے، (اللہ نے آپ کے لیے جو) اختیار کیا وہ واقع ہو چکا ہے، اور (رب کی) مہربانی بھی حاصل ہو چکی ہے۔

(ذرا سوچئے کہ) کتنی دفعہ ہمیں موت کا خوف لاحق ہوا، لیکن ہم مرے نہیں؟!

کتنی مرتبہ ہمارے راستے تنگ ہو گئے، سارے حیلے ناکام ہو گئے اور ہماری نگاہوں میں افقِ عالم (اپنی تابانی کے باوجود) تاریک ہو گیا، کہ اچانک فتح و نصرت، خیر و بھلائی اور بشارت و خوش خبری نے دستک دی: ﴿ قُلِ ٱللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾﴾ [سورۃ الأنعام:64].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے، تم پھر شرک کرنے لگتے ہو۔

کتنی دفعہ ایسا ہوا کہ ہمارے سامنے دنیا تاریک ہو گئی، آسمان و زمین اپنی کشادگی کے باوجود ہم پر تنگ ہو گئے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے خیر و بھلائی اور فراخی و آسانی کے دروازے کھلنے لگے: ﴿وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهِۦ ۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾﴾ [سورۃ یونس:107].

ترجمہ: اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو بجز اس کے اور کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نچھاور کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار نگہبان ہے، ساری عزت و شوکت اور غلبہ و سربلندی اسی کے لیے ہے، اور اسی سے فراخی و کشادگی حاصل ہوتی ہے۔

ابن کثیر نے وہب بن منبہ کا ایک اثر نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: "اللہ تبارک و تعالی اپنی ایک کتاب میں فرماتا ہے: (میری عزت و جلالت کی قسم! جو بندہ میری پناہ حاصل کرتا ہے، اور اس کے خلاف زمین و آسمان مل کر سازش

کرتے ہیں، تو میں آسمان وزمین کے درمیان سے اس کے لیے آسانی اور نجات کی راہ پیدا کر دیتا ہوں، میری عزت وجلال کی قسم! جو بندہ میرے علاوہ کسی اور کی پناہ حاصل کرتا ہے، میں اس کے پاؤں تلے سے زمین کھسکا دیتا ہوں)"۔

جَلالُكَ يا مُهَيمِنُ لا يَبِيدُ ومُلكُكَ دَائِمٌ أبدًا جَدِيدُ

وحُكمُكَ نَافِذٌ فِي كُلِّ أَمرٍ ولَيسَ يَكُونُ إلا مَا تُرِيدُ

قَصدتُ إلى الُملُوكِ فَكُلُّ بَابٍ عَلَيهِ حَاجِبٌ فَظٌّ شَدِيدُ

وبَابُكَ مَعدِنٌ لِلجُودِ يَا مَن إِلَيهِ يَقصِدُ العَبدُ الطَّرِيدُ

ترجمہ: اے نگہبان! تیری عظمت وجلالت کبھی ختم نہیں ہونے والی، تیری بادشاہت ہمیشہ باقی اور نئی رہنے والی ہے۔ ہر ایک چیز میں تیرا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے جو تو چاہے۔ میں نے (دنیا کے مختلف) بادشاہوں کا قصد کیا تو دیکھا کہ ہر ایک کے در پر سخت مشٹنڈے پہرے دار ہیں، اور اے وہ (رب) کہ (زمانے کا) دھتکارا ہوا بندہ جس کا قصد کرتا ہے، تیرا در تو ہر قسم کی سخاوت وفیاضی کا سرچشمہ ہے۔

نجات کی رسی..

ہمارے عزیز وبرتر پروردگار نے اپنی کتاب - قرآن - کو تمام سابقہ کتابوں کا محافظ قرار دیا ہے:

{ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلْكِتَـٰبِ وَمُهَيْمِنًا} [سورۃ المائدۃ:48].

ترجمہ: ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن اپنے سے قبل کی ساری کتابوں پر حاکم وفیصل ہے، ان کتابوں میں جو بہترین (احکام و تعلیمات) موجود تھیں، ان کے ساتھ نازل ہوا ہے، (ان احکام وتعلیمات میں سے) جس کو قرآن نے منسوخ کر دیا وہ

منسوخ ہے، قرآن نے بنی اسرائیل کے سامنے ان اکثر چیزوں کو بیان کر دیا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے، چنانچہ ا ن کی تحریف کو ظاہر کر دیا اور سابقہ کتابوں میں جو حق کی بات تھی اس سے پردہ اٹھادیا۔

جو مسلمان اس پر ایمان لاتا ہے، کتاب الہی کی تعظیم اس کے دل میں محبت و سرور اور اس بات پر اللہ کی حمد و ثنا اور شکر و شکیبائی (کا جذبہ) پیدا کرتی ہے کہ اللہ نے اسے ایمان کی ہدایت دی، اور یہی وہ چیز ہے جس کی امید ہر انسان کرتا اور مومن ہر رکعت میں اس کی دعا کرتا ہے:

{ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ۝٦ } [سورۃ الفاتحۃ:6].

ترجمہ: ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔

اے محافظ و نگہبان! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی اور اپنی حفاظت و نگرانی میں رکھا، ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔

(۱۸)

العَزِيزُ جل جلاله

حاکم نے "المستدرک" میں ذکر کیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ "جب شام آئے تو (راستے میں) ایک نہر پڑ گیا، چنانچہ عمر اپنی اونٹنی سے اترے، اپنے موزے اتارے، پھر اپنی سواری کی نکیل تھامی اور نہر (پار کرنے کے لیے) اس میں اتر گئے۔

ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اس ملک کے باشندوں کے سامنے ایک بڑا کام انجام دیا، اپنے موزے اتار دیے، سواری کو اپنے آگے کر دیا اور نہر میں اتر گئے۔

اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا: اف! اے ابو عبیدہ! کاش کہ یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا۔

تم سب سے کمتر لوگ تھے، لیکن اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت و سربلندی عطا کی، تم اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کروگے تو اللہ پاک و برتر تمہیں ذلیل کر دے گا"۔

اللہ تبارک و تعالی کا فرمان ہے: { مَن كَانَ يُرِيدُ ٱلۡعِزَّةَ فَلِلَّهِ ٱلۡعِزَّةُ جَمِيعًاۚ } [سورۃ فاطر:10].

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالی ہی کی ساری عزت ہے۔

ہمارے پاک و برتر پروردگار نے اپنی بلند و بالا ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

{ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ۝٩ } [سورۃ الشعراء:9].

ترجمہ: تیرا رب یقیناً وہی غالب اور مہربان ہے۔

{ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٦ } [سورۃ آل عمران:6].

ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

نیز اللہ نے ہمیں سات آسمانوں کے اوپر سے یہ حکم دیا ہے کہ ہم یہ جان رکھیں اور اس کا یقین رکھیں:

{وَٱعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾} [سورۃ البقرۃ:260].

ترجمہ: جان رکھو کہ اللہ تعالی غالب ہے حکمتوں والا ہے۔

برکت وبلندی والا ہمارا غالب پروردگار وہ ہے جو عزت وسربلندی کے تمام بلند وبالا معانی اور اس کے اعلی ترین کمالات کو- وصف اور ملکیت دونوں اعتبار سے- محیط ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{مَن كَانَ يُرِيدُ ٱلْعِزَّةَ فَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ جَمِيعًا} [سورۃ فاطر:10].

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالی ہی کی ساری عزت ہے۔

اس کے لیے غلبہ وسربلندی کی عزت ہے، چنانچہ وہ اپنے دشمنوں پر حاوی اور غالب ہے۔

اس کے لیے حفاظت وصیانت کی عزت ہے، چنانچہ کوئی مخلوق اس پاک پروردگار تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی، وہ اپنی ذات کے ساتھ بے نیاز ہے۔

اس کے لیے قوت وسطوت کی عزت ہے، اس کی عزت وشوکت کے سامنے سارے دشوار معاملات زیر ہو جاتے اور اس کی قوت کے سامنے ساری سختیاں نرم ہو جاتی ہیں۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار غالب ہے، جب دشمنوں سے انتقام لیتا ہے تو بڑی سخت سزا دیتا ہے۔

وہ بزرگ وبرتر غالب ہے، جو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے عزت وشوکت سے سرفراز کرتا ہے۔

وہ بزرگ وبرتر غالب ہے جس کا پڑوسی (اس کی پناہ لینے والا) مغلوب ومظلوم نہیں ہوتا اور نہ اس کے انصار ومددگار ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔

وَهُوَ العَزِيزُ فَلَن يُرَامَ جَنابُهُ ... أَنَّى يُرَامُ جَنابُ ذِي السُّلطَانِ

وَهُو العَزِيزُ القَاهِرُ الغَلَّابُ لَمْ ... يَغلِبهُ شَيْءٌ هذهِ صِفتانِ

وهو العَزيزُ بِقُوَّةٍ هِيَ وَصفُهُ فالعِزُّ حِينئِذٍ ثَلاثُ مَعَانِ
وَهِيَ الَّتِي كَمُلَت لَهُ سُبحَانَهُ مِن كُلِّ وَجهٍ عَادِمِ النُّقصَانِ

ترجمہ: وہ ایسا غالب ہے کہ جس کی عزت پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا، (اس جیسے) سلطان و حکمران کی عزت پر بھلا کوئی کیسے غالب ہو سکتا ہے۔ وہ غالب ہونے والا اور زیر کرنے والا ہے، اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی، یہ دونوں اس کی صفات ہیں۔ وہ طاقت و قوت کے ساتھ غالب ہے، یہ قوت اس کا وصف ہے، معلوم ہوا کہ جس عزت (سے وہ موصوف ہے، اس) کے تین معانی ہیں۔ یہ عزت و شوکت اس پاک ذات کے لیے ہر جہت سے کامل ہے، اس میں کوئی نقص و کمی نہیں۔

عزت وغلبہ والے (رب) کی حفاظت گاہ:

مومنوں کو جب یہ معلوم ہو گیا اور وہ اس پر ایمان لے آئے کہ عزت صرف اللہ سے ہی ملتی ہے، تو وہ (اللہ) عزیز وغالب کے سامنے سرنگوں ہو گئے، اس سے التجا کرنے لگے، اس کی حفاظت گاہ میں حفاظت تلاشنے لگے، اسی کی عزت کی پناہ طلب کرنے لگے اور اسی سے عزت و شوکت کی دعا کرنے لگے، کیوں کہ انہوں نے اس عزیز و برتر رب کے اس فرمان کی تلاوت کی: ﴿ مَن كَانَ يُرِيدُ ٱلۡعِزَّةَ فَلِلَّهِ ٱلۡعِزَّةُ جَمِيعًاۚ ﴾ [سورۃ فاطر:10].

ترجمہ: جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالی ہی کی ساری عزت ہے۔

مدائنی نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ: "یمن کا ایک شخص حجاج کے پاس اس کے بھائی محمد بن یوسف کی شکایت لے کر آیا، تو دیکھا کہ حجاج منبر پر ہے، چنانچہ اس کے قریب گیا اور اس کے بھائی محمد کی شکایت کرنے لگا، اس پر حجاج نے اسے قید کرنے کا حکم دیا، جب وہ منبر سے اترا تو نہایت غصے کے عالم میں اسے بلایا اور کہنے لگا: تمہیں کیسے یہ جرأت ہوئی کہ میرے بھائی کی شکایت کرو؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم آپ کی پناہ مل جائے تو میں آپ کے بھائی سے بھی زیادہ عزیز و محترم ہوں۔ یہ سن کر حجاج نے کہا: اسے آزاد کر دو"۔

لا تَسقِنِي كَأسَ الحَيَاةِ بِذِلَّةٍ بَل فَاسقِنِي بِالعِزِّ كَأسَ الحَنظَلِ

ترجمہ: مجھے ذلت وخواری کے ساتھ زندگی کا جام (بھی پلانا ہو تو) نہ پلاؤ بلکہ عزت وسربلندی کے ساتھ (چاہو تو) زہر کا جام (بھی) پلا دو۔

مسلمان کے دل میں (اللہ کے) اس نام کی عظمت جس قدر بڑھے گی، وہ اپنی زندگی میں اسے بروئے عمل لانے کے لیے جس قدر کوشاں رہے گا، اسی کے بقدر اسے عزت وشوکت بھی حاصل ہوگی:

{وَلِلَّهِ ٱلۡعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ وَلِلۡمُؤۡمِنِينَ } [سورۃ المنافقون:8].

ترجمہ: عزت تو صرف اللہ تعالی کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے۔

لوگوں میں سب سے باعزت: انبیا ہیں، پھر ان کے بعد جن مومنوں کا مرتبہ بلند ہو، وہ۔

اسی لیے دنیا وآخرت میں وہی سرخرو ہے جسے اللہ سرخرو کرے: { قُلِ ٱللَّهُمَّ مَٰلِكَ ٱلۡمُلۡكِ تُؤۡتِي ٱلۡمُلۡكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ ٱلۡمُلۡكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُۖ بِيَدِكَ ٱلۡخَيۡرُۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ﴿٢٦﴾ } [سورۃ آل عمران:26].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

عزت وسرخروئی کے طلب گاروں کے لیے:

جس نے اللہ عزیز وبرتر کے علاوہ کسی اور سے عزت طلب کی، اس نے روبہ زوال بادشاہت اور مائل بہ فنا قوت سے عزت طلب کی۔

بھلا کوئی شخص اللہ کے سامنے کیسے ٹک سکتا اور اس پر کیسے غلبہ وشوکت حاصل کر سکتا ہے؟ فرعون کی قوم نے فرعون سے عزت (وغلبہ) طلب کی: { وَقَالُواْ بِعِزَّةِ فِرۡعَوۡنَ إِنَّا لَنَحۡنُ ٱلۡغَٰلِبُونَ ﴿٤٤﴾ } [سورۃ الشعراء:44].

ترجمہ: کہنے لگے عزتِ فرعون کی قسم! ہم یقیناً غالب ہی رہیں گے۔

لیکن نتیجہ کیا سامنے آیا؟ { فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ } [سورۃ الشعراء:45].

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی میدان میں ڈال دی جس نے اسی وقت ان کے جھوٹ موٹ کے کرتب کو نگلنا شروع کر دیا۔

بہت سے لوگ کافروں اور دین کے دشمنوں کے پاس عزت و سربلندی تلاش کرتے ہیں، ایسے لوگ کما حقہ اللہ عزیز و برتر کی قدر نہیں کرتے اور نہ کما حقہ اسے جانتے ہیں! ورنہ وہ لوگ ان کے دلوں میں نہایت ذلیل و خوار ہوتے جن سے وہ دوستی گانٹھتے ہیں، خواہ وہ جتنے بھی قوت و طاقت والے کیوں نہ ہوں، ان کے متبعین و پیروکار کثیر تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں، اللہ عزیز و برتر کی عزت و شوکت، اس کی قدرت و کبریائی اور اس کے قہر و سطوت کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں۔

اللہ عزوجل نے یہ خبر دی ہے کہ وہ جس عزت اور آرائش کی تلاش میں ہیں، وہ اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں مل سکتی، بلکہ ایسے لوگوں کی حالت منافقوں کی سی ہو چکی ہے کہ جن کا ظاہر ان کے باطن کے برخلاف ہے:

{ بَشِّرِ ٱلْمُنَٰفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ ٱلَّذِينَ يَتَّخِذُونَ ٱلْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ ٱلْعِزَّةَ فَإِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾ } [سورۃ النساء:138-139].

ترجمہ: منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے۔ جن کی یہ حالت ہے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت کی تلاش میں جاتے ہیں؟ (تو یاد رکھیں کہ) عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی شخصیت اور اپنے خاندان پر فخر کرتے ہیں، "مسند امام احمد" میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے حسب و نسب پر فخر کرنے لگے، ان میں سے ایک نے کہا: میں فلاں ابن فلاں بن فلاں ہوں، تو کون ہے، تیری ماں کو بھی کوئی نہیں جانتا؟!

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "موسی علیہ السلام کے زمانے میں بھی دو لوگوں نے آپس میں حسب ونسب پر فخر کا اظہار کیا، ایک نے کہا: میں فلاں ابن فلاں ہوں، یہاں تک کہ اس نے اپنے نو پر وجوں کے نام گنا دیے، (پھر کہا کہ) تم کون ہو، تمہاری ماں کو بھی کوئی نہیں جانتا؟! دوسرے نے کہا: میں فلاں بن فلاں ابن اسلام ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "پھر اللہ نے ان دونوں کے بارے میں موسی علیہ السلام پر وحی کی کہ اے وہ جس نے نو پر وجوں کی طرف اپنی نسبت کی، وہ نو کے نو جہنم میں جائیں گے، اور تو ان کا دسواں ہو گا۔

اور اے وہ جس نے صرف دو لوگوں کی طرف اپنی نسبت کی، وہ دونوں جنت میں جائیں گے، اور تو ان کا تیسرا ہو گا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

کسی نے کہا ہے کہ: جس کو اپنے عہدہ ومنصب پر فخر ہو اسے فرعون سے عبرت حاصل کرنا چاہئے، جسے اپنے مال ودولت پر فخر ہو اسے قارون کو اپنی نظر میں رکھنا چاہئے، اور جسے اپنے حسب ونسب پر فخر ہو اسے ابو لہب کو یاد کرنا چاہئے۔ (پھر اسے یقین ہو جائے گا کہ) حقیقی عزت وسرخروئی صرف تقوی سے حاصل ہوتی ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ: "ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ جسے اللہ نے اسلام کے ذریعہ عزت وسربلندی عطا کی ہے، پھر اگر ہم اس کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کریں گے تو اللہ ہمیں ذلیل ورسوا کر دے گا"۔

دور حاضر میں امت اسلامیہ کی ذلت وخواری کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ: اس نے اللہ عزیز وبرتر سے کما حقہ عزت وسربلندی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

وہی آپ کو عزت وسربلندی عطا کرتا ہے..

جب کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو دھمکی دینی شروع کر دی، آپ کے خلاف بدزبانی کرنے لگے، اپنی طاقت وقوت کا مظاہرہ کر کے (اترانے لگے) تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اور تمام انسانوں کی کمزوری وبے بسی کی خبر دیتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی:

{ وَلَا يَحۡزُنكَ قَوۡلُهُمۡۘ إِنَّ ٱلۡعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًاۚ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ } [سورۃ یونس:65].

ترجمہ: آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں۔ تمام تر غلبہ اللہ ہی کے لیے ہے وہ سنتا جانتا ہے۔

جوں جوں ایمان میں اضافہ ہوتا ہے توں توں مومن کے دل میں عزت بڑھتی جاتی ہے، نصرت و فتح اور غلبہ و سربلندی پر اس کا یقین بڑھتا جاتا ہے، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿ وَمَا جَعَلَهُ ٱللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِۦ ۗ وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ ﴾ [سورۃ آل عمران:126].

ترجمہ: یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمینان قلب کے لیے ہے، ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا: ﴿ وَلَيَنصُرَنَّ ٱللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥٓ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَقَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ ﴾ [سورۃ الحج:40].

ترجمہ: جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالی بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔

جو ایمان سے سرفراز ہو گیا، وہ عزت و سربلندی سے بھی سرفراز ہو گیا اور جو عزت و سربلندی سے سرفراز ہو گیا وہ اللہ کی محبت سے سرفراز ہو گیا، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

﴿ فَسَوْفَ يَأْتِى ٱللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُۥٓ أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ﴾ [سورۃ المائدۃ:54].

ترجمہ: اللہ تعالی بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی، وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو دنیا اور آخرت میں باعزت اور سرخرو رہنا چاہتا ہو، اسے چاہئے کہ اللہ پاک و برتر کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم پکڑے، اسی سے اس کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے، کیوں کہ اللہ پاک و برتر دنیا و آخرت کا مالک ہے، اور ساری عزت و سربلندی اسی کی ملکیت میں ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

﴿ فَإِنَّ ٱلْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾ ﴾ [سورۃ النساء:139].

ترجمہ: عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالی کے قبضہ میں ہے۔

ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "جس قدر مومن اللہ کے حکم کی عزت کرتا ہے، اسی قدر اللہ اسے اپنی عزت سے سرفراز کرتا اور مومنوں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا کر دیتا ہے، اللہ پاک وبرتر کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿وَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾﴾ [سورة المنافقون:8].

ترجمہ: عزت تو صرف اللہ تعالی کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق جانتے نہیں۔

عزت وسربلندی کی کنجیاں:

عزت وسربلندی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب اس کے اسباب اختیار کیے جائیں:

سب سے پہلے ایمان پر قائم رہا جائے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

﴿وَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾﴾ [سورة المنافقون:8].

ترجمہ: عزت تو صرف اللہ تعالی کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق جانتے نہیں۔

مومنوں کے تئیں تواضع اختیار کیا جائے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

﴿أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ [سورة المائدة:54].

ترجمہ: وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔

عفو ودرگزر سے کام لیا جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "جو بندہ معاف کر دیتا ہے، اللہ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے" [مسلم]۔

دعا کے دوران اس نام (العزیز) کے وسیلے سے اللہ کی قربت حاصل کی جائے، ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: ﴿رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُواْ وَٱغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٥﴾ [سورۃ الممتحنۃ:5].

ترجمہ: اے ہمارے رب! تو ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور اے ہمارے پالنے والے ہماری خطاؤں کو بخش دے، بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔

اسی نام کے وسیلے سے عرش کو تھامنے والے فرشتے مومنوں کے لیے دعا کرتے ہیں: ﴿رَبَّنَا وَأَدۡخِلۡهُمۡ جَنَّٰتِ عَدۡنٍ ٱلَّتِي وَعَدتَّهُمۡ وَمَن صَلَحَ مِنۡ ءَابَآئِهِمۡ وَأَزۡوَٰجِهِمۡ وَذُرِّيَّٰتِهِمۡۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٨﴾ [سورۃ غافر:8].

ترجمہ: اے ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں۔ یقیناً تو غالب وباحکمت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "لا إلهَ إلا اللهُ الواحِدُ القهّارُ رَبُّ السماواتِ والأرضِ وما بينهُمَا العَزِيزُ الغَفَّارُ" (اللہ واحد وغالب کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے)۔

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا ہے اور درد کی شکایت کرتا ہے، تو آپ اسے یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اللہ کی عزت کے وسیلے سے اس کی عبادت کرے، اس شخص سے ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اس جگہ پر اپنا داہنا ہاتھ رکھو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو: "بسم الله، أعوذ بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر" (یعنی: اللہ کے نام سے، میں اللہ تعالی کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں) [مسلم]۔

غور کریں!

اللہ تبارک وتعالی کا اسم گرامی (العزیز-غالب) اس کے ان ناموں کے ساتھ وارد ہوا ہے: (القوي-طاقت والا-الحکیم-حکمت والا-العلیم-علم والا-الحمید-تعریفوں والا-الغفور-بخشش والا-الوہاب-نوازنے والا-المقتدر-قدرت والا)۔

اللہ کی قسم! یہ ہمارے اوپر اللہ کی رحمت کا کمال اور اس کے فضل واحسان کی انتہا ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ: ہمارے رب کے اسما اور اس کی بلند وبالا صفات کامل ہیں، اور وہ باہم ایک دوسرے کو شامل ہیں، وہ پاک وبرتر رب اپنی عزت وقوت، اپنی شوکت وسطوت اور گرفت کی شدت میں کامل ہونے کے ساتھ ہی اپنی حکمت اور علم میں بھی کامل ہے، اپنے بندوں پر مہربان اور شفیق ہے، اپنے معاملات میں لائق تعریف ہے، اپنے اقوال وافعال اور اپنے احکام میں قابل ستائش ہے۔

اس کی عزت: حکمت، رحمت اور انصاف پر مبنی ہے: ﴿لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ٦﴾ [سورۃ آل عمران:6].

ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

چوں کہ اس کی عزت: کمال اور عظمت وجلال والی عزت ہے، اس لیے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ ہمیشہ اس کی تعریف کی جائے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَمِيدِ ١﴾ [سورۃ إبراهيم:1].

ترجمہ: (وہ) غالب تعریفوں والا ہے۔

يا مَالِكًا هُوَ بِالنَّوَاصِي آخِذٌ   وقَضَاؤُهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ نَافِذُ
أَنَاعَائِذٌ بِكَ يَا كَرِيمُ ولم يَخِب   عَبدٌ بعِزِّكَ مُستَجِيرٌ عَائِذُ

ترجمہ: اے مالک کہ جو تمام پیشانیوں پر قابض ہے، جس کا فیصلہ ہر ایک چیز میں نافذ ہو کر رہتا ہے۔ اے سخی وفیاض! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، وہ بندہ کبھی رسوا ونامراد نہیں ہو سکتا جو تیری عزت کی پناہ حاصل کرے۔

{ سُبۡحَٰنَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ١٨٠ وَسَلَٰمٌ عَلَى ٱلۡمُرۡسَلِينَ ١٨١ وَٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ١٨٢ } [سورۃ الصافات:180-182].

ترجمہ: پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں۔ پیغمبروں پر سلام ہے۔ اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

اے اللہ ! اے غلبہ والے ! ہمیں اپنی اطاعت کے ذریعہ عزت و سربلندی عطا کر اور اپنی نافرمانی کی وجہ سے ذلیل ورسوانہ کر۔

(۱۹)
اَلْجَبَّارُ عزوجل

جب زمانہ منہ پھیر لے، بھائی بے رخی اور ظلم پر اتر آئیں، تاریکی اپناڈیرا ڈال دے، (آپ کے) شب وروز بدل جائیں، بیماریاں دوہری ہو جائیں، پریشانی سخت ہو جائے اور مصیبت بڑھ جائے، تو آپ یہ ندا لگائیں: اے اللہ... اے شکستہ دلوں کو جوڑنے والے! میرے نقصان کی تلافی کر دے، میری ناتوانی پر رحم فرما... پھر اللہ آپ کی ضرور سنے گا۔

اللہ عزوجل اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: { هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلۡمُؤۡمِنُ ٱلۡمُهَيۡمِنُ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡجَبَّارُ ٱلۡمُتَكَبِّرُۚ سُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ﴿٢٣﴾} [سورۃ الحشر:23].

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امان دینے والا، نگہبان، غالب وزور آور، اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

پاک وبرتر جبار وہ ہے: جو شکستہ دل کو جوڑتا ہے، فقیر ونادار کو مالداری عطا کرتا ہے، ہر مشکل کو آسان فرماتا ہے، اور ایسے دلوں کی خصوصی فریاد رسی کرتا ہے جو اس کی عظمت وجلالت کے سامنے بچھ جاتے ہیں۔

پاک وبرتر جبار وہ ہے: جو ہر ایک چیز پر غالب ہے، جس کے سامنے ہر ایک چیز سرنگوں ہے۔

پاک وبرتر جبار وہ ہے جو: ہر ایک چیز اور اپنی ہر مخلوق پر بلند اور عرش پر مستوی ہے۔

ہمارے پروردگار کے لیے ہی ہر طرح کی عظمت وکبریائی ہے، وہ اپنی بڑائی وکبریائی کے ذریعہ ہر ایک ظالم وجابر پر غالب وحاوی ہے، اور اپنی عظمت کے ذریعہ ان سب پر بلند ہے۔

اللہ عزیز وبرتر نے اس نام (جبار) کے ذریعہ اپنی تعریف کی ہے، پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{ٱلْعَزِيزُ ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ} [سورۃ الحشر:23].

ترجمہ: غالب وزور آور، اور بڑائی والا۔

نبی ﷺ سجدہ اور رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "سُبحَانَ ذِی الجَبَروتِ والمَلَكُوت والكِبرِيَاءِ والعَظمَةِ" (یعنی: پاک ہے وہ ذات جو بڑائی وبادشاہی اور عظمت وکبریائی والا ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

اس کی صفتِ (جبار) میں دخل اندازی نہ کریں!

جبار (زورآور): اللہ کے حق میں تعریف اور کمال کی صفت ہے، جب کہ انسان جب اس سے متصف ہوتا ہے تو عام طور پر یہ: (اس کے حق میں) مذمت، نقص اور عیب کی صفت ہوتی ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو انسان یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ جبار (زور آور) ہے: اسے کھٹمل (بھی) اذیت پہنچاتا ہے، معمولی کیڑا (بھی اس کے جسم کو) کھالیتا ہے، مکھی (تک) اسے زچ کرتی ہے، وہ بھوک سے بے حال اور شکم سیری سے نڈھال ہوجاتا ہے؟!

یہی وجہ ہے کہ رسولوں نے اپنی قوموں پر اس بات کی نکیر کی کہ وہ روئے زمین پر ناحق (ظلم وجور اور کبر وغرور) کا مظاہرہ کریں، اللہ تعالی نے فرمایا: {وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾} [سورۃ الشعراء:130].

ترجمہ: جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو۔

جو شخص کبر وغرور کرتا ہے اس کے دل پر اللہ عزیز وبرتر مہر لگا دیتا ہے:

{كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾} [سورۃ غافر:35].

ترجمہ: اللہ تعالی اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

اللہ عزیزوبرتر نے سرکشی اور غرور کرنے والوں کو عذاب کی وعید سنائی ہے: ﴿ وَٱسْتَفْتَحُواْ وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٥﴾ مِّن وَرَآئِهِۦ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ ﴾ [سورۃ إبراهيم:15-16].

ترجمہ: انہوں نے فیصلہ طلب کیا اور تمام سرکش ضدی لوگ نامراد ہو گئے۔ اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں وہ پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھیں گی، دو کان ہوں گے جو سنیں گے اور ایک زبان ہو گی جو بولے گی، وہ کہے گی: مجھے تین لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے: ہر سرکش ظالم پر، ہر اس آدمی پر جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتا ہو، اور مجسمہ بنانے والوں پر " [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا: میں متکبروں اور ظالموں کے لیے خاص کی گئی ہوں..." [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

کہاں ہیں کبر و غرور کرنے والے لوگ؟..

کہاں ہیں ظلم و ستم کرنے والے لوگ؟..

أَينَ الْمُلُوكُ وأَبناءُ الْمُلُوكِ وَمَن ... كانَتْ تَخِرُّ لهُ الأَذقَانُ إذعانًا

صَاحَت بِهِم حادثاتُ الدَّهرِ فانقَلَبُوا ... مُستَبدِلِينَ مِن الأَوطَانِ لِلأَوطَانِ

ترجمہ: کہاں ہیں شاہان عالم اور ان کے شہزادے اور وہ لوگ جن کے سامنے ٹھوڑیاں خم رہتی تھیں۔ حوادث زمانہ نے انہیں اپنی چپیٹ میں لے لیا اور وہ ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف چل بسے۔

درِ آسماں پر دستک دیں:

نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهُمَّ ! اِغفِرِ لِي، وَارحَمنِي، واجبُرنِي، واهدِنِي، وارزُقنِي" (یعنی: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کی تلافی فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

زندگی میں مختلف قسم کے نقصانات کا سامنا ہوتا ہے، ہر دن ہم اس زندگی کے غم واندوہ سے ٹوٹتے بکھرتے ہیں، ہمیں ہر لمحہ اللہ پاک وبرتر کی محتاجگی رہتی ہے، تاکہ وہ ہمارے نقصان کی تلافی فرمائے اور ہماری کمزوری کو توانائی میں بدل دے۔

شَبَابٌ وشَيبٌ وافتِقَارٌ وثَروَةٌ   فَلِلَّهِ هَذا الدَّهرُ كَيفَ تَرَدَّدَا؟!

ترجمہ: جوانی، بڑھاپا، فقیری اور مالداری۔ اللہ اللہ، یہ زمانہ کیسے کیسے روپ بدلتا ہے؟!

بیمار انسان بستر مرگ پر پڑا بیماری سے لڑتا ہوا اے اللہ! کی ندا لگاتا ہے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے جبار (ہر نقصان کو دور کرنے والا رب) اس کے مرض کی تلافی کرتا اور اپنی جانب سے شفا نازل فرماتا ہے۔

فقیر ونادار شخص پوری طرح (زندگی سے) ہار جاتا ہے (یہاں تک کہ) اس کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہوتی، فقیری ولاچاری سے آہیں بھرتا اور فاقے کی مار سے روتا بلکتا ہے، ایسے میں وہ آسمان کی طرف نظر اٹھاتا اور پکارتا ہے: اے اللہ! پھر جبار (ہر نقصان کی تلافی کرنے والا رب) اس کے نقصان کی تلافی فرماتا، اس کی ضرورت پوری کرتا اور اس کی تنگی دور کر دیتا ہے۔

مظلوم انسان شکست کھا کر (نڈھال ہو جاتا)، اپنی آہ وبکا کو چھپائے رہتا اور اپنے آنسو پوچھتا رہتا ہے، اور (ایسے میں) اللہ کے در پر خود سپردگی کرتے ہوئے پکارتا ہے: اے اللہ! پھر جبار (زور آور رب) اس کا بدلہ لیتا، اپنی فوج بھیجتا اور اپنی مدد نازل کرتا ہے۔

قید وبند کا شکار انسان سلاخوں کے پیچھے شکستہ دل، بیڑیوں میں جکڑا ہوا، پابہ زنجیر ہوتا ہے، ایسے میں ندا لگاتا ہے: اے اللہ! پھر کیا ہوتا ہے کہ جبار (شکستہ دلوں کو جوڑنے والا رب) اس کی پریشانی کی تلافی کرتا اور اس کے لیے دروازے کھول دیتا ہے، پھر بیڑیاں کھلنے لگتیں اور کشادگی اپنے پر پھیلانے لگتی ہے۔

بانجھ انسان شکستہ خاطر، چاروں طرف سے حزن وملال سے گھرا ہوتا ہے، امید کمزور ہو چکی ہوتی ہے، ایسے میں مصلی لیتا اور دیر تک (سجدے میں) روتا رہتا اور یہ ندا لگاتا ہے کہ: "اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما" پھر جبار (ہر نقصان کو دور کرنے والا رب) اس کی شکستگی پر رحم کھاتا، اپنا حکم نافذ کرتا اور اپنی نصرت و مدد بھیجتا ہے، انجام کار جو چیز اس کی (امیدوں سے) دور تھی وہ سامنے نظر آنے لگتی ہے، ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھرنے لگتی ہے اور حمل ٹھہر جاتا ہے۔

یقیناوہ عزیز وبرتر جبار ہی ہے: جو ہر گرہ کو کھولتا، شکستہ دلوں، ٹوٹی ہوئی ہڈیوں اور بکھرے ہوئے نفوس کو جوڑتا ہے، آنسوؤں کو روکتا، مصیبت اور حزن وملال کو دور کرکے خوشی ومسرت کو نازل فرماتا ہے۔

سب کے سب اس کو ہی پکارتے ہیں: میرے نقصان کی تلافی فرما اور میری کمزوری پر رحم کھا!

﴿يَسۡـَٔلُهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٖ ﴿٢٩﴾﴾ [سورۃ الرحمن:29].

ترجمہ: سب آسمان وزمین والے اسی سے مانگتے ہیں۔ ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

وإذَا العِنَايَةُ لاحَظَتكَ عُيُونُها نَم فَالحَوَادِثُ كُلُّهُنَّ أَمَانُ

ترجمہ: جب آپ کو (اللہ کی) عنایت ونگہبانی حاصل ہو جائے تو آپ (اطمینان کی نیند) سوئیں، کیوں کہ اس کے بعد تمام حادثات مامون ہوں گے۔

ہر وہ نقصان جو آپ کو اللہ کے در پر لا کھڑا کرے وہ (نقصان نہیں) تلافی ہے، گرچہ وہ باعث تکلیف ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: { وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢١﴾ } [سورة الحجر:21].

ترجمہ: جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں، اور ہم ہر چیز کو اس کے مقررہ انداز سے اتارتے ہیں۔

اسی پاک وبرتر (رب) کے ہاتھ میں آسانی وفراخی کی کنجیاں ہیں، جب درد وغم آپ کو نڈھال کردیں، تو اسی بادشاہ، علم والے، دلوں کو جوڑنے اور نقصان کو دور کرنے والے (رب) سے لو لگائیں اور یہ التجا کریں: اے ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والے! میرے نقصان کی تلافی کردے، میری ناتوانی پر رحم فرما اور میرے حزن وملال کو خوشی میں بدل دے: { أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ } [سورة النمل:62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کردیتا ہے؟

وَلَرُبَّ نازِلَةٍ يَضِيقُ بِها الفَتَى ذَرعًا وَعِندَ اللهِ مِنها المَخرَجُ

ضَاقَت فَلَمَّا استَحكَمَت حَلَقَاتُها فُرِجَت وكانَ يَظُنُّها لا تُفرَجُ

ترجمہ: کتنی ہی مصیبتیں ایسی ہیں کہ جن سے انسان تنگ آجاتا ہے، جب کہ اللہ کے پاس اس کا حل موجود ہوتا ہے۔ جب تنگی بڑھ جاتی اور اس کی جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں، تب وہ (تنگی) کشادگی میں بدلنے لگتی ہے جب کہ انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ تنگی دور ہی نہیں ہوگی۔

آپ بلسم (غمزدہ کے لیے باعثِ مسرت) بن کر رہیں!

یاد رکھیں کہ: آفت ومصیبت، دنیا میں رونما ہونے والی شکست اور نقصانات ہیں، اس لیے جب کسی انسان کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو آپ (اس کے لیے) ایسا شخص بن جائیں جسے اللہ اس کے نقصان کی تلافی کے لیے استعمال کرے، کیوں کہ (اس کا) بڑا بدلہ قیامت کے دن ملنے والا ہے جس دن سب کے سب ایسے شخص کی تلاش میں ہوں گے جو ان کے نقصانات کی تلافی کرسکے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

{وَأَحۡسِن كَمَآ أَحۡسَنَ ٱللَّهُ إِلَيۡكَۖ} [سورۃ القصص:77].

ترجمہ: جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے، تو بھی اچھا سلوک کر۔

{وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ١٣٤} [سورۃ آل عمران:134].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

كُن بَلسمًا إن صَارَ غيرُكَ أرقمًا — وحلاوةً إن صَارَ غيرُكَ علقمًا

ترجمہ: جب زمانہ آپ کے لیے سانپ بن جائے تو آپ اس کا بلسم (اور تریاق) بن جائیں۔ اگر دوسرے لوگ آپ کے ساتھ تلخ ہیں تو آپ (ان کے لیے) شیریں ہو جائیں۔

اے اللہ! اے شکستہ دلوں کو جوڑنے والے، ہماری شکستگی کو دور فرمادے، ہماری کمزوری وناتوانی پر رحم فرما، اور اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں کو درگزر کردے۔

(۲۰)

اَلْمُتَكَبِّرُ - جل جلاله

بڑائی و کبریائی صرف ایک اللہ عزیز و برتر کے لیے ہے، اللہ تعالی اپنی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{وَلَهُ ٱلْكِبْرِيَآءُ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾} [سورة الجاثية:37].

ترجمہ: اسی کے لیے آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب، کمالِ حکمت والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: {هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْمَلِكُ ٱلْقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلْمُؤْمِنُ ٱلْمُهَيْمِنُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾} [سورة الحشر:23]

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور، اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار رب ہر برائی سے پاک، تمام طرح کی آلائشوں سے صاف، اور بندوں پر ظلم کرنے سے منزہ و بالاتر ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو سرکش مخلوقات پر اس وقت اپنی بڑائی کا اظہار کرتا ہے جب وہ اللہ کی عظمت و کبریائی کو اس سے چھیننا چاہتے (یعنی اس کا دعوی کرتے) ہیں۔

وہ عزیز و برتر (رب) ہر ایک برائی سے پاک و بری اور ان تمام مذموم و حادث صفات سے اعلی و بالا ہے جو اس کی شان کو زیبا نہیں۔

کبریائی کی اصل: حفاظت وصیانت ہے، ہمارا عزیز وبرتر پروردگار ہر قسم کے نقص، برائی اور عیب سے محفوظ ہے۔

انکساری کی بندگی..

اللہ کے اسمِ گرامی (المتکبر) میں جو حرف "تا" ہے وہ اپنانے اور تکلف کرنے کے معنی میں نہیں ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ: "فلان یتعظم (یعنی: فلاں شخص بڑکپن ظاہر کررہا ہے) جب کہ وہ بڑا ہے نہیں، (المتکبر میں) جو "تا" ہے وہ انفرادیت اوراختصاص کے لیے ہے۔

تکبر اور کبریائی صرف اللہ پاک وبرتر ہی کو زیب دیتی ہے، کیوں کہ وہ تن تنہا بادشاہ (حقیقی) ہے اور اس کے سوا سب (اس کے) غلام ہیں، وہ اکیلا پالنہار ہے، اس کے سوا سارے اس کے ماتحت ہیں، وہ تنہا خالق ہے، اس کے سوا سب کے سب مخلوق ہیں، وہ اکیلے کمال وجمال اور عظمت وجلال کی تمام صفات میں منفرد ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک وبرتر نے اس صفت کو اپنے لیے خاص کیا ہے، اور (اس کے علاوہ) جو شخص اس سے متصف ہو، اسے سخت سزا کی وعید سنائی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالی فرماتا ہے: بڑائی (وکبریائی) میری چادر ہے، اور عظمت میرا تہ بند ہے، جو ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے بھی مجھ سے جھگڑے (یعنی ان میں سے کسی ایک کا دعوی کرے) میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا" [حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

خطابی رقم طراز ہیں: "اس حدیث میں چادر اور تہ بند کی مثال پیش کرنے کی وجہ یہ ہے کہ: "جس طرح انسان اپنی چادر اور تہ بند میں کسی کو شریک نہیں کرتا، اسی طرح عظمت وکبریائی میں کوئی مخلوق میرا (یعنی اللہ کی) شریک نہیں ہوسکتی، واللہ اعلم"۔

مخلوق کا مقام یہ ہے کہ: وہ عزت واکرام والے (رب) اور سب سے بزرگ وعالی مرتبہ (اللہ) کے سامنے انکساری وخاکساری اور خشوع وخضوع اختیار کرے، رکوع وسجدہ (میں جانے) کے وقت تکبیر کے ساتھ اور رکوع و سجدہ کی حالت میں عظمت وکبریائی کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے میں شاید یہی اسرار ورموز پوشیدہ ہیں۔

نبی ﷺ رکوع اور سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:"سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمة" (یعنی: پاک ہے وہ ذات جو بڑائی وبادشاہت اور عظمت وکبریائی والا ہے)[یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنے نبیوں اور نیک بندوں کو کبر وغرور سے پاک فرمایا، بلکہ وہ سب کبر وغرور اور تکبر سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے: ﴿وَقَالَ مُوسَىٰٓ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ ٱلْحِسَابِ ﴿٢٧﴾﴾ [سورة غافر:27].

ترجمہ: موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔

ان سزاؤں پر غور کریں:

جو شخص اس صفت (کبر وغرور) سے متصف ہوتا ہے اس کے نفس میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، اس کی صالحیت جاتی رہتی ہے، اور اس کے دل پر زنگ پڑ جاتا ہے: ﴿كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾﴾ [سورة غافر:35].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

نیز پاک وبرتر رب نے فرمایا: ﴿إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَٰلِغِيهِ﴾ [سورة غافر:56].

ترجمہ: ان کے دلوں میں بجز نری بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں۔

ابلیس کبر و غرور کرنے والوں کا امام ہے: { إِلَّآ إِبْلِيسَ ٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٧٤﴾ } [سورۃ ص:74].

ترجمہ: مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا)، اس نے تکبر کیا اور وہ تھا کافروں میں سے۔

تکبر کرنا سرکش بادشاہوں کی صفت رہی ہے، جیسے فرعون اور اس جیسے دیگر سرکش شاہان عالم: { وَٱسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ﴿٣٩﴾ } [سورۃ القصص:39].

ترجمہ: اس نے اور اس کے لشکروں نے ناحق طریقے پر ملک میں تکبر کیا اور سمجھ لیا کہ وہ ہماری جانب لوٹائے ہی نہ جائیں گے۔

جس کے پاس مال و دولت اور آل و اولاد کی بہتات ہو اور وہ اللہ کے سامنے (تکبر کے ساتھ) ان کا مظاہرہ کرے تو ایسے شخص کے دل میں تکبر گھر کر جاتا ہے، جو اسے حق بات قبول کرنے سے باز رکھتا ہے، جیسا کہ ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہوا: { ثُمَّ أَدْبَرَ وَٱسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ } [سورۃ المدثر:23].

ترجمہ: پھر پیچھے ہٹ گیا اور غرور کیا۔

کبر و غرور: حق کو جھٹلانے والی قوموں کی ہلاکت کا سبب ہے: { فَأَمَّا عَادٌ فَٱسْتَكْبَرُواْ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ } [سورۃ فصلت:15].

ترجمہ: اب عاد نے بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی۔

اللہ عزیز و برتر نے صالح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں ارشاد فرمایا: { قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓاْ إِنَّا بِٱلَّذِىٓ ءَامَنتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ ﴿٧٦﴾ } [سورۃ الأعراف:76].

ترجمہ: وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس بات پر یقین لائے ہوئے ہو، ہم تو اس کے منکر ہیں۔

متکبروں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کتنا ہی برا ٹھکانہ ہے: { أَلَيْسَ فِى جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٦٠﴾ } [سورۃ الزمر:60].

ترجمہ: کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟

ترمذی میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "گھمنڈ کرنے والے لوگوں کو قیامت کے دن میدان حشر میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی مانند لوگوں کی صورتوں میں لایا جائے گا، انہیں ہر جگہ ذلت ڈھانپے رہے گی، پھر وہ جہنم کے ایک ایسے قید خانے کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام "بولس" ہے۔ اس میں انہیں بھڑکتی ہوئی آگ ابالے گی، وہ اس میں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ پیئیں گے۔ جسے "طينة الخبال" کہتے ہیں (یعنی: سڑی ہوئی بدبودار کیچڑ) [یہ حدیث صحیح ہے] اللہ ہمیں اس سے پناہ بخشے۔

دوا:

جو کبر کا شکار ہو اسے چاہئے کہ اپنے باطن پر عقلمندوں کی طرح غور و فکر کرے، نہ کہ جانوروں کی طرح صرف اپنے ظاہر پر نظر رکھے!

اپنے وجود کی حقیقت کو یاد کرے کہ وہ کہاں سے نکلا ہے؟ اس دنیا میں اس کا انجام کیا ہونا ہے... ایک بدبودار مردار!

بیان کیا جاتا ہے کہ: "مطرف بن عبد اللہ الشخیر نے مہلب بن ابی صفرۃ کو دیکھا کہ اس کے جسم پر (اس کی قد سے لمبا) ایک لباس ہے جسے وہ گھسیٹ رہا اور کبر و غرور سے چل رہا ہے، تو انہوں نے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! تم اس انداز میں کیوں چل رہے ہو جسے اللہ و رسول ناپسند کرتے ہیں؟

مہلب نے کہا: کیا آپ مجھے نہیں جانتے؟

انہوں نے عرض کیا: بالکل تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں، تمہاری ابتدا ایک فاسد نطفے سے ہوئی، تمہاری انتہا ایک آلودہ مردار کی شکل میں ہو گی اور ان دونوں کے درمیان تمہارے جسم میں بول و براز بھرے رہتے ہیں"۔

لَو فَكَّرَ النَّاسُ فِيمَا فِي بُطُونِهِم ما استَشعَرَ الكِبرَ شُبَّانٌ وَلَا شِيبُ

ترجمہ: اگر لوگ صرف اس چیز پر غور کریں جو ان کے شکم میں بھری ہوئی ہے تو نہ کوئی جوان کبر و غرور میں مبتلا ہو گا اور نہ کوئی بوڑھا۔

مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انسان کو چاہیئے کہ کسی کو حقیر نہ جانے، کیوں کہ جسے حقیر جان رہا ہے ہو سکتا ہے وہ اس سے زیادہ دل کا پاکیزہ، عمل کا نیک اور نیت کا مخلص ہو، کیوں کہ اللہ کے بندوں کو حقیر جاننے سے نقصان اور ذلت و رسوائی ہاتھ آتی ہے"۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "(اللہ سے) خوف کھانے والا گناہ گار تکبر کرنے والے عبادت گزار سے زیادہ اچھا ہے"۔

عقل و بینش رکھنے والے کو چاہیئے کہ تواضع وانکساری کو لازم پکڑے، علما کی مجلس میں بیٹھے، کمزور لوگوں کی صحبت اختیار کرے، بیماروں کی تیمار داری کرے، جاں کنی میں مبتلا اور مصیبت کے شکار لوگوں کو (عبرت کی نگاہ سے) دیکھے، کبر و غرور کرنے والوں کی سیرت اور ان کے احوال پر غور کرے کہ وہ کیسے تھے؟ اور ان کا انجام کیا ہوا؟

كَأَنَّكَ لَم تَسمَع بِأَخبارِ مَن مَضَى ... وَلَم تَرَ فِي البَاقِينَ ما يَصنَعُ الدَّهرُ

فَإِن كُنتَ لَا تَدرِي فَتِلكَ دِيَارُهُم ... مَحَاهَا مَجَالُ الرِّيحِ بَعدَكَ والقَبرُ

ترجمہ: (تمہارا یہ کبر و غرور بتا رہا ہے کہ) گویا تم نے گزری ہوئی قوموں کی تاریخ نہیں سنی، اور نہ زندہ لوگوں میں یہ غور کیا کہ زمانہ کس طرح اپنی کارستانیوں کے جلوے دکھاتا ہے۔ اگر تم اس سے بے خبر ہو تو دیکھو یہ ان کے گھر اور بستیاں ہیں جنہیں ہوا کے تھپیڑوں نے بے نشاں کر دیا ہے، اور یہ ان کی قبریں ہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے متکبر نام کے وسیلے سے یہ سوال کرتے ہیں کہ: تو ہماری کمزوری وناتوانی پر رحم فرما، ہمارے عیب پر پردہ ڈال دے، ہمارے گناہوں کو بخش دے، اور اے سارے جہاں کے پالنہار! ہمیں تکبر سے محفوظ رکھ۔

(۲۱، ۲۲)
اَلْخَالِقُ، اَلْخَلَّاقُ جل جلالہ

تِلكَ الطَّبِيعَةُ قِف بِنَا يَا سَارِي ... حَتَّى أُرِيكَ بَدِيعَ صُنعِ البَارِي

الأَرضُ حَولَكَ وَالسَّماءُ اهتَزَّتَا ... لِرَوائِعِ الآيَاتِ وَالآثَارِ

سُبحَانَ مَن خَلَقَ الوُجُودَ مُصَوِّرًا ... تِلكَ الدِّمَى وَمُقَدِّرَ الأَقدَارِ

ترجمہ: اے شب کے راہ گزر! یہ اللہ کی فطرت (تخلیق) ہے، ذرا ٹھہر جا کہ میں تجھے خالق کی تخلیق کے بے مثال نمونے دکھا سکوں، تیرے ارد گرد کی زمین اور آسمان (اس کی) بے نظیر آیتوں اور نشانیوں سے تھرا گئے، پاک ہے وہ (اللہ) جس نے خون کے لوتھڑے سے شکل وصورت بنا کر (انسان کو) وجود میں لایا، اور تقدیریں مقدر فرمائی۔

کس نے آسمان وزمین پیدا فرمائے؟ کس نے دانے اور گٹھلی کو وجود بخشا؟ کون ہے جس نے (رات کی تاریکی سے) صبح روشن پیدا کیا، رات کو راحت کی چیز بنایا، سورج اور چاند کو حساب سے رکھا؟ کون ہے جس نے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا؟ کس نے پوری انسانیت کو صرف ایک جان سے پیدا فرمایا؟ کون ہے جس نے ہر چیز کو شکل وصورت بخشی پھر راہ دکھائی؟

﴿ هَٰذَا خَلْقُ ٱللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ ٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦ ﴾ [سورة لقمان:11].

ترجمہ: یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ۔

پاک ہے وہ ذات جس کی عظمت نے معرفت رکھنے والوں کی عقلوں کو حیران کر دیا!

پاک ہے وہ ذات جس کی بے نظیر تخلیقات غور وفکر کرنے والوں کی نگاہوں میں روشن ہو گئیں!

پاک ہے وہ ذات جس کی تجلیات نے (راہ ہدایت کے) راہ گزاروں کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا!

{فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَٰلِقِينَ ﴿١٤﴾} [سورة المؤمنون:14].

ترجمہ: برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

ذیل کے سطور میں ہم اللہ عزیز و برتر کے دو اسمائے گرامی: (الخالق اور الخلاق جل وعلا- پیدا کرنے والا) پر غور و فکر کریں گے۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: {إِنَّ رَبَّكَ هُوَ ٱلْخَلَّٰقُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾} [سورة الحجر:86].

ترجمہ: یقیناً تیرا پروردگار ہی پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔

نیز فرمایا: {هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ} [سورة الحشر:24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

ہمارا پروردگار ہی ہے جس نے تمام چیزوں کو عدم سے وجود بخشا، اور انہیں انوکھے انداز میں بغیر کسی سابقہ مثال کے پیدا فرمایا، اللہ پاک و برتر کے افعال اسی اندازے سے طے پاتے ہیں جسے وہ متعین کرتا ہے۔

خالق کی عظمت..

کائنات کی ہر ایک چیز اس کی تخلیق کردہ ہے، اور ہر مخلوق اس کی الوہیت و ربوبیت کا اعتراف کرتی ہے، ہر وہ چیز جسے آپ اپنے ارد گرد دیکھ رہے- اور جسے نہیں دیکھ پا رہے ہیں- وہ سب وجود الہی کی دلیل ہیں، اس نے تمام موجودات کو پیدا کیا، انہیں خلقت بخشی، اپنی حکمت سے انہیں (درست اور) برابر کیا اور شکل و صورت عطا کی، وہ (اللہ) ہمیشہ سے اس عظیم صفت سے متصف ہے اور رہے گا۔

اس نے ہڈی پر گوشت چڑھایا، گوشت پر چمڑا پیدا کیا، چوپایوں کو بال اور کھال کا لباس پہنایا، شکم مادر کے اندر پل رہے جنین میں (زندگی کی) روح پھونکی، پھر اسے شکم سے باہر لایا، رزق سے نوازا، اس کی حفاظت فرمائی، اسے علم دیا، انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، اس کی دو آنکھیں بنائیں، زبان اور ہونٹ بنائے، اور (ہدایت و گمراہی کے)

دونوں راستے دکھا دئے: {ٱلَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾} [سورۃ الانفطار:7-8].

ترجمہ: جس (رب نے) تجھے پیدا کیا، پھر ٹھیک ٹھاک کیا، پھر (درست اور) برابر بنایا۔ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

{فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحۡسَنُ ٱلۡخَٰلِقِينَ ﴿١٤﴾} [سورۃ المؤمنون:14].

ترجمہ: برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

وكَذَلِكَ يَشهَدُ أنهُ سُبحانَهُ الخَلَّاقُ بَاعِثُ هذهِ الأكوَانِ

ترجمہ: اسی طرح یہ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ اسی پاک وبرتر (رب) نے (تمام مخلوقات کو) پیدا کیا اور (کائنات کو) وجود میں لایا۔

ہمارے پاک وبرتر پروردگار نے مخلوقات کو اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ اس کی معرفت حاصل کریں اور اس کی عبادت کریں: {وَمَا خَلَقۡتُ ٱلۡجِنَّ وَٱلۡإِنسَ إِلَّا لِيَعۡبُدُونِ ﴿٥٦﴾} [سورۃ الذاریات:56].

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

کائنات کی ہم آہنگی:

یہ تمام مخلوقات یوں ہی بیکار، بے معنی اور کھیل کود کے لیے نہیں پیدا کی گئی ہیں- اللہ تعالی اس سے پاک وبرتر ہے!- اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: {وَمَا خَلَقۡنَا ٱلسَّمَآءَ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا لَٰعِبِينَ ﴿١٦﴾} [سورۃ الأنبیاء:16].

ترجمہ: ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے نہیں بنایا۔

تمام موجودات بزرگ وبرتر رب کی صفات کی گواہ ہیں، یہ سب اسمائے حسنیٰ اور ان کی حقیقت کی طرف اشارہ کرتیں، ان کی بولی بولتیں اور ان پر دلالت کرتی ہیں۔

تَأَمَّلْ سُطُورَ الكَائِنَاتِ فَإِنَّهَا مِنَ المَلِكِ الأَعلَى إِلَيكَ رَسَائِلُ
وَقَدْ خُطَّ فِيهَا لَو تَأَمَّلتَ خَطَّهَا أَلا كُلُّ شَيءٍ مَا خَلا اللهَ بَاطِلُ
تُشِيرُ بِإِثبَاتِ الصِّفَاتِ لِرَبِّهَا فَصَامِتُهَا يَهدِي وَمَن هُو قَائِلُ

ترجمہ: کائنات میں (اللہ کی تحریر کردہ) سطور پر غور کریں، کیوں کہ وہ بلند وبالا بادشاہ کی طرف سے آپ کے لیے پیغامات ہیں۔ آپ اگر غور کریں گے تو اس کے اندر آپ کو یہ لکھا ہوا ملے گا کہ: اللہ کے سوا ہر ایک چیز (معبود) باطل وبے بنیاد ہے۔ یہ کائنات اپنے پالنہار کی صفات کو ثابت کرتی ہے، اس میں (جو مخلوقات) بے زبان ہیں وہ بھی (اللہ کی طرف) رہنمائی کرتی ہیں اور (وہ مخلوقات بھی) جو بول سکتی ہیں۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقۡنَٰهُ بِقَدَرٖ ۝٤٩﴾ [سورۃ القمر:49].

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اطباء کہتے ہیں کہ: "حلق کے سوراخ کو نہایت ہی باریک اندازے سے پیدا کیا گیا ہے، کیوں کہ اگر وہ اس اندازے سے تھوڑا زیادہ کشادہ ہوتا جس پر وہ موجود ہے، تو انسان کی آواز غائب ہو جاتی، اور جس اندازے پر وہ ابھی ہے، اگر اس سے تھوڑا زیادہ تنگ ہوتا تو سانس لینا مشکل ہو جاتا"۔ معلوم ہوا کہ (اس میں معمولی کمی بیشی لانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) سانس لینے میں آسانی ہوگی تو آواز غائب ہو جائے گی، یا آواز واضح ہوگی تو سانس لینا دشوار ہو جائے گا۔

﴿صُنۡعَ ٱللَّهِ ٱلَّذِيٓ أَتۡقَنَ كُلَّ شَيۡءٍۚ إِنَّهُۥ خَبِيرُۢ بِمَا تَفۡعَلُونَ ۝٨٨﴾ [سورۃ النمل:88].

ترجمہ: یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے، جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔

اگر ہماری بصارت اپنی موجودہ مقدار سے بڑھ جائے تو ہماری زندگی جہنم بن جائے گی!

جب آپ پانی سے بھرے گلاس کو دیکھتے ہیں، جسے آپ نوش کرتے ہیں، تو آپ کو وہ بالکل صاف شفاف، شیریں اور خوش نما نظر آتا ہے، اگر آپ کی قوت بصارت تھوڑی بڑھ جائے اور موجودہ حالت سے مزید گہری ہو جائے، تو آپ کو اس گلاس کے اندر عجیب وغریب (جراثیم) نظر آنے لگیں گے! آپ کو بے شمار زندہ مخلوقات اور

بے ضرر جراثیم دکھنے لگیں گے ! پھر آپ وہ پانی پی نہیں سکیں گے: {إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾} [سورۃ القمر:49].

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

اگر سننے کی صلاحیت مزید بڑھ جائے تو آپ رات کے وقت سو نہیں پائیں گے، کیوں کہ ہر طرح کی آوازیں کان تک پہنچنے لگیں گی، بلکہ آپ کے معدے میں جو نظام ہاضمہ ہے، صرف اس کی آواز کا اندازہ لگائیں گے تو ایک بڑی فیکٹری کی آواز معلوم ہونے لگے گی: {إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾} [سورۃ القمر:49].

ترجمہ: بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔

چھونے کی جو حس ہے، اگر اس میں اضافہ ہو جائے تو آپ پر سکون لہر کو بھی محسوس کرنے لگیں گے، جو آپ کی زندگی کو ناقابل برداشت جہنم میں تبدیل کر دے گی: {وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾} [سورۃ الذاریات:21].

ترجمہ: خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

{ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ } [سورۃ لقمان:11].

ترجمہ: یہ ہے اللہ کی مخلوق اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ۔

آپ کو تعجب ہو گا ایسے لوگوں پر جن کی فطرت بدل چکی ہے اور ان کے ضمیر بیمار ہو چکے ہیں! وہ اللہ کے تعلق سے بحث ومباحثہ کرتے ہیں، جب کہ اللہ (کی نشانی) ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکی ہے: {وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ } [سورۃ النمل:14].

ترجمہ: انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔

{وَلَئِن سَأَلۡتَهُم مَّنۡ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُۚ قُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِۚ بَلۡ أَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُونَ ٢٥} [سورة لقمان:25].

ترجمہ: اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان وزمین کا خالق کون ہے؟ تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ، تو کہہ دیجئے کہ سب تعریفوں کے لائق اللہ ہی ہے، لیکن ان میں کے اکثر بے علم ہیں۔

آپ مطمئن رہیں!

مومن یہ جانتا ہے کہ خالق سے ہی اسے عزت وسربلندی ملتی ہے، اس لیے اس کا دل مطمئن رہتا ہے، وہ جانتا ہے کہ جس (اللہ) نے اسے پیدا کیا ہے وہ اس سے غافل نہیں ہوگا، بلکہ اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے، مومن کا معاملہ تنگی وخوش حالی، مالداری وفقیری اور سختی وفراخی ہر حال میں خیر وبھلائی پر مبنی ہوتا ہے:

{أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ٦٢} [سورة یونس:62].

ترجمہ: یادرکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے الخالق نام کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں اپنے اولیاء (دوستوں) میں شامل فرما۔

(۲۳)
اَلْبَارِئُ جل جلالہ

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "سلیمان بن داوٗد علیہما السلام نے فرمایا: آج رات اپنی سو(۱۰۰) یا (راوی کو شک تھا)ننانوے(۹۹) بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک ایک شہسوار جنے گی جو اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ بھی کہہ لیجئے لیکن انہوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چناں چہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئیں اور ان سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر سلیمان علیہ السلام اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو(تمام بیویوں کے یہاں بچے پیدا ہوتے)اور سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتے" [متفق علیہ]۔

اللہ عزیز وبرتر کے سوا کسی اور در سے بندے کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی، اللہ وہ ہے: {ٱلۡخَٰلِقُ ٱلۡبَارِئُ ٱلۡمُصَوِّرُۖ لَهُ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰۚ يُسَبِّحُ لَهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ﴿٢٤﴾} [سورة الحشر:24].

ترجمہ: جو پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا، اسی کے لیے (نہایت) اچھے نام ہیں، ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں ہو اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

اے اللہ ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے! تو نے ہمیں وجود میں لا کر ہم پر انعام واحسان کیا، جب کہ ہم کوئی قابل ذکر چیز نہ تھے: {هَلۡ أَتَىٰ عَلَى ٱلۡإِنسَٰنِ حِينٞ مِّنَ ٱلدَّهۡرِ لَمۡ يَكُن شَيۡـٔٗا مَّذۡكُورًا ﴿١﴾} [سورة الإنسان:1].

ترجمہ: یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

اللہ عزیز وبرتر نے اپنی بلند وبالا ذات کی تعریف اپنے اسم گرامی (الباری جل وعلا-وجود بخشنے والا) سے کی ہے ،

فرمان الٰہی ہے: { هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ } [سورۃ الحشر:24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

البرء کے لغت میں دو معانی ہیں: پہلا: پیدا کرنا۔

دوسرا: کسی چیز سے دور اور بیزار ہونا۔

برِئَ کے معنی ہیں: پاک وصاف اور دور ہونا۔

ہمارا (الباری-وجود بخشنے والا) پروردگار: عدم سے وجود میں لانے والا ہے، وہی ہے جس نے بعض مخلوق کو بعض پر فضیلت بخشی، ہر جنس کو دوسری جنس سے ممتاز کیا، ہر مخلوق کی شکل وصورت ایسی بنائی جو اس کی خلقت کے مقصد کے مناسب ہو، وہ ہر چیز کو عدم سے وجود میں لاتا اور اسے ایسی خصوصیت کے ساتھ پیدا کرتا ہے جو اسے دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔

اس پاک وبرتر (اللہ) نے مخلوقات کو تمام تر بے ضابطگی اور تناقض سے پاک وصاف پیدا فرمایا: {ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِى خَلْقِ ٱلرَّحْمَٰنِ مِن تَفَٰوُتٍ ۖ فَٱرْجِعِ ٱلْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۝٣} [سورة الملک:3].

ترجمہ: جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ (تو اے دیکھنے والے) اللہ رحمن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی نظر آرہا ہے۔

ہمارا (الباری-وجود بخشنے والا) پروردگار اپنی ذات، صفات اور افعال میں ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک وصاف ہے۔

وَفِي اسْمِهِ البَارِي يُرَى كُلُّ خَلْقِهِ ... وَأَلطَافُهُ تَتْرَى دَوْمًا وَتَنْزِلُ

فَسُبْحَانَ مَن كُلُّ الوَرَى سَجَدُوا لَهُ ... إِذَا سَبَّحُوا أَو كَبَّرُوا أَو هَلَّلُوا

ترجمہ: اس کے الباری اسم (کی تجلیات) میں ساری مخلوقات نظر آتی ہیں۔ اس کی مہربانیاں ہمیشہ پے در پے نازل ہوتی رہتی ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس کے سامنے ساری مخلوقات سجدہ ریز ہوتی ہیں، جب وہ تسبیح کرتیں، یا تکبیر (اللہ اکبر) پڑھتیں یا تہلیل (لا الہ الا اللہ) کہتی ہیں۔

ہمارے پاک وبرتر پروردگار کا فرمان ہے: { هُوَ ٱللَّهُ ٱلۡخَٰلِقُ ٱلۡبَارِئُ ٱلۡمُصَوِّرُ } [سورۃ الحشر:24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

خلق کے معنی: (اپنی مشیئت وارادہ کے مطابق) اندازہ کرنا۔

برأ کے معنی: عدم سے وجود میں لانا۔

تصویر کے معنی: شکل وصورت میں ڈھالنا۔

چناں چہ اللہ عزیز وبرتر جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اپنے علم وحکمت سے اس کا اندازہ کرتا ہے، پھر پاک وبرتر (رب) اپنے اندازے اور اپنی مشیئت وارادہ کے مطابق جس شکل وصورت میں چاہتا ہے اسے وجود میں لاتا ہے۔

اچانک سے اتفاقاً نہیں...

کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ: آپ نے اللہ کو کیسے جانا؟ انہوں نے کہا: ان خطوط کے ذریعہ جو قدرت کے قلموں سے کائنات کے پتوں پر لکھے گئے ہیں: { ٱلَّذِيٓ أَحۡسَنَ كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقَهُۥ } [سورۃ السجدۃ:7].

ترجمہ: جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی۔

{مَا خَلَقۡنَٰهُمَآ إِلَّا بِٱلۡحَقِّ } [سورۃ الدخان:39].

ترجمہ: ہم نے انہیں درست تدبیر کے ساتھ ہی پیدا کیا۔

تَأَمَّل فِي نَبَاتِ الأَرضِ وانظُر … إِلَى آثَارِ مَا صَنَعَ المَلِيكُ

عُيُونٌ مِن لُجَينٍ شَاخِصاتٌ … بِأَحداقٍ هِيَ الذَّهبُ السَّبِيكُ

عَلَى قَضَبِ الزَّبَرْجَدِ شَاهِدَاتٌ بِأَنَّ اللهَ لَيسَ لَهُ شَرِيكُ

ترجمہ: زمین میں اگنے والے پودوں پر غور کرو اور بادشاہ کی تخلیق کے آثار میں تامل سے کام لو۔ چاندی (سی سفید) آنکھیں اپنی (سیاہ) پُتلیوں کے ساتھ ایسے ٹکٹکی لگا کر دیکھتی ہیں جیسے وہ قیمتی پتھر کے تراشے پر سونے کی ڈھلی ہوں، یہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک وسا جھی نہیں۔

{ قُلِ ٱنظُرُواْ مَاذَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ } [سورۃ یونس:101].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں۔

کیا کائنات میں اس کی صناعی، انوکھی تخلیق، عجیب وغریب قدرت اور حکمت کے آثار ونقوش کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے؟!(اس کے علاوہ) کون ہے جو الوہیت وبندگی کا زیادہ حقدار ہو؟! کیا جو پیدا کرتا ہے وہ اس بات کا زیادہ حق نہیں رکھتا کہ اس کی عبادت کی جائے، اس کی حمد وثنا کی جائے اور اس کی توحید پر قائم رہا جائے؟!

اکثر لوگ جانتے ہیں کہ اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے، پھر بھی وہ شرک کرتے ہیں: { وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ } [سورۃ یوسف:106].

ترجمہ: ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔

لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

مومنین: جو کہ بہترین خلائق ہیں۔

مشرکین: جو کہ بدترین خلائق ہیں۔

بندہ کو چاہئے کہ اپنے عمل پر غور وفکر کرے، اگر وہ نیک ہو تو اللہ کی حمد وثنا کرے کہ اسے اس نیکی کے لائق بنایا، اگر وہ اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے چھوڑ دے اور اسے تقوائے الٰہی کا لگام نہ لگائے، تو وہ بدترین خلائق میں سے ہو جائے گا۔

اسی کے پیش نظر موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ حکم دیا کہ وہ پیدا کرنے والے (الباری) اللہ سے توبہ کریں، کیوں کہ انہوں نے ایمان باللہ سے منحرف ہو کر اپنے زیور سے بچھڑے کی شکل میں ایک بت بنالیا تھا :

﴿ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦ يَٰقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِٱتِّخَاذِكُمُ ٱلْعِجْلَ فَتُوبُوٓاْ إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَٱقْتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥٤﴾ ﴾ [سورۃ البقرۃ:54].

ترجمہ: جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو، اپنے کو آپس میں قتل کرو، تمہاری بہتری اللہ تعالی کے نزدیک اسی میں ہے، تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی، وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مومن جب بھی اللہ کے اسمائے حسنی میں سے کسی علم سے واقف ہوتا اور اسے جان لیتا ہے، اس کا مقام ومرتبہ اور اس کی قدر ومنزلت مزید بڑھ جاتی ہے، اس کے اندر اللہ عزیز وبرتر کا شوق اور اس کی محبت مزید فزوں تر ہو جاتی اور اس نام کو جاننے کے سبب وہ اللہ سے اور قریب ہو جاتا ہے۔

وہ جان جاتا ہے کہ اللہ عزیز وبرتر ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ اے پیدا کرنے والے (رب)! ہمارے اوپر مہربانی کر اور اپنی رحمتیں نازل فرما۔

(۲۴)
اَلْمُصَوِّرُ جل جلاله

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:" اللہ پاک وبرتر نے اپنی کتاب میں بندوں کو جس چیز پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے، اگر آپ اس میں تامل سے کام لیں گے تو آپ کو اللہ پاک وبرتر کی معرفت اور اس کے کمال اور عظمت وجلال کی صفات سے واقفیت حاصل ہوگی"۔

كَم فِي كِتَابِ الكَونِ مِن عِبَرٍ لِأُولِي النُّهَى والبحثِ والنَّظرِ
فِي الأَرضِ فِي الآفاقِ قاطِبَةً فِي النَّفسِ فِي الأَصواتِ فِي الصُّوَرِ

ترجمہ: کتابِ کائنات میں عقلمندوں، بحث وجستجو اور غور وفکر سے کام لینے والوں کے لیے بے شمار عبرتیں موجود ہیں، زمین کے اندر، پورے آفاقِ عالم میں، (انسانی) نفس میں، آوازوں اور شکل وصورت میں (بلکہ ہر چیز میں عبرت کا سامان موجود ہے)۔

آیئے ہم اللہ کے اسم گرامی (المصور تبارک وتعالیٰ۔ صورت بنانے والا) پر غور وفکر کریں۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ هُوَ ٱللَّهُ ٱلۡخَٰلِقُ ٱلۡبَارِئُ ٱلۡمُصَوِّرُ ﴾ [سورۃ الحشر:24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جس نے اپنی مشیئت سے جیسے چاہا مخلوق کی شکل وصورت بنائی، تمام موجودات کو (مختلف) شکل وصورت میں پیدا کیا، انہیں درست (اور برابر) کیا اور ہر ایک چیز کو ایک خاص شکل وصورت اور منفرد ہیئت میں ڈھالا جس سے وہ مختلف قسم کی بے شمار مخلوقات کے درمیان نمایاں رہتی ہے، اللہ پاک وبرتر نے ہر

ایک صورت کو اپنے ارادے سے جس طرح چاہا اور جس شکل میں چاہا ڈھالا، وہ اپنے ارادے کو جس طرح چاہتا ہے نافذ کرتا ہے: ﴿فِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾﴾ [سورۃ الانفطار:8].

ترجمہ: جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جس نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا، انہیں اپنے اندازے، علم اور رحمت کے مطابق ایسی شکل و صورت اور ہیئت میں (درست اور) برابر بنایا جو مخلوق کی مصلحت اور منفعت کے مناسبِ حال ہو، چناں چہ وہ الگ الگ شکل و صورت اور مختلف ہیئت میں نمودار ہوئیں، کوئی لمبی تو کوئی ناٹی، کوئی خوبصورت تو کوئی بد صورت، کوئی مذکر تو کوئی مونث، ہر ایک کی اپنی خاص شکل و صورت ہے۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَٰكُمْ﴾ [سورۃ الأعراف:11].

ترجمہ: ہم نے تم کو پیدا کیا، پھر ہم ہی نے تمہاری صورت بنائی۔

نیز فرمایا: ﴿وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْۖ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿٣﴾﴾ [سورۃ التغابن:3].

ترجمہ: اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

يَا عَالِمَ الغَيبِ مِنَّا والشَّهادَةِ يَا رَبَّ البَرِيَّةِ تَركِيبًا وتَصوِيرًا
شَهِدتُ أَنَّكَ فَردٌ وَاحِدٌ أَحَدٌ شَهَادَةً لَم تَكُن مَينًا ولا زُورًا
وَجَّهتُ وَجهِي فِي سِرِّي وَفِي عَلَنِي إِلَيكَ حَمدًا وَتَهلِيلاً وَتَكبِيرًا

ترجمہ: اے ہمارے غیب و حاضر کو جاننے والے۔ اے تمام خلائق کے پالنہار، انہیں جوڑنے والے اور شکل و صورت دینے والے۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ یقینا تو یکتا و منفرد اور اکیلا ہے، یہ ایسی گواہی ہے جس میں جھوٹ اور کذب کا شائبہ نہیں۔ میں خلوت و جلوت میں حمد و ثنا اور تہلیل و تکبیر کے ساتھ تیری ہی طرف اپنا رخ کرتا ہوں۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُۖ﴾ [سورۃ الحشر:24].

ترجمہ: وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔

یہ تینوں اسمائے گرامی (الخالق، الباری، المصور) جب ایک ساتھ استعمال ہوں تو ان میں سے ہر ایک کے الگ معنی ہوتے ہیں، چناں چہ اس آیت میں خلق کے معنی: اندازہ کرنے کے، برأ کے معنی: پیدا کرنے کے، اور تصویر کے معنی: شکل وصورت میں ڈھالنے کے ہیں، اور اگر یہ اسمائے گرامی الگ الگ استعمال ہوں تو تینوں کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں۔

ہمارے پاک وبرتر پروردگار نے اپنے ارادہ ومشیئت سے (مخلوق کا) اندازہ کیا، پھر اسے پیدا کیا اور وجود میں لایا، پھر ہر مخلوق کو ایک خاص صورت اور مناسب ہیئت میں ڈھالا: ﴿سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٩١﴾﴾ [سورۃ المؤمنون:91].

ترجمہ: جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے۔

نبی ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اللهُمَّ لَكَ سَجَدتُ، وَبِكَ آمَنتُ، وَلَكَ أَسلَمتُ، سَجَدَ وَجهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللهُ أَحسنُ الخَالِقِينَ" (یعنی: اے اللہ میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا فرماں بردار وتابعدار ہوا، میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ذات کا جس نے اسے پیدا کیا اور پھر اس کی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھ پھاڑے، اللہ کی ذات بڑی بابرکت ہے، وہ بہترین تخلیق فرمانے والا ہے) [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

کامل ترین دلالت:

انسان کی تخلیق: تلاش وجستجو کرنے والوں کے لیے ایک نشانی، عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے سامان عبرت، اور نصیحت پکڑنے والوں کے لیے وعظ ونصیحت ہے: ﴿وَفِىٓ أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾﴾ [سورۃ الذاریات:21].

ترجمہ: خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں)، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔

انسان کی ذات اور اس کی تخلیق میں: اس کے خالق اور پیدا کرنے والے کی سب سے بڑی نشانی موجود ہے۔

انسان کے سب سے زیادہ قریب: اس کی ذات ہے، جس کے اندر اللہ جل وعلا کی عظمت کے ایسے عجیب وغریب دلائل موجود ہیں کہ ان میں سے چند پر ہی غور وفکر کرنے میں بہت سی زندگیاں بیت جائیں گی، لیکن انسان ہے کہ اس سے منحرف ہے، اگر وہ ذرا بھی غور وفکر سے کام لے تو کفر وعناد سے یکسر باز آجائے گا: ﴿قُتِلَ ٱلْإِنسَٰنُ مَآ أَكْفَرَهُۥ ﴿١٧﴾ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُۥ ﴿١٨﴾ مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُۥ فَقَدَّرَهُۥ ﴿١٩﴾ ثُمَّ ٱلسَّبِيلَ يَسَّرَهُۥ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ أَمَاتَهُۥ فَأَقْبَرَهُۥ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَآءَ أَنشَرَهُۥ ﴿٢٢﴾﴾ [سورۃ عبس:17-22].

ترجمہ: اللہ کی مار انسان پر کیسا ناشکرا ہے۔ اسے اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا۔ (اسے) ایک نطفہ سے پیدا کیا، پھر اندازہ پر رکھا اس کو۔ پھر اس کے لیے راستہ آسان کیا۔ پھر اسے موت دی اور پھر قبر میں دفن کیا۔ پھر جب چاہے گا اسے زندہ کردے گا۔

روئے زمین پر سات ارب سے زائد انسان بستے ہیں، ان میں سے ہر ایک اپنی شکل وصورت: خدوخال، نشان وعلامت، رنگ وروپ اور ہیئت وماہیت میں دوسرے سے الگ ہیں، جب کہ سب کے ماں اور باپ ایک ہیں: آدم اور حواء، لیکن یہ اللہ پاک وبرتر کی کاریگری ہے:

﴿صُنْعَ ٱللَّهِ ٱلَّذِىٓ أَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ ۚ إِنَّهُۥ خَبِيرٌۢ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾﴾ [سورۃ النمل:88].

ترجمہ: یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے، جو کچھ تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔

کیا یہ اس بات کا متقاضی نہیں کہ ہم شکر بجالائیں؟! بندہ جب رحم مادر میں نطفے کی شکل میں ہوتا ہے، تب سے ہی اس پر اللہ پاک وبرتر کے انعامات ہونے لگتے ہیں، (نطفہ کے بعد اللہ) اس کے کان اور آنکھ بناتا ہے، پھر اس میں روح پھونکتا ہے، پھر اسے دانا پانی سے نوازتا ہے، (دنیا میں آنے کے بعد) اسے لباس وپوشاک اور ماوی ومسکن عطا کرتا ہے، (اپنی نوازش سے) اس کے لیے کافی ہوتا ہے، جو چیز بھی اللہ سے مانگتا ہے، وہ اسے نوازتا ہے: ﴿أَلَمْ نَجْعَل لَّهُۥ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنَٰهُ ٱلنَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾﴾ [سورۃ البلد:8-10].

ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)۔ ہم نے دکھا دیئے اس کو (ہدایت وگمراہی کے) دونوں راستے۔

شکر بجالانے کا ایک عظیم ترین (طریقہ) یہ ہے کہ: اللہ عزوجل کی نعمتوں کو اس کی اطاعت وعبادت میں استعمال کیا جائے اور انہیں رب کی معصیت ونافرمانی اور ناپسندیدہ کاموں سے دور رکھا جائے۔

آخری بات یہ کہ...

عقل مند انسان لوگوں کی شکل وصورت کا مذاق نہیں اڑاتا، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے:

﴿ هُوَ ٱلَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي ٱلْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ۝٦ ﴾ [سورۃ آل عمران:6].

ترجمہ: وہ ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جس طرح کی چاہتا ہے بناتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

وہ اللہ ہی ہے: جو پیدا کرتا، وجود میں لاتا اور شکل وصورت بناتا ہے، اس لیے بد صورت شخص کا کوئی گناہ نہیں کہ اسے (بدصورتی پر) عار دلایا جائے اور اسے ملامت کی جائے، اور نہ خوب صورت شخص کا (اس کی خوبصورتی میں) کوئی کردار اور احسان ہے جس پر اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور اس کی تحسین کی جائے۔

کسی شخص نے ایک حکیم سے کہا: "اے بدصورت انسان! حکیم نے جواب دیا: میرے چہرے کی تخلیق میرے ہاتھ میں نہ تھی کہ میں اسے خوبصورت بناتا، جس نے کسی مخلوق کی مذمت کی، اس نے اس کے خالق کی مذمت کی"، حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے ہر چیز کو خوبصورت پیدا کیا ہے" [السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی]۔

جب آپ ایسے شخص کو دیکھیں جو کسی پریشانی میں مبتلا ہو، تو اللہ کی حمد وثنا بیان کریں کہ اس نے آپ کو عافیت میں رکھا، کہاوت ہے کہ: "اپنے بھائی کا مذاق نہ اڑاؤ کہ اللہ اسے عافیت دے دے اور تجھے اس (پریشانی) میں مبتلا کردے"۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ: "ابتلاء وآزمائش (انسان کی) بات کے ساتھ مربوط ہے، اگر میں کسی کتے کا مذاق اڑاؤں تو مجھے ڈر ہے کہ میں بھی کتا بنا دیا جاؤں"۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "میں کوئی معیوب چیز دیکھتا ہوں تو صرف اس خوف سے اس کے بارے میں کچھ نہیں بولتا کہ کہیں میں بھی اس جیسی آزمائش میں نہ مبتلا ہو جاؤں"۔

اے اللہ، اے خالق، اے وجود بخشنے اور صورت بنانے والے (پالنہار)! ہم تجھ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں اپنے بہترین خلائق میں شمار کر، اور اس دن ہم پر رحم فرما جس دن ہم تیرے پاس پیش کیے جائیں گے۔

(۲۵)
اَلْعَفُوُّ جل جلاله

جب گناہ گاروں نے یہ آیت سنی: ﴿فَأُوْلَٰٓئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَعۡفُوَ عَنۡهُمۡۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورٗا ﴿٩٩﴾﴾ [سورۃ النساء:99].

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالی ان سے در گزر کرے، اللہ تعالی در گزر کرنے والا اور معاف فرمانے والا ہے۔

تو انہوں نے (دعا کے لیے) اپنی ہتھیلیاں اٹھالیں، رب کے سامنے اپنے شکوے درج کرائے، اس کے در سے اپنی سواریاں باندھ دیں، اس کے دربار میں پناہ لی، بکثرت استغفار کیے اور پکار اٹھے: اے در گزر کرنے والے.. اے معاف کرنے والے! ہمارے لیے تیرے سوا کوئی اور نہیں۔

در گزر کرنے والے سخی وداتا نے جب ان کی حالت زار اور ان کے اندرون (کی بے کلی) کو دیکھا تو ان کے گناہوں کو معاف کر دیا، ان کی خطائیں در گزر کر دیں اور ان کے درجات بلند کر دیے۔

پاک ہے در گزر کرنے والا! پاک ہے وہ (پالنہار) جس نے انہیں اپنی بخشش کے لیے چنا اور اپنی مغفرت کے لیے منتخب فرمایا!

جب آپ پر مصیبتیں نازل ہوں، آپ مشکلات کے گھیرے میں آجائیں، گناہوں کا انبار آپ کو بوجھل کر دے، تو اس کا نام لے کر (اسے) پکاریں، اور اس کے عفوو در گزر کی التجا کریں۔

يَا رَبِّ إِن عَظُمَت ذُنُوبِي كَثرَةً ... فَلَقَد عَلِمتُ بِأَنَّ عَفوَكَ أَعظَمُ

إِن كَانَ لَا يَرجُوكَ إِلا مُحسِنٌ ... فَبِمَن يَلُوذُ وَيَستَجِيرُ الْمجرِمُ

أَدعُوكَ رَبِّ كَمَا أَمَرتَ تَضَرُّعًا ... فَإِذَا رَدَدتَ يَدِي فَمَن ذَا يَرحَمُ

ترجمہ: اے پالنہار! اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، تو مجھے معلوم ہے کہ تیری بخشش اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے، اگر تیری (بخشش کی) امید صرف نیک کار ہی کر سکتا ہے، تو مجرم و گناہ گار آخر کس کی پناہ طلب کرے۔ اے میرے پالنہار! میں تجھ سے گریہ وزاری کے ساتھ اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح تو نے حکم دیا ہے، اگر تو مجھے (خالی ہاتھ) لوٹا دے گا تو کون ہے جو مجھ پر رحم کھائے گا۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٞ ۝٦٠﴾ [سورۃ الحج:60].

ترجمہ: بے شک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو اتنا زیادہ معاف کرتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں، چناں چہ وہ بلند وبرتر (پروردگار) گناہوں کو درگزر کرتا اور ساتھ ہی ان کے اثرات بھی بندوں سے پوری طرح دور کر دیتا ہے، قیامت کے دن بندوں سے ان گناہوں کا حساب نہیں لے گا، بلکہ انہیں کراماً کاتبین (اعمال درج کرنے والے فرشتوں) کے رجسٹر سے مٹا دیتا ہے، بلکہ بندوں کے دلوں سے بھی ان کی یاد بھلا دیتا ہے تاکہ وہ ان کو یاد کر کے شرمندہ نہ ہوا کریں، نیز (نامہ اعمال میں) ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی درج فرماتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار ہمیشہ سے اس معاملے میں معروف رہا ہے اور رہے گا کہ وہ عفو ودرگزر سے کام لیتا، بندوں کے (گناہوں کو) معاف کرتا، اور ہر اس شخص کو اپنی بخشش سے نوازتا ہے جو اس کی مغفرت، رحمت اور جود وسخا کا محتاج ہو، اس نے اس شخص سے بخشش ومغفرت کا وعدہ کیا ہے جو اس کے اسباب اختیار کرے۔

اللہ پاک وبرتر (عفو بمعنی) آسانی کو پسند فرماتا ہے، بایں طور کہ بندہ جب کسی کوتاہی اور کمزوری میں واقع ہو جاتا ہے تو اس پر واجبات کی ادائیگی کو آسان کر دیتا ہے، چناں چہ اللہ نے اس شخص پر وضو کو واجب قرار دیا ہے جو نماز پڑھنا چاہے اور باوضو نہ ہو، لیکن اس شخص سے (اس واجب کو) درگزر فرمایا ہے جس کے پاس پانی نہ ہو، (وضو کی جگہ) اس کے لیے تیمم کو مشروع ٹھہرایا ہے، ایسا صرف بندوں کی کمزوری وناتوانی کی رعایت کرتے ہوئے کیا ہے۔

کہا گیا ہے: عفو (در گزر کرنا) مغفرت (بخشش کرنے) سے زیادہ بلیغ و معنی خیز ہے، کیوں کہ مغفرت (بخشش) میں (گناہوں پر) پردہ ڈالنے کا معنی پایا جاتا ہے، جب کہ عفو (درگزر) میں (گناہوں کو) مٹانے کا معنی پایا جاتا ہے، اور مٹانا، پردہ ڈالنے اور چھپانے سے زیادہ بلیغ اور معنی خیز ہے۔

اللہ کا عفو (درگزر کرنا) دو قسم کا ہے:

عمومی عفو ودرگزر: وہ یہ کہ اللہ تعالی کافر وغیر کافر تمام مجرموں کو درگزر کرتا ہے، بایں طور کہ ان سزاؤں کو ان سے دور کر دیتا ہے جو اسباب سے جڑی ہوئی ہیں، اور جو اس بات کی متقاضی ہیں کہ انہیں نعمت ونوازش سے محروم کر دیا جائے۔ چناں چہ یہ مجرمین، سب وشتم اور شرک کے ذریعہ اللہ کو اذیت پہنچاتے ہیں اور اللہ انہیں صحت وعافیت اور روزی عطا کرتا ہے، انہیں دنیاوی کشادگی سے نوازتا ہے، انہیں اپنے عفو ودرگزر اور حلم وبردباری کے ذریعہ چھوٹ دیتا ہے، لیکن ان سے غافل نہیں ہوتا، اللہ کی نوازش بندوں پر (مسلسل) برس رہی ہے، بندوں کی بدعملی اللہ تک پہنچ رہی ہے، اللہ بندوں کی عبادت سے بے نیاز ہے، وہ اپنی نعمت ونوازش کے ذریعہ ان پر مہربانی کرتا ہے، اور وہ معصیت ونافرمانی کر کے اللہ سے بغض ونفرت کا مظاہرہ کرتے ہیں، جب کہ وہ سب اللہ کے محتاج ہیں۔

خصوصی عفو ودرگزر: وہ یہ کہ اللہ ان مومن بندوں کو اپنی مغفرت سے نوازتا ہے جو توبہ واستغفار کرتے، دعا والتجا کرتے، عبادت وریاضت میں محو رہتے اور مصائب سے دوچار ہونے پر اللہ سے اجر کی امید رکھتے ہیں۔

یقیناً وہ درگزر کرنے والا ہے...

اللہ پاک وبرتر کے عفو ودرگزر کی یہ عظمت وجلالت ہے کہ: وہ جس کو دنیا میں درگزر کر دیتا ہے، تو وہ اس سے کہیں زیادہ سخی وداتا ہے کہ قیامت کے دن اپنے عفو ودرگزر سے رجوع کر لے، وہ سخی وفیاض ہے، اپنے عفو ودرگزر کو واپس نہیں لیتا، یہ اللہ عزیز وبرتر کی سنت (وطریقہ) ہے جسے وہ اپنے اولیاء کے تئیں اختیار کرتا ہے۔

اس پاک وبرتر کی یہ جلالت شان ہے کہ: جس طرح وہ دنیا میں توبہ کرنے والے گناہ گاروں کو درگزر کرتا ہے، اسی طرح وہ عزیز وبرتر قیامت کے دن ان موحد بندوں کو بھی درگزر کرے گا جو اپنے گناہوں پر مصر تھے۔

اس عزیز وبرتر (پروردگار) کی یہ عظمت شان ہے کہ: بندہ کا جرم خواہ جتنا بھی بڑا ہو، وہ اسے درگزر کر دیتا ہے، حتی کہ (اللہ) پاک وبرتر اپنے حق سے بھی درگزر کرتا ہے، اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے، پاک وبرتر پروردگار کے علاوہ کون ہے جو گناہ پر ایسا بدلہ عطا کرے؟ اگر اس کے عفوودرگزر کی عظمت وجلالت نہ ہوتی تو روئے زمین پر معصیت ونافرمانی کا جو طوفان بپا ہے، اس کی وجہ سے زمین اپنے مکینوں کے ساتھ دھنس جاتی۔

اس عزیز وبرتر (پروردگار) کے عفوودرگزر کی جلالت شان ہے کہ: اس نے اپنے بندوں کو ان اسباب کی رہنمائی فرمائی ہے جن کے ذریعہ وہ اس کے فیاضانہ عفوودرگزر سے سرفراز ہو سکیں، جیسے (ان) اعمال، اخلاق، اقوال اور افعال (کی رہنمائی فرمائی جن سے اللہ کی بخشش حاصل ہوتی ہے)، بندہ جب کثرت سے نیک عمل کرتا ہے تو اس کی نیکیاں بہت سے گناہوں اور خطاؤں پر غالب آجاتی ہیں۔

اس کی طرف لوٹ جائیں!

درگزر کرنے والا بزرگ وبرتر (پروردگار) سات آسمانوں کے اوپر سے آپ کو اپنے اس فرمان کے ذریعہ مخاطب کرتا ہے: { وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ } [سورۃ غافر:60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

آخر کون سی چیز ہے جو اس کے جود وسخا (کو پانے) سے آپ کو پیچھے کرتی ہے؟ کون سی چیز آپ کو رجوع وانابت اور توبہ واستغفار کرنے والوں کے قافلہ میں شامل ہونے سے باز رکھتی ہے؟

جب لوگ شاہان عالم کے دروں پر دستک دیتے اور ان کے دربار میں ذلت وپستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، تو آپ شاہوں کے شاہ، معبود حقیقی، سب سے سخی وداتا، عفو ودرگزر کرنے والے (اللہ) کے دربار میں عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑے ہو جائیں جس کے ہاتھ میں فراخی وکشادگی کی کنجیاں، سعادت وخوش بختی، عفوودرگزر اور بخشش ومغفرت (کی ملکیت) ہے۔

{ أَلَمۡ يَعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ هُوَ يَقۡبَلُ ٱلتَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهِۦ } [سورۃ التوبۃ:104].

ترجمہ: کیاان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

بلال بن سعد نے کہا: "تمہارے لیے ایک ایسا پروردگار ہے جو جلدی کسی کو سزا نہیں دیتا، لغزش کو معاف کرتا، توبہ قبول کرتا، اپنے پاس آنے والے کو توجہ اور عنایت سے نوازتا اور اس سے پیٹھ پھیرنے والے پر مہربانی کرتا ہے"۔

نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهم إنك عفو تحب العفو، فاعف عنى" (یعنی: اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، مجھے بھی معاف کردے) [حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اگر اللہ آپ کو درگزر کردے تو بنا مانگے ہی آپ کی ضرورتیں پوری ہونے لگیں گی"۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "مجھے پسند نہیں کہ میرے حساب وکتاب کا معاملہ میرے والدین کے سپرد کردیا جائے، کیوں کہ مجھے معلوم ہے کہ اللہ پاک وبرتر ان سے بھی زیادہ مجھ پر مہربان ہے"۔

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِي وضَاقَت مَذَاهِبِي ... جَعَلْتُ رَجَائِي نَحوَ عَفوِكَ سُلَّمًا

تَعَاظَمَنِي ذَنبِي فَلَمَّا قَرَنْتُهُ ... بِعَفوِكَ رَبِّي صَارَ عَفوُكَ أَعظَمَا

وَمَا زِلتُ ذَا عَفوٍ عَنِ الذَّنبِ لَم تَزَل ... تَجُودُ وَتَعفُو مِنَّةً وَتَكَرُّمًا

ترجمہ: جب میرا دل سخت پڑ گیا اور میری راہیں تنگ ہو گئیں، تو تیرے عفو ودرگزر تک پہنچنے کے لیے میں نے اپنی امید کو زینہ بنالیا۔ میرے اوپر میرے گناہوں کا انبار ہو گیا، لیکن اے میرے پروردگار! جب میں نے تیرے عفو ودرگزر سے اپنے گناہوں کا مقارنہ کیا تو تیرا عفو ودرگزر اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر نظر آیا۔ تو ہمیشہ سے گناہوں کو معاف کرتا رہا ہے، اور اب بھی اپنے فضل واحسان کی بنیاد پر سخاوت وفیاضی اور عفو ودرگزر کا دریا بہارہا ہے۔

عفو ودرگزر کی کنجی:

علما کہتے ہیں کہ: اللہ پاک وبرتر کے نزدیک سب سے محبوب مخلوق وہ ہے جو ان صفات سے متصف ہو جن کا تقاضہ اللہ کے اسماوصفات کرتے ہیں، چناں چہ اللہ بزرگ وبرتر رحیم ہے اور رحم کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے، وہ در گزر کرنے والا ہے اور در گزر کرنے والے لوگوں کو پسند فرماتا ہے، اللہ پاک وبرتر اپنے بندے کے ساتھ ویسے ہی پیش آتا ہے جیسے بندہ اس کی مخلوق کے ساتھ پیش آتا ہے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلْقَلْبِ لَٱنفَضُّوا۟ مِنْ حَوْلِكَ ۖ ﴾ [سورۃ آل عمران:159].

ترجمہ: اللہ تعالی کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

قدرت رکھنے کے باوجود بھی عفوودر گزر کا دامن تھامے رہنا تقوی کے قریب ترین مراتب میں سے ہے، بلکہ اللہ کی سخاوت وفیاضی یہ ہے کہ: وہ بندوں کے در گزر کا بدلہ ان کے در گزر سے کہیں بڑھ کر دیتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿ إِن تُبْدُوا۟ خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا۟ عَن سُوٓءٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ﴿١٤٩﴾ ﴾ [سورۃ النساء:149].

ترجمہ: اگر تم کسی نیکی کو علانیہ کرو یا پوشیدہ، یا کسی برائی سے در گزر کرو، یقیناً اللہ تعالی پوری معافی کرنے والا اور پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ قسم اٹھالیا کہ مسطح (جو ان کے ایک رشتہ دار تھے) کا نان ونفقہ بند کر دیں گے، یہ اس وقت جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر مشہور واقعہ افک میں بہتان تراشی کی، تو اس واقعہ سے متعلق اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: ﴿ وَلَا يَأْتَلِ أُو۟لُوا۟ ٱلْفَضْلِ مِنكُمْ وَٱلسَّعَةِ أَن يُؤْتُوٓا۟ أُو۟لِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينَ وَٱلْمُهَٰجِرِينَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا۟ وَلْيَصْفَحُوٓا۟ ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ ﴾ [سورۃ النور:22].

ترجمہ: تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے دینے سے قسم نہ کھالینی چاہئے، بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کرلینا چاہئے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالی تمہارے قصور معاف فرمادے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

جو شخص اللہ کے عفوودرگزر کی امید میں (کسی کو) معاف کر دے، اسے اللہ پاک وبرتر دنیاوآخرت میں اس کی امیدوں سے بڑھ کر نوازتا ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "معاف کرنے سے اللہ بندے کی عزت اور مقام کو بڑھادیتا ہے" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جو شخص عفوودرگزر کرنے میں مشہور ہو، وہ مقام سرداری پر فائز ہوتا اور دلوں میں بڑا مقام بنالیتا ہے، نیز اس کی عزت واحترام میں اضافہ ہو جاتا ہے"۔

اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے (ایک دفعہ) نہایت فصیح وبلیغ خطبہ دیا، خطبہ دیتے ہوئے اچانک رک گیے اور زار وقطار رونے لگے، پھر فرمایا: "اے پروردگار! میں نے بہت بڑے بڑے گناہ کیے ہیں، لیکن تیرا معمولی سا عفو ودرگزر بھی میرے تمام گناہوں سے بڑھ کر ہے، تو اپنے معمولی سے عفوودرگزر کے ذریعہ میرے بڑے گناہوں کو معاف کر دے"۔ یہ بات حسن بصری کو پہنچی، تو وہ بھی رونے لگے اور فرمایا: اگر کوئی بات سونے سے لکھی جاتی تو یہ بات لکھی جاتی!"۔

ایک دیہاتی نے دعا کرتے ہوئے کہا: "اے اللہ! تو نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص ہم پر ظلم کرے، ہم اسے درگزر کر دیں، اور ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو تو ہمیں درگزر کر دے"۔

ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَـٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾﴾ [سورۃ الأعراف:23]۔

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اے اللہ! یقیناً تو بہت بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے، تو ہمیں بھی بخش دے، اے تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہرباں!

(۲۶،۲۷)
اَلْغَفُوْرُ، اَلْغَفَّارُ جل جلالہ

طبرانی میں صحیح سند سے ابو طویل رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے کہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: ایسے آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے تمام گناہوں کا ارتکاب کیا ہو اور کوئی گناہ نہ رہنے دیا ہو اور اس سلسلے میں اس نے اپنی ہر چھوٹی بڑی (بری) حاجت اور خواہش پوری کر لی ہو۔ کیا ایسے شخص کے لیے بھی کوئی توبہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تو مسلمان ہو گیا ہے؟" انہوں نے کہا: بلا شبہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں (ایسے آدمی کی توبہ قبول ہو سکتی ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ) تو نیک اعمال کرتا رہ، برائیاں ترک کر دے، اللہ تعالی تیرے تمام گناہوں کو نیکی میں تبدیل کر دے گا" اس نے کہا: میرے تمام فریبوں اور ساری بدکاریوں (کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، انہوں نے کہا: اللہ اکبر، پھر وہ اللہ اکبر کہتے رہے یہاں تک کہ نظر سے اوجھل ہو گیے۔

وَإِنِّي لَأَدعُو اللهَ أَطلُبُ عَفوَهُ ... وَأَعلَمُ أَنَّ اللهَ يَعفُو وَيَغفِرُ

لَئِن أَعظَمَ النَّاسُ الذُّنُوبَ فَإِنَّهَا ... وَإِن عَظُمَت فِي رَحمَةِ اللهِ تَصغُرُ

ترجمہ: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں، میں جانتا ہوں کہ اللہ درگزر کرتا اور معاف فرماتا ہے۔ لوگوں نے اگر بڑے بڑے گناہ انجام دیے ہیں، تو (یاد رکھیں کہ) ان کے گناہ اگرچہ بڑے ہیں، تاہم رحمت الہی کے سامنے وہ سب ہیچ اور معمولی ہیں۔

ہمارا موضوع سخن وہ اسم گرامی ہے کہ جب کوئی گناہ گار اور مومن اس نام کو سنتا ہے تو اس کا دل اس سے وابستہ ہو جاتا، وہ نہایت خوشی محسوس کرتا ہے اور اس کے سامنے امید کا دروازہ کھل جاتا ہے، وہ ہے: اللہ کا اسم گرامی: (الغفور اور الغفار تبارک وتعالی۔ بہت ہی بخشنے والا)۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { ۞ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ } [سورۃ الحجر:49].

ترجمہ: میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: { فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ } [سورۃ نوح:10].

ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔

مزید فرمایا: {إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ } [سورۃ النجم:32].

ترجمہ: بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے۔

لغت میں غفر کے اصل معنی: چھپانے اور ڈھانکنے کے ہوتے ہیں۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپاتا اور ان پر اپنا پردہ ڈال دیتا ہے، چناں چہ اس کے سوا کسی اور کو ان کے گناہوں کی خبر نہیں لگتی، وہ (اللہ) بندوں کے گناہوں اور خطاؤں کو درگزر فرماتا ہے۔

وہ عزیز وبرتر (پروردگار) بندوں کے گناہوں کو بار بار بلکہ اتنی بار معاف کرتا ہے جس کا کوئی شمار نہیں، جب جب بندہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے، تب تب وہ اللہ عزیز وبرتر کی مغفرت سے فیض یاب ہوتا ہے۔

(رب کا) دربار کھلا ہوا ہے..

طبرانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ: ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی گناہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کا گناہ لکھ دیا جاتا ہے"، پھر عرض کیا: وہ اس سے توبہ واستغفار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسے معاف کر دیا جاتا اور توبہ قبول کر لی جاتی ہے، اللہ اس وقت تک نہیں اکتاتا جب تک کہ تم نہیں اکتا جاتے" [یہ حدیث حسن ہے، المعجم الکبیر اور المعجم الاوسط میں مذکور ہے]۔

وَهُوَ الغَفُورُ فَلَو أَتَى بِقِرَابِهَا مِن غَيرِ شِركٍ بَل مِن العِصيَانِ
لَأَتَاهُ بِالغُفرَانِ مِلءَ قِرَابِهَا سُبحَانَهُ هُوَ وَاسِعُ الغُفرَانِ

ترجمہ: وہ (اللہ) بہت زیادہ بخشش کرنے والا ہے، اگر (بندہ) شرک کے علاوہ کوئی اور گناہ زمین (کی وسعت وپہنائی کے) برابر بھی کرلے اور اللہ سے ملاقات کرے، تو اللہ اسے زمین کے برابر بخشش ومغفرت سے نوازے گا، پاک ہے وہ رب جو نہایت کشادہ بخشش ومغفرت والا ہے۔

اللہ عزیز وبرتر نے ہر توبہ کرنے والے گناہ گار اور خطاکار کے لیے اپنا در کھول رکھا ہے، پاک وبرتر پروردگار کا فرمان ہے: {﴿ قُلۡ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسۡرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُواْ مِن رَّحۡمَةِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾} [سورۃ الزمر:53].

ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

بلکہ اس نے سات آسمانوں کے اوپر سے ان لوگوں کو توبہ کی دعوت دی ہے جو اللہ کو تین (معبودوں میں) تیسرا قرار دیتے ہیں، تاکہ اللہ انہیں معاف کردے، فرمان الہی ہے:

{ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى ٱللَّهِ وَيَسۡتَغۡفِرُونَهُۥۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ﴿٧٤﴾ } [سورۃ المائدۃ:74].

ترجمہ: یہ لوگ کیوں اللہ تعالی کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟ اللہ تعالی بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

تمام (لوگوں کے) گناہ معاف ہوسکتے ہیں، سوائے اس شخص کے جو شرک کی حالت میں اللہ سے ملے گا:

{ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغۡفِرُ أَن يُشۡرَكَ بِهِۦ وَيَغۡفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُۚ وَمَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفۡتَرَىٰٓ إِثۡمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾} [سورۃ النساء:48].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالی کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

اس مضمون کی بہت سی آیتیں آئی ہیں۔

رہی بات حدیث کی تو حدیث قدسی میں آیا ہے کہ: "اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا)[یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

یہ حدیث اس شخص کے سلسلے میں ہے جو گناہوں سے دامن جھاڑ کر اس عزم وارادہ کے ساتھ مغفرت طلب کرے کہ دوبارہ اس گناہ کی طرف پلٹے گا بھی نہیں، اور سچے دل سے توبہ کرے، تو جب اللہ اس کی سچائی کو دیکھے گا تو اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا، یہ بندوں پر اس کی سخاوت وفیاضی (کا ایک مظہر) ہے۔

امید کا دامن مت چھوڑئے!

نیک اعمال گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، پاک وبرتر (پروردگار) کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱلۡحَسَنَٰتِ يُذۡهِبۡنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِۚ ﴾ [سورة هود:114].

ترجمہ: یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے: "برائی (جو تم سے سرزد ہو جائے، اس کے بعد) بھلائی (نیکی) کرو جو برائی کو مٹا دیتی ہے"[یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

انسان کو جو بھی مصیبتیں لاحق ہوتی ہیں- خواہ وہ اس کی ذات سے متعلق ہوں، یا آل واولاد اور مال ودولت سے- وہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، بشرطیکہ وہ ثواب کی نیت رکھے، صبر کا دامن تھامے رہے اور اللہ پاک وبرتر کے فیصلے سے راضی ہو۔

اللہ عزیز وبرتر کو اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو بے آب وگیاہ ریگستان میں اپنی سواری کھو بیٹھتا ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی ہوتا ہے، پھر (اچانک) وہ سواری اسے مل جاتی ہے۔

گناہ خواہ جتنا بھی بڑا ہو، یا بندہ جتنی بار بھی اس کا ارتکاب کرے، اللہ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع وکشادہ ہے، بشرطیکہ بندہ استغفار کرتا رہے: ﴿وَرَحۡمَتِي وَسِعَتۡ كُلَّ شَيۡءٖۚ﴾ [سورۃ الأعراف:156].

ترجمہ: میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ اپنے عزیز وبرتر پروردگار سے روایت کرتے ہیں، اللہ فرماتا ہے: "ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔ پاک وبرتر پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے گناہ کیا اور کہا: اے میرے پروردگار! میرے گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، پھر اس نے گناہ کیا اور کہا: اے میرے پالنہار! میرے گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا اور گناہ پر پکڑتا ہے، اے بندے! اب تو جو چاہے عمل کر میں نے تجھے بخش دیا" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

یعنی: جب تک وہ توبہ واستغفار اور رجوع وانابت کرتا رہے (اسے یہ خوش خبری ملتی رہتی ہے)۔

اپنے آقا ومولی کے سامنے عاجزی وخاکساری اختیار کریں!

اللہ عزیز وبرتر کا در تمام توبہ وانابت کرنے والوں کے لیے کھلا ہوا ہے، وہ ہمیشہ سے نہایت درگزر اور بہت معاف کرنے والا ہے اور رہے گا، اس نے ہر اس شخص سے بخشش اور مغفرت کا وعدہ کیا ہے جو مغفرت کے اسباب اختیار کرے: ﴿ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا ثُمَّ ٱهۡتَدَىٰ ﴿٨٢﴾ ﴾ [سورۃ طٰہٰ:82].

ترجمہ: ہاں بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

جس کے گناہ اور بد اعمالیاں اتنی زیادہ ہوں کہ شمار کرنا مشکل ہو جائے، تو اسے چاہئے کہ ان تمام گناہوں سے اللہ کی مغفرت طلب کرے جو اللہ کے علم میں ہے، کیوں کہ اللہ ہر ایک چیز کو جانتا اور اسے شمار کرتا ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ: بندۂ مسلم گناہ کے معاملے میں افراط اور مبالغہ کرنے لگے، اور اس بات کو حجت بنا کر اللہ کی نافرمانی کی جرات کرتا رہے کہ: اللہ تو بہت زیادہ معاف کرنے والا، نہایت مہربان ہے! کیوں کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ رَّبُّكُمۡ أَعۡلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمۡۚ إِن تَكُونُواْ صَٰلِحِينَ فَإِنَّهُۥ كَانَ لِلۡأَوَّٰبِينَ غَفُورٗا ﴿٢٥﴾ ﴾ [سورۃ الإسراء:25].

ترجمہ: جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "(گناہ کو) ترک کیے بغیر مغفرت طلب کرنا... جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے"۔

نجات کی رسی (کو تھامے رہیں)..

اللہ نے تمام مخلوق کو توبہ واستغفار کا حکم دیا ہے، ان میں انبیائے کرام سر فہرست ہیں: ﴿ فَقُلۡتُ ٱسۡتَغۡفِرُواْ رَبَّكُمۡ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارٗا ﴿١٠﴾ ﴾ [سورۃ نوح:10].

ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں دن بھر میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔ یہ انبیاء کی صورت حال ہے، ان کے بعد والے (جو ان سے کمتر درجے کے ہیں) وہ تو استغفار کے زیادہ محتاج ہیں۔

نبی ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: "کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ ان کلمات کو جب تم کہو گے تو تمہارے گناہ اللہ تعالی معاف فرمادے گا، اگرچہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے گناہ پہلے ہی معاف کیے جاچکے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "کہو: لا إله إلا الله العلی العظیم لا إله إلا الله الحلیم الکریم، لا إله إلا الله سبحان الله رب العرش العظیم" (یعنی: اللہ جو بلند و بالا ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، حلیم و کریم (بردبار و مہربان) اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے، پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "تعجب ہے ایسے شخص پر جو ہلاک ہو جاتا ہے، جب کہ اس کے پاس نجات کا راستہ موجود ہوتا ہے! دریافت کیا گیا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: استغفار"۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرآن تمہیں بیماری اور علاج دونوں کی رہنمائی کرتا ہے، جہاں تک بیماری کی بات ہے تو وہ تمہارے گناہ ہیں، اور رہی بات علاج کی تو وہ استغفار ہے"۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "گناہ، مصیبت کا سبب ہے، استغفار مصیبت کے اسباب کو دور کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُونَ ٣٣﴾ [سورۃ الأنفال: 33].

ترجمہ: اللہ تعالی اس کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "جو شخص اس صفت، یعنی استغفار کی صفت سے متصف ہو، اللہ اس کے لیے حصول رزق کو آسان کر دیتا، اس کے معاملات کو سہل بنا دیتا، اسے صحیح سالم اور تندرست و توانا رکھتا ہے"۔

أشكو إليكَ ذُنوبًا لستُ أُنكِرُها ۔۔۔ وقَد رَجوتُكَ يَا ذَا المَنِّ تَغفِرُهَا

مِن قَبلِ سُؤلِكَ لِي فِي الحَشرِ يَا أَمَلِي يَومَ الجَزَاءِ عَلى الأَهوَالِ تَذكُرُهَا

أَرجُوكَ تَغفِرُهَا فِي الحَشرِ يَا أَمَلِي إِذ كُنتَ سُؤلِي كَما فِي الأَرضِ تَستُرُهَا

ترجمہ: میں تجھ سے ایسے گناہوں کی (معافی) کی التجا کرتا ہوں جن سے مجھے انکار نہیں، اے فضل واحسان والے (رب) مجھے تجھ سے یہ امید ہے کہ تو ان گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اے میری امید! (ان گناہوں کو معاف کر دے) اس سے پہلے کہ حشر کے میدان میں، قیامت کے دن، ہولناکی کے عالم میں تو مجھ سے ان گناہوں کی باز پرس کرے۔ میں امید کرتا ہوں اے میری امید! کہ تو حشر میں بھی اگر مجھ سے باز پرس کرے گا تو ان گناہوں کو معاف کر دے گا، اسی طرح جس طرح تو نے دنیا میں ان پر پردہ ڈالے رکھا۔

(لا الہ الا اللہ) کے اقرار کے ساتھ استغفار کرنے کا جو راز ہے، اسے اللہ پاک وبرتر نے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

{ فَاعْلَمْ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَىٰكُمْ ﴿١٩﴾ } [سورة محمد:19].

ترجمہ: (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔ اللہ تم لوگوں کی آمد ورفت کے اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

"یقیناً توحید شرک کی جڑ کو ختم کر دیتا اور استغفار شرک کی شاخوں کو مٹا دیتا ہے، سب سے بلیغ اور معنی خیز حمد وثنا یہ ہے کہ: لا الہ الا اللہ کا ورد کیا جائے، اور سب سے معنی خیز دعا یہ ہے کہ: اللہ سے مغفرت طلب کی جائے، اس لیے اللہ نے آپ ﷺ کو توحید پر قائم رہنے اور اپنے لیے اور مومن بھائیوں اور بہنوں کے لیے مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا"۔

اے اللہ! اے سارے جہانوں کے پالنہار! ہماری، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔

(۲۸)
اَلْكَبِيْرُ جل جلاله

در الٰہی پر..

آپ کا پاک وبرتر پروردگار عظمت وکبریائی اور سلطنت وبادشاہت کا مالک ہے، وہ (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند وبالا ہے۔ اپنی ضرورتیں اسی کے در پر پیش کریں، اپنے دل کو اس کے سامنے بچھا دیں، اس کے لیے عاجزی اور خاکساری اختیار کریں، وہ آپ کی ضرورتوں کو پوری کرے گا، آپ کی بیماری دور کر دے گا، آپ کا قرض ادا کر دے گا، آپ کے حزن وملال کو دور کرکے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دے گا...

یقیناوہ بزرگ وبرتر اللہ (سب سے) بڑا ہے۔

(سب سے) بڑے اللہ کے سامنے جب آپ اپنی آرزوئیں پیش کریں گے.. تو وہ حقیقت میں بدل جائیں گی۔

آپ کی امیدیں خواہ جتنی بھی دراز ہوں، وہ (سب سے) بڑے اللہ کے سامنے.. معمولی ہیں۔

(سب سے) بڑے اللہ کے سامنے آپ اپنی جو بھی خواہشات ظاہر کریں گے.. وہ آپ کو عطا کی جائیں گی، آپ کے شوق اور تمنا کو پورا کیا جائے گا۔

وہ (سب سے) بڑا بزرگ وبرتر: خوف ودہشت کے وقت آپ کا ماوی وملجا ہے، مصائب زمانہ کے وقت آپ کی مدد کرتا ہے... بے شک وہ اللہ (سب سے) بڑا ہے: ﴿ عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلْكَبِيرُ ٱلْمُتَعَالِ ۝٩﴾

[سورۃ الرعد:9].

ترجمہ: ظاہر وپوشیدہ کا وہ عالم ہے (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند وبالا ہے۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار (سب سے) بڑا ہے، وہ اپنی ذات میں بڑا اور بلند ہے، مطلق طور پر اس بلند وبالا ذات سے کوئی بھی بڑا اور عظیم نہیں: {وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطْوِيَّٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ} [سورۃ الزمر:67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالی کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہو گی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار اپنے اوصاف میں (سب سے) بڑا ہے، اس کی تمام صفات کمال اور عظمت وجلال کی حامل ہیں، ان میں نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ ہم مثل، نہ مشابہ اور نہ نظیر۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار وہ ہے جو اپنے افعال میں (سب سے) بڑا ہے، اس کی مخلوق کی عظمت اس کے افعال کی عظمت پر دلالت کرتی ہے: {لَخَلْقُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾} [سورۃ غافر:57].

ترجمہ: آسمان وزمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار (سب سے) بڑا، (سب سے) عظیم ہے اور کبریائی کا مالک ہے، جس کی جلالت وعظمت کے سامنے تمام بڑی (مخلوقات) بونی اور ہیچ ہیں۔

ہمارا عزیز وبرتر رب ہر قسم کے نقص، برائی، اور عیب سے پاک وبرتر ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار وہ ہے جو تمام طرح کی برائی، شر اور ظلم سے بری اور برتر ہے: {ٱلْكَبِيرُ ٱلْمُتَعَالِ ﴿٩﴾} [سورۃ الرعد:9].

ترجمہ: (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند وبالا ہے۔

﴿فَٱلۡحُكۡمُ لِلَّهِ ٱلۡعَلِيِّ ٱلۡكَبِيرِ ١٢﴾ [سورۃ غافر:12].

ترجمہ: فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے۔

لَكَ الحَمدُ والنَّعمَاءُ والمُلكُ رَبَّنَا ... وَلَا شَيءَ أَعلى مِنكَ مَجدًا وأَمجَدُ

فَسُبحَانَ مَن لَا يَقدِرُ الخَلقُ قَدرَهُ ... وَمَن هُو فَوقَ العَرشِ فَردٌ مُوَحَّدُ

ترجمہ: اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد وثنا، نعمت ونوازش اور سلطنت وبادشاہی ہے، عزت وشرافت میں کوئی بھی چیز تجھ سے بڑھ کر نہیں، تو سب سے باعزت اور شریف ہے۔ پاک ہے وہ رب کہ مخلوق نے جس کی کماحقہ قدر نہیں کی، وہ عرش کے اوپر تنہا (مستوی) ہے، وہ یکتا ومنفرد ہے۔

ہماری عقلیں عاجز ہیں!

اللہ عزیز وبرتر ہر ایک چیز سے بڑا اور اس بات سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ہمارا علم اس کا احاطہ کرسکے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلۡمًا ١١٠﴾ [سورۃ طٰہٰ:110].

ترجمہ: مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

اللہ بزرگ وبرتر: اس بات سے بڑا ہے کہ ہم اس کی ذات اور صفات کی کیفیت کو جان سکیں، اسی لیے ہمیں اللہ کی (ذات وصفات کی کیفیت پر) غور وفکر کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ ہم اپنی عاجز اور محدود عقل سے اس کا ادراک نہیں کرسکتے، طبرانی نے "الأوسط" میں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو، اللہ عزیز وبرتر کی (ذات وصفات کی کیفیت) میں غور وفکر نہ کرو" [یہ حدیث صحیح ہے] اللہ عزیز وبرتر کی جلالتِ کبریائی سے اس کے سوا کوئی واقف نہیں، نہ ہی مقرب فرشتے اور نہ رسولِ مبعوث، کیوں کہ اللہ عز وجل نے اسے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے۔

سب سے معنی خیز کلمہ...

اللہ عزیز وبرتر اپنی ذات، قدر ومنزلت، عزت وشرافت اور عظمت وجلالت میں سب سے بڑا ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ: عظمت واحترام کا معنی ادا کرنے کے لیے عربوں کے نزدیک سب سے معنی خیز کلمہ (اللہ اکبر) ہے۔ کیوں کہ یہ کلمہ عظمت کی صفت (یعنی: اللہ اعظم) سے زیادہ کامل اور بلیغ ہے، جب ہم (اللہ اکبر) کہتے ہیں تو اس میں عظمت کا معنی تو شامل ہوتا ہی ہے، اس کے علاوہ احترام کے اور دیگر معانی بھی شامل ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نماز اور اذان میں جو کلمہ مشروع کیا گیا ہے وہ ہے (اللہ اکبر)، کیوں کہ یہ (اللہ اعظم) سے زیادہ کامل اور بلیغ ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: "بڑائی (کبریائی) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند، تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں کسی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا" [حدیث صحیح ہے، اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اللہ نے عظمت کو تہ بند سے اور بڑائی (کبریائی) کو چادر سے تشبیہ دیا ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ: چادر کا مقام ومرتبہ (لباس میں) زیادہ ہے، بعینہ چوں کہ تکبیر میں تعظیم کے بالمقابل بلاغت اور معنی خیزی زیادہ پائی جاتی ہے، اس لیے لفظ تکبیر کی صراحت فرمائی، جس میں تعظیم بھی شامل ہے"۔

بادشاہ کے پاس جانے کی کنجی:

یہی وجہ ہے کہ نماز میں داخل ہونے کے لیے اسی کلمہ کو مشروع قرار دیا گیا، مسلمان اسی طرح (نماز میں) داخل ہوتا ہے جس طرح غلام اپنے آقا ومالک کے پاس داخل ہوتے ہیں، جب مسلمان اللہ کے پاس داخل ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے، تو اس کے لیے سب سے بلیغ اور معنی خیر کلمہ مشروع کیا گیا ہے (جس کے ذریعہ وہ داخل ہوتا ہے)، اور وہ ہے: (اللہ اکبر)، وہ زبان حال سے کہہ رہا ہوتا ہے: "اللہ اکبر، میں اس کلمہ کے ذریعہ اپنے مولی، خالق اور رازق کے پاس داخل ہو رہا ہوں، اللہ زندگی کی تمام مصروفیات سے بڑھ کر ہے"۔ جب وہ اس کلمہ کو اخلاص کے ساتھ اور (اس کے معنی ومفہوم پر) غور کرتے ہوئے کہتا ہے، تو اس کے دل میں اللہ کی عظمت بڑھ جاتی ہے، اس کے اعضاء وجوارح پر خشوع وخضوع طاری ہو جاتا ہے، وہ اللہ سے شرم محسوس کرنے لگتا ہے، اللہ کا وقار اور

اس کی کبریائی اس بات سے اسے باز رکھتی ہے کہ اس کا دل کسی اور چیز میں مشغول ہو، اس کلمہ کی عظمت ہی ہے کہ اس کے ذریعہ مسلمان مختلف عبادتیں انجام دیتا ہے، تاکہ رضائے الٰہی سے فیض یاب ہو، ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: {وَرِضْوَانٌ مِّنَ ٱللَّهِ أَكْبَرُ} [سورۃ التوبۃ:72]. (ترجمہ: اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے)۔ اللہ کا بندے سے خوش ہونا جنت اور اس کی نعمتوں سے بھی بڑھ کر ہے، کیوں کہ رضا وخوشنودی اللہ کی صفت ہے اور جنت اس کی مخلوق ہے"۔

عزت وسربلندی اسے ملتی ہے جو (سب سے) بڑے (اللہ) کی پناہ میں آجائے...

جب کلمہ (اللہ اکبر) دل میں جاگزیں ہوجاتا ہے، تو مومن کو اس کے ذریعہ عزت وسربلندی حاصل ہوتی ہے، وہ اللہ پر بھروسہ، اعتماد اور توکل کرنے لگتا ہے، اللہ کی بڑائی اور عظمت کے سامنے ہر ایک چیز ہیچ ہوجاتی ہے۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ: "جب حجاج بن یوسف نے مقام ابراہیمی کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کرلی تو یمن کا ایک فقیر شخص آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگا، طواف کے دوران ایک نیزہ یمنی فقیر کے کپڑے سے الجھ گیا اور حجاج کے جسم پر آلگا، حجاج ڈر گیا، اور کہنے لگا: اسے پکڑو! فوج نے اسے پکڑ لیا، حجاج نے کہا: اسے میرے قریب لاؤ، انہوں نے فقیر کو حجاج کے قریب کردیا۔

حجاج نے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ فقیر نے کہا: میں تمہیں نہیں جانتا! حجاج نے کہا: یمن میں تمہارا حکمراں کون ہے؟ فقیر نے کہا: حجاج کا بھائی محمد بن یوسف، جو اسی کی طرح ظالم ہے اور اس سے بھی بدتر ہے۔

حجاج نے کہا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں ہی اس کا بھائی ہوں؟ فقیر نے کہا: کیا تم حجاج ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، فقیر نے کہا: تم نہایت برے ہو! اور تمہارا بھائی بھی نہایت برا ہے!

حجاج نے کہا: تم نے میرے بھائی کو یمن میں کس حالت میں چھوڑا؟ فقیر نے کہا: میں نے اسے اس حال میں چھوڑا کہ وہ بڑے تونددالا موٹا فربہ تھا۔

حجاج نے کہا: میں نے تم سے اس کی صحت وتندرستی کے بارے میں نہیں پوچھا، بلکہ اس کے عدل وانصاف کے بارے میں دریافت کیا ہے۔

فقیر نے کہا: میں نے اسے ظلم وستم کی حالت میں چھوڑا ہے۔

حجاج نے کہا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ وہ میرا بھائی ہے؟ کیا تمہیں مجھ سے ذرا بھی ڈر نہیں؟

فقیر نے کہا: اے حجاج! کیا تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا بھائی تمہارے ذریعہ اس سے زیادہ عزیز وسربلند ہے جتنا میں (اللہ) واحد ویکتا کے ذریعہ عزیز وسربلند ہوں؟"۔

طاووس-اس قصہ کے راوی- کہتے ہیں کہ: "اللہ کی قسم! (یہ سن کر) میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، اس کے بعد حجاج نے اس شخص کو رہا کر دیا، پھر وہ کعبہ کا طواف کرنے لگا اور اس کے دل میں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا"۔

أَكفَافُهم بِدِماءِ البَذلِ قَد صُبِغَت اللهُ أَكبرُ مِن سَلسَالِها رُشِفُوا

فِي كَفِّهِم الشَّهمِ مِن حَبلِ الهُدَى طَرَفٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَفِي أَروَاحِنَا طَرَفُ

ترجمہ: ان کے کفن جود وسخا کے خون سے رنگے ہوئے ہیں، 7 اور وہ خود اللہ اکبر کے سرچشمے سے سیراب ہوئے ہیں۔ ہدایت کی رسی کا ایک سرا ان کی مضبوط ہتھیلی میں ہے اور وہ راہ مستقیم پر گامزن ہیں، جب کہ اس کا دوسرا سرا ہماری روحوں میں (پیوست) ہے۔

کون سا ایسا بڑا کام، کون سی سخت مصیبت، اور کون سا بڑا حزن وملال ہے جو (سب سے) بڑے اللہ پر دشوار ہو؟ معلوم ہوا کہ اللہ عزیز وبرتر ہی (سب سے) بڑا ہے، (اس کے علاوہ) جو بڑی چیز بھی آپ دیکھتے، یا اس کے بارے میں سنتے یا جانتے ہیں، اس کا رب اللہ ہی ہے، اور وہ ان سب سے بڑھ کر ہے، پھر بھلا مصیبتوں کے لیے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ صاحبِ عزت وسربلندی اور مالکِ عظمت وکبریائی کے ارادے کے سامنے ڈٹ سکیں؟

بزرگ وبرتر اللہ (سب سے) بڑا ہے، وہی ہے جو آپ کی مشکلات کا حل پیدا کر سکتا ہے، آپ کی تمام تکلیف کو عافیت میں بدل سکتا ہے، آپ کی ہر آرزو اور تمنا کو پوری کر سکتا ہے، آپ کے تمام آنسوؤں کو مسکراہٹ میں تبدیل کر سکتا ہے۔

فَالزَم يَدَيكَ بِحَبلِ اللهِ مُعتَصِمًا فَإِنَّهُ الرُّكنُ إِن خَانَتكَ أَركَانُ

ترجمہ: مضبوطی کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ سے اللہ کی رسی کو تھام لیں، کیوں کہ جب سارے سہارے ساتھ چھوڑ دیں تو وہی ایک سہارا ہے (جو آپ کے کام آسکتا ہے)۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے (الکبیر) اسم کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں کہ: جنت میں داخل کر کے اور جہنم سے نجات دے کر ہمارے اوپر احسان فرما۔

(۲۹، ۳۰، ۳۱)

اَلأعلٰی، اَلعَلِيُ، اَلْمُتَعَالُ جل جلاله

جب مصیبت واقع ہوتی ہے، آفت کا سامنا ہوتا ہے اور ناگہانی حادثہ درپیش ہوتا ہے تو دل (ربِّ) اعلی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ہاتھ بلند وبرتر (پالنہار) کی طرف اٹھ جاتے ہیں اور نگاہیں بلند وبالا، سب سے اعلی اور نہایت ہی بلند (پروردگار) کی طرف سے فراخی کے انتظار میں آسمان تکنے لگتی ہیں۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار وہ ہے جو: اعلی (سب سے بلند)، علیّ (بلند وبالا) اور متعال (عالی مرتبہ) ہے۔ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے: {وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ ۝٢٥٥} [سورۃ البقرۃ:255].

ترجمہ: وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

نیز فرمایا: {سَبِّحِ ٱسۡمَ رَبِّكَ ٱلۡأَعۡلَى ۝١} [سورۃ الاعلی:1].

ترجمہ: اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔

مزید اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: {عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ وَٱلشَّهَٰدَةِ ٱلۡكَبِيرُ ٱلۡمُتَعَالِ ۝٩} [سورۃ الرعد:9].

ترجمہ: ظاہر وپوشیدہ کا وہ عالم ہے، (سب سے) بڑا اور (سب سے) بلند وبالا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمارا پروردگار اعلی (سب سے بلند)- علیّ (بلند وبالا)- متعال (عالی مرتبہ) ہے: جس سے زیادہ کوئی بلند نہیں، اس کے لئے ہر ناحیے سے مطلق بلندی ہے:

ذات کی بلندی: یعنی ہمارا پاک وبرتر پالنہار عرش پر مستوی ہے، اپنی مخلوق سے الگ اور پوری کائنات سے بلند ہے: {ٱلرَّحۡمَٰنُ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ ٱسۡتَوَىٰ ۝٥} [سورۃ طٰہٰ:5].

ترجمہ: جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے۔

مقام ومرتبہ کی بلندی: یعنی اللہ پاک وبرتر بڑی قدر ومنزلت والا ہے، اس کی تمام صفات منتہائے کمال وخوبصورتی اور منتہائے عظمت کی حامل ہیں، کسی مخلوق کی صفت نہ تو ان صفات کی ہم پلہ ہوسکتی ہے اور نہ ہم مثل، بلکہ (تمام) بندے (مل کر بھی) اللہ پاک کی کسی ایک صفت کا احاطہ نہیں کرسکتے: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلۡمٗا ١١٠﴾ [سورۃ طہ:110].

ترجمہ: وہ (مخلوق) علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتے۔

غلبہ کی بلندی: یعنی ہمارا پاک وبرتر رب ہر ایک چیز پر غالب ہے، پوری کائنات اس کے سامنے سرنگوں ہے، تمام کے تمام اس کے غلبہ وسلطنت اور عظمت وکبریائی کے ماتحت ہیں: ﴿وَهُوَ ٱلۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهِۦۚ وَهُوَ ٱلۡحَكِيمُ ٱلۡخَبِيرُ ١٨﴾ [سورۃ الأنعام:18].

ترجمہ: وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب وبرتر ہے۔

عَلَى السَّماوَاتِ فَوقَ العَرشِ مُرتَفِعًا   مُبَايِنًا لِجَمِيعِ الخَلقِ مُتَّصِفًا
بِكُلِّ أَوصَافِهِ العُليَا الَّتِي كَمُلَت   وَلَيسَ هَذا بِحَمدِ اللهِ فِيهِ خَفَا

ترجمہ: (اللہ) آسمانوں پر، عرش کے اوپر بلند ہے، تمام مخلوقات سے الگ ہے، اپنی تمام تر بلند وبالا اور کامل صفات سے متصف ہے، اور الحمد للہ یہ کوئی مخفی وپوشیدہ چیز بھی نہیں۔

اللہ کہاں ہے؟!

صحیح مسلم میں جلیل القدر صحابی معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:... میری ایک لونڈی تھی جو اُحد (ایک مقام کا نام ہے) کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں جو وہاں آنکلا تو دیکھا کہ بھیڑیا ایک بکری کو (شکار بنا کر) لے گیا ہے۔ آخر میں بھی آدمی ہوں مجھ کو بھی غصہ آجاتا ہے جیسے دیگر لوگوں کو غصہ آتا ہے۔ (طیش میں آکر) میں نے اس کو ایک طمانچہ دے مارا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے

میرے اس فعل کو بہت بڑا (جرم) قرار دیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو میرے پاس لے کر آ"، میں آپ ﷺ کے پاس اسے لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: "اللہ کہاں ہے؟" اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں کون ہوں؟" اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو آزاد کر دے یہ مؤمنہ ہے"۔

اللہ کے آسمان میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: آسمان کے اوپر بلندی میں ہے، حدیث میں لفظِ (فی-میں) آیا ہے جو کہ (علی-اوپر) کے معنی میں ہے، جیسا کہ یہ لفظ اسی معنی میں اللہ پاک وبرتر کے اس فرمان بھی آیا ہے: {وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ} [سورۃ طہ: 71].

ترجمہ: تم سب کو کھجور کے تنوں پر سولی چڑھوا دوں گا۔

کوئی اس وہم میں نہ پڑ جائے کہ آسمان اللہ تعالی کو محیط ہے، اللہ اس سے بلند وبرتر ہے کہ کوئی مخلوق اس کا احاطہ کرے۔

محترم قاری! میں یہاں ٹھہر کر پوچھنا چاہتا ہوں کہ: کیا اللہ عزیز وبرتر نے جن صفات سے اپنی ذات کو متصف کیا ہے، ان صفات کی ضد سے اللہ کو موصوف کرنا جائز ہے، جیسے یہ کہنا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "مجموع الفتاوی" میں رقم طراز ہیں: "اللہ پاک وبرتر نے اپنی ذات کو بلندی سے متصف کیا ہے، اور یہ ان صفات میں سے ہے جن کے ذریعہ اللہ کی تعریف و تعظیم کی جاتی ہے، کیوں کہ یہ ایک صفتِ کمال ہے، اسی طرح اللہ نے اپنی ذات کو عظیم (جلیل القدر)، علیم (سب کچھ جاننے والا)، قدیر (ہر چیز پر قادر)، عزیز (سب پر غالب)، حلیم (نہایت ہی بردبار) اور حیّ (زندہ) وقیوم (ہر چیز کو قائم رکھنے والا) اور اس طرح کے دیگر اوصاف سے بھی متصف کیا ہے جو اس کے خوبصورت ناموں کے پرتو ہیں۔

یہ جائز نہیں کہ ان صفات کی ضد سے اللہ کو متصف کیا جائے، چنانچہ بلندی کی ضد پستی سے اللہ کو متصف کرنا جائز نہیں اور نہ قویّ (قوت والا) کی ضد کمزور سے اسے متصف کرنا جائز ہے۔

بلکہ اللہ پاک وبرتر ان تمام نقائص سے پاک ہے جو اس کی ثابت شدہ صفاتِ کمال کے منافی ہیں"۔

هَذَا وَمِن تَوحِيدِهِم: إِثباتُ — أَوصَافِ الكَمَالِ لِرَبِّنَا الرَّحمَنِ
كَعُلُوِّهِ سُبحَانَهُ فَوقَ السَّمَاوَاتِ — العُلَى بَل فَوقَ كُلِّ مَكَانِ
فَهُوَ العَلِيُّ بِذَاتِهِ سُبحَانَهُ — إِذ يَستَحِيلُ خِلَافُ ذَا بِبَيَانِ
وَهُوَ الَّذِي حَقًّا عَلَى العَرشِ استَوَى — قَد قَامَ بِالتَّدبِيرِ لِلأَكوَانِ

ترجمہ: اس کے علاوہ (اہل سنت والجماعت کے نزدیک) توحید (کا تقاضہ) یہ بھی ہے کہ: ہمارے ربِّ رحمن کے لئے صفاتِ کمال کو ثابت کیا جائے جیسے یہ کہ اللہ پاک بلند آسمانوں کے اوپر بلکہ ہر مکان سے اوپر بلند ہے، چنانچہ اللہ پاک اپنی ذات کے ساتھ بلند وبالا ہے، اس کے بر خلاف (یعنی پستی اللہ کے لئے) ناممکن ہے، دلیل سے یہ ثابت ہے۔ وہی ہے جو حقیقت میں عرش پر مستوی ہے، اور پوری کائنات کی تدبیر کر رہا ہے۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: {إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٖ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ} [سورۃ الأعراف:54].

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی کتاب میں جبرائیل اور دیگر فرشتوں کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا ہے: {تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ ٤} [سورۃ القدر:4].

ترجمہ: اس (میں ہر کام) کے سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔

اتارنے (اور اترنے) کا کام بلندی کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

نیز یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں: {تَعۡرُجُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ إِلَيۡهِ فِي يَوۡمٖ كَانَ مِقۡدَارُهُۥ خَمۡسِينَ أَلۡفَ سَنَةٖ ٤} [سورۃ المعارج:4].

ترجمہ: جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں، (وہ عذاب ایک ایسے) دن میں (ہوگا) جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

مزید اللہ پاک وبرتر نے ذکر فرمایا کہ نیک اعمال اور پاکیزہ بات اس کی طرف چڑھتی ہے: {إِلَيْهِ يَصْعَدُ ٱلْكَلِمُ ٱلطَّيِّبُ وَٱلْعَمَلُ ٱلصَّـٰلِحُ يَرْفَعُهُۥ} [سورۃ فاطر:10].

ترجمہ: اسی کی طرف ہر پاکیزہ بات چڑھتی ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔

آخر اعمال کس کی طرف بلند کیے جاتے ہیں؟

اگر ہمارا پاک وبرتر پالنہار بنفس نفیس ہر جگہ موجود ہوتا تو اتارنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ (اللہ ان کی باتوں سے بہت زیادہ بلند ہے)۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار ہم مثل وہم نظیر سے بلند وپاک ہے۔

ہمارا بلند وبرتر پروردگار بیوی اور اولاد سے بلند وپاک ہے: {وَأَنَّهُۥ تَعَـٰلَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا ٱتَّخَذَ صَـٰحِبَةً وَلَا وَلَدًا ﴿٣﴾} [سورۃ الجن:3].

ترجمہ: بیشک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، نہ اس نے کسی کو (اپنی) بیوی بنایا ہے نہ بیٹا۔

ہمارا بلند وبرتر پروردگار اپنی عبادت میں شریک وساجھی سے بلند وپاک ہے: {فَلَمَّآ ءَاتَىٰهُمَا صَـٰلِحًا جَعَلَا لَهُۥ شُرَكَآءَ فِيمَآ ءَاتَىٰهُمَا ۚ فَتَعَـٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٩٠﴾} [سورۃ الأعراف:190].

ترجمہ: جب اللہ نے دونوں کو صحیح سالم اولاد دے دی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے، اللہ پاک ہے ان کے شرک سے۔

راستہ...

جو شخص ان تین ناموں: علیّ(بلند وبالا)، اعلی (سب سے بلند) اور متعال (عالی مرتبہ) سے واقف ہو جائے وہ یہ بھی جان جائے گا کہ اللہ عزیز وبرتر اپنی صفات کاملہ کے ذریعہ بلند وبالا ہے، ناقص صفات سے پاک وبرتر اور اپنی مخلوقات سے بلند ہے۔

نیز جو شخص اس حقیقت کا حق ادا کرے -جانکاری اور بندگی دونوں اعتبار سے- تو اس کے ذریعہ اسے بے نیازی حاصل ہوگی اور اور عزت وشرافت کے (بلند) مقام پر فائز ہوگا: ﴿وَرَفَعۡنَٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝٥٧﴾ [سورۃ مریم:57].

ترجمہ: ہم نے اسے بہت اونچے مقام پر بلند کیا۔

دنیاوآخرت کی بلندی درج ذیل امور سے حاصل ہوتی ہے:

ایمان سے: ﴿وَمَن يَأۡتِهِۦ مُؤۡمِنًا قَدۡ عَمِلَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَأُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلدَّرَجَٰتُ ٱلۡعُلَىٰ ۝٧٥﴾ [سورۃ طہ:75].

ترجمہ: جو بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا اور اس نے اعمال بھی نیک کیے ہوں گے اس کے لئے بلند وبالا درجے ہیں۔

علم سے: ﴿يَرۡفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمۡ وَٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡعِلۡمَ دَرَجَٰتٖۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ خَبِيرٞ ۝١١﴾ [سورۃ المجادلۃ:11].

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کو درجوں میں بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔

تواضع وخاکساری سے: نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: " جو شخص اللہ کے لیے تواضع وانکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کا رتبہ بلند فرما دیتا ہے" (مسلم)۔

جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جنت میں نبی ﷺ کی رفاقت طلب کی تو آپ نے فرمایا: "تو اپنے اوپر کثرت سجدہ کو لازم کرکے میری مدد کر" (مسلم)۔ نیز سجدے میں (سبحان ربی الاعلی) کا ورد کرنا بھی (بلندی سے سرفراز ہونے کا سبب ہے)، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿سَبِّحِ ٱسۡمَ رَبِّكَ ٱلۡأَعۡلَى ۝١﴾ [سورۃ الأعلى:1].

ترجمہ: اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جو سب سے بلند ہے۔

کچھ لوگوں نے سجدے میں یہ دعا پڑھنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ: یہ بندے کا اللہ عزوجل کے لئے اپنے شریف ترین عضو چہرے کے ذریعہ انکساری اور خاکساری اختیار کرنے کی انتہا ہے، اس طور پر کہ وہ (اس کی رضا کے لئے) اپنا چہرہ زمین پر رکھ دیتا ہے، تو اس حال میں کہ وہ حد درجہ پستی کے عالم میں ہو، یہی مناسب ہے کہ اپنے رب کی توصیف یہ بیان کرے کہ وہ عزیز و برتر اعلی (بلند و بالا) ہے۔

چوں کہ (سجدہ کی) ہیئت میں بندہ (اس قدر انکساری) کی حالت میں ہوتا ہے اس لئے وہ اللہ پاک و برتر کے بہت قریب ہوتا ہے، نبی ﷺ فرماتے ہیں: "بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے، لہٰذا (سجدے میں) تم لوگ بکثرت دعا کیا کرو" (مسلم)۔

آرزو کو پہنچ چکے..

جب آپ یہ جان چکے کہ پوری دنیا کو چلانے والا بلند و بالا اور سب سے اعلی (اللہ) عزیز و برتر ہے جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی ملکیت ہے...

تو اے مریض! شفا دینے والا آسمان میں ہے، اے فقیر! غنی و بے نیاز آسمان میں ہے، اے غمزدہ! دلاسا دینے والا آسمان میں ہے، اے بانجھ! اولاد سے نوازنے والا آسمان میں ہے، اے قرض دار! رزق دینے والا آسمان میں ہے، اے افسردہ! مشکل کشا آسمان میں ہے..

اس لئے اپنے چہرے اور دل کے ساتھ آسمان کی طرف متوجہ ہو جا، اللہ بلند و بالا اور سب سے اعلی کو پکار او رفرحت و مسرت کی بشارت قبول کر کہ تجھے اللہ عزیز و برتر نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ سات آسمانوں کے اوپر سے خوش خبری دی ہے: { وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ } [سورة البقرة:186].

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

لَكَ الحَمدُ يا ذَا الجُودِ والَمجدِ والعُلَا ... تبَارکتَ تُعطِي مَن تَشاءُ وتَمنَعُ
إلَهي لَئِن جَلَّت وَجَمَّت خَطِيئَتِي ... فَعفوُكَ عَن ذَنبِي أَجَلُ وَأَوسَعُ
إلَهي تَرَى حَالِي وَفقرِي وَفاقَتِي ... وَأَنتَ مُنَاجَاتِي الخَفِيَّةَ تَسمَعُ
إلَهي لَئِن خَيَّبتِي أَو طردتَنِي ... فَمَن ذَا الَّذِي أَرجُو وَمَن لِي يَشفَعُ

ترجمہ: اے جود و سخا، عزت و عظمت اور رفعت و بلندی والے! تیرے لیے ہی ہر قسم کی حمد و ثنا ہے۔ تو بابرکت ہے، جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔ اے میرے معبود! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہیں لیکن تیری مغفرت میرے گناہ سے کہیں زیادہ کشادہ اور عظیم ہے۔ یا الٰہی! تو میری حالت اور فقر و فاقہ کو دیکھ رہا ہے اور تو میری پوشیدہ سرگوشیوں کو بھی سنتا ہے۔ الٰہی! اگر تو نے مجھے ناامید کر دیا یا ٹھکرا دیا تو کون ہے جس سے میں امید کروں اور کون ہے جو میری سفارش کرے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسمِ اعلیٰ کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں ہمارا مقام و مرتبہ بلند فرما۔

(۳۲، ۳۳)
اَلْقَاهِرُ اَلْقَهَّارُ جل جلاله

ابو یعلی نے اپنی "مسند" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: "فرعون نے اپنی بیوی کے ہاتھ اور پاؤں کو چار میخوں میں باندھ رکھا تھا، جب (فرعون کے) لوگ ان سے الگ ہوتے تو فرشتے ان کو سایہ کرتے تھے، انہوں نے کہا: { رَبِّ ٱبۡنِ لِي عِندَكَ بَيۡتٗا فِي ٱلۡجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرۡعَوۡنَ وَعَمَلِهِۦ وَنَجِّنِي مِنَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١١﴾ } [سورة التحريم:11].

ترجمہ: اے میرے رب! میرے لیے اپنی جنت میں مکان بنا اور مجھے فرعون سے اور اس کے عمل سے بچا اور مجھے ظالم لوگوں سے خلاصی دے۔ [یہ حدیث صحیح ہے]

سرکش فرعون کے گھر سے روئے زمین کی ایک عظیم ترین خاتون رونما ہوئی! اور اس کے محل سے موسی علیہ السلام کا ظہور ہوا!!...

وہ فرعون جس نے کہا: { سَنُقَتِّلُ أَبۡنَآءَهُمۡ وَنَسۡتَحۡيِۦ نِسَآءَهُمۡ وَإِنَّا فَوۡقَهُمۡ قَٰهِرُونَ ﴿١٢٧﴾ } [سورة الأعراف:127].

ترجمہ: ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر ہر طرح کا زور ہے۔

قاہر وزور آور (اللہ) نے اس ظالم وسرکش کو زیر اور مغلوب کر دیا اور آنے والوں کے لیے اسے سامان عبرت بنا دیا: { فَٱلۡيَوۡمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ ءَايَةٗۚ وَإِنَّ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلنَّاسِ عَنۡ ءَايَٰتِنَا لَغَٰفِلُونَ ﴿٩٢﴾} [سورة يونس:92].

ترجمہ: آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لیے نشان عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی بلند وبالا ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: {وَهُوَ ٱلۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهِۦۚ وَهُوَ ٱلۡحَكِيمُ ٱلۡخَبِيرُ ﴿١٨﴾} [سورة الأنعام:18].

ترجمہ: وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے، اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار اپنی شانِ بادشاہی کے ذریعہ غالب ہے، پوری کائنات میں تصرف کرتا ہے، اس کے ارادے پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی۔

اللہ نے تمام سرکش حکمرانوں کو زیر کر دیا، شاہان عالم کی کمر توڑ دی، اس کے سامنے ساری گردنیں خم ہو گئیں، اس کی عظمت وکبریائی کے سامنے تمام دشواریاں پست ہو گئیں، اس کے لیے سارے چہرے عاجزی کے ساتھ جھک گیے، تمام مخلوقات اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئیں اور اس کی جلالت شان اور عظمت وکبریائی کے سامنے خاکساری سے بچھ گئیں۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جس کے سامنے ساری مخلوقات عاجزی اختیار کرتیں اور اس کی عزت وقوت اور کمالِ قدرت کے سامنے پست رہتی ہیں۔

(اللہ) عزیز وبرتر پورے عالم علوی اور سفلی پر غالب ہے، تمام تر حرکات وسکنات اس کی اجازت سے ہی واقع ہوتی ہیں، جو وہ چاہے وہ ہوتا اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا، یہی معنی ہے ہمارے عزیز وبرتر پروردگار کے ان دو ناموں کا: (القاہر والقہّار- غالب وزور آور)۔

وكَذَا القَهَّارُ مِن أَوصَافِهِ فَالخَلقُ مَقهُورُونَ بِالسُّلطانِ
لَو لَم يَكُن حَيًّا عَزِيزًا قَادِرًا مَا كَانَ فِي قَهرٍ ولا سُلطَانِ

ترجمہ: اسی طرح قہار (زور آور) بھی اس کی ایک صفت ہے، مخلوق (اس کی) بادشاہت سے مغلوب ہیں، اگر وہ زندہ وجاوید، قوی وسربلند، اور قادر نہیں ہوتا تو غلبہ وبرتری اور حکومت وبادشاہت کا حامل نہ ہوتا۔

یقیناوہ غالب وزور آور ہے:

کون ہے جو مجبور وبے کس کی دعا کو سنتا اور اس کی پریشانی دور کرتا ہے؟ کون ہے جو ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے، جس طرح مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کرے گا، اور دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے؟ کون ہے جو مظلوم کو سہارا دیتا ہے جب اس پر ستم کیا جاتا ہے؟ کون ہے جو کمزور کے کام آتا ہے جب اس پر ظلم کیا جاتا ہے؟

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار غالب وزور آور اور حکمت والا ہے، جو کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کرتا، اور نہ کسی چیز کو ضائع ہونے دیتا ہے، کسی کام کو اسی وقت قبول کرتا یا کسی عمل کو اسی وقت مشروع ٹھہراتا ہے جب اس میں حکمتیں ہوں، کوئی انہیں جان پاتا ہے تو کوئی ان سے نابلد رہتا ہے۔

إِلَيكَ جَمِيعُ الأَمرِ يَرجِعُ كُلُّهُ وَمِنكَ الأَمَانِي تُرتَجَى والبَشَائِرُ

ترجمہ: تیرے ہی طرف تمام معاملات لوٹ کر جاتے ہیں اور تجھ سے ہی ساری آرزوؤں اور خوش خبریوں کی امید کی جاتی ہے۔

اب بھلا کون ہے جو توحید اور عبادت کا مستحق ہو؟ کیا اللہ واحد ویکتا، غالب وزور آور ہی (اس کا مستحق) نہیں جو بے نظیر ہے۔

اسی نکتہ کو لے کر یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں سے مناظرہ کیا اور فرمایا: { يَٰصَٰحِبَيِ ٱلسِّجۡنِ ءَأَرۡبَابٞ مُّتَفَرِّقُونَ خَيۡرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ } [سورۃ یوسف:39].

ترجمہ: اے میرے قید خانے کے ساتھیوں! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقت ور؟

کیا آپ نے کوئی ایسا مغلوب وماتحت بھی دیکھا ہے جو اپنے آپ کو نفع ونقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہو؟ بھلا مغلوب اور کمزور شخص سے کیسے فریاد کی جاسکتی اور کیوں کر اس پر توکل کیا جاسکتا ہے، جب کہ اللہ وہ ہے جو یکتا ومنفرد اور غالب وزور آور ہے؟!

نبی ﷺ جب (رات کے وقت) اچانک نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "لا إله إلا الله الواحد القهار، رب السماوات والأرض وما بينهما العزيز والغفار" (یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو اکیلا اور غالب وزور آور ہے، جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

اپنے معاملات اسی کو سپرد کردیں...

چوں کہ مومن اس بات سے واقف ہوتا ہے کہ اللہ ہی یکتا ومنفرد اور غالب وزور آور ہے، اس لیے وہ اس کے سامنے اپنی سپردگی کا اعلان کرتا ہے، اپنے معاملات اس کے حوالے کردیتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ کے سوا کسی کی تعظیم نہیں کرتا اور نہ اس کے سوا کسی سے خوف کھاتا ہے، کمزور وناتواں مخلوق کا خوف (اس کے دل سے) جاتا رہتا ہے، ہر چند کہ وہ قوت وطاقت اور زور وغلبہ کا دعوی کرتے پھریں۔

فرعون کے جادوگروں کو دیکھ لیں کہ جب ان کے دلوں میں ایمان جاگزیں ہوگیا اور وہ یہ جان گئے کہ اللہ ہی یکتا ومنفرد اور غالب وزورآور ہے تو روئے زمین کے سرکش بادشاہ فرعون کی دھمکی پر انہوں نے یہ جواب دیا:

﴿قَالُواْ لَا ضَيۡرَۖ إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ۝٥٠﴾ [سورة الشعراء:50].

ترجمہ: انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہی ہیں۔

اللہ عزیز و برتر ظالم و سرکش اور عاصی و نافرمان پر غلبہ و برتری رکھتا ہے: {وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْخَبِيرُ ﴿١٨﴾} [سورۃ الأنعام:18].

ترجمہ: وہی ہے اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے، اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔

اللہ نے قوم نوح کو طوفان کے ذریعہ زیر کر دیا، قوم صالح کو سخت آواز (چنگھاڑ) کے ذریعہ مغلوب کر دیا، قوم عاد کو تیز و تند آندھی کے ذریعہ، قوم لوط پر پتھر برسا کر، قارون کو زمین دوز کر کے، قوم سبا کو بھوک و پیاس اور رزق کی تنگی کے ذریعہ، بنی اسرائیل پر خوف اور دشمنوں کو مسلط کر کے، بکثرت قتل و خوں ریزی کے ذریعہ، اور ان کی ایک قوم کو مسخ اور طاعون کے ذریعہ مقہور اور مغلوب کر دیا۔

(ان واقعات میں) اللہ عزیز و برتر کا غلبہ اور اس کی برتری ظاہر و باہر ہے: {وَمَا ظَلَمْنَٰهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١١٨﴾} [سورۃ النحل:118].

ترجمہ: ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

اللہ وہ ہے جس کا قہر و غلبہ مخلوق کے غلبہ کو زیر کر دیتا اور اس کی قوت کے سامنے تمام خلائق کی قوتیں پسپا ہو جاتی ہیں: {لِّمَنِ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ ٱلْوَٰحِدِ ٱلْقَهَّارِ ﴿١٦﴾} [سورۃ غافر:16].

ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ واحد و قہار کی۔

رازی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اس خطاب کے وقت ظالم حکمران اور ستم پرور شاہان عالم کہاں ہوں گے؟!

اس سرزنش کے سامنے انبیاء و رسل اور مقرب فرشتے کیا کر سکیں گے؟

اس وقت گمراہ اور ملحد لوگ، توحید پرست اور ہدایت یافتہ حضرات کہاں ہوں گے؟

آدم اور ان کی نسل کہاں ہو گی؟

ابلیس اور اس کے ہم نوا کہاں ہوں گے؟

(ایسا لگے گا کہ) گویا وہ سب کے سب ہلاک وبرباد اور نیست ونابود ہو چکے ہوں!...
جانیں پرواز کر جائیں گی، روحیں ہلاک ہو جائیں گی، جسم اور ڈھانچے برباد ہو جائیں گے، جوڑ جوڑ الگ ہو جائیں گے، اور صرف وہ (اللہ) باقی رہے گا جو ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا"۔

یہ ضروری نہیں کہ تمام فیصلے دنیا میں ہی ہو جائیں، کچھ مظالم ایسے بھی ہیں کہ قیامت کے دن جن کی پیشی از سر نو ہو گی! اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ضرب ظالموں کے دلوں پر گرم تپتے ہوئے ہتھوڑوں سے بھی زیادہ کاری ہے: {وَأَنَّ مَرَدَّنَآ إِلَى ٱللَّهِ} [سورۃ غافر:43].

ترجمہ: یہ (بھی یقینی بات ہے) کہ ہم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔

شافعی کا قول ہے: "قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جو ظالم کے دل کے لیے تیر کی مانند ہے جب کہ مظلوم کے دل کے لیے مرہم کی طرح ہے، دریافت کیا گیا: وہ کون سی آیت ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پاک وبرتر کا یہ فرمان: {وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾} [سورۃ مریم:64].

ترجمہ: تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔

اے اللہ! اے غلبہ وبرتری اور عظمت وکبریائی والے رب! برے لوگوں کی برائی اور بدکاروں کی مکاری سے ہمیں محفوظ رکھ۔

(۳۴)
اَلْوَهَّابُ عزوجل

وَكَذلِكَ الوَهَّابُ مِن أَسمائِهِ فَانظُرْ مَوَاهِبَهُ مَدَى الأَزمانِ
أَهلُ السَّمواتِ العُلَا والأَرضِ عَن تِلكَ المَواهِبُ لَيسَ يَنفَكَّانِ

ترجمہ: اسی طرح وہاب بھی اس کے اسمائے گرامی میں سے ہے، ہر زمانے میں اس کی جو نوازشیں ہوتی رہی ہیں، ان پر غور کریں۔ بلند آسمان ہو یا (پست) زمین، اس کی نوازشوں سے کوئی بھی (ایک لمحے کے لیے) خالی نہیں۔

اللہ تعالی اپنی بلند و بالا ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{أَمۡ عِندَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡوَهَّابِ ﴿٩﴾} [سورۃ ص:9].

ترجمہ: کیا ان کے پاس تیرے زبردست فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار بہت زیادہ نوازشوں والا ہے، اس کی نوازشیں آسمان و زمین کی تمام مخلوقات کو شامل ہیں، اس کی نوازش نہ (زمانہ) حال میں رکی ہوئی ہے اور نہ مستقبل میں رکے گی، وہ بغیر مانگے اور بنا کسی واسطے کے بھی نوازتا ہے، بغیر کسی سبب اور بنا کسی حیلہ کے بھی نوازش کرتا ہے:

{رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوبَنَا بَعۡدَ إِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحۡمَةًۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡوَهَّابُ} [سورۃ آل عمران:8].

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔

{أَمۡ عِندَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡوَهَّابِ} [سورۃ ص:9].

ترجمہ: کیا ان کے پاس تیرے زبردست فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔

یقیناوہ بہت نوازنے والا فیاض ہے:

پاک ہے وہ عظیم خالق، سخی وفیاض اور خوب نوازش کرنے والا!

سخاوت: اس کی ایک صفت ہے، جواد (فیاض): اس کا ایک عظیم ترین اسم گرامی ہے، عطا کرنا: اس کی بڑی نوازشوں میں سے ہے، بھلا اس سے بڑا سخی وداتا کون ہو سکتا ہے؟

مخلوقات اس کی نافرمانی کرتی ہیں اور وہ (اللہ) ان کی نگرانی کرتا ہے، ان کے بستروں پر (اور ان کے گھروں میں) ان کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ گویا انہوں نے اس کی نافرمانی کی ہی نہ ہو، وہ ان کی ایسی نگہداشت کرتا ہے کہ گویا انہوں نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، گناہ گار اور بدکار کو بھی اپنے فضل واحسان سے نوازتا ہے۔

کون ہے جس نے اس سے دعا کی ہو اور اس نے قبول نہ کیا ہو؟ کون ہے جس نے اس سے مانگا ہو اور اس نے دیا نہ ہو؟ یا کون ہے جس نے اس کے در پر اپنی سواری لگائی ہو اور اس نے اسے دھتکار دیا ہو؟

سُبحَانَ مَن يُعطِي الُمنَى بِخَواطِرِ فِي النَّفسِ لَم يَنطِق بِهِنَّ لِسانُ

سُبحانَ مَن هُوَ لَا يَزالُ وَرِزقُهُ لِلعالَمِينَ بِهِ عَلَيهِ ضَمَانُ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو دل اور خیالات میں آنے والی تمناؤں کو زبان پر آنے سے پہلے پوری کر دیتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ازل سے تمام جہان والوں کے لیے اپنے رزق کی ضمانت لے رکھی ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر کی نعمتیں اسی وقت سے بندے پر پیہم ہونے لگتی ہیں جب وہ رحم مادر میں ہوتا ہے، پھر اللہ اس کے کان اور آنکھ بناتا ہے، اور اس میں روح پھونکتا ہے، پھر اس کے کھانے پینے کا انتظام کرتا ہے، (دنیا میں آنے کے بعد) اسے لباس وپوشاک، گھربار عطا کرتا اور (اپنے فضل ونوازش سے) اس کے لیے کافی ہوتا ہے، اور اسے ہر وہ چیز عطا کرتا ہے جو وہ اس سے مانگتا ہے۔

اللہ عزیز وبرتر اپنے بندے کے تعلق سے فرماتا ہے: ﴿أَلَمْ نَجْعَل لَّهُۥ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنَٰهُ ٱلنَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾﴾ [سورة البلد: 8-10].

ترجمہ: کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)۔ ہم نے دکھادیئے اس کو دونوں راستے۔

{ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ } [سورۃ فاطر:15].

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

اسی نے تجھے پیدا کیا اور رزق سے نوازا، وہی تمہیں زندگی اور موت دیتا ہے، تمہیں نوازتا اور عطا کرتا ہے، وہی بیمار کرتا اور وہی شفایاب کرتا ہے، وہی بھوک اور شکم سیری، پیاس اور سیرابی کا مالک، وہی ہنساتا اور رلاتا ہے، اس نے ہی تمہیں وہ سکھایا جسے تم نہیں جانتے تھے، اسی نے تمہیں اس سے آشنا کرایا جس سے تم نابلد تھے، اور تمہارے لیے حصول رزق کو آسان کردیا۔

اس نے تمہاری دعا قبول کی، تمہاری پکار کا جواب دیا، تمہارے دشمن کو زیر اور مغلوب کردیا، تمہارے لیے رسول کو مبعوث فرمایا، تمہیں (اپنی) کتاب کا علم عطا کیا، اور (سیدھے) راستے کی ہدایت دی.... ان نوازشوں کے بعد بھی تم اس کی نافرمانی کرتے ہو؟!

{قُتِلَ ٱلْإِنسَـٰنُ مَآ أَكْفَرَهُۥ} [سورۃ عبس:17].

ترجمہ: اللہ کی مار انسان پر کتنا ناشکرا ہے۔

در الٰہی پر...

کیا دنیا آپ کے لیے تنگ ہو چکی ہے؟

کیا آپ بیماری سے جوجھ رہے ہیں؟

کیا قرض کے بوجھ نے آپ کو نڈھال کردیا ہے؟

کیا فقیری و محتاجگی نے آپ کی کمر توڑ دی ہے؟

کیا آپ بیوی اور اولاد کے خواہش مند ہیں؟

کیا آپ کا ذہن حیران اور افکار منتشر ہیں؟

تو آپ ابھی اور اسی وقت (اللہ) وہاب (نوازنے والے) سے التجا کیجیے، اس (پالنہار سے) جو بہت زیادہ نوازشوں والا ہے، صرف اپنے ہاتھ اٹھائیے، اس کے در پر کھڑے ہو جائیے، اس کی عزت کی پناہ میں آجائیے، پھر دیکھیے کہ کس طرح بھوک شکم سیری اور پیاس سیرابی میں بدل جاتی ہے، آنکھوں کی روٹھی ہوئی نیند واپس آجاتی ہے، بیماری کے بعد عافیت اور شفایابی ملتی ہے، گمشدہ گھر لوٹ آتا ہے، گمراہ ہدایت پاتا ہے، قیدی رہا ہوتا ہے اور تاریکی چھٹ جاتی ہے۔

یقیناوہ پاک وبرتر (اللہ) بہت نوازنے والا فیاض ہے، جو آنسو کو مسکراہٹ میں، خوف کو امن میں، دہشت کو سکون میں بدل دیتا ہے، رات کی تاریکی کو صبح کے اجالے کی بشارت دیتا ہے، غمزدہ انسان کو اچانک حاصل ہونے والی فراخی کی خوش خبری سناتا ہے، اور مصیبت زدہ کو اپنی پوشیدہ مہربانی کا مزدہ عطا کرتا ہے۔

اللہ پاک وبرتر کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، وہ کبھی خالی نہیں ہوتے، وہ فرماتا ہے:

{ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ} [سورۃ غافر:60].

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

جو شخص اللہ سے دعا کرے اسے چاہئے کہ پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ دعا کرے، کیوں کہ اللہ کے سامنے کوئی چیز بڑی نہیں! سلیمان عَلَيْهِ السَّلَام کو دیکھیے کہ وہ اللہ سے دنیا وآخرت کی بھلائی طلب کر رہے ہیں:

{قَالَ رَبِّ ٱغْفِرْ لِى وَهَبْ لِى مُلْكًا لَّا يَنۢبَغِى لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِىٓ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْوَهَّابُ} [سورۃ ص:35].

ترجمہ: کہا کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک (بادشاہی) عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو، تو بڑا ہی دینے والا ہے۔

زکریا عَلَيْهِ السَّلَام کبر سنی کو پہنچ چکے ہیں اور ان کی بیوی بانجھ ہیں، اس کے باوجود اللہ سے دعا کرتے ہیں:

{رَبِّ هَبْ لِى مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ ﴿٣٨﴾} [سورۃ آل عمران:38].

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

وہاب (بہت نوازنے والے پالنہار) سے رجوع کریں!

بادشاہی، سلطنت، مال ومنال، آل واولاد اور صحت وتندرستی، سب کے سب پاک وبرتر بادشاہ اور بہت نوازنے والے (اللہ) کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں: { وَٱللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُۥ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ } [سورۃ البقرۃ:247].

ترجمہ: اللہ جسے چاہے اپنا ملک (بادشاہی) دے، اللہ تعالی کشادگی والا اور علم والا ہے۔

{يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ } [سورۃ الشوری:49].

ترجمہ: جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔

وہ عظیم ترین دعا جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے: وہ ان اہل علم کی دعا ہے جو خوبصورت ناموں (اسمائے حسنی) سے اللہ کو پکارنے کا راز جانتے ہیں، اور اللہ سے ثابت قدمی اور رحمت ومہربانی کی دعا کرتے ہیں:

{ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْوَهَّابُ } [سورۃ آل عمران:8].

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کردے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔

اس دعا کی اہمیت کے پیش نظر اللہ پاک وبرتر نے اسے ہر رکعت میں مشروع قرار دیا ہے، ہم (ہر نماز میں) یہ دعا کرتے اور امید رکھتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس سے نوازے گا، اس سے مراد ہدایت وراستی کی دعا ہے: { ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ} [سورۃ الفاتحۃ:6].

ترجمہ: ہمیں سیدھی اور (سچی) راہ دکھا۔

راز دعا کی حلاوت میں پنہاں ہے!

اللہ اس شخص کو پسند کرتا ہے جو اس سے مانگے، بلکہ اگر لوگ اس سے دعا نہیں کرتے تو وہ ان کی پرواہ نہیں کرتا : { قُلۡ مَا يَعۡبَؤُاْ بِكُمۡ رَبِّي لَوۡلَا دُعَآؤُكُمۡۖ فَقَدۡ كَذَّبۡتُمۡ فَسَوۡفَ يَكُونُ لِزَامَۢا } [سورۃ الفرقان:77].

ترجمہ: کہہ دیجئے! اگر تمہاری دعا والتجا نہ ہوتی تو میرا رب تمہاری مطلق پروانہ کرتا، تم تو جھٹلا چکے، تو عنقریب اس کی سزا تمہیں چمٹ جانے والی ہوگی۔

جن دعاؤں کے ذریعہ اللہ پاک وبرتر کی قربت حاصل کی جاسکتی ہے، ان میں یہ دعا بھی ہے جس کی تعلیم ہمیں اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمان میں دی ہے:

{ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ أَزۡوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا قُرَّةَ أَعۡيُنٖ وَٱجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِينَ إِمَامًا } [سورۃ الفرقان:74].

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

بلکہ اللہ پاک وبرتر نے اس دعا کے بعد جنت کا وعدہ فرمایا ہے:۔

{ أُوْلَٰٓئِكَ يُجۡزَوۡنَ ٱلۡغُرۡفَةَ بِمَا صَبَرُواْ وَيُلَقَّوۡنَ فِيهَا تَحِيَّةٗ وَسَلَٰمًا } [سورۃ الفرقان:75].

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بلند وبالا خانے دیے جائیں گے جہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا۔

جو اللہ سے وابستہ ہو جائے، اور اپنے ہر فکر و غم اور رجا وامید میں اسی سے لو لگائے، ہمیشہ اسی کے دروازے پر دستک دے، اپنی محتاجگی کا اظہار کرے، اس سے دعا اور لمبی مناجات کرے، اسے اللہ عزت ومرتبہ عطا کرتا، اس کی حفاظت ونگہبانی کرتا، اس کی آرزو سے بڑھ کر اسے نوازتا اور پوری زندگی اس کا معاون ومددگار رہتا ہے۔

راز کی بات..

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار دنیا میں آزمائش کے طور پر نوازشیں عطا کرتا ہے، جب کہ آخرت میں اجر وثواب اور بدلے کے طور پر نعمتوں سے فیض یاب کرے گا۔

چناں چہ اللہ اپنی مشیئت سے دنیا میں نوازش عطا کرتا اور اپنی حکمت کی بنا پر اس کے ذریعہ لوگوں کو آزماتا ہے، تاکہ بندہ دعاو مناجات اور امید و رجا کے ذریعہ اللہ سے وابستہ رہے، دعا اور قضا کے درمیان رہ کر اس کی توحید پر قائم رہے اور اس پر ایمان لائے اور اس طرح خوش بختی کی زندگی گزارے۔

یہ سب سے بڑی نوازش اور عظیم ترین عطیہ ہے، بشرطیکہ بندہ ابتلاء وآزمائش کی حقیقت سے واقف ہو۔

جب بندہ اس سے واقف ہوگا تو یہ اسم گرامی (الوھاب) بندہ کے اندر اپنے رب کی محبت پیدا کرے گا، اس کی حمد و ثنا اور شکر وسپاس پر اسے آمادہ کرے گا اور ہمیشہ اس سے وابستہ رہنے پر ابھارے گا۔

لَكَ الحَمدُ اللَّهُمَّ يَا خَيرَ وَاهِبٍ ۔۔۔ وَيَا خَيرَ مَرجُوٍّ لِنَيلِ المَآرِبِ

وَيَا خَيرَ مَن يُرجَى لِكَشفِ مُلِمَّةٍ ۔۔۔ وَيَا خَيرَ مَن يُسدِي العَطَا وَالَمواهِب

ترجمہ: اے اللہ! اے سب سے بہترین نوازنے والے! تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے۔ اے وہ افضل ترین ذات کہ ضرورتوں کی تکمیل کے لیے جس سے امید رکھی جاتی ہے۔ اے وہ افضل ترین ذات کہ مصیبت کو دور کرنے کے لیے جس سے امید قائم کی جاتی ہے اور اے وہ افضل ترین پالنہار جو نعمتوں اور نوازشوں سے سرفراز کرتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، یقیناً تو بہت نوازنے والا فیاض ہے، اور اے سارے جہانوں کے پالنہار! ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما۔

(۳۵)
اَلرَّزَّاقُ جل جلاله

بھوک کے بعد شکم سیری، پیاس کے بعد سیرابی، فقیری کے بعد مالداری، بے خوابی اور شب بیداری کے بعد (پرسکون) نیند اور بیماری کے بعد تندرستی ملتی ہے... قرض ادا ہو جائے گا، رزق میں بڑھوتری ہوگی، قیدی کو رہائی ملے گی اور تاریکی کا بادل چھٹ جائے گا: ﴿ فَعَسَى ٱللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِٱلْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِۦ ﴾ [سورة المائدة:52].

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے۔

جب ضرورتیں آپ کو اپنے حصار میں لے لے، مصیبتوں کا آپ پر (پیہم) حملہ ہو، حزن وملال آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیں، قرض میں آپ ڈوبے ہوں اور رزق کا دروازہ تنگ ہو جائے، تو ایسے میں رزاق (رزق دینے والے اللہ) کی طرف رخ کریں، جو حزن وملال اور غم واندوہ کو دور کرنے والا، اور بے کسوں کی پکار کو سننے والا ہے۔

رزاق (رزق دینے والے اللہ) کو قریب سے جانیں، اس عظیم اسم گرامی (رزاق) کے سائے میں زندگی گزاریں، (یہ ایسا نام ہے کہ) اگر کسی کے کان میں پڑ جائے تو اس کا دل اطمینان اور روح سکون محسوس کرتی ہے اور اس کی حالت یکسر بدل جاتی ہے۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ﴾ [سورة الذاريات:58].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

ہمارا رزق رساں پروردگار (وہ ہے جس نے تمام مخلوقات کے) رزق کا ذمہ لے رکھا ہے، وہ ہر ایک چیز کو قائم رکھنے والا ہے، اس کا رزق اور اس کی رحمت تمام مخلوقات کو شامل ہیں، اللہ عزیز وبرتر نے اپنے رزق کو کافر کو چھوڑ کر

صرف مومن کے لیے، یا دشمن سے منہ موڑ کر محض اپنے ولی کے لیے خاص نہیں رکھا ہے۔ بلکہ وہ کمزور وناتواں کو اسی طرح رزق فراہم کرتا ہے جس طرح قوی وتواناں کو فراہم کرتا ہے، رحم مادر میں پل رہے جنین کو بھی رزق بہم پہنچاتا ہے، چرند وپرند کو ان کے گھونسلے میں، سانپ کو اس کے بل میں اور مچھلی کو سمندر میں رزق پہنچاتا ہے:

{ وَكَأَيِّن مِّن دَآبَّةٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ٱللَّهُ يَرۡزُقُهَا وَإِيَّاكُمۡۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ } [سورۃ العنکبوت:60].

ترجمہ: بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے، وہ بڑا ہی سننے جاننے والا ہے۔

یہ اسم گرامی قرآن کریم میں ایک جگہ پر صیغہ واحد کے ساتھ جب کہ پانچ مرتبہ جمع کے صیغے کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

(رزاق) صیغہ مبالغہ کے ساتھ وارد ہوا ہے، تاکہ آپ کا دل مطمئن رہے، اور آپ یہ جان رکھیں کہ اللہ سخی وداتا ہے، اور تاکہ بندوں کے دل صرف اسی عزیز وبرتر سے وابستہ رہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: "ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر جنگل کی طرف نکل گیا، اس کی بیوی نے کہا: اے اللہ! ہم کو رزق دے کہ ہم آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا سکیں۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹب آٹے سے بھرا ہوا ہے، تنور میں (جانور کی) پسلیوں کا بھنا ہوا گوشت موجود ہے اور چکی غلہ پیس رہی ہے۔ اس نے کہا: یہ رزق کہاں سے آگیا؟ اس کی بیوی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق ہے، جب اس نے ارد گرد سے چکی صاف کی (تو وہ رک گئی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ اسے اسی حالت پر چھوڑے رکھتا تو وہ روز قیامت تک آٹا پیستی رہتی" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔

تقدیریں لکھی جا چکی ہیں...

لَوكَانَ فِي صَخرَةٍ فِي البَحرِ رَاسِيَةٍ صَمَّاءَ مَلمُومَةٍ مُلسٌ نَوَاحِيها

رِزقٌ لِعَبدٍ يَرَاهُ اللهُ لَا انفلَقَت حَتَّى تُؤَدِّي إِلَيهِ كُلَّ مَا فِيهَا

أَو كَانَ بَينَ طِباقِ السَّبعِ مَسلَكُهَا — لَسَهَّلَ اللهُ فِي المَرقَى مَراقِيهَا

حَتَّى تَنَالَ الَّذِي فِي اللَّوحِ خُطَّ لَهَا — فَإِن أَتَتهُ وَإِلا سَوفَ يَأتِيهَا

ترجمہ: اگر اللہ کے کسی بندے کا رزق سمندر کی تہ میں جمی ہوئی سخت چٹان کے اندر ہو جس کے ارد گرد کوئی پیڑ پودا نہ ہو، تو یہ چٹان پھٹ پڑے گی تاکہ اس میں جس بندے کا رزق ہے وہ اس تک پہنچ سکے۔ یا سات طبق (زمینوں) کے درمیان بھی اس تک پہنچنے کا راستہ ہو تو اللہ تعالی اس کے لیے راستہ کھول دے گا، تاکہ لوح محفوظ میں اس کا جو رزق لکھا گیا ہے وہ اسے حاصل کر سکے، اگر وہ اپنے رزق تک نہیں بھی پہنچ سکتا تو اس کا رزق اس تک پہنچ کر رہے گا۔

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور وہ کہتا رہتا ہے کہ اے رب! یہ نطفہ قرار پایا ہے، اے رب! اب علقہ (جما ہوا خون) بن گیا ہے۔ اے رب! اب مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بن گیا ہے۔ پھر جب اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اس کی پیدائش پوری کرے تو وہ پوچھتا ہے اے رب! لڑکا ہے یا لڑکی؟ نیک ہے یا برا؟ اس کی روزی کیا ہو گی؟ اس کی موت کب ہو گی؟ اسی طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں"۔

معلوم ہوا کہ آپ کا رزق محفوظ ہے، نہ تو حرص مند کی حرص اسے (قبل از وقت) لا سکتی ہے اور نہ ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اسے پھیر سکتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "رزق بندے کو اسی طرح مل کر رہتا ہے جیسے اس کی موت اسے آ کر رہتی ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "کوئی اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اپنی روزی پوری نہ کر لے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

اللہ عزیز وبرتر (بندوں) کے رزق کو ایک اندازے کے ساتھ نازل کرتا ہے، کیوں کہ وہ ان کے احوال اور مصالح سے زیادہ باخبر ہے: { ۞ وَلَوْ بَسَطَ ٱللَّهُ ٱلرِّزْقَ لِعِبَادِهِۦ لَبَغَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَـٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرٌۢ بَصِيرٌ } [سورۃ الشوریٰ:27].

ترجمہ: اگر اللہ تعالی اپنے سب بندوں کی روزی فراخ کردیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کردیتے لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے، وہ اپنے بندوں سے پورا خبر دار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: "(اللہ) باخبر ہے اور دیکھ رہا ہے کہ کون مالداری کا مستحق ہے اور کون فقیری کا"۔

خزانے بھرے ہوئے ہیں...

اللہ کا رزق ختم نہیں ہوتا، اور اس میں (اللہ کے لیے) کوئی بوجھ، تکلیف اور مشقت بھی نہیں، بلکہ اللہ بغیر کسی پریشانی اور تکان کے (سبھوں کو) رزق بہم پہنچاتا ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے: "اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان اور جِنّات سب ایک میدان میں کھڑے ہوں، پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کی مانگ کو پوری کر دوں، پھر بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہوگا مگر اتنا جتنا دریا میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو دریا کا جتنا پانی کم ہوتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہوگا)[اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

اللہ تعالی تمام مخلوقات کو رزق تو دیتا ہی ہے، ساتھ ہی وہ نہایت ہی حلیم وبردبار بھی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "تکلیف دہ بات سن کر اس پر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں، (مشرکین) کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی وہ انہیں صحت وتندرستی اور روزی روٹی سے نوازتا ہے" [اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے]۔

ذرا ٹھہر کر سوچیں!

رزق کی بہتات اللہ پاک وبرتر کی محبت کی نشانی نہیں! یہ تو کافر اور نادان لوگوں کا وہم وگمان ہے کہ: رزق کی کثرت اللہ کی محبت اور رضامندی پر دلالت کرتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَقَالُوا۟ نَحۡنُ أَكۡثَرُ أَمۡوَٰلًا وَأَوۡلَٰدًا وَمَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٣٥﴾ قُلۡ إِنَّ رَبِّي يَبۡسُطُ ٱلرِّزۡقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقۡدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعۡلَمُونَ ﴿٣٦﴾} [سورۃ سبأ:35-36].

ترجمہ: کہا ہم مال واولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم عذاب دیئے جائیں۔ کہہ دیجئے! کہ میرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی کر دیتا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اسی طرح رزق کی قلت و تنگی بھی اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اللہ (اس بندے کو) ذلیل ورسوا کرنا چاہتا ہے: {فَأَمَّا ٱلۡإِنسَٰنُ إِذَا مَا ٱبۡتَلَىٰهُ رَبُّهُۥ فَأَكۡرَمَهُۥ وَنَعَّمَهُۥ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَكۡرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّآ إِذَا مَا ٱبۡتَلَىٰهُ فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهُۥ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَهَٰنَنِ ﴿١٦﴾} [سورۃ الفجر:15-16].

ترجمہ: (انسان کا حال یہ ہے کہ) جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت ونعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا۔ اور جب وہ اس کو آزماتا ہے، اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی اور ذلیل کیا۔

رزق کی کنجیاں..

بندے کو سعادت وخوش بختی اور راحت واطمینان بخشنے والا ایک عظیم ترین سبب یہ ہے کہ: وہ اپنے رب کا سہارا لے، اپنے رازق پر بھروسہ کرے اور اسی کی سرپرستی اور نگہبانی پر اکتفا کرے:

{إِنَّ وَلِـِّۧيَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي نَزَّلَ ٱلۡكِتَٰبَۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى ٱلصَّٰلِحِينَ} [سورۃ الأعراف:196].

ترجمہ: یقیناً میرا پرورد گار اللہ تعالی ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد کرتا ہے۔

جب اللہ بندے کی سرپرستی اور نگہبانی کرتا ہے تو اس کے دل میں تقوی اور خشیت پیدا کر دیتا ہے، جو کہ رزق کا ایک عظیم ترین سبب ہے، بلکہ وہ اقتصاد ومعیشت کے تمام اصولوں سے بڑھ کر ہے:

{وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ} [سورۃ الأعراف:96].

ترجمہ: اگر بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔

{وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ} [سورۃ الطلاق:2-3].

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

اس کائنات میں اللہ عزوجل کی یہ سنت ہے کہ: رزق، اطاعت وفرمانبرداری سے مربوط اور جڑا ہوا ہے:

{وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم} [سورۃ المائدۃ:66].

ترجمہ: اگر یہ لوگ توراۃ وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالی کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر سے اور نیچے سے روزیاں پاتے اور کھاتے۔

اسی طرح اس کے برعکس بھی کہ گناہوں سے رزق کا دروازہ بند ہوتا اور برکت ختم ہو جاتی ہے:

{ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ} [سورۃ الروم:41].

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لیے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالی چکھادے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں۔

فراموش کردہ رزق!

حسن اخلاق، ملک میں امن وامان، جسمانی صحت وتندرستی، دن بھر کی روزی اور غذا، دوست واحباب کی ملاقات، بھائی کی موجودگی، بیٹے کی مسکراہٹ، بیوی کی صالحیت، نیک دوست، روح کا سکون، دیکھنے والی آنکھ، بولنے والی زبان، سننے والا کان، اطمینان کی نیند، اور ان سب سے بڑھ کر وہ: جس پر اللہ نے یہ احسان کیا ہے کہ اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک باحیات ہیں (یہ سب اللہ کے عطا کردہ ایسے رزق ہیں جنہیں ہم نے فراموش کر دیا ہے)۔

وَإِذَا رُزِقتَ خَلِيقَةً مَحْمُودَةً فَقَد اصطَفَاكَ مُقَسِّمُ الأَرزَاقِ
فَالنَّاسُ هَذا حَظُّهُ مَالٌ وَذا عِلمٌ وَذاكَ مَكَارِمُ الأخلاقِ

ترجمہ: اگر آپ کو حسن اخلاق کا رزق ملا ہے تو (سمجھ لیں کہ) رزق تقسیم کرنے والے اللہ نے آپ کو چن لیا ہے۔ کیوں کہ کسی کے حصے میں مال آتا ہے تو کسی کے حصے میں علم اور کسی کے نصیب میں اخلاق کریمہ۔

آخری بات..

بندہ کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ کہیں شیطان رزق کے معاملے میں اسے خوف میں مبتلا نہ کر دے، کیوں کہ اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ ٱلشَّيۡطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلۡفَقۡرَ وَيَأۡمُرُكُم بِٱلۡفَحۡشَآءِۖ وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغۡفِرَةٗ مِّنۡهُ وَفَضۡلٗاۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٞ ﴾ [سورۃ البقرۃ:268]۔

ترجمہ: شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالی تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اللہ تعالی وسعت والا اور علم والا ہے۔

کسی سلف کا قول ہے کہ: رزق کے معاملے میں لوگ ابلیس کو سچا مانتے اور اللہ کو جھٹلاتے ہیں!!

النَّفسُ تَجزَعُ أَن تَكُونَ فَقِيرَةً وَالفَقرُ خَيرٌ مِن غِنَىً يُطغِيهَا
وَغِنَى النَّفسِ هُو الكَافِي فَإِن أَبَت فَجَمِيعُ مَا فِي الأَرضِ لا يَكفِيهَا

ترجمہ: انسان کو فقیری سے ڈر لگتا ہے، جب کہ فقیری ایسی مالداری سے بہتر ہے جو انسان کو سرکشی میں مبتلا کر دے۔ دل کی مالداری (انسان کے لیے) کافی ہے، اگر دل کی مالداری حاصل نہ ہو تو روئے زمین کی ساری دولت بھی اس کے لیے ناکافی ہے۔

اے اللہ! ہمیں ہدایت وراستی، تقوی وخشیت، عفت وپاکدامنی، مالداری اور بے نیازی عطا فرما، تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے۔

(۳۶)
اَلْفَتَّاحُ جل جلاله

اے وہ شخص کہ جو دنیا سے اوب چکا اور زندگی سے مایوس ہو چکا ہے، شب و روز (کے آلام سے) تنگ آ چکا ہے اور حزن وملال کا مزہ چکھ چکا ہے! واضح اور کھلی فتح وکامرانی آنے والی ہے، نصرت ومدد آپ کے قریب آ چکی ہے، تنگی کے بعد فراخی اور سختی کے بعد آسانی آکر رہتی ہے، آپ کے آگے اور پیچھے ایک پوشیدہ لطف ومہربانی ہے (جو آپ کو اپنے حصار میں لی ہوئی ہے)، آپ کے سامنے روشن امید، (امنگوں سے) بھرا مستقبل اور سچا وعدہ ہے: {وَعْدَ ٱللَّهِ لَا يُخْلِفُ ٱللَّهُ وَعْدَهُۥ} [سورۃ الروم:6].

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالی اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

الفتاح (فیصلہ کرنے والے اور کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کا اگر ساتھ حاصل ہو تو آپ کی تنگی، فراخی اور کشادگی میں بدل جائے گی، اور آپ کا حزن وملال، انس ومحبت میں تبدیل ہو جائے گا۔

اللہ پاک وبرتر اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: {وَهُوَ ٱلْفَتَّاحُ ٱلْعَلِيمُ} [سورۃ سبأ:26].

ترجمہ: وہ فیصلے چکانے والا اور دانا ہے۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار دل کے بند دروازوں کو ہدایت وراستی اور ایمان وتقوی سے کھولتا ہے۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار وہ ہے جو آخرت میں اپنے بندوں کے درمیان سچا فیصلہ کرے گا، ایسا فیصلہ جس میں ظلم وجور کی کوئی آمیزش نہ ہوگی، بلکہ وہ عدل وانصاف اور حق وصداقت پر مبنی ہوگا، اور اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے: {قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِٱلْحَقِّ وَهُوَ ٱلْفَتَّاحُ ٱلْعَلِيمُ} [سورۃ سبأ:26].

ترجمہ: انہیں خبر دے دیجئے کہ ہم سب کو ہمارا رب جمع کر کے پھر ہم میں سچے فیصلے کر دے گا۔ وہ فیصلے چکانے والا اور دانا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار اپنے بندوں کے حزن و ملال کو دور کرتا، (انہیں) جلد ہی کشادگی عطا کرتا، مصیبت اور تنگ حالی کو رفع کرتا، اپنی رحمت کی برکھا برساتا، رزق کے دروازے کھولتا اور اپنے بندوں کو دنیا میں ایسے تمام وسائل مہیا فرماتا ہے جن سے ان کی زندگی بہتر طریقے سے گزر سکے: { مَّا يَفْتَحِ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَاۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ } [سورۃ فاطر:2].

ترجمہ: اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو انبیاء و اولیاء اور نیک بندوں کے لیے علم و حکمت اور معرفت و بصیرت کے دروازے کھول دیتا ہے: { وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَۖ وَيُعَلِّمُكُمُ ٱللَّهُۗ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ } [سورۃ البقرۃ:282].

ترجمہ: اللہ تعالی سے ڈرو، اللہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنے نیک و صالح مومن بندوں کو مختلف ممالک اور علاقوں پر فتح و نصرت عطا کرتا ہے: {إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا } [سورۃ الفتح:1].

ترجمہ: بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے۔

ہمارا بزرگ و برتر پروردگار وہ ہے جو مہلت اور آزمائش کے طور پر گناہ گاروں کو بھی مختلف قسم کی نعمتوں سے مالامال کرتا ہے: { فَلَمَّا نَسُوا۟ مَا ذُكِّرُوا۟ بِهِۦ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَٰبَ كُلِّ شَىْءٍ حَتَّىٰٓ إِذَا فَرِحُوا۟ بِمَآ أُوتُوٓا۟ أَخَذْنَٰهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ } [سورۃ الأنعام:44].

ترجمہ: پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے، ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔

وكَذَا الفَتَّاحُ مِن أَسمائِهِ والفَتحُ في أوصَافِهِ أمرانِ
فَتحُ بِحُكمٍ وَهُوَ شَرعُ إلهِنَا والفَتحُ بِالأَقدارِ فَتحُ ثَاني
وَالرَّبُّ فَتَّاحُ بِذَينِ كِلَيهِمَا عَدلًا وَإِحسانًا مِنَ الرَّحمنِ

ترجمہ: اسی طرح فتاح بھی اللہ کے اسمائے گرامی میں سے ہے۔اس کی صفات میں فتح کے دو معانی ہیں۔ایک فتح، فیصلہ کرنے کے معنی میں، اس سے مراد اللہ کی شریعت ہے۔دوسری فتح تقدیر کی بنا پر فتح وکشادگی سے نوازنے کے معنی میں ہے، رب تعالی ان دونوں معانی میں فتاح ہے، رحمن (ان دونوں معانی میں) عدل وانصاف اور احسان وبھلائی سے کام لیتا ہے۔

ایک حقیقت...

اللہ کے اسم گرامی (الفتاح) کی تعریف میں اہل علم نے جو اقوال ذکر کیے ہیں، وہی یہاں بھی ذکر کئے گئے ہیں، اور وہی جامع تعریف بھی ہے، لیکن ذیل کے سطور میں اللہ کے اس فرمان پر ہم غور وفکر کریں گے: ﴿ مَّا يَفۡتَحِ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحۡمَةٖ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَاۖ وَمَا يُمۡسِكۡ فَلَا مُرۡسِلَ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ﴾ [سورة فاطر:2].

ترجمہ: اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے سوا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے بندہ مومن کو ہمیشہ ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ: کوئی بھی خواہش اللہ عزیز وبرتر کے سوا کسی اور سے مکمل نہیں ہو سکتی، نہ کوئی حاجت وضرورت اللہ عزوجل کے دربار کے سوا کہیں اور پوری ہو سکتی ہے،

اللہ عزوجل کے بغیر کسی چیز کا واقع ہونا ممکن ہی نہیں، کیوں کہ وہی تنہا عزیز و برتر ہے جس کے بغیر کسی طاقت اور قوت کا وجود نہیں۔

اس بلند و برتر (اللہ) کی طاقت و قوت کے بغیر نہ کوئی خلیہ حرکت کر سکتا ہے، نہ کوئی ذرہ وجود میں آ سکتا ہے، نہ پانی کا ایک قطرہ دھواں بن سکتا ہے، اور نہ درخت کا کوئی پتا جھڑ سکتا ہے۔

پوری دنیا مل کر بھی اللہ عزیز و برتر کے ارادے کے بغیر نہ تو آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ اللہ کی مقدر کردہ کوئی مصیبت آپ سے ٹال سکتی ہے۔

کسی سلف نے اپنے ایک بھائی کے نام یہ (نصیحت لکھا) کہ: اما بعد (حمد و ثنا کے بعد)، اگر اللہ آپ کے ساتھ ہے تو آپ کس سے خوف کھاتے ہیں؟ اور اگر اللہ آپ کے خلاف ہو جائے تو کون ہے جس سے آپ امید رکھیں گے؟!

ساری کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں...

بیمار شخص کو جب درد و الم تکلیف میں مبتلا کر دیتا، بھوک و پیاس سے وہ چور ہو جاتا، دنیا اس کے لیے تنگ ہو جاتی، اطباء اس کی بیماری سے عاجز آ جاتے، اور اس کے لیے ساری دوائیں بے سود ہو جاتی ہیں، تو پھر رحمن (مہربانی کرنے والا) فتاح (فیصلہ کرنے والا اور کشادگی پیدا کرنے والا) علیم (علم رکھنے والا) اور شفا دینے والا (اللہ) کسی سبب کے ذریعے، یا ادنی ترین سبب کے ذریعے، یا قریب ترین سبب کے ذریعے یا بلا سبب کے ہی اسے شفا و تندرستی عطا کرتا ہے، یقیناوہ بزرگ و برتر (ہر چیز کا فیصلہ کرنے والا اور ہر چیز کا) دروازہ کھولنے والا ہے۔

حالات کی مار آپ کو چور کر دیتی ہے، آپ پر حزن و ملال اور آفت و مصیبت کے پیہم حملے ہوتے ہیں، آپ کے دل میں درد و الم کا سیلاب امڈ آتا ہے، آپ کے سامنے (نجات اور خلاصی) کا دروازہ مسدود ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ آپ سمجھنے لگتے ہیں کہ اس حزن و ملال سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، پھر دیکھتے ہی دیکھتے کشادگی پیدا کرنے والا (اللہ) سہل ترین طریقے سے اپنی کشادگی اور فتح و نصرت کا دروازہ آپ کے لیے وا کر دیتا ہے، اور وہ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

آپ کو فقر و محتاجگی اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے، قرض میں آپ ڈوب جاتے ہیں، آپ کے خد و خال تک بدل جاتے ہیں، اپنے بچوں کو یاد کرکے آپ کا دل ٹوٹ جاتا (اور آپ کبیدہ خاطر ہو جاتے ہیں)، قرض خواہ سے آپ ڈر محسوس کرتے ہیں، عقل حیراں اور افکار منتشر ہوتے ہیں، اور سامنے دروازے بند نظر آتے ہیں۔

ایسے میں کشادگی پیدا کرنے والا عزیز و برتر (اللہ) پوشیدہ فراخی نازل کرتا ہے، پھر قرض ادا ہو جاتا، فقر و محتاجگی دور ہو جاتی اور دل کو فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے... یقیناوہ فتاح (کشادگی پیدا کرنے والا اللہ) ہی ہے جس نے (آپ کے لیے) رزق کے دروازے کھول دیے۔

بیٹا نظر سے غائب ہو جاتا، والد سفر پر نکل جاتے ہیں، دوست و احباب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں، اور پوری دنیا آپ سے دامن جھاڑ لیتی ہے، جس سے جان گھٹنے لگتی، افکار منتشر ہو جاتے، اور جب جب نظر سے دور (بیٹے اور والد) کی یاد آتی ہے تب تب دل تھرا جاتا ہے، ایسے میں بندہ مومن، بادشاہ اور فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کے در پر خود کو سپرد کر دیتا ہے، اس سے دعا کرتا ہے کہ نظر سے غائب (بیٹے اور والد) کو لوٹا دے اور اسے اپنی حفاظت میں رکھے، خواہ وہ قید ہو یا مسافر، پھر دیکھتے ہی دیکھتے سات آسمانوں کے اوپر سے بشارت و خوش خبری نازل ہوتی ہے، غائب لوٹ آتا ہے، قیدی رہا ہو جاتا اور محبوب واپس آجاتا ہے: ﴿ أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ ﴾ [سورۃ النمل:62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کر دیتا ہے؟

اسی سے لو لگائیں!

بے شک وہ عزیز و برتر (اللہ) فتاح (فیصلہ کرنے والا اور کشادگی پیدا کرنے والا) اور علیم (علم رکھنے والا) ہے، اس کی شان نہایت عظیم، اس کا مقام و مرتبہ نہایت بلند ہے، وہ مخلوق سے بہت ہی قریب اور بندوں پر بے حد مہربان ہے۔

فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کا در کھلا ہوا ہے، جب آپ کو رسی سخت نظر آنے لگے تو جان لیں کہ وہ ٹوٹنے والی ہے، جب تاریکی پوری طرح چھا جائے تو صبح نو کی بشارت قبول کریں، جب سخی وداتا اور فتاح (کشادگی پیدا کرنے والا اللہ) آپ کے ساتھ ہے تو آپ پریشان نہ ہوں، کون ایسی ناممکن چیز ہے جو ہمیشہ (ناممکن ہی) رہتی ہے، سب سے افضل عبادت: فراخی کا انتظار کرنا ہے، شب وروز الٹ پھیر کا نام ہے، زمانہ گردش میں رہتا ہے، رات کے شکم میں (صبح کا اجالا) پرورش پاتا ہے، غیب ہماری نظر سے اوجھل ہے اور فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ کی صفت یہ ہے کہ): ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ [سورۃ الرحمن:29].

ترجمہ: ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

﴿لَعَلَّ ٱللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا﴾ [سورۃ الطلاق:1].

ترجمہ: شاید اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

﴿فَإِنَّ مَعَ ٱلْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ ٱلْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦﴾ [سورۃ الشرح:5-6].

ترجمہ: یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

قُل لِلطَّبِيبِ تَخَطَّفَتهُ يَدُ الرَّدَى ... مَن يَا طَبِيبُ بِطِبِّهِ أَرداكَا؟

قُل لِلمَرِيضِ نَجَا وَعُوفِيَ بَعدَمَا ... عَجَزَت فُنُونُ الطِّبِّ: مَن عَافَاكَا؟

قُل لِلصَّحِيحِ يَمُوتُ لَا مِن عِلَّةٍ ... مَن بِالمَنَايَا يَا صَحِيحُ دَهَاكَا؟

هَذِي عَجَائِبُ طَالَمَا أُخِذَت بِهَا ... عَينَاكَ وَانفَتَحَت بِهَا أُذُنَاكَا

يَا أَيُّهَا الإِنسَانُ مَهلاً مَا الَّذِي ... بِاللهِ جَلَّ جَلَالُهُ أَغرَاكَا؟

ترجمہ: اس طبیب سے پوچھئے جسے ہلاکت نے اپنے شکنجے میں دبوچ لیا کہ اے طبیب! کون ہے جس نے آپ کی طب کے ساتھ آپ کو ہلاک کر دیا۔

اس مریض سے پوچھئے جو صحت مند اور تندرست ہو گیا جب کہ طب کی تمام قسمیں (اس کے علاج سے) عاجز ہو چکی تھیں، کہ کس نے تجھے صحت وعافیت دی؟

اس تندرست سے پوچھئے جو کسی بیماری کے بغیر ہی لقمہ اجل بن گیا کہ اے تندرست انسان! کس نے تجھے موت کا شکار بنالیا؟

اگر آپ کی آنکھیں اور آپ کے کان کھلے ہوں تو (قدرت کے یہ عبرت ناک) عجائب (نصیحت حاصل کرنے کے لیے کافی) ہیں۔

اے انسان! ہوش میں آؤ، آخر کس چیز نے تجھے اللہ عزیز وبرتر سے غافل کر رکھا ہے؟

خصوصی فتح ونصرت..

فتاح (فیصلہ کرنے والے رب) کی جانب سے روزیاں بانٹی جاچکی ہیں، ایک شخص ایسا ہے جس کے لیے لمبی نماز کا دروازہ کھول دیا گیا ہے جب کہ کثرت سے روزہ رکھنا اس کے لیے اتنا آسان نہیں، دوسرا شخص وہ ہے جس کے لیے صدقہ وخیرات کے دروازے کھول دیے گیے ہیں، جب کہ علم کا دروازہ اس کے لیے بند ہے، تیسرا وہ ہے جس کے لیے قرآن کو آسان کر دیا گیا، جب کہ دیگر نیک اعمال کی توفیق اسے نہیں مل سکی، کوئی ایسا ہے جس کے لیے والدین کی فرمانبرادی کا دروازہ کھول دیا گیا.... مبارک بادی ہے اس کے لیے جس کے لیے (نیکی کے مذکورہ) دروازے وا کر دیے گیے۔

فَإِذَا أَحَبَّ اللهُ بَاطِنَ عَبدِهِ ظَهَرَت عَلَيهِ مَوَاهِبُ الفَتَّاحِ

وَإِذَا صَفَت لِلّٰهِ نِيَّةُ مُصلِحٍ مَالَ العِبَادُ عَلَيهِ بِالأَروَاحِ

ترجمہ: جب اللہ اپنے بندے کے باطن کو پسند کرتا ہے، تو اس پر فتاح (کشادگی پیدا کرنے والے اللہ) کی نوازشیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ جب کسی مصلح اور داعی کی نیت خالص ہوتی ہے تو بندے اپنی جانیں اس پر نچھاور کرنے لگتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے اوپر زمین و آسمان کی برکت کے (دروازے) کھول دے، ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے وا کر دے، اور اے فتاح و علیم (فتح و نصرت اور علم و حکمت کے مالک)! ہمیں خیر و بھلائی کے دروازے کھولنے والا اور برائی و بدکاری کے دروازے بند کرنے والا بنا۔

(۳۷)
اَلسَّمِیْعُ جل جلالہ

جس وقت اللہ چاہتا ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہوں کہ وہ عرش پر مستوی ہے، عین اسی وقت وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ آپ یقین کریں کہ وہ آپ کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ آپ کی باتوں کو سنتا اور آپ کے اعمال کو دیکھتا ہے، آپ کا کوئی بھید اس سے مخفی نہیں، آپ (رب سے جو) سرگوشی کرتے اور اسے پکارتے ہیں، اسے سنتا ہے، آپ کے خیالات بھی اس کے سامنے بے نقاب ہیں، آپ کی دعا سنی جاتی ہے، آپ کی حاجت پوری کی جاتی ہے، آپ کا استغفار قبول کیا جاتا ہے اور توبہ مقبول ہوتی ہے۔

کیا دکھ درد نے آپ کو چور چور کر دیا ہے؟ کیا آپ کی روح شوقِ الٰہی میں بے کل ہو رہی ہے؟ تو یقین رکھیے کہ اللہ آپ کی کراہ کو سن رہا ہے، وہ آپ کی رگِ جاں سے بھی زیادہ آپ کے قریب ہے، آپ کی دعا قبول کرتا ہے، آپ کے غم واندوہ کو دور اور حزن وملال کو کافور کرتا ہے... یقیناً وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ نے خود اپنی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝١٣٧﴾ [سورۃ البقرۃ:137].

ترجمہ: وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا (السمیع) نام ۴۵ مقامات پر وارد ہوا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر رب سمیع (ہر چیز کو سننے والا) ہے، اس کی سماعت تمام تر مسموعات کو محیط ہے، چنانچہ عالمِ علوی اور سفلی میں جتنی بھی آوازیں ہیں، خواہ وہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر، وہ سب کو سنتا ہے، ساری آوازیں گویا اس کے لئے ایک ہی آواز کی طرح ہیں، اس پر (مختلف) آوازیں باہم خلط ملط نہیں ہوتیں، اور نہ کوئی زبان اس سے مخفی ہے، نزدیک کی آواز ہو یا دور کی، پوشیدہ ہو یا ظاہر، سب اس کے نزدیک یکساں ہیں۔ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ ٱلْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِۦ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِٱلَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِٱلنَّهَارِ ۝١٠﴾ [سورۃ الرعد:10].

ترجمہ: تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور بآوازِ بلند اسے کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو اور جو دن میں چل رہا ہو، سب اللہ پر برابر و یکساں ہیں۔

اس نام میں مخلوق کا خالق سبحانہ وتعالی کے ساتھ شریک ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ: دونوں ایک دوسرے کے ہم مثل اور مشابہ ہیں- اللہ اس تشبیہ سے بہت زیادہ بلند ہے!-، کیوں کہ مخلوق کی صفات اس کی کمزوری، عاجزی اور خلقت کے مطابق ہوتی ہیں، جب کہ خالق کی صفات اس بلند و برتر کے کمال و جلال کے شایان شان ہوتی ہیں: {لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ} [سورة الشورى:11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

یہاں لفظِ سمع سننے اور احاطہ کرنے کے معنی میں آرہا ہے: {قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِى تُجَـٰدِلُكَ فِى زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿١﴾} [سورة المجادلة:1].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے۔

اور یہ لفظ اجابت و قبول کے معنی میں بھی آتا ہے: {إِنَّ رَبِّى لَسَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ} [سورة إبراهيم:39].

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ میرا پالنہار اللہ دعاؤں کا سننے والا ہے۔

وَهُوَ السَّمِيعُ يَرَى وَيَسمَعُ كُلَّ مَا ... فِي الكَونِ مِن سِرٍّ وَمِن إِعلانِ
وَلِكُلِّ صَوتٍ مِنهُ سَمعٌ حَاضِرٌ ... فَالسِّرُّ وَالإِعلانُ مُستَوِيانِ
والسَّمعُ مِنهُ وَاسِعُ الأَصواتِ لَا ... يَخفَى عَلَيهِ بَعِيدُها وَالدَّانِي

ترجمہ: وہ بہت زیادہ سننے والا ہے، کائنات میں جتنی بھی پوشیدہ اور ظاہر چیزیں ہیں، سب کو سنتا اور دیکھتا ہے۔
ہر آواز کے لیے اس کی سماعت ہے، (اس کے لیے) پوشیدہ و ظاہر دونوں یکساں ہیں۔

اس کی سماعت تمام آوازوں کو شامل ہے، نہ تو دور کی آواز اس سے مخفی ہے اور نہ نزدیک کی۔

بے شک اللہ بڑا ہی سننے والا اور بہت ہی قریب ہے:

صحیحین میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بلند آواز سے دعا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے غائب رب کو نہیں پکارتے ہو، بلکہ تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے"۔ جیسے ہی بندہ دعا و مناجات سے فارغ ہوتا ہے قبولیت کے آثار نظر آنے لگتے ہیں... کیوں کہ رب تعالیٰ (دعاؤں) کو سننے اور (حالات کو) جاننے والا ہے۔

وہ بے کسوں کی پکار کو سنتا، حاجت مندوں کی دعا قبول فرماتا، غمزدوں کی مدد کرتا، ثنا خوانی کرنے والوں کی تعریف، دعا کرنے والوں کی دعا اور تاریک رات میں سخت چٹان پر رینگتی ہوئی کالی چیونٹی کی سرسراہٹ کو بھی سنتا ہے، حتی کے دلوں کے خیالات اور ضمیروں کی سرگوشی کو بھی سنتا ہے۔

ایک عورت آتی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کرنے لگتی ہے-اس سے مراد خولہ رضی اللہ عنہا ہیں-عائشہ رضی اللہ عنہا (اسی) گھر کے ایک گوشے میں موجود ہوتی ہیں لیکن ان کے بقول وہ کچھ بات سن پاتی ہیں اور کچھ نہیں سن پاتیں، اس تکرار کے بعد جبریل علیہ السلام محمد ﷺ پر اللہ عزیز وبرتر کا یہ فرمان لے کر نازل ہوتے ہیں:

{قَدۡ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوۡلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوۡجِهَا وَتَشۡتَكِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسۡمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعُۢ بَصِيرٌ ۝١}

[سورۃ المجادلۃ: 1].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے۔

آخر کتنی عجیب وغریب قربت، کتنا بڑا علم اور کتنی کشادہ سماعت ہے!

اللہ کا اپنے اولیاء کی سننے (سے مراد یہ ہے کہ): ان کی (پکار کو) قبول کرتا، ان کی حفاظت فرماتا اور انہیں اپنی توفیق سے نوازتا ہے، یہ ایسی سماعت ہے جو ان کے خوف کو سکون سے بدل دیتی ہے، جس طرح (اللہ نے) موسیٰ علیہ السلام

کے خوف کو سکون سے بدل دیا جب انہوں نے فرعون کے پاس جانے سے خوف کا اندیشہ ظاہر کیا، تو اللہ عزیز وبرتر نے ان سے فرمایا: {لَا تَخَافَآ إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسۡمَعُ وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾} [سورۃ طہ:46].

ترجمہ: تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا۔

اللہ ہی ان کا حامی و محافظ اور اللہ ہی ان کے لئے کافی ہے، جب اللہ ہی کافی ہے تو کیا فکر!

فراخی کی کنجیاں:

جب خوف وہراس آپ کو گھیر لے اور پریشانیوں کا گھنا بادل آپ پر چھا جائے تو اس عظیم نام کے وسیلہ سے اللہ کی قربت حاصل کیجئے، جیسا کہ انبیاء علیہم السلام نے کیا، اللہ ہی سرگوشی کو سنتا، بے کسی کے وقت دعا قبول کرتا اور مصیبت کو ٹالتا ہے.. اپنا دکھڑا کسی اور کو نہ سنائیں، رب کی درگاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں، اس کی دہلیز پر اپنا ڈیرا ڈال دیں، اس سے روبہ کلام ہوں اور اس کے سامنے روئیں، پھر فراخی کا انتظار کریں۔

زکریا علیہ السلام نے جب چپکے چپکے اللہ کو پکارا تو اس نے ان کے دل کی آرزو پوری فرمائی: {إِذۡ نَادَىٰ رَبَّهُۥ نِدَآءً خَفِيّٗا ﴿٣﴾} [سورۃ مریم:3].

ترجمہ: جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔

جب انہوں نے رب کے سامنے اِس اسم کے ذریعہ الحاح وزاری کی تو انہیں نیک وصالح اولاد سے نوازا: {رَبِّ هَبۡ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةٗ طَيِّبَةًۖ إِنَّكَ سَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ ﴿٣٨﴾} [سورۃ آل عمران:38].

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ جب کعبہ کی تعمیر مکمل کی تو اللہ سے اسی اسم کے وسیلے سے دعا کی: {رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾} [سورۃ البقرۃ:127].

ترجمہ: ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اور اسی مبارک اسم کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی قبولیت پر اللہ کا شکر بھی ادا کیا: { ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى وَهَبَ لِى عَلَى ٱلْكِبَرِ إِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ ۚ إِنَّ رَبِّى لَسَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾ } [سورۃ ابراھیم:39].

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل واسحاق (علیہما السلام) عطا فرمائے۔ کچھ شک نہیں کہ میرا پالنہار اللہ دعاؤں کا سننے والا ہے۔

عمران کی بیوی نے جب اپنے رحم میں پرورش پا رہے بچے کو اللہ کے لیے (آزاد کرنے کی) نذر مانی تو اپنے پروردگار سے اسی اسم کے ذریعہ قبولیتِ عمل کی دعا کی: { إِذْ قَالَتِ ٱمْرَأَتُ عِمْرَٰنَ رَبِّ إِنِّى نَذَرْتُ لَكَ مَا فِى بَطْنِى مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىٓ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ } [سورۃ آل عمران:35].

ترجمہ: جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے کی نذر مانی، تو میری طرف سے قبول فرما!

فساد انگیز سازشوں کے سبب جب یوسف علیہ السلام کے لئے دنیا تنگ پڑ گئی تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی: { رَبِّ ٱلسِّجْنُ أَحَبُّ إِلَىَّ مِمَّا يَدْعُونَنِىٓ إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّى كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٣٣﴾ فَٱسْتَجَابَ لَهُۥ رَبُّهُۥ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٤﴾ }

[سورۃ یوسف:33-34].

ترجمہ: اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو مجھے جیل خانہ بہت پسند ہے، اگر تو نے ان کا فن فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور بالکل نادانوں میں جاملوں گا۔ اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ اس سے پھیر دیے، یقیناً وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں پکار اٹھے: { لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّى كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٨٧﴾ } [سورۃ الأنبیاء:87].

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔

تین تاریکیوں سے اٹھنے والی یہ مدھم سی آواز آسمان کو چیرتی ہوئی (رب تک جا پہنچی)، انجام کار سننے اور جاننے والے (اللہ) عزیز وبرتر نے انہیں غم سے نجات عطا کی: { فَٱسۡتَجَبۡنَا لَهُۥ وَنَجَّيۡنَٰهُ مِنَ ٱلۡغَمِّۚ } [سورۃ الأنبیاء:88].

ترجمہ: تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی۔

اللہ پاک وبرتر اپنے بندے کو اسی لئے آزمائش سے دوچار کرتا ہے کہ اس کے نالہ وفریاد، الحاح وزاری اور دعا وپکار کو سنے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { قَالَ إِنَّمَآ أَشۡكُواْ بَثِّي وَحُزۡنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَأَعۡلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ﴿٨٦﴾ } [سورۃ یوسف:86].

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔

السمیع (بہت سننے والا اللہ) آپ کا محافظ ہے..

انسانوں اور جنوں کے شیاطین آپ پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور آپ کو وسوسہ اور ظلم وستم کا اتنا نشانہ بناتے ہیں کہ آپ غم واندوہ کا شکار ہو جاتے ہیں، (ایسے میں) اللہ آپ کو ان (کے شر) سے (محفوظ رہنے کے لیے) دو ناموں کے وسیلے سے اپنی مدد اور پناہ طلب کرنے کا حکم دیتا ہے، وہ دو نام ہیں: (السمیع العلیم-خوب سننے والا اور خوب جاننے والا): { وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيۡطَٰنِ نَزۡغٌ فَٱسۡتَعِذۡ بِٱللَّهِۚ إِنَّهُۥ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ } [سورۃ الأعراف:200].

ترجمہ: اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

خانہ کعبہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی جمع ہوتے ہیں اور صحابہ کے بارے میں تبصرہ کرتے ہیں کہ: ان کی توندیں بڑی ہیں اور ان میں سوجھ بوجھ برائے نام ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ وہ سب کچھ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟

دوسرے نے کہا کہ: جب ہم زور سے بولتے ہیں تو سنتا ہے لیکن اگر ہم آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔

تیسرے نے کہا: اگر وہ ہمارے زور سے بولنے کو سنتا ہے تو وہ ہمارے دھیرے بولنے کو بھی سنتا ہے! اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: {وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَٰرُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ ٱللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ ٱلَّذِى ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَىٰكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾} [سورۃ فصلت:22-23].

ترجمہ: تم (اپنی بداعمالیاں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی، ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے۔ تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہو گئے۔

پند و نصیحت..

ہمارے نبی ﷺ جب رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان دو ناموں (السمیع العلیم) کے وسیلے سے اللہ کی پناہ طلب کرتے اور کہتے: "أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه" (یعنی: میں اللہ سمیع و علیم کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے، اس کے وسوسوں سے، اس کے کبر و نخوت سے اور اس کے جادو سے) [حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

نیز آپ ﷺ ان دو ناموں (السمیع العلیم) کے ذریعہ ہر قسم کا نقصان لاحق ہونے سے بھی پناہ طلب کرتے تھے (آپ کی حدیث ہے): جو شخص تین بار یہ دعا پڑھے: "بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم" (یعنی: اس اللہ کے نام کے ذریعہ سے (پناہ مانگتا ہوں) جس کا نام لینے سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، وہ سمیع و علیم - سننے اور جاننے والا - ہے) تو اسے صبح تک

اچانک کوئی مصیبت نہ پہنچے گی، اور جو شخص تین مرتبہ صبح کے وقت اسے پڑھے تو اسے شام تک اچانک کوئی مصیبت نہ پہنچے گی" (حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے)۔

اس نام: (السمیع-خوب سننے والا) (کی معنویت) کو محسوس کرنے سے آپ ہمیشہ اللہ پاک وبرتر کی قربت میں رہیں گے۔

اے میرے پروردگار! اے سننے والے.. اے جاننے والے! ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور تونے قبول کرلیا، تجھ سے الحاح وزاری کی اور تونے ان پر رحم فرمایا۔

(۳۸)
اَلْبَصِيْرُ جل جلاله

ابو نعیم نے (الحلیۃ) میں ذکر کیا ہے کہ:"امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے، اچانک سنتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے:"دودھ میں پانی ملادو، بیٹی کہتی ہے: کیا آپ کو نہیں معلوم کہ عمر نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے؟ بوڑھی عورت کہتی ہے: عمر ہمیں تھوڑی دیکھ رہا ہے؟ اس پر بیٹی - جس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ بزرگ وبرتر ان دونوں کو دیکھ رہا ہے، وہ - بولتی ہے: اگر عمر ہمیں نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا، عمر کا رب تو ہمیں دیکھ رہا ہے نا!"۔

کچھ لوگ اس دنیا میں نہایت عالی مرتبت زندگی گزارتے ہیں، وہ ہمیشہ امن وسکون اور سعادت وخوش بختی سے بہرہ مند رہتے ہیں، حق پر ثابت قدم رہتے اور عبادت وبندگی سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں: اللہ ان کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ پاک وبرتر کا اسم گرامی (البصیر - خوب دیکھنے والا) قرآن کریم میں بیالیس (۴۲) مقامات پر وارد ہوا ہے:

{إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ} [سورة البقرة:110].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جو ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے، خواہ باریک (سے باریک تر) اور معمولی ہی کیوں نہ ہو، چناں چہ تاریک رات میں سخت چٹان پر رینگنے والی کالی چیونٹی کو بھی وہ دیکھتا ہے، سات طبق زمین کے نیچے (کی مخلوقات) اور سات آسمانوں کے اوپر (کی مخلوقات) کو بھی دیکھتا ہے۔

وہ خوب دیکھنے والا اور تمام احوال سے بخوبی واقف ہے، پوشیدہ چیزوں سے باخبر اور باطنی امور سے آگاہ ہے۔

وَهُوَ البَصِيرُ يَرَى دَبِيبَ النَّملَةِ السَّوداءِ تَحتَ الصَّخرِ والصُّوَّانِ
وَيَرَى مَجَارِيَ القُوتِ فِي أعضائِهَا وَيَرَى عُرُوقَ بَيَاضِهَا بِعيَانِ
وَيَرَى خِيَانَاتِ العُيُونِ بِلَحظِهَا وَيَرَى كَذَاكَ تَقَلُّبَ الأجفَانِ

ترجمہ: وہ خوب دیکھنے والا ہے، پتھر اور چٹان کے نیچے کالی چیونٹی کی رینگ کو بھی دیکھتا ہے، اس کے اعضاء میں غذا پہنچنے کے راستوں اور اس کے جسم کی رگوں کو بھی وہ واضح طور پر دیکھتا ہے، وہ آنکھوں کی خیانت کو فوراً دیکھتا اور اسی طرح پلک کی جنبش کو بھی دیکھتا ہے۔

ہمارے پاک وبرتر پروردگار نے اپنی عزیز وبرتر ذات کے لیے صفتِ (بصارت) کو ثابت کیا ہے، چناں چہ اللہ کی دو حقیقی آنکھیں ہیں، جو اس کی پاک وبرتر ذات کی شایانِ شان ہیں، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں، بغیر کسی تحریف وتعطیل اور بغیر کسی تشبیہ وتاویل کے: {لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ} [سورۃالشوریٰ:11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

بندوں پر اللہ عزیز وبرتر کی یہ رحمت ہے کہ وہ انہیں رحمت وشفقت کے ساتھ مخاطب کرتا ہے، انہیں اطاعت اور اخلاص پر ابھارتا ہے، جب کہ وہ ان کی عبادت سے بے نیاز ہے، اللہ پاک وبرتر نے اپنی معزز کتاب میں چالیس سے زائد مقامات پر یہ خطاب فرمایا ہے: {إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ} [سورۃالبقرۃ:110].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

تاکہ مومن کو یاد دلائے اور غافل کو متنبہ کرے کہ اللہ ان کے تمام اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

فرمانبرداری کی چاشنی...

جو شخص یہ جان لے کہ اس کا رب اس (کے اعمال سے) واقف ہے، اسے اس بات سے شرم محسوس ہوگی کہ اللہ اسے نافرمانی کرتے ہوئے دیکھے، یا ایسا کام کرتے ہوئے دیکھے جو اسے پسند نہیں، جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، وہ اپنے اعمال اور عبادتوں کو بہتر انداز میں اخلاص کے ساتھ ادا کرے گا، تاکہ مقامِ احسان تک پہنچ سکے،

جو کہ اطاعت وبندگی کا اعلی ترین مقام ہے، جس کے بارے میں ہمارے محبوب ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو (یہ تصور رکھو کہ) وہ تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

جب بندہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اسے اللہ کی خصوصی معیت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے حدیث قدسی میں فرمایا: "میرا بندہ (فرض ادا کرنے کے بعد) نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے اور اس کی مصیبت کو دیکھ رہا ہے، اس کے دل کو اطمینان، روح کو سکون ملے گا اور اسے یہ یقین ہو جائے گا کہ جلد ہی فراخی ملنے والی ہے۔

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، اسے اس بات سے شرم محسوس ہوگی کہ اللہ اسے گفتار و کردار میں خیانت کرتے ہوئے اور اس کے بندوں کو دھوکا دیتے ہوئے دیکھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مکہ کے سفر پر نکلے، راستے میں انہوں نے آرام کرنے کی غرض سے پڑاؤ ڈالا، ان کے پاس ایک چرواہا پہاڑی سے اتر کر آیا، اس سے ابن عمر نے کہا: "اے چرواہے! ہمیں ایک بکری بیچ دو! چرواہے نے کہا: میں غلام ہوں (یعنی اپنے مالک کی بکریاں چراتا ہوں)۔

ابن عمر نے اس سے عرض کیا: اپنے مالک سے کہہ دینا کہ: بکری کو بھیڑئے نے کھالیا۔

اس پر چرواہے نے کہا: اور اللہ کہاں ہے (یعنی: وہ تو دیکھ رہا ہے)؟"۔

یہ جواب سن کر ابن عمر رونے لگے، اور غلام کو اس کے مالک سے خرید کر آزاد کر دیا۔

إِذَا مَا خَلَوتَ الدَّهرَ يَومًا فَلاتَقُل   خَلَوتُ وَلَكِن قُل عَلَيَّ رَقِيبُ

وَلَا تَحسَبَنَّ اللهَ يَغفَلُ سَاعَةً   وَلا أَنَّ مَا يَخفَى عَلَيهِ يَغِيبُ

ترجمہ: دنیا کے اندر جب کبھی خلوت وتنہائی میں رہو تو یہ مت کہو کہ میں خلوت میں ہوں، بلکہ یہ کہو کہ میرے اوپر ایک نگہبان ہے (جو مجھے دیکھ رہا ہے)۔ یہ ہر گز مت سمجھو کہ وہ (اللہ) ایک پل کے لیے بھی غافل ہوتا ہے، اور نہ ہی اس (کے علم) سے کوئی چیز مخفی اور غائب ہے۔

کسی نے ایک دیہاتی خاتون کو اپنی طرف مائل کرتے ہوئے کہا کہ: ہمیں ستاروں کے سوا کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، اس خاتون نے جواب دیا: ستاروں کو روشن کرنے والا کہاں ہے؟

کسی نے کہا ہے کہ: جو اپنے تصور و تخیل میں اللہ کو نگراں مانتا ہے، اللہ اعضا وجوارح کی حرکات میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔

اگر آپ ان سات قسم کے لوگوں (کے احوال پر) غور کریں گے جنہیں اللہ اس دن اپنے سایے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، تو آپ کو نظر آئے گا کہ جو چیز ان سب میں مشترک ہے وہ یہ کہ: انہوں نے کماحقہ اس بات پر ایمان لایا کہ اللہ انہیں دیکھ رہا ہے، چناں چہ انہوں نے اللہ کی ایسی ہی عبادت کی کہ گویا وہ اللہ کو دیکھ رہے ہوں، (انجام کار) اس مقام ومرتبہ سے سرفراز ہوئے۔

اسی اسم گرامی (البصیر-خوب دیکھنے والے) کے وسیلہ سے موسی علیہ السلام کی قوم کے نیک شخص نے اللہ پاک وبرتر سے التجا کرتے ہوئے اور فرعون اور اس کی قوم کی مکاری سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہوئے دعا کی:

{وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرُۢ بِٱلۡعِبَادِ ٤٤} [سورۃ غافر:44-45].

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالی بندوں کا نگراں ہے۔

اس دعا کا نتیجہ کیا تھا؟

اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی: { فَوَقَىٰهُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِ مَا مَكَرُواْۖ وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرۡعَوۡنَ سُوٓءُ ٱلۡعَذَابِ ٤٥} [سورۃ غافر:44-45].

ترجمہ: اسے اللہ تعالی نے ہر قسم کی بدی سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا۔

يَا مَن يَرَى صَفَّ البَعُوضِ جَنَاحَها فِي ظُلمَةِ اللَّيلِ البَهِيمِ الأَلِيلِ
وَيَرَى نِيَاطَ عُرُوقِهَا فِي نَحرِهَا وَالْمخَّ مِن تِلكَ العِظَامِ النُّحَلِ
أُمنُن عَلَيَّ بِتَوبَةٍ تَمحُو بِهَا مَا كَانَ مِنِّي فِي الزَمانِ الأَوَّلِ

اے وہ (رب کہ) جو نہایت تاریک اور اندھیری رات میں مچھر کے پر پھیلانے کو دیکھتا ہے، اس کے گلے میں موجود شہ رگ اور اس کی باریک ہڈیوں کے اندر کے گودا کو بھی دیکھتا ہے۔ مجھے ایسی توبہ سے نواز جس کے ذریعہ تو میرے تمام سابقہ گناہوں کو معاف کر دے۔

پند و نصیحت..

مومن تنہائی کے گناہوں اور ان پر بغیر توبہ کے اصرار کرنے سے بچتا اور ہوشیار رہتا ہے، "الصحیح" میں ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث آئی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اپنی امت میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئیں گے، اللہ تعالی ان کو فضا میں اڑتے ہوئے ذرے کی طرح بنا دے گا" ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمایئے اور کھول کر بیان فرمایئے تاکہ لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہم ان میں سے نہ ہو جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جان لو کہ وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہی ہیں، اور تمہاری قوم میں سے ہیں، وہ بھی راتوں کو اسی طرح عبادت کریں گے، جیسے تم عبادت کرتے ہو، لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب تنہائی میں ہوں گے تو حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے" [اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔ ایسے لوگ جو ریاکاری کرتے ہیں، وہ اللہ کا ذکر بہت کم ہی کیا کرتے ہیں۔

خلوت یا تو انسان کو بلندی عطا کرتی ہے یا اسے پستی میں ڈال دیتی ہے، جو شخص اپنی تنہائی میں اللہ کی تعظیم کرتا ہے، لوگ جلوت میں اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نفاق اصغر کی تمام (قسموں) کا مرجع خلوت و جلوت کا باہمی اختلاف ہے"، نیز فرمایا: "حسن خاتمہ (اچھی موت) اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی تنہائی اچھی رہی ہو، کیوں کہ موت کے وقت تکلف کرنا ممکن نہیں، اس لیے اس وقت وہی بات (زبان سے) نکلتی ہے جو دل کے نہاں خانے میں موجزن ہو"۔

اے اللہ! اے خوب دیکھنے والے! ہماری کمزوری پر رحم فرما، ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو درگزر کر دے اور اے تمام جہانوں کے پروردگار! ہمیں اسلام کی حالت میں وفات دے۔

(۳۹)
اَلتَّوَّابُ جل جلاله

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "توبہ کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا کرو، کیوں کہ ان کی (صحبت) سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے"۔

أَسأتُ وَلَم أُحسِن، وَجِئتُك تَائِبًا   وَأَنَّى لِعَبدٍ مِن مَوَالِيهِ مَهرَبُ
يُؤَمِّلُ غُفرانًا فَإِن خَابَ ظَنُّهُ   فَما أَحدٌ مِنهُ عَلى الأَرضِ أَخيَبُ

ترجمہ: میں نے برا عمل کیا اور نیکی نہ کر سکا، میں تیرے در پر توبہ کرتے ہوئے آیا ہوں، بھلا کسی غلام کو بھی اپنے آقا سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ وہ مغفرت کی امید لیے ہوا (تیرے در پر آیا) ہے، اگر اس کی امید پوری نہ ہو سکی تو روئے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی خائب وخاسر نہیں۔

آیئے ہم اللہ کے اسم گرامی (التواب جل جلالہ۔ توبہ قبول کرنے والا) پر گفتگو کرتے ہیں۔

التواب اللہ کا کتنا پیارا اسم گرامی ہے! جو گناہ گار کو یہ امید عطا کرتا ہے کہ وہ از سر نو خوش بخت زندگی کا آغاز کرے اور ناکامی اور تاریکی کے تنگ نائے سے باہر آئے: ﴿ أَلَمۡ يَعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ هُوَ يَقۡبَلُ ٱلتَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهِۦ وَيَأۡخُذُ ٱلصَّدَقَٰتِ وَأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴾ [سورة التوبة:104].

ترجمہ: کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے میں اور رحمت کرنے میں کامل ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو توبہ قبول کرتا ہے، اس نے اپنی ذات کو توّاب سے موصوف کیا ہے جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے، کیوں کہ وہ بہت زیادہ بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور چوں کہ بندے بار بار گناہوں کا ارتکاب

کرتے ہیں، اس لیے بھی (توبہ قبول کرنے کی صفت) صیغہ مبالغہ کے ساتھ وارد ہوئی ہے، تاکہ اللہ بڑے بڑے گناہوں کو بھی اپنی وسیع وکشادہ توبہ سے معاف کردے۔

اللہ پاک وبرتر ہمیشہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہ گاروں کے گناہ کو معاف فرماتا ہے، حتی کہ بندہ بار بار توبہ کرے تو اللہ بار بار اسے قبول کرتا ہے، اور اس سلسلے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

فرمان الہی ہے: ﴿ فَمَن تَابَ مِنۢ بَعۡدِ ظُلۡمِهِۦ وَأَصۡلَحَ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَتُوبُ عَلَيۡهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٌ ٣٩ ﴾ [سورۃ المائدۃ:39].

ترجمہ: جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرے تو اللہ تعالی رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے۔ یقینا اللہ تعالی معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

"المستدرک" میں آیا ہے کہ: ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی گناہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کا گناہ لکھ دیا جاتا ہے"، پھر عرض کیا: وہ اس سے توبہ واستغفار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسے معاف کردیا جاتا اور توبہ قبول کرلی جاتی ہے، اللہ اس وقت تک نہیں اکتاتا جب تک کہ تم نہیں اکتاجاتے" [یہ حدیث حسن ہے]۔

معلوم ہوا کہ جو سچے دل سے اللہ سے توبہ کرتا ہے، اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

اللہ کتنا سخی وداتا ہے!

اللہ کی سخاوت وفیاضی پر غور کیجیے کہ اللہ اپنے بندے پر کتنا کرم فرما ہے کہ اس کی توبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی اسے اپنی قبولیت سے نوازتا ہے، چناں چہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ پاک وبرتر رب کی دو قبولیت کے درمیان ہوتی ہے: توبہ سے پہلے اور توبہ کے بعد کی قبولیت۔

اللہ بندے کے توبہ کرنے سے پہلے ہی اس کی توبہ قبول کرتا ہے: بایں طور کہ اسے (توبہ) کی اجازت، توفیق اور الہام کرتا ہے، اس کے دل میں توبہ کے جذبات پیدا کرتا ہے، پھر بندہ توبہ کرتا ہے جو کہ محض کریم ومہربان اور توبہ قبول کرنے والے اللہ کی توفیق ہوتی ہے۔

پھر جب بندہ واقعی توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور اس کے گناہوں اور لغزشوں کو معاف کرتا ہے، پاک وبرتر پروردگار کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ لِيَتُوبُوٓاْۚ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ١١٨﴾ [سورۃ التوبۃ:118].

ترجمہ: پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ بے شک اللہ تعالی بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہی اپنے فضل واحسان سے پہلے توبہ (کی توفیق دیتا ہے) اور پھر بعد میں (اسے قبول کرتا) ہے۔

وَكَذَلِكَ التَوَّابُ مِن أَوصَافِهِ وَالتَّوبُ فِي أَوصَافِهِ نَوعَانِ
إِذنٌ بِتَوبَةِ عَبدِهِ وَقُبُولِهَا بَعدَ المَتَابِ بِمِنَّةِ المَنَّانِ

ترجمہ: اسی طرح تواب (توبہ قبول کرنے والا) اس کی صفات میں سے ہے، اس کی صفتِ توبہ کی دو قسمیں ہیں۔ بندہ کو توبہ کی اجازت (اور توفیق) دینا، اور توبہ کے بعد منان کا اپنے فضل واحسان سے اسے قبول کرنا۔

دیگر نیک اعمال کی بھی یہی صورت حال ہے کہ (پہلے) اللہ بندے کو ان کی توفیق دیتا، پھر ان پر اجر وثواب سے نوازتا ہے، معلوم ہوا کہ آغاز سے ہی اللہ انعام واحسان کرتا اور اپنی سخاوت وفیاضی کے دریا بہاتا ہے۔

پند ونصیحت...

توبہ کرنا: تمام انسانوں پر، زندگی کے تمام مراحل میں واجب ہے، خواہ مومن ہو یا عاصی، کیوں کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ وَتُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ [سورة النور:31].

ترجمہ: اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

توبہ کرنا نقص اور کمی (کی بات) نہیں، بلکہ کمال (کی بات ہے) جسے اللہ پسند فرماتا ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ ﴾ [سورة البقرة:222].

ترجمہ: اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿ لَّقَد تَّابَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلۡمُهَٰجِرِينَ وَٱلۡأَنصَارِ ﴾ [سورة التوبة:117].

ترجمہ: اللہ تعالی نے پیغمبروں کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی (یعنی ان کی توبہ قبول فرمائی)۔

اللہ نے آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿فَتَلَقَّىٰٓ ءَادَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِۚ ﴾ [سورة البقرة:37].

ترجمہ: آدم نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴾ [سورة البقرة:128].

ترجمہ: (ان دونوں نے کہا: اے ہمارے رب!) ہمیں اپنی عبادتیں سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہے۔

نیز موسی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: { فَلَمَّآ أَفَاقَ قَالَ سُبۡحَٰنَكَ تُبۡتُ إِلَيۡكَ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ } [سورۃ الأعراف:143].

ترجمہ: جب (موسی علیہ السلام) ہوش میں آئے تو عرض کیا، بے شک آپ کی ذات منزہ ہے۔ میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں۔

یہ معلوم سی بات ہے کہ: انبیائے کرام اس بات سے معصوم تھے کہ ان کے گناہوں پر (اللہ) انہیں متنبہ نہ فرمائے، خواہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ، ان کے بارے میں توبہ کی جو خبر دی گئی ہے، (اس سے مراد یہ ہے کہ) اس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور ان کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وارد ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! میں دن بھر میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں"۔

اگر تم گناہ نہیں کرتے...

اللہ اس بات سے واقف ہے کہ اس کے بندے کمی اور کوتاہی سے مبرا نہیں، اللہ نے انہیں ایسے ہی پیدا کیا ہے، تاکہ ان پر اس کی رحمت ومغفرت اور قبولیت توبہ کا اظہار ہو سکے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ: "اگر تمہارے وہ گناہ نہ ہوتے جنہیں اللہ معاف فرماتا، تو اللہ ایک ایسی قوم کو پیدا کرتا جن سے گناہ سرزد ہوتے اور اللہ انہیں معاف فرماتا" [مسلم]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "آدم کی ساری اولاد گناہ گار ہیں، اور گناہ گاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اللہ بزرگ وبرتر نے اپنی یہ تعریف کی ہے کہ وہ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

{ غَافِرِ ٱلذَّنۢبِ وَقَابِلِ ٱلتَّوۡبِ شَدِيدِ ٱلۡعِقَابِ ذِي ٱلطَّوۡلِۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَۖ إِلَيۡهِ ٱلۡمَصِيرُ ٣ } [سورۃ غافر:3].

ترجمہ: گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا، سخت عذاب والا، انعام وقدرت والا، جس کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔

اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے یہ جانیں کہ وہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے، خواہ ان کے گناہ بڑے اور سنگین قسم کے ہی کیوں نہ ہوں: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ [سورۃ الزمر:53].

ترجمہ: بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

ہمارا پروردگار ہم سے اور ہماری عبادتوں سے بے نیاز ہے، اس کے باوجود بھی بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ نہایت ہی کریم وفیاض ہے! اللہ حد درجہ جمیل ہے! اللہ بے پناہ رحیم ومہربان ہے!

صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کوئی شخص ایک ہلاکت خیز چٹیل میدان میں (جہاں نہ سایہ ہو نہ پانی) سو جائے، اور اس کے ساتھ اس کا اونٹ ہو جس پر اس کا کھانا اور پانی ہو، جب وہ جاگے تو اپنا اونٹ نہ پائے، پھر اس کو ڈھونڈے یہاں تک کہ پیاسا ہو جائے، پھر کہے کہ میں جہاں تھا وہیں لوٹ جاؤں اور سوتے سوتے مر جاؤں، پھر مرنے کے لیے اپنا سر اپنے بازو پر رکھے، پھر جو جاگے تو اپنا اونٹ اپنے پاس پائے، اس پر اس کا توشہ ہو، کھانا بھی اور پانی بھی، تو اللہ تعالی کو مومن بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس شخص کو اپنے اونٹ اور توشہ ملنے سے ہوتی ہے"۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "ہر توبہ کرنے والا شخص اللہ کا محبوب ہے": ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:222].

ترجمہ: اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

جو (اللہ) بندوں کے تئیں اس قدر رحمت وشفقت سے موصوف ہے، وہ اس بات کا حقدار ہے کہ: اس سے حد درجہ محبت کی جائے، صرف اسی کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، اس محبت کے اثرات ظاہر بھی ہونے چاہیے بایں طور کہ ہم اس کے لیے عبادت کو خالص رکھیں، اس کی اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے

اس کی قربت حاصل کریں، وہ جن لوگوں اور جن اعمال کو محبوب رکھتا ہے، ہم بھی انہیں محبوب رکھیں، وہ جن لوگوں اور جن اعمال کو ناپسند کرتا ہے، ہم بھی انہیں ناپسند کریں۔

بلال بن سعد کہتے ہیں کہ: "تمہارے لیے ایک ایسا پروردگار ہے جو تم میں سے کسی کو جلدی سزا نہیں دیتا، بلکہ لغزش کو معاف کرتا، توبہ قبول فرماتا، (اس کی طرف) متوجہ ہونے والے کا خیر مقدم کرتا اور (اس سے) پیٹھ پھیرنے والے پر شفقت کرتا ہے: ﴿وَهُوَ ٱلَّذِي يَقۡبَلُ ٱلتَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهِۦ وَيَعۡفُواْ عَنِ ٱلسَّيِّـَٔاتِ وَيَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُونَ ٢٥﴾ [سورۃ الشوری:25].

ترجمہ: وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے۔

درِ الٰہی پر...

توبہ یہ ہے کہ: معصیت سے اطاعت کی طرف، بدی سے نیکی کی طرف اور نافرمانی کی وحشت سے رحمن کی محبت کی طرف بھاگا جائے۔

یقیناً توبہ (یہ ہے کہ) خالق سے اسی کے در کی طرف اور جبار (سارے نقص کو دور کرنے والے اللہ) سے اسی کی بارگاہ کی طرف راہ فرار اختیار کی جائے، اس کے غیظ و غضب سے اس کی رضا و خوشنودی کی اور اس کی سزا سے اس کی عافیت و سلامتی کی پناہ لی جائے، ہم اس کی تعریف کی طاقت نہیں رکھتے، ہمارے لیے اس کے سوا کوئی ماوی و ملجا نہیں، اور نہ اس سے (دور ہوکر) اس کے سوا کہیں اور جائے فرار ہے: ﴿فَفِرُّوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۖ إِنِّي لَكُم مِّنۡهُ نَذِيرٞ مُّبِينٞ ٥٠﴾ [سورۃ الذاریات:50].

ترجمہ: تم اللہ کی طرف دوڑ بھاگو (یعنی رجوع کرو)، یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں۔

يا رَبِّ إن عَظُمَت ذُنوبِي كَثرَةً فَلَقَد عَلِمتُ بِأَنَّ عَفوَكَ أَعظَمُ

إِن كَانَ لَا يَرجُوكَ إِلَّا مُحسِنٌ فَبِمَن يَلُوذُ وَيَستَجِيرُ المُجرِمُ

ترجمہ: اے پالنہار! اگر میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، تو مجھے معلوم ہے کہ تیری بخشش اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے، اگر تیری (بخشش کی) امید صرف نیک کار ہی کر سکتا ہے، تو مجرم و گناہ گار آخر کس کی پناہ طلب کرے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "تعجب ہے اس شخص پر جو ہلاک و برباد ہو جاتا ہے، جب کہ اس کے پاس نجات کا راستہ موجود ہوتا ہے! دریافت کیا گیا: نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: توبہ و استغفار"۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "بندہ مسلم کو اکثر جو چیز گناہ پر آمادہ کرتی ہے وہ ہے (توبہ کے بھروسے پر رہنا)، اگر وہ یہ یقین کر لے کہ ممکن ہے کہ اسے توبہ کی مہلت ہی نہ مل سکے تو اس کا خوف بے قابو ہو جائے گا"۔

سچی توبہ تب ہی ممکن ہے جب: گناہ کو ترک کر دیا جائے، اس پر ندامت و شرمندگی ظاہر کی جائے، دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹنے کا عزم کیا جائے، اس کی جگہ نیک عمل انجام دیا جائے، پھر اگر وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق ہو تو حقدار سے صلح صفائی کی جائے۔

شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "توبہ کی علامت یہ ہے کہ: سابقہ گناہوں پر روئے، گناہ میں پڑنے سے خوف کھائے، بری صحبت کو ترک کر دے اور نیک لوگوں کی صحبت کو لازم پکڑے"۔

سچی توبہ قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے، سوائے دو وقت کے: جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے اور اس وقت جب انسان جاں کنی کے عالم میں ہو۔

بیدار کرنے والی تنبیہ...

بسا اوقات اللہ عزیز و برتر اپنے مومن بندے کو ایسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، جس کی وجہ سے وہ توبہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، تاکہ وہ عبودیت و بندگی کے درجہ کمال تک پہنچ سکے، اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خشوع و خضوع کا اظہار کرے اور اس سے رجوع و انابت کرے۔

کتنے ایسے انسان ہیں جو اللہ سے دور ہو گئے، پھر اللہ عزیز و برتر نے ان کی زندگی تنگ کر دی تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں، پھر جب انہوں نے رجوع کیا، اس کی قربت کی حلاوت سے شاد کام ہوئے، استقامت اور توبہ کی نعمت کو محسوس کیا، تو اس مصیبت اور سختی پر اللہ کے شکر گزار ہوئے جو ان کی نجات اور کامیابی کا سبب بنیں: {وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ ٱلْعَذَابِ ٱلْأَدْنَىٰ دُونَ ٱلْعَذَابِ ٱلْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾} [سورۃ السجدۃ:21].

ترجمہ: بالیقین ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔

اگر آپ کو اپنے گناہوں اور بے راہ رویوں پر چھوڑ دیا جائے اور آپ توبہ نہ کریں، اس کے باوجود بھی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں تو جان رکھیے کہ آپ اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں، اور یہ نوازشیں مہلت اور چھوٹ کے طور پر آپ کو مل رہی ہیں، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: {فَلَمَّا نَسُوا۟ مَا ذُكِّرُوا۟ بِهِۦ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَٰبَ كُلِّ شَىْءٍ حَتَّىٰٓ إِذَا فَرِحُوا۟ بِمَآ أُوتُوٓا۟ أَخَذْنَٰهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾} [سورۃ الأنعام:44].

ترجمہ: پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں، وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔

جب آپ توبہ کریں، تو اللہ سے ثابت قدمی کی بھی دعا کریں، کیوں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهُمَّ يا مُقَلِّبَ القُلُوبِ! ثَبِّت قَلبِي عَلَى دِينِكَ" (یعنی: اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے الأدب المفرد میں روایت کیا ہے]۔

اے اللہ! ہماری توبہ قبول فرما، یقیناً تو توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے، ہمیں اور ہمارے والدین کو معاف فرما، یقیناً تو بہت بخشش والا نہایت مہربان ہے۔

(۴۰)
اَلْعَلِيْمُ جل جلاله

سینوں میں ایسے احساسات وجذبات اور عزائم وارادے پنہاں ہوتے ہیں جن تک کان کی رسائی ہو سکتی ہے، نہ نگاہ کی پہنچ، مگر بڑی حکمت اور وسیع علم والا (اللہ تعالی) ان سب سے باخبر ہوتا ہے۔

دلوں میں افکار وخیالات کے انبار چھپے ہوتے ہیں، مگر ان کے بارے میں کسی قریبی فرشتہ کو علم ہوتا ہے، نہ کسی مبعوث نبی کو، نہ ہی کسی محبوب دوست کو، نہ کسی ماہر عالم دین یا کسی سرکش شیطان کو، البتہ ان سب سے غیب کا خوب علم رکھنے والا (اللہ تعالی) واقف ہوتا ہے۔

(پیٹ میں پلنے والا) بچہ اپنی ماں کے رحم کے اندر تہ بتہ جھلیوں میں لپٹا ہوتا ہے، کسی کو نہیں پتہ ہوتا کہ آیا وہ زندہ ہے یا مردہ؟ نر ہے یا مادہ؟ بدبخت ہے یا نیک بخت؟ اس کی موت، اس کے رزق اور عمر کا بھی پتہ نہیں ہوتا! مگر ان ساری چیزوں کی جان کاری اس ذات کو ہوتی ہے جس کا علم ہر شے کو محیط ہے، {وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾} [سورۃ البقرۃ:282].

ترجمہ: اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

علم: جہالت کی ضد ہے۔

ہمارے پاک وبرتر رب کا علم ظاہر وباطن، نمایاں وپوشیدہ سب کو شامل ہے، عالم علوی اور عالم سفلی بھی اس کے دائرہ علم میں داخل ہیں، اس کا علم ماضی، حال اور مستقبل تینوں کو محیط ہے، (اللہ) پاک وبرتر کا فرمان ہے: { يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلۡمٗا ﴿١١٠﴾} [سورۃ طٰہٰ:110].

ترجمہ: جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے، مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

وہ عزیز وبرتر اپنی مخلوق کے سینے میں مخفی ایمان وکفر، حق وباطل اور خیر وشر سے آگاہ ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿١١٩﴾﴾ [سورة آل عمران:119].

ترجمہ: اللہ تعالی دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے۔

﴿وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ ﴿٢٨٢﴾﴾ [سورة البقرة:282].

ترجمہ: اللہ تعالی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

سرگوشی اس کے نزدیک ظاہر، راز اس پر واضح اور مخفی اس پر عیاں ہے۔

وَهُوَ العَلِيمُ أَحاطَ عِلمًا بِالَّذِي ... فِي الكَونِ مِن سِرٍّ وَمِن إِعلانِ
وَبِكُلِّ شَيءٍ عِلمُهُ سُبحانَهُ ... فَهُوَ المُحِيطُ وَلَيسَ ذا نِسيانِ

وَبِكُلِّ شَيءٍ عِلمُهُ سُبحانَهُ ... قاصِي الأُمورِ لَدَيهِ قَبلَ الدّاني
لَا جَهلَ يَسبِقُ عِلمَهُ كَلَّا وَلَا ... يَنسَى كَمَا الإِنسانُ ذُو نِسيانِ

ترجمہ: وہ وسیع علم والا ہے جو دنیا کی ہر مخفی اور عیاں چیز سے باخبر ہے۔ اس پاک ذات کا علم ہر ایک چیز کو شامل ہے، دور کی چیزیں اس کے نزدیک قریب کی چیز سے زیادہ (واضح) ہیں۔ اس کا علم ازلی ہے، وہ انسان کی مانند نسیان کا شکار نہیں ہوتا۔

بے شک وہ وسیع علم والا ہے:

(درخت سے) پتے کا جھڑنا اس کے علم میں ہے، (ذہن ودل میں جو) خیال آتا ہے وہ اس کے علم میں ہے، (زبان سے جو) بات نکلتی ہے وہ اس کے علم میں ہے، (دل میں جو) ہم نیت کرتے ہیں، وہ اس کے علم میں ہے، (بارش کا جو) قطرہ برستا ہے، وہ اس کے علم میں ہے۔

وہ زندہ ومردہ، خشک وتر، حاضر وغائب، پوشیدہ وعیاں اور کمی وبیشی (ہر چیز کا) علم رکھتا ہے:

{ ۞ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ } [سورۃ الأنعام:59].

ترجمہ: اللہ تعالی ہی کے پاس ہے غیب کی کنجیاں (خزانے)، ان کو نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔

بعض صحابہ کرام نے دل ہی دل میں کچھ باتیں کی، انہیں ظاہر نہیں کیا، بلکہ انہیں چھپایا اور راز میں رکھا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت پاک نازل فرمائی: { عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ } [سورۃ البقرۃ:187].

ترجمہ: تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالی کو علم ہے۔

نبی ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ سے ایک راز کی بات کی، (تو اس نے دوسری کو بتادی، جب اس نے اس کو افشا کیا اور اللہ نے اس حال سے پیغمبر ﷺ کو آگاہ کر دیا تو پیغمبر علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ کو) وہ بات کچھ تو بتائی اور کچھ نہ بتائی، تو وہ پوچھنے لگی: اس کی خبر آپ کو کس نے دی؟ { قَالَ نَبَّأَنِىَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْخَبِيرُ ﴿٣﴾ } [سورۃ التحریم:3].

ترجمہ: کہا: سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے (اللہ) نے مجھے یہ بتلایا ہے۔

غزوہ بدر کے بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ رات کے وقت کعبہ کے پاس بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے قتل ناگہانی کی سازش رچ رہے تھے، تو اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو ان کی اس چال کی خبر کر دی، اور ان کے کاربد سے آپ کو آگاہ فرمادیا: { قَالَ رَبِّى يَعْلَمُ ٱلْقَوْلَ فِى ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٤﴾ } [سورۃ الأنبیاء:4].

ترجمہ: پیغمبر نے کہا: میرا پروردگار ہر اس بات کو جو زمین و آسمان میں ہے، بخوبی جانتا ہے، وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

تبوک میں منافقین نے آپس میں سرگوشی کی اور رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اور دین اسلام کی عیب جوئی اور ان کی غیبت کی، تو غیبوں کو خوب جاننے والے نے اپنے رسول کو ان (منافقوں) کی چال، مکر و فریب اور استہزا سے باخبر فرمادیا: ﴿ أَلَمْ يَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَىٰهُمْ وَأَنَّ ٱللَّهَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿٧٨﴾ ﴾ [سورۃ التوبۃ:78].

ترجمہ: کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالی کو ان کے دل کا بھید اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور اللہ تعالی غیب کی تمام باتوں سے خبردار ہے۔

اللہ تعالی کا علم کامل اور ہر چیز کو شامل ہے:

﴿ إِنَّمَآ إِلَٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ ﴾ [سورۃ طہ:98].

ترجمہ: اصل بات یہی ہے کہ تم سب کا معبود برحق صرف اللہ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے۔

باری تعالی کے کمال علم میں اس کی کوئی مخلوق اس جیسی نہیں: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾ ﴾ [سورۃ الشوری:11].

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

﴿ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا۟ فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿٢٧﴾ ﴾ [سورۃ الفتح:27].

ترجمہ: وہ ان امور کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے، پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک فتح میسر کی۔

اگر انسان کو کسی چیز کا علم ہے تو یہ اللہ پاک وبرتر کی تعلیم کا نتیجہ ہے، کیوں کہ ہر قسم کی شرعی اور قدری علم کا مرجع ومصدر پاک وبرتر اللہ ہے، جو غالب اور حکمت والا ہے: ﴿ قَالُوا۟ سُبْحَـٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾ ﴾ [سورۃ البقرۃ:32].

ترجمہ: ان سب نے کہا: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم وحکمت والا تو تو ہی ہے۔

نیز فرمایا: ﴿ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ ﴾ [سورۃ النساء:113].

ترجمہ: تجھے وہ سکھایا جسے تو نہیں جانتا تھا۔

اگر لوگ اپنے علم اور اپنے پاس موجود معلومات اکٹھی کریں تو یہ اللہ کے وسیع تر علم کے بالمقابل نہایت ہی معمولی ثابت ہوں گی: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلرُّوحِ ۖ قُلِ ٱلرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّى وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ ٱلْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾ ﴾ [سورۃ الإسراء:85].

ترجمہ: یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دے دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

حضرت خضر اور موسیٰ علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے اور انہوں نے ایک چڑیا کو دیکھا جو کشتی کے کنارے بیٹھی تھی اور سمندر میں ایک یا دو چونچ ماری تھی، تب خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ: اے موسیٰ! (علیہ السلام) میرے اور آپ کے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا بھی کم (نہیں) کیا جتنا کہ اس چڑیا نے اپنی چونچ سے سمندر کا پانی کم کیا۔

ایک حقیقت... تمام غیبی علوم ہمارے عزیز وبرتر پروردگار کے لیے خاص ہیں: ﴿ ۞ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ ﴾ [سورۃ الأنعام:59].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں (اور خزانے)، ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے۔

ان میں سے پانچ امور کا تذکرہ فرمایا: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلۡغَيۡثَ وَيَعۡلَمُ مَا فِي ٱلۡأَرۡحَامِۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسٞ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدٗاۖ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسُۢ بِأَيِّ أَرۡضٖ تَمُوتُۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرُۢ ٣٤ ﴾ [سورۃ لقمان:34].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے، اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔

یہ پانچ غیب کی وہ کنجیاں ہیں جن کا علم صرف اللہ کو ہے:

۱- قیامت کا علم: اخروی زندگی کی اصل کنجی۔

۲- بارش نازل کرنا: زمین کو نباتات کے ذریعہ زندگی بخشنے کی کنجی۔

۳- رحم مادر کا علم: دنیوی زندگی کی کنجی۔

۴- مستقبل کا علم: مستقبل کے رزق کی کنجی۔

۵- جائے وفات کا علم: برزخی زندگی کی کنجی اور (مرنے والے) ہر انسان کی منفرد قیامت کا علم۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علم غیب (کا دائرہ) اس سے کہیں زیادہ بڑا اور کشادہ ہے کہ اسے صرف انہیں امور پر موقوف کر دیا جائے۔ آیت میں خبر دینے سے مقصود بعض اہم امور کا ذکر کرنا ہے، نہ کہ ہر چیز کا احاطہ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُل لَّا يَعۡلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ ٱلۡغَيۡبَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾ [سورۃ النمل:65].

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے، زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔

جو یہ دعوی کرے کہ اللہ پاک وبرتر کے علاوہ بھی کوئی ہے جسے غیب کا علم ہے، تو بلا شبہ اس نے محمد ﷺ پر اتاری گئی شریعت کا انکار کیا۔ انبیاء علیہم السلام غیب کا کوئی علم نہیں رکھتے تھے، سوائے اس کے جس سے اللہ نے

انہیں مطلع کیا ہو، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جس نے یہ دعوی کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیزوں کے بارے میں بتلاتے ہیں جو کل وقوع پذیر ہونے والی ہیں تو اس نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا!"، {وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُ ۚ إِنْ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٨﴾} [سورۃ الأعراف:188].

ترجمہ: اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہیں پہنچتا۔

بھلا ان کے بارے میں (علم غیب کا دعوی کیسے کیا جاسکتا ہے جو ان (انبیا علیہم السلام) سے کم تر درجے کے ہیں؟!

اس نام (علیم) میں آپ کا حصہ...

اللہ عزیز وبرتر جسے علم سے نوازتا ہے، خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، اسے بلند مقام پر فائز کرتا ہے:

{يَرْفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنكُمْ وَٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ دَرَجَٰتٍ} [سورۃ المجادلۃ:11].

ترجمہ: اللہ تعالی تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیے گیے ہیں، درجے بلند کر دے گا۔

اگر کوئی عالم ہو، پرہیز گار ہو، اللہ کی معرفت رکھتا ہو، اس کے حقوق ادا کرتا ہو (تو اس کی بلند مقامی کا کیا کہنا)! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے علم پر یقین کیا، (جس سے) اللہ کے تئیں ان کی خشیت اور تعظیم مزید بڑھ گئی، اسی لیے اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے ایسے لوگوں کا تزکیہ کرتے ہوئے فرمایا: {إِنَّمَا يَخْشَى ٱللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ ٱلْعُلَمَٰٓؤُا۟} [سورۃ فاطر:28].

ترجمہ: اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ علم: تمام شریفانہ خصلتوں کی بنیاد ہے، جو انسان کو بلند مرتبے تک پہنچاتا ہے..

انسان اس مقام پر اسی وقت فائز ہو سکتا ہے جب علم سے لیس ہو، ہمیشہ اللہ سے علم کی دعا کرے، اور ہمارے رسول ﷺ کی اس دعا کو حرز جاں بنائے جس کی تعلیم اللہ نے آپ کو دی: ﴿وَقُل رَّبِّ زِدۡنِي عِلۡمٗا ١١٤﴾ [سورة طه:114].

ترجمہ: یہ دعا کر کہ پروردگار! میرا علم بڑھا۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سب سے جلیل القدر علم وہ ہے جو آپ کو اپنے رب سے قریب کر دے"۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "اگر اکثر لوگ اس لذت -یعنی علم کی لذت- اور اس کی عظمت شان سے بے خبر نہ ہوتے، تو اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے تلوار زنی کرتے، مگر اسے ناپسندیدگیوں کے پردے سے گھیر دیا گیا ہے اور لوگوں پر جہالت کا ایسا پردہ ڈال دیا گیا ہے جس نے انہیں اس لذت سے محروم کر دیا، تاکہ اللہ تعالی جسے چاہے اس (علم) سے سرفراز کرے، اللہ بڑے فضل واحسان والا ہے۔

اے اللہ! اے وسیع علم والے (رب)! ہمیں اس علم سے نواز جو ہمارے لیے مفید ہو، ہمیں اس علم سے فائدہ پہنچا جو تو نے ہمیں سکھایا اور ہمارے علم میں اضافہ فرما۔

(۴۱)
اَلْعَظِیْمُ جل لاله

تو پاک ہے اے عظیم وبرتر !

جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے، مالداری کے بعد فقیر ونادار بنا دیتا ہے، رفعت وبلندی کے بعد پستی اور طاقت و قوت کے بعد کمزوری وناتوانی سے دوچار کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بلندی عطا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے اپنی توفیق سے سرفراز کرتا ہے، جسے چاہتا ہے قبولِ عام عطا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے، یقیناتو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو عظیم وبرتر اور حلیم وبردبار ہے۔

عَظُمَت صِفاتُكَ يا عَظِيمُ فَجَلَّ أَن

يُحصِي الثَّناءَ عَليكَ فِيها قَائِلُ

ترجمہ: اے عظیم وبرتر (رب)! تیری صفات اتنی عظیم الشان ہیں کہ کسی کے بس میں نہیں کہ تیری ان صفات پر کماحقہ تعریف وثنا کرسکے۔

العظیم عزوجل: یہ اللہ کے خوبصورت ناموں میں سے ہے، یہ ہمارے عظیم وبرتر پروردگار کا ایک جلیل القدر نام ہے، جو اپنے دامن میں عظمت وجلال اور عزت وسرداری کے معانی سموئے ہوئے ہے۔

(یہ ایسا نام ہے جو) ہیبت وجلال کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے، اس کے حروف میں قوت اور معنی میں رفعت پائی جاتی ہے، اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:255].

ترجمہ: وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

العظیم عزوجل: عظمت والا ہے، اس کی شان نرالی ہے، اس کا مقام ومرتبہ بلند ہے، وہ عقل کی حدوں سے مافوق ہے، جس کی کیفیت وحقیقت کا ادراک اور تصور کرنا ممکن نہیں۔

ہمارا پروردگار اپنی ذات میں عظیم ہے، عظمت وجلال میں اس کے ہم مثل کوئی نہیں۔

اس کی عظمت ہی ہے کہ: تمام آسمان وزمین اس کی ہتھیلی میں رائی کے دانے سے بھی کمتر ہیں: { وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ وَٱلْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطْوِيَّٰتٌۢ بِيَمِينِهِۦ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٧﴾ } [سورۃ الزمر:67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالی کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "(اللہ تعالیٰ کی وسیع) کرسی کے مقابلے میں سات آسمان اس طرح ہیں جیسے بیابان زمین میں کوئی چھلا پڑا ہو اور پھر کرسی کے مقابلے میں (اللہ تعالیٰ کے) عرش کی ضخامت اس طرح ہے جیسے اس چھلے کے مقابلے میں بیابان کا وجود ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے]۔

کرسی اور عرش کی یہ عظمت ہے - جو کہ اللہ کی مخلوقات میں سے ہیں - تو اللہ پاک وبرتر کی عظمت کس قدر ہوگی جس کے لیے اعلی ترین مثال ہے، جو عرش پر مستوی ہے، اور جو عزیز وبرتر اپنی تمام مخلوقات پر بلند ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار اپنی صفات میں عظیم ہے، وہ کمال کی تمام تر صفات سے متصف ہے، اپنی رحمت و قدرت، اپنی نوازش اور جلال وجمال میں عظیم وبرتر ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے:" بڑائی (وکبریائی) میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند، تو جو کوئی ان دونوں چیزوں میں کسی کو مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

ہمارا پروردگار اپنے افعال میں عظیم وبرتر ہے، کیوں کہ یہ افعال (اللہ کے) عدل وحکمت، فضل واحسان اور ارادہ ومشیئت کی وسعت وکشادگی پر دال ہیں۔

وَهُو العَظِيمُ بِكُلِّ مَعنًى يُوجِبُ الَّتعظِيمَ لا يُحصِيهِ مِن إِنسانِ

ترجمہ: تعظیم کو واجب ٹھہرانے والے تمام تر معانی کے ساتھ وہ عظیم وبرتر ہے، اس کی عظمت کے ان معانی کو انسان شمار نہیں کر سکتا۔

اللہ عزیز وبرتر اپنی عظمت میں درجہ کمال پر فائز ہے: ﴿وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدۡرِهِۦ وَٱلۡأَرۡضُ جَمِيعٗا قَبۡضَتُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطۡوِيَّٰتُۢ بِيَمِينِهِۦۚ سُبۡحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ﴿٦٧﴾﴾ [سورۃ الزمر: 67]۔

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

ہاتھ اٹھا کر (دعا کریں)!

دعائیں خواہ جتنی بڑی اور زیادہ ہوں، وہ اللہ کے لیے بڑی نہیں، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے: "تم میں سے کوئی شخص جب دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے۔ بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے اور خواہش کا اظہار کرے کیونکہ اللہ جو کچھ بھی نوازتا ہے، وہ اس کے لیے بڑی بات نہیں" [اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے]۔

ہمارا پروردگار اپنی رحمت ومغفرت میں عظیم ہے، اپنی بردباری اور لطف وکرم میں عظیم ہے، اس کے لیے یہ بڑی بات نہیں کہ وہ بندے کو معاف کر دے۔

صحیحین کے اندر شفاعت والی حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، جو کہو گے سنا جائے گا، جو مانگو گے دیا جائے گا، جو شفاعت کروگے قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے رب! مجھے ان کے بارے میں بھی اجازت دیجئے جنھوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت، میرے جلال، میری کبریائی، میری بڑائی کی قسم! اس میں سے (میں) انہیں بھی نکالوں گا جنھوں نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہا ہے"۔

وِلَما قَسَا قَلْبِي وَضَاقَت مَذَاهِبِي جَعلتُ رَجَائِي نَحوَ عَفوِكَ سُلَّمًا

تَعَاظَمَنِي ذَنبِي فَلَمَّا قَرَنتُهُ بِعَفوِكَ رَبِّي صَارَ عَفوُكَ أَعظَمَا

ترجمہ: جب میرا دل سخت پڑ گیا اور میری راہیں تنگ ہو گئیں، تو تیرے عفو ودرگزر تک پہنچنے کے لیے میں نے اپنی امید کو زینہ بنالیا۔ میرے اوپر میرے گناہوں کا انبار ہو گیا، لیکن اے میرے پروردگار! جب میں نے تیرے عفو ودرگزر سے اپنے گناہوں کا موازنہ کیا تو تیرا عفوودرگزر اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر نظر آیا۔

جس نے عظیم وبرتر (پروردگار) کی پناہ لی وہ نجات پالیا...

رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: "آپ ﷺ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو فرماتے: «أَعوذُ باللهِ العَظِيمِ وَبِوَجهِهِ الكَرِيمِ وَسُلطَانِهِ القَدِيمِ مِن الشيطانِ الرَّجِيمِ» (میں اللہ عظیم کی، اس کی ذات کریم کی اور اس کی قدیم بادشاہت کی مردود شیطان سے پناہ چاہتا ہوں) کہا کہ: جب مسجد میں داخل ہونے والا آدمی یہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے: اب وہ میرے شر سے دن بھر کے لیے محفوظ کر لیا گیا" [حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

جو شخص اپنی زبان سے اللہ عزیز و برتر کی عظمت بیان کرے، قیامت کے دن اس کا میزان وزنی ہو گا، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے آپ نے فرمایا: "دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں « سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ وبحمدہ » "[اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

بلکہ اللہ نے اپنے بندوں کو اس نام کی تسبیح کرنے کا حکم دیا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

﴿ فَسَبِّحۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلۡعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ ﴾ [سورۃ الواقعۃ:74].

ترجمہ: اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کرو۔

نبی ﷺ نے بھی اپنی امت کو یہ حکم فرمایا کہ وہ نماز میں اس نام کی تسبیح کیا کریں: "رکوع میں عزیز و برتر رب کی عظمت بیان کرو" [مسلم]۔

فراخی و کشادگی کی کنجی:

جب کوئی ناگہانی مصیبت درپیش ہو، دم گھٹنے لگے اور فکر و غم سے نڈھال ہو جائیں تو یہ دعا پڑھیں: "لا إلهَ إلا اللهُ العظيمُ الحليمُ، لا إلهَ إلا اللهُ ربُّ العَرشِ العَظيمِ، لا إلهَ إلا اللهُ ربُّ السَّماواتِ وربُّ الأرضِ وربُّ العرشِ العَظيمِ" (ترجمہ: اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے) [بخاری و مسلم]۔

اگر کسی بادشاہ سے خوف محسوس ہو (تو جان رکھیے کہ) اللہ کی بادشاہت سب سے بڑی ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے: "اللهم! ربَّ السماواتِ السَّبعِ وربِّ العرشِ العَظيمِ! كُن لی جارًا مِن فُلانِ بنِ فلانٍ وأحزابِهِ مِن خَلائِقِكَ، أن يُفرِطَ عَلَيَّ أحدٌ مِنهم أو يَطغَى، عزَّ جارُكَ، وجلَّ ثَنَاؤُكَ، ولا إلهَ

إِلَّا أَنتَ" (ترجمہ: اے اللہ! سات آسمانوں اور عرش عظیم کے رب، فلاں بن فلاں اور اس کی جماعت سے - جو کہ تیری ہی مخلوق ہیں - مجھے اپنی پناہ عطا کر کہ ان میں سے کوئی مجھ پر ظلم یا سرکشی کرے، تیری پناہ بہت قوی ہے، تیری حمد و ثنا بہت بڑھ کر ہے، اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔

نبی ﷺ صبح و شام (زمین میں) دھنسنے سے عظمتِ الٰہی کی پناہ طلب کرتے تھے، آپ فرماتے: "اللهم! أَعوذُ بِعَظَمَتِكَ أَن أُغتالَ مِن تحتِي" (ترجمہ: میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اچانک اپنے نیچے سے پکڑ لیا جاؤں) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

یہی وجہ ہے کہ جو (اللہ) عظیم و برتر کی پناہ میں آجائے، اس کی قربت حاصل کر لے، اور پرہیزگاروں میں شامل ہو جائے تو وہ دنیا میں امن وامان سے بہرہ مند ہوتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب سے سرفراز ہوگا، اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يُكَفِّرۡ عَنۡهُ سَيِّـَٔاتِهِۦ وَيُعۡظِمۡ لَهُۥٓ أَجۡرًا ۝٥﴾ [سورۃ الطلاق:5]۔

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹا دے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔

اللہ کے نزدیک سب سے بڑا درجہ ان لوگوں کا ہے جن کے بارے میں اللہ عزیز و برتر فرماتا ہے:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمۡوَٰلِهِمۡ وَأَنفُسِهِمۡ أَعۡظَمُ دَرَجَةً عِندَ ٱللَّهِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَآئِزُونَ ۝٢٠﴾ [سورۃ التوبۃ:20]۔

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اور اللہ عزیز و برتر کی عظمت پر اس کا ایمان کم ہو جائے، تو اس کو بدلہ بھی اسی کے ہم مثل ملے گا جو کہ جہنم ہے - اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے! :- ﴿خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝٣٠ ثُمَّ ٱلۡجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝٣١ ثُمَّ فِي سِلۡسِلَةٖ ذَرۡعُهَا سَبۡعُونَ ذِرَاعٗا فَٱسۡلُكُوهُ ۝٣٢ إِنَّهُۥ كَانَ لَا يُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ ٱلۡعَظِيمِ ۝٣٣﴾ [سورۃ الحاقۃ:30-33]۔

ترجمہ: (حکم ہو گا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو۔ بیشک یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہ رکھتا تھا۔

بندہ مسلم اپنے رب کی تعظیم کیسے بجالائے؟

اللہ پاک وبرتر کی تعظیم کا طریقہ یہ ہے کہ: اس کے اسماء وصفات کی تعظیم کی جائے، دل سے اس کی تعظیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے محبت کی جائے، اس کی عظمت کا اعتراف کیا جائے اور اس کے لیے تواضع اور انکساری اختیار کی جائے، مسند احمد میں آیا ہے کہ: "جو شخص بڑا بنے اور اکڑ کر چلے، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہو گا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

اللہ پاک وبرتر کی تعظیم کا طریقہ یہ بھی ہے کہ: زبان سے (اس کی عظمت کا گن گایا جائے) اور کثرت سے اس کا ذکر واذکار کیا جائے: ﴿ فَسَبِّحۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلۡعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ ﴾ [سورۃ الواقعۃ:74].

ترجمہ: اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کرو۔

اعضاء وجوارح سے اللہ پاک وبرتر کی تعظیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ان کا استعمال کیا جائے، اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے، اسے فراموش نہ کیا جائے، اس کا شکر بجالایا جائے، اس کی ناشکری نہ کی جائے۔

اللہ پاک وبرتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ: اس کے رسولوں، فرشتوں اور عبادتوں کی تعظیم کی جائے، جیسے نماز، زکوۃ، روزہ، حج وعمرہ اور ان جیسے دیگر دینی شعائر اور احکام کی تعظیم: ﴿ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمۡ شَعَٰٓئِرَ ٱللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقۡوَى ٱلۡقُلُوبِ ﴿٣٢﴾ ﴾ [سورۃ الحج:32].

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں کی جو عزت وحرمت کرے اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے یہ ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ اس کی کتاب کی تعظیم کی جائے، کیوں اللہ پاک وبرتر نے اپنی معزز کتاب کو عظمت سے موصوف کیا ہے: ﴿ وَلَقَدۡ ءَاتَيۡنَٰكَ سَبۡعٗا مِّنَ ٱلۡمَثَانِي وَٱلۡقُرۡءَانَ ٱلۡعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ ﴾ [سورۃ الحجر:87].

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو سات آیتیں دے رکھی ہیں کہ دہرائی جاتی ہیں اور عظیم قرآن بھی دے رکھا ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ: اس کی حرمتوں اور مومنوں کی حرمتوں کی عزت کی جائے: { ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمۡ حُرُمَٰتِ ٱللَّهِ فَهُوَ خَيۡرٞ لَّهُۥ عِندَ رَبِّهِۦۗ } [سورۃ الحج:30].

ترجمہ: جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر کی تعظیم یہ بھی ہے کہ: بندہ اس کے کلام پر کسی کے کلام کو فوقیت نہ دے، خواہ وہ جس مقام ومرتبہ پر بھی فائز ہو: {يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُقَدِّمُواْ بَيۡنَ يَدَيِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٞ ١} [سورۃ الحجرات:1].

ترجمہ: اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

يَا فَاطِرَ الخَلقِ البَدِيعِ وَكَافِلاً	رِزقَ الجميعِ سَحابُ جُودِكَ هَاطِلُ
عَظُمَت صِفاتُكَ يَا عَظِيمُ فَجَلَّ أَن	يُحصِي الثَّناءَ عَليكَ فِيها قَائِلُ
هَا قَد أَتَيتُ وَحُسنُ ظَنِّي شَافِعِي	وَسائِلِي نَدِمٌ وَدَمعٌ سَائِلُ
فَاغفِر لِعَبدِكَ مَا مَضَى وَارزُقهُ تَو	فِيقًا لِما تَرضَى فَفَضلُكَ كَامِلُ
وَافعَل بِهِ مَا أَنتَ أَهلُ جَمِيلِهِ	وَالظَنُّ كُلُّ الظَنِّ أَنَّكَ فَاعِلُ

ترجمہ: اے انمول اور بے مثال مخلوق کی تخلیق کرنے والے اور تمام مخلوقات کے رزق کی ضمانت لینے والے (پروردگار!) تیری سخاوت وفیاضی کا بادل (ہمہ وقت) برستا رہتا ہے۔

اے عظیم وبرتر (پروردگار!) تیری صفات بہت عظیم اور برتر ہیں، کوئی حمد وثنا کرنے والا تیری حمد وثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

میں تیرے در پر آچکا ہوں، (تیرے تعلق سے) میرا حسن ظن میرا سفارشی ہے، ندامت و شرمندگی، اور بہتے آنسو میرے وسائل ہیں۔

تو اپنے بندے کے سارے سابقہ گناہوں کو معاف کر دے اور اسے اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا کر، تیرا فضل و احسان درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

اس کے ساتھ فضل و احسان کا وہ معاملہ کر جس کا تو اہل ہے، یقینِ کامل ہے کہ تو ایسا ضرور کرے گا۔

اے عظیم و برتر اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو ہمیں ان پرہیزگاروں میں شامل فرما جو نعمتوں والی جنت سے سرفراز ہوں گے۔

(۴۲)
اَلْقَوِیُّ ۔ جل جلالہ

يَا رَبِّ عُدتُ إِلى رِحابِكَ تَائِبًا مُستَسلِمًا مُستَمسِكًا بِعَرَاكَا
مَا لِي وَما لِلأَقوِياءِ وَأنتَ يَا رَبِّي عَظيمُ الشأنِ ما أَقوَاكَا
إِنِّي أَوَيتُ لِكُلِّ مَأوى فِي الحياةِ فَمَا رَأيتُ أَعَزَّ مِن مَأوَاكَا

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں تائب ہوکر، خود سپردگی کے ساتھ، اور تیرے بندھن کو تھامے ہوئے تیری بارگاہ میں واپس آچکا ہوں۔ (تیرے سامنے) میری اور دیگر تمام مضبوط وتوانا لوگوں کی کیا بساط، اے میرے پروردگار! تو عظیم الشان ہے، تو نہایت ہی قوی وتونگر ہے۔ میں نے دنیا کے ہر درگاہ پر جاکر دیکھ لیا، تیرے در سے زیادہ باعزت ٹھکانہ کوئی اور نہیں نظر آیا۔

ہم اپنے اس پاک وبرتر پروردگار کی بات کررہے ہیں جس کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ ﴿٥٨﴾﴾ [سورۃ الذاریات:58].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

نیز جو ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَرَدَّ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُواْ خَيْرًا ۚ وَكَفَى ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱلْقِتَالَ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾﴾ [سورۃ الأحزاب:25].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصے بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا، اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔

مزید جس کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٥﴾﴾ [سورۃ الحدید:25].

ترجمہ: بے شک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔

ہمارا قوی وتوانا پروردگار عزوجل وہ ہے جسے نہ کوئی کمزوری لاحق ہوتی ہے اور نہ کوتاہی، اور نہ ہی وہ اکتاہٹ اور سستی سے متاثر ہوتا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار وہ ہے جس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا، نہ کوئی اسے (اپنے ارادے سے) روک سکتا ہے، نہ کوئی اس (کی مشیئت کو) پھیر سکتا ہے، اور نہ کوئی اس کے فیصلے کو ٹال سکتا ہے، اس کے لیے مطلق قوت وطاقت اور مکمل ارادہ ومشیئت ہے۔

وہ عزیز وبرتر قوت وطاقت میں درجہ منتہا کو پہنچا ہوا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار اپنی قوت میں کامل ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اسے کسی بھی حال میں نہ تو تکان لاحق ہوتی ہے اور نہ عاجزی، وہ پاک وبرتر (اللہ) جس وقت چاہتا ہے، زمین یا آسمان میں اپنا حکم نافذ کرتا ہے۔

وہ عزیز وبرتر اپنی گرفت اور سزا میں بھی قوی وتوانا ہے۔

وہ تمام تر قوتوں میں منفرد ہے: {أَنَّ ٱلْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا} [سورة البقرة:165].

ترجمہ: تمام طاقت اللہ ہی کو ہے۔

وَهُوَ القَوِيُّ بِقُوَّةٍ فِي وَصفِهِ　　　وَعَلَيكَ يَقدِرُ يا أَخا السُّلطَانِ

ترجمہ: وہ قوی وتوانا ہے، اپنی صفت میں قوت وطاقت سے متصف ہے، اے بادشاہ! وہ تجھے (زیر کرنے) پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

ساری قوت وطاقت اسی سے حاصل ہوتی ہے...

ہمارے دل آخر کیوں نہ اس سے وابستہ رہیں؟! ہم اپنے مشاغلِ حیات اور ضروریات زندگی میں اس پر ہی کیوں نہ اعتماد کریں؟! ہم اس کی قوت وطاقت اور مالداری وبے نیازی کے بے حد محتاج ہیں!!

ہمیں صرف اس پاک وبرتر (اللہ) کی قوت اور توفیق سے ہی (کسی کام کی) قوت اور توفیق ملتی ہے، اس کی (توفیق اور قوت سے) ہی ہمیں گناہوں سے بچنے اور اپنے نفس کے شر کو دور کرنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔

یہ وہ قوت ہے جس سے اللہ عزیز وبرتر جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح عمومی رزق (کو اپنی مخلوقات کے درمیان تقسیم کرتا ہے)۔

انسان کمزور (مخلوق) ہے... وہ کمزور پیدا ہوا، کمزوری کی حالت میں اس کی ولادت ہوتی ہے، اور کمزوری کی حالت میں وہ مرتا ہے، اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: {وَخُلِقَ ٱلۡإِنسَٰنُ ضَعِيفٗا ﴿٢٨﴾} [سورۃ النساء:28].

ترجمہ: انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: { ۞ ٱللَّهُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعۡفٖ ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعۡدِ ضَعۡفٖ قُوَّةٗ ثُمَّ جَعَلَ مِنۢ بَعۡدِ قُوَّةٖ ضَعۡفٗا وَشَيۡبَةٗۚ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُۖ وَهُوَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡقَدِيرُ ﴿٥٤﴾} [سورۃ الروم:54].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر اس کمزوری کے بعد توانائی دی، پھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ سب سے پورا واقف اور سب پر پورا قادر ہے۔

اللہ کے شب وروز...

جب بہت سے لوگوں نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا کہ -انسان اپنی اصلیت میں ایک کمزور مخلوق ہے اور اسے ہر کام کی قوت وطاقت اللہ سے ہی حاصل ہوتی ہے- تو شیطان نے انہیں اپنی قوت کے غرور میں اس قدر مبتلا کر دیا کہ وہ اللہ عزیز وبرتر کی قوت کو بھول بیٹھے، انجام کار اپنی گمراہی میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے!...

قوم عاد کو ہی دیکھ لیں جس کے بارے میں اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: { فَأَمَّا عَادٞ فَٱسۡتَكۡبَرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ بِغَيۡرِ ٱلۡحَقِّ وَقَالُواْ مَنۡ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةًۖ أَوَلَمۡ يَرَوۡاْ أَنَّ ٱللَّهَ ٱلَّذِي خَلَقَهُمۡ هُوَ أَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةٗۖ وَكَانُواْ بِـَٔايَٰتِنَا يَجۡحَدُونَ ﴿١٥﴾} [سورۃ فصلت:15].

ترجمہ: اب عادنے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کردی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔

جب ھود علیہ السلام نے ان سے کہا کہ: اللہ سے ڈرو اور صرف اسی کی عبادت کرو تو وہ کہنے لگے: { مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً }

ترجمہ: ہم سے زور آور کون ہے۔

ہم نے بندوں کو زیر کردیا، ہم اپنی قوت کے بل پر کسی بھی عذاب کو ٹال سکتے ہیں!!... انہیں ان کی طویل جسامت نے دھوکے میں ڈال دیا، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "ان میں کا سب سے طویل انسان: سو گز کا تھا، جب کہ سب سے ناٹا شخص: ساٹھ گز کا تھا"۔

جب ان کا چیلنج اپنی حد کو پہنچ گیا اور وہ نافرمانی اور بگاڑ کی انتہا کو پہنچ گئے تو اللہ عزیز وبرتر نے ان پر اپنی ایک فوج بھیج دی: (وہ تھی) نحوست کے دنوں میں تیز و تند آندھی، اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: { فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾ } [سورۃ فصلت:16].

ترجمہ: بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز و تند آندھی منحوس دنوں میں بھیج دی کہ انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں، اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے اور وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔

پوری تاریخ میں روئے زمین پر اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ: جو شخص اپنی قوت وطاقت پر غرور و تکبر کرتا ہے اس کا انجام قومِ عاد ہی کی طرح ہوتا ہے کہ اسے زبردست وزور آور بادشاہ کی قوت اپنے شکنجے میں لے لیتی ہے۔

اسی لیے اللہ پاک وبرتر نے فرمایا: {قُلۡ سِيرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ ثُمَّ ٱنظُرُواْ كَيۡفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلۡمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾} [سورۃ الأنعام:11].

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

شاید کہ وہ گزری ہوئی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں! بہت سی قوموں نے اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کیا، اپنی قوت وطاقت، شان وشوکت اور دنیا کی عمارتوں پر کبر وغرور کرتے رہے، پھر انہیں اللہ نے بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑ لیا: {فَكُلًّا أَخَذۡنَا بِذَنۢبِهِۦۖ فَمِنۡهُم مَّنۡ أَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِ حَاصِبٗا وَمِنۡهُم مَّنۡ أَخَذَتۡهُ ٱلصَّيۡحَةُ وَمِنۡهُم مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ ٱلۡأَرۡضَ وَمِنۡهُم مَّنۡ أَغۡرَقۡنَاۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلَٰكِن كَانُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ يَظۡلِمُونَ ﴿٤٠﴾} [سورۃ العنکبوت:40].

ترجمہ: پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کر لیا، اوران میں سے بعض کو زور دار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، اللہ تعالی ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غزوہ احزاب کے موقع پر گھیرے میں لے لیا تا کہ ان کے وجود کو روئے زمین سے مٹا ڈالیں، لیکن اللہ عزیز وبرتر نے آندھی کی شکل میں اپنی ایک فوج بھیجی جس نے انہیں مدینہ کے گردونواح سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا: {وَرَدَّ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِغَيۡظِهِمۡ لَمۡ يَنَالُواْ خَيۡرٗاۚ وَكَفَى ٱللَّهُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٱلۡقِتَالَۚ وَكَانَ ٱللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزٗا ﴿٢٥﴾} [سورۃ الأحزاب:25].

ترجمہ: اللہ تعالی نے کافروں کو غصے میں بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا، اور اس جنگ میں اللہ تعالی خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا، اللہ تعالی بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔

ایک بچہ، بادشاہِ وقت کو ہلاک کر دیتا ہے، پانی ایک قوم کو غرق کر ڈالتا ہے، سمندر مکمل لشکر کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے، مچھر نمرود کو ذلیل کر دیتا ہے، زمین قارون کو نگل جاتی ہے اور پرندے ابرہہ کو روند ڈالتے ہیں..

یقیناوہ(اللہ)بڑی قوتوں والا ہے،وہ پاک وبرتر اپنی قوت سے آپ کو حیرت میں ڈال دیگا۔

إِلَى اللهِ كُلُّ الأَمرِ فِي الخَلقِ كُلِّهِ وَلَيسَ إِلَى الخَلقِ شَيءٌ مِن الأَمرِ

ترجمہ: ساری مخلوقات کے تمام تر امور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں، مخلوق کے بس میں کچھ بھی نہیں۔

کیا میں آپ کو نہ بتادوں؟!

اللہ کے اسم گرامی (القوی- بڑی قوتوں والا تونگر) کے تعلق سے بندہ کا علم جس قدر بڑھے گا اسی کے بقدر اللہ عزیز وبرتر پر اس کا بھروسہ بھی بڑھے گا، وہ اپنی قوت اسی (اللہ) سے حاصل کرے گا، بایں طور کے اپنی طاقت وقوت سے براءت کا اظہار کرے گا، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے اپنے صحابہ کرام سے عرض کیا: "میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ وہ ہے "لا حول ولا قوۃ إلا باللہ" [اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں]۔ یعنی: ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کی طاقت وقدرت صرف اللہ پاک وبرتر کی مدد واعانت اور اس کی توفیق وتائید سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مشکل معاملات کو سلجھانے میں، مشقتوں کو جھیلنے میں، بادشاہوں اور پرہیبت شخصیتوں سے ملاقات کرنے میں، سخت اور دشوار مراحل کو طے کرنے میں اور فقر وفاقہ کو دور کرنے میں اس کلمہ کی عجیب وغریب تاثیر ہوتی ہے!"۔

اللہ پاک وبرتر کو یہ محبوب ہے کہ وہ آپ کو تواضع وانکساری کے ساتھ اس کی قوت وطاقت کا ذکر کرتے ہوئے دیکھے: ﴿ وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ ٱللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا۠ أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ﴿٣٩﴾ ﴾ [سورۃ الکھف:39].

ترجمہ: تو نے اپنے باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ اللہ کا چاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد ہے، اگر تو مجھے مال واولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالی اپنے خاکسار بندوں سے محبت تو کرتا ہی ہے، ساتھ ہی وہ طاقتور مومنوں کو بھی محبوب رکھتا ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "طاقتور مومن اللہ تعالی کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور پیارا ہے، اور دونوں میں سے ہر ایک میں خیر ہے" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

یہ دونوں صفتیں-تواضع اور تونگری- اللہ عزوجل کے اس فرمان میں یکجا مذکور ہیں: ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلۡكَٰفِرِينَ ﴾ [سورۃ المائدۃ:54].

ترجمہ: وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر۔

امت اسلامیہ کی قوت وطاقت کا انحصار محض علم اور عمل پر ہے، کیوں کہ اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے:

﴿وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن قُوَّةٖ وَمِن رِّبَاطِ ٱلۡخَيۡلِ تُرۡهِبُونَ بِهِۦ عَدُوَّ ٱللَّهِ وَعَدُوَّكُمۡ وَءَاخَرِينَ مِن دُونِهِمۡ لَا تَعۡلَمُونَهُمُ ٱللَّهُ يَعۡلَمُهُمۡۚ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيۡءٖ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ يُوَفَّ إِلَيۡكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تُظۡلَمُونَ ٦٠﴾ [سورۃ الأنفال:60].

ترجمہ: تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جان رہا ہے۔

تم اللہ کے لیے ویسے ہو جاؤ جیسے وہ چاہتا ہے، وہ تمہارے لیے تمہاری چاہت وارادے سے بڑھ کر ہو جائے گا!

اے اللہ، اے قوت والے.. زبردست! ہمیں ظالم قوموں پر نصرت وفتح عطا کر۔

(۴۳)
اَلْمَتِیْنُ جل جلالہ

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: "ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر جنگل کی طرف نکل گیا، اس کی بیوی نے کہا: اے اللہ! ہم کو رزق دے کہ ہم آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا سکیں۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹب آٹے سے بھرا ہوا ہے، تنور میں (جانور کی) پسلیوں کا بھنا ہوا گوشت موجود ہے اور چکی غلہ پیس رہی ہے۔ اس نے کہا: یہ رزق کہاں سے آگیا؟ اس کی بیوی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق ہے، جب اس نے ارد گرد سے چکی صاف کی (تو وہ رک گئی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ اسے اسی حالت پر چھوڑے رکھتا تو وہ روز قیامت تک آٹا پیستی رہتی" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔

یہ اس شخص کے لیے پیغام ہے جو غم واندوہ سے دوچار ہو، جس کی حالت کمزور اور پسپا ہو چکی ہو، جو زندگی سے اوب چکا ہو، اپنے شب وروز سے تنگ آچکا ہو، حزن وملال کا تلخ گھونٹ گلے سے اتار رہا ہو، اس کے لیے بشارت ہے کہ قریبی فتح ونصرت اور کھلی کامیابی اس کی دہلیز پر ہے، تنگی کے بعد فراخی، سختی کے بعد آسانی اور کمزوری کے بعد قوت وتوانائی حاصل ہو کر رہتی ہے: {وَعۡدَ ٱللَّهِ لَا يُخۡلِفُ ٱللَّهُ وَعۡدَهُۥ} [سورۃ الروم:6].

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالی اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

آیئے ہم اللہ کے اسمائے حسنی میں سے ایک اسم گرامی: (المتین جل وعلا - زور آور) پر غور وفکر کریں۔

{إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلۡقُوَّةِ ٱلۡمَتِينُ ﴿٥٨﴾} [سورۃ الذاریات:58].

ترجمہ: اللہ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار المتین، یعنی: زور اور قوت والا ہے۔

وہ پاک وبرتر اپنی قوت وقدرت میں منتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے، چناں چہ وہ سخت قوت اور بڑی توانائی والا ہے، اس کی قوت کبھی ختم نہیں ہو سکتی، نہ اسے اپنے کاموں میں مشقت اور تکان لاحق ہوتی ہے، ہر قسم کی عزت وشوکت اسی کے لیے ہے، وہ اپنے معاملہ پر غالب ہے، وہ ایسی قدرت کا مالک ہے کہ اسے عاجزی نہیں لاحق ہو سکتی۔

وہ کہاں ہیں؟!

اللہ نے ہمیں یہ بیان کیا ہے کہ وہ پاک وبرتر المتین-زور آور ہے: ان قوموں کے لیے جو اس کے حکم سے روگردانی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کریں، نیز قوت وغلبہ کا دعوی کریں، اللہ تعالی ایسی قوم کا سخت محاسبہ کرتا ہے: ﴿فَأَمَّا عَادٌ فَٱسۡتَكۡبَرُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ بِغَيۡرِ ٱلۡحَقِّ وَقَالُواْ مَنۡ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةًۖ أَوَلَمۡ يَرَوۡاْ أَنَّ ٱللَّهَ ٱلَّذِي خَلَقَهُمۡ هُوَ أَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةًۖ وَكَانُواْ بِـَٔايَٰتِنَا يَجۡحَدُونَ ١٥﴾ [سورۃ فصلت:15].

ترجمہ: اب عاد نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔

اس کا انجام کیا ہوا، اس کو اللہ بزرگ وبرتر نے یوں بیان فرمایا: ﴿فَأَصۡبَحُواْ لَا يُرَىٰٓ إِلَّا مَسَٰكِنُهُمۡۚ كَذَٰلِكَ نَجۡزِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلۡمُجۡرِمِينَ ٢٥﴾ [سورۃ الأحقاف:25].

ترجمہ: وہ ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، گناہ گاروں کے گروہ کو ہم یونہی سزا دیتے ہیں۔

أَينَ الْملوكُ وَمَن بِالأَرضِ قَد عَمَرُوا ... قَد فَارَقُوا مَا بَنَوا فِيهَا وَمَا عَمَرُوا
وَأَصبَحُوا رَهنَ قَبرٍ بِالَّذِي عَمِلُوا ... عَادُوا رَمِيمًا بِهِ مِن بَعدِ مَا دَثَرُوا
أَينَ العَساكِرُ مَا رَدَّت وَمَا نَفَعَت ... أَينَ مَا جَمَعُوا فِيهَا وَمَا ادَّخَرُوا
أَتَاهُم أَمرُ رَبِّ العَرشِ فِي عَجَلٍ ... لَم يُنجِهِم مِنهُ أَموالٌ وَلَا نَصَرُوا

ترجمہ: شاہان عالم اور زمین کو (نت نئ) عمارتوں سے آباد کرنے والے لوگ کہاں ہیں، وہ اپنی بنائی ہوئی عمارتوں اور اپنی بسائی ہوئی (بستیوں) کو چھوڑ کر (دائمی منزل کی طرف) کوچ کر گئے۔ وہ اپنے عمل کے بدلے قبر کے گروی ہو گئے، (ان کی ہڈیاں گل کر) بے نشاں ہو گئیں اور وہ قبر کے اندر خاک ہو گئے۔

(قوت وسطوت رکھنے والی) فوجیں کہاں ہیں، (ان کی قوت وسطوت) نہ تو (ان کی موت کو) ٹال سکی اور نہ انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکی، کہاں ہے (وہ مال ودولت) جو انہوں نے دنیا میں جمع کیا اور ذخیرہ اندوزی کی۔ عرش والے (پروردگار) کا حکم انہیں اچانک سے آ پہنچا، پھر نہ تو مال ومنال انہیں (موت وہلاکت سے) نجات دے سکے اور نہ ہی (دنیا والوں نے) ان کی نصرت ومدد کی۔

آپ کی تمنا پوری ہو کر رہے گی...

سچا اور حقیقی مومن جانتا اور یقین رکھتا ہے کہ: اللہ عزیز وبرتر قوت والا اور زور آور ہے، اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے، وہ آرزوؤں کو پوری کرتا ہے، قریب کو نزدیک اور خواب کو حقیقت میں بدل دیتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیے کہ وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بے آب وگیاہ وادی میں آتے ہیں، اس وادی میں کمزور بیوی اور ناتواں شیر خوار کو بساتے ہیں، اور اللہ کی قوت پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے گویا ہوتے ہیں:

{رَّبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ }

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔

اے میرے پرودرگار! میں نے انہیں تیرے در سے قریب کر دیا ہے اور تیرے سوا ہر ایک سے ان کی امید ختم کر دی ہے: {رَبَّنَا لِيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ } ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔

میرے پروردگار! تاکہ وہ تیری خدمت کریں، کیوں کہ تو ان کی خدمت کا مجھ سے اور ان سے زیادہ حقدار ہے:

{فَٱجۡعَلۡ أَفۡـِٔدَةٗ مِّنَ ٱلنَّاسِ تَهۡوِيٓ إِلَيۡهِمۡ } [سورۃ إبراهيم:37].

ترجمہ: تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔

جب انہیں کسی چیز کی ضرورت در پیش ہو تو بندوں کو ان کے لیے مسخر کر دے، یقینا تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اگر آپ کمزور وناتواں ہیں تو آپ کا رب قوت والا اور زور آور ہے، اس لیے خوف نہ کھائیں! کیوں کہ آپ ایک طاقتور اور زور آور (پروردگار) کے بندے ہیں، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے، جو اللہ کے ذریعہ بے نیازی حاصل کرتا ہے، اللہ اسے بے نیاز کر دیتا ہے، اللہ بزرگ وبرتر کو اس بات پر غیرت آتی ہے کہ مومن کا دل اس کے علاوہ کسی اور سے وابستہ رہے، وہ اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ کرے، یا اس کو چھوڑ کر کسی اور کی پیروی کرے، یا اس کے سوا کسی اور کے سامنے دست سوال دراز کرے۔

یوسف علیہ السلام کا قصہ نہایت عمدہ اور بے حد واضح قصوں میں سے ایک ہے، کیوں کہ اس کے اندر ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف، ایک آزمائش سے دوسری آزمائش پھر انعام ونوازش کی طرف، ذلت وپستی سے عزت وسربلندی کی طرف، غلامی سے بادشاہی کی طرف، اختلاف اور جدائی سے وصال اور اتحاد کی طرف، حزن وملال سے فرحت وسرور کی طرف، خوش حالی سے قحط سالی، اور پھر خوش حالی کی طرف اور انکار سے اقرار کی طرف منتقل ہونے کے مختلف واقعات آئے ہیں۔

آپ قوت والے (اللہ کو چھوڑ کر) اپنی شکایت کمزور انسان کے سامنے پیش نہ کریں۔

وَإِذا شَكوتَ إِلى ابنِ آدَمَ إِنَّما تَشكُو الرَّحِيمَ إِلى الَّذِي لَا يَرحَمُ

ترجمہ: اگر آپ ابن آدم کے سامنے شکایت کرتے ہیں تو گویا آپ رحیم ومہربان (اللہ سے منہ موڑ کر) ایسے شخص سے شکایت کرتے ہیں جو رحم نہیں کرتا۔

قوت وطاقت اس میں مضمر ہے کہ آپ تمام مخلوقات کو چھوڑ کر اللہ عزیز وبرتر سے وابستہ ہو جائیں، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی، امت اسلامیہ کی حالت زار کو آپ نہیں دیکھتے کہ جب انہوں نے اللہ پر اعتماد وبھروسہ کرنا چھوڑ دیا، اپنی امیدیں دشمنوں سے قائم کرنے لگے؟! تو اللہ کے نزدیک رسوا ہوئے اور دشمنوں کی نظر

میں بھی گر گئے! انجام کار ذلت و مسکنت کی زندگی گزرانے پر مجبور ہیں، ان کی عزت و شوکت اس وقت تک بازیافت نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ صرف قوت وزور والے اللہ وحدہ لاشریک لہ سے اپنا رشتہ نہ جوڑ لیں۔

اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿كَتَبَ ٱللَّهُ لَأَغۡلِبَنَّ أَنَا۠ وَرُسُلِيٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٞ ٢١﴾ [سورة المجادلة:21].

ترجمہ: اللہ تعالی لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔ یقیناً اللہ تعالی زور آور اور غالب ہے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (المتین-زور آور) کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں کہ: تو ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو معاف فرمادے۔

(۴۴، ۴۵، ۴۶)
اَلْقَادِرُ اَلْقَدِيرُ اَلْمُقْتَدِرُ جل جلاله

جو شخص اللہ کے حکم پر قائم رہتا ہے، اللہ عزیز و برتر اس کے معاملات کو قائم رکھتا ہے، جو اپنی تمام (نعمتوں) کو اللہ کے لیے استعمال کرتا ہے، اللہ عزیز و برتر اس کے لیے اپنی تمام (مخلوقات) کو مسخر کر دیتا ہے، یہ پوری کائنات اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ بزرگ و برتر ہر طرح کی قدرت کا مالک ہے۔

مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "دریں اثنا کہ ایک شخص چٹیل میدان میں تھا کہ اس نے بادل میں ایک آواز سنی: فلاں کے باغ کو سینچ دو، (اس آواز کے بعد) بادل ایک طرف چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پر جا کر برس گیا، وہ شخص اس سرزمین کی طرف بھاگا بھاگا آیا، کیا دیکھتا ہے کہ (بارش کا) پانی مختلف نالیوں میں بہہ رہا ہے، ان میں سے ایک نالی ایسی ہے جو پورے پانی کو اپنے اندر سمو رہی ہے، وہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے گیا، دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا پانی کو اپنے پھاوڑے سے ادھر اُدھر کر رہا ہے، اس نے باغ والے سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: فلاں نام ہے، وہی نام جو بادل میں سنا تھا، پھر باغ والے نے اس شخص کہا: اے اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟ وہ بولا: میں نے بادل میں ایک آواز سنی (جو کہ اس شخص کا نام تھا) جس کا یہ پانی ہے، کوئی تیرا نام لے کر کہتا ہے کہ فلاں کے باغ کو سینچ دے۔ تو اس باغ میں اللہ کے احسان کی کیا شکر گزاری کرے گا؟ باغ والے نے کہا: جب کہ تو نے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو (بتا دیتا ہوں کہ) میں اس باغ سے پیدا ہونے والی فصل کا انتظار کروں گا، (جب فصل نکل آئے تو) اس کی ایک تہائی خیرات کروں گا، ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھائیں گے، اور ایک تہائی اس باغ کی مرمت پر خرچ کروں گا"۔

{وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعۡجِزَهُۥ مِن شَيۡءٖ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَلِيمٗا قَدِيرٗا ﴿٤٤﴾} [سورۃ فاطر:44].

ترجمہ: اللہ ایسا نہیں کہ کوئی چیز اس کو ہرادے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

{أَلَمۡ تَعۡلَمۡ أَنَّ ٱللَّهَ لَهُۥ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ وَيَغۡفِرُ لِمَن يَشَآءُۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٌ ﴿٤٠﴾} [سورۃ المائدۃ:40].

ترجمہ: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالی ہی کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کر دے، اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اور نہ کوئی مقصد اس سے فوت ہوتا ہے، جب کہ مخلوق کا معاملہ اس کے برعکس ہے، وہ بزرگ وبرتر عاجزی سے پاک وبرتر اور سستی وتکان سے مبرا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار وہ ہے جو ہر چیز پر قوت وغلبہ اور طاقت وقدرت رکھتا ہے، وہ بزرگ وبرتر اپنی قوت میں کامل ہے، اس نے اپنی قدرت سے تمام مخلوقات کو وجود میں لایا، اس نے اپنی قدرت سے ان کی تدبیر کی، اپنی قدرت سے انہیں درست کیا اور محکم انداز میں (ان کی تخلیق) کی، وہ اپنی قدرت سے زندگی اور موت دیتا ہے، بندوں کو جزا وسزا کے لیے دوبارہ زندہ کرے گا، نیکوکار کو اس کی نیکی کا اور بدکار کو اس کی بدی کا بدلہ دے گا۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار وہ ہے کہ: {إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾} [سورۃ یس:82].

ترجمہ: جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرمادینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

وَهُوَ القَدِيرُ لَيسَ يُعجِزُهُ إِذَا   مَا رَامَ شَيئًا قَطُّ ذُو سُلطانِ

ترجمہ: وہ قدرت والا (پروردگار) ہے، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی بادشاہ کبھی بھی اسے (اپنے ارادے میں) عاجز وناکام نہیں کر سکتا۔

اس کا کمالِ قدرت...

ہمارے عزیز وبرتر پروردگار کی یہ قدرت ہے کہ وہ: ﴿يُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ وَيَغۡفِرُ لِمَن يَشَآءُۗ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٌ ۝٤٠﴾ [سورۃ المائدۃ:40].

ترجمہ: جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کردے، اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

وہ بزرگ وبرتر: ﴿ٱلۡقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عَذَابٗا مِّن فَوۡقِكُمۡ أَوۡ مِن تَحۡتِ أَرۡجُلِكُمۡ أَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ شِيَعٗا وَيُذِيقَ بَعۡضَكُم بَأۡسَ بَعۡضٍۗ ٱنظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ ٱلۡأٓيَٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَفۡقَهُونَ ۝٦٥﴾ [سورۃ الأنعام:65].

ترجمہ: اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کرکے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھادے۔

اللہ کی قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ: ہم چاہے جہاں کہیں بھی ہوں، اللہ اس بات پر قادر ہے کہ ہمیں ایک ساتھ جمع کردے: ﴿أَيۡنَ مَا تَكُونُواْ يَأۡتِ بِكُمُ ٱللَّهُ جَمِيعًاۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ۝١٤٨﴾ [سورۃ البقرۃ:148].

ترجمہ: جہاں کہیں بھی تم ہوگے، اللہ تمہیں لے آئے گا۔ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

ہمارے بزرگ وبرتر پروردگار نے ہمیں جن چیزوں کے ذریعہ اپنی عظیم قدرت سے روشناس کرایا ہے، ان میں یہ بھی ہے کہ: وہ پاک وبرتر رب قیامت کے دن پوری زمین کو اپنے ہاتھ میں اٹھا رکھے گا اور تمام آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهَ حَقَّ قَدۡرِهِۦ وَٱلۡأَرۡضُ جَمِيعٗا قَبۡضَتُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ مَطۡوِيَّٰتُۢ بِيَمِينِهِۦۚ سُبۡحَٰنَهُۥ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشۡرِكُونَ ۝٦٧﴾ [سورۃ الزمر:67].

ترجمہ: ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

تقدیریں لکھی جاچکی ہیں...

ہمارا بزرگ وبرتر پرور گار تقدیریں مقدر کرنے اور انہیں تقسیم کرنے والا ہے، وجود میں لانے سے پہلے ہی وہ ہر چیز کی تقدیر اور اس کے زمانۂ (وقوع) سے آگاہ تھا، پھر اس نے اپنے علمِ سابق کی بنا پر اسے وجود میں لایا: { ذَٰلِكَ تَقۡدِيرُ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ } [سورۃ یس:38].

ترجمہ: یہ غالب اور باعلم اللہ تعالی کا مقرر کردہ ہے۔

اللہ نے مخلوقات کی تقدیر کو ان کی تخلیق سے ہزاروں سال قبل ہی تحریر کر دیا، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے مخلوقات کی تقدیر کو آسمان اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے ہی لکھ دیا، اس وقت پروردگار کا عرش پانی پر تھا" [مسلم]۔

یہی وجہ ہے کہ تقدیر (ہمارے) ایمان کا حصہ ہے، جب جبریل علیہ السلام نے رسول ﷺ سے ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے روایت کردہ ہیں]۔

آپ تعجب نہ کریں!

ہمارے بزرگ وبرتر پروردگار نے اپنی کتاب میں (اپنی قدرت پر) تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، تاکہ ہمیں اپنی قدرت سے آگاہ کرسکے: { وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعۡجِزَهُۥ مِن شَيۡءٖ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَلِيمٗا قَدِيرٗا ﴿٤٤﴾ } [سورۃ فاطر:44].

ترجمہ: اللہ ایسا نہیں کہ کوئی چیز اس کو ہرادے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

جب اللہ عزیز وبرتر آپ کی مدد کرنا چاہتا ہے تو ایسی چیز کو (آپ کی مدد کے لیے) مسخر کر دیتا ہے جو عام طور پر (نصرت کے) اسباب میں شمار نہیں ہوتی، (لیکن حکم الہی کی وجہ سے) وہ سب سے بڑا سبب قرار پاتی ہے۔

جب قدرت رکھنے والا عزیز وبرتر آپ کو عزت واکرام سے نوازنا چاہتا ہے تو اس شخص کو آپ کی سب سے بڑی نوازش وانعام کا ذریعہ بنا دیتا ہے جس سے آپ کو خیر کی کوئی امید نہیں ہوتی۔

جب قدرت والا عزیز وبرتر (پروردگار) آپ سے برائی کو دور کرنا چاہتا ہے، تو آپ کو برائی کے قریب نہیں جانے دیتا، یا برائی کو آپ تک پہنچنے نہیں دیتا ہے۔

جب عزیز وبرتر (پروردگار) آپ کو گناہ سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو آپ کے دل میں اس کی نفرت پیدا کر دیتا ہے، یا اسے آپ کے لیے دشوار کر دیتا ہے، یا آپ کو اس سے متنفر کر دیتا ہے، یا ایسا کرتا ہے کہ جب آپ اس کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں تو کوئی رکاوٹ آپ کو اس سے پھیر دیتی ہے۔

ہمارے لیے کتنا ضروری ہے کہ ہم قدرت والے عزیز وبرتر (پروردگار) کے در پر دستک دیں (اور اس سے دعا کریں)!

ابرہیم خلیل علیہ السلام اپنے اہل خانہ کو اپنے عزیز وبرتر پروردگار کے سپرد کرنے کے بعد یہ دعا کرتے ہیں:

{وَٱرْزُقْهُم مِّنَ ٱلثَّمَرَٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾} [سورۃ إبراهيم:37].

ترجمہ: انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما تاکہ یہ شکر گزاری کریں۔

اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ مکہ صدیوں سے دلوں کی محبت کا مرکز رہا ہے۔

سلیمان علیہ السلام دعا کرتے ہیں: {رَبِّ هَبْ لِى حُكْمًا وَأَلْحِقْنِى بِٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٨٣﴾} [سورۃ الشعراء:83].

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے قوتِ فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ اللہ عزوجل نے جنوں کو ان کے ماتحت کر دیا۔

یونس علیہ السلام رات کی تاریکی، سمندر (کی گہرائی) اور مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کرتے ہیں: ﴿لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ٨٧﴾ [سورۃ الأنبیاء:87].

ترجمہ: الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا۔

چناں چہ مچھلی کا پیٹ ان کے لیے پر سکون جائے قرار بن جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: "اللهُمَّ إِنِّي أَستَخِيرُكَ بِعِلمِكَ وَأَستَقدِرُكَ بِقُدرَتِكَ وَأَسأَلُكَ مِن فَضلِكَ، فَإِنَّكَ تَقدِرُ ولا أَقدِرُ" (اے اللہ! میں تیرے علم کے طفیل اس کام میں خیریت طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل کا سوالی ہوں، کیوں کہ تجھے قدرت ہے اور مجھے نہیں) [اسے بخاری نے روایت کیا ہے]۔

ہر قسم کے شر اور اذیت سے اللہ عزیز و برتر کی قدرت کی پناہ طلب کی جاتی ہے: نبی مصطفی ﷺ نے مریض کو جو دعا سکھائی، اس میں یہ بھی ہے کہ وہ یہ دعا سات مرتبہ پڑھے: "أَعوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدرَتِهِ مِن شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ" (یعنی: میں اللہ تعالی کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں) [مسلم]۔

اللہ عز و جل کا فرمان ہے: ﴿وَٱللَّهُ قَدِيرٞۚ وَٱللَّهُ غَفُورٞ رَّحِيمٞ ٧﴾ [سورۃ الممتحنۃ:7].

ترجمہ: اللہ کو سب قدرتیں ہیں اور اللہ (بڑا) غفور رحیم ہے۔

اس آیت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اللہ عزیز و برتر کمالِ قدرت رکھنے کے باوجود اپنے بندوں کو معاف کرتا اور ان پر رحم و کرم فرماتا ہے، کوئی گناہ اس کے نزدیک اتنا بڑا نہیں کہ جسے وہ معاف نہ کر سکے، نہ کوئی عیب اس کے لیے اتنا بڑا ہے کہ جس پر وہ پردہ نہ ڈال سکے، اور نہ کوئی رحمت ایسی ہے جسے وہ (اپنے بندوں تک) پہنچا نہ سکے۔

ہر وہ شخص جو کسی پر قدرت رکھتا ہے، اس کے پاس اتنی قدرت اور قوت نہیں ہوتی کہ اسے معاف کر دے اور اس پر رحم کھائے۔

اور نہ ہی ہر وہ شخص جو معاف کرتا اور رحم کھاتا ہے، اس کے پاس قدرت و قوت ہوتی ہے، اللہ بزرگ و برتر کمالِ قدرت کے باوجود بہت زیادہ معاف کرتا اور بے حد رحم فرماتا ہے۔

ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے:

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسۡبُهُۥٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَٰلِغُ أَمۡرِهِۦۚ قَدۡ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَيۡءٖ قَدۡرٗا ٣﴾ [سورۃ الطلاق:3].

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اللہ تعالی اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالی نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

جو اپنے پروردگار سے ڈرتا اور اس پر بھروسہ کرتا ہے، اللہ کی مدد اس سے دور نہیں رہتی اور نہ وہ رحمت الٰہی سے مایوس ہوتا ہے، فراخی اسے لامحالہ مل کر رہتی ہے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر ہر چیز پر قادر ہے۔

لیکن اللہ عزیز و برتر نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے، اس کا ایک وقت متعین ہے جسے وہ تجاوز نہیں کر سکتا، جب اس مقرر کردہ چیز کا وقت آتا ہے تو اس کے رونما ہونے میں نہ ایک گھڑی دیر ہوتی ہے اور نہ ایک پل جلدی۔

بندہ کسی معاملے میں مایوس ہو کر سوتا ہے اور جب جاگتا ہے تو وہ مسئلہ حل ہو چکا ہوتا ہے اور فراخی کی راہ کھل چکی ہوتی ہے: ﴿وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ مُّقۡتَدِرًا ٤٥﴾ [سورۃ الکھف:45].

ترجمہ: اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

مصیبت کا ایک وقت متعین ہے، جس کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے، اس کی ایک خاص مدت ہے جس کو پورا کرنے کے بعد وہ (فراخی) میں بدل جاتی ہے۔ کیوں کہ اللہ عزوجل نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

درخت اس وقت تک پھل نہیں دیتا جب تک کہ اس کا موسم نہ آجائے، سورج اس وقت تک طلوع نہیں ہوتا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے، حاملہ عورت اس وقت تک بچہ نہیں جنتی جب تک کہ اس کی میعاد مکمل نہ ہو جائے: { قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ } [سورۃ الطلاق:3].

ترجمہ: اللہ تعالی نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اے اللہ! ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم کر، یقینا تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۴۷)
اَلحَفِيظُ جل جلاله

صحیحین میں آیا ہے کہ: عامر بن الطفیل اور اربد بن قیس نے رسول اللہ ﷺ کی خلاف سازش رچی اور آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی، آپ ﷺ نے ان دونوں پر بددعا فرمادی۔ عامر بن الطفیل کا حشر یہ ہوا کہ اس کی گردن میں ایک غدود نکل آیا، وہ قبیلہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں تھا کہ اچانک چھلانگ لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا، اپنا نیزہ اٹھالیا اور اپنے گھوڑے کو یہ کہہ کر ہانکنے لگا کہ: اونٹ کی مانند غدود اور بنی سلول کی عورت کے گھر میں موت؟ وہ یوں ہی بولتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو کر اپنے گھوڑے سے گر گیا۔ رہی بات اربد بن قیس کی تو وہ اپنی اونٹنی کو فروخت کرنے کی غرض سے نکلا، (راستے میں) اللہ نے اس پر اور اس کے اونٹنی پر ایک بجلی گرادیا جس سے وہ دونوں ہی جل کر خاک ہوگئے۔ (غور طلب بات یہ ہے کہ) ان دونوں کی مکاری سے رسول اللہ ﷺ کو کس نے محفوظ رکھا؟ یقیناوہ حفاظت کرنے والا اللہ ہے جو اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَٱللَّهُ خَيْرٌ حَٰفِظًاۖ وَهُوَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾﴾ [سورۃ یوسف:64].

ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار آسمان وزمین اور ان دونوں کے درمیان کی ساری مخلوقات کی حفاظت کرتا ہے، اس کی قدرت سے ہی آسمان وزمین ہمیشہ قائم رہتے ہیں، اپنی جگہ سے ٹلتے نہیں، اللہ کو آسمان وزمین کا بوجھ عاجز نہیں کرتا، کیوں کہ وہ اپنی قدرت وقوت میں درجہِ کمال پر فائز ہے، کیا آپ نے اللہ بزرگ وبرتر کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿۞ إِنَّ ٱللَّهَ يُمْسِكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ أَن تَزُولَاۚ وَلَئِن زَالَتَآ إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِهِۦٓۚ﴾ [سورۃ فاطر:41].

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار مخلوق کے تمام اعمال کو محفوظ کرتا ہے، خواہ وہ نیکی ہو یا بدی، پوشیدہ ہو یا ظاہر، چھوٹا ہو یا بڑا، اللہ ان کے تمام اقوال کو شمار کرتا ہے، ان کی نیتوں سے باخبر ہے، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں: {وَعِندَنَا كِتَٰبٌ حَفِيظٌ ﴿٤﴾} [سورۃ ق:4].

ترجمہ: ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے۔

وہی بزرگ وبرتر اللہ ہے جو اپنے بندے کو ہلاکت وتباہی اور بری موت سے محفوظ رکھتا ہے، اللہ نے بندوں کے لیے نگہبان فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو اس کے حکم سے (بندوں کی) پہرے داری کرتے ہیں، بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: {لَهُۥ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ يَحۡفَظُونَهُۥ مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۗ} [سورۃ الرعد:11].

ترجمہ: اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

اللہ کا اپنی مخلوق کی حفاظت کرنا دو قسم کا ہوتا ہے:

عمومی حفاظت: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام مخلوقات کی حفاظت کرتا ہے، بایں طور کہ ان کی ضروریات زندگی کو آسان کردیتا ہے، فرمان باری تعالی ہے: {إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾} [سورۃ هود:57].

ترجمہ: یقینا میرا پروردگار ہر چیز کا نگہبان ہے۔

خصوصی حفاظت: -یہ سب سے افضل قسم ہے- اس سے مراد یہ ہے کہ: اللہ اپنے ولیوں کی دنیاوی ضروریات کی حفاظت کرتا، انہیں جسمانی طور پر محفوظ رکھتا، ان کے آل واولاد اور مال ومنال کی حفاظت کرتا ہے، ان کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ان کی نگہبانی کرتے ہیں، اللہ نے ان کے لیے دین کو شبہات اور شہوات سے محفوظ رکھا، انسان اور جنات میں سے جو شیاطین ان کے دشمن ہیں، ان سے انہیں محفوظ رکھتا ہے، پھر انہیں ایمان کی حالت میں وفات دیتا ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿لَهُۥ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ يَحْفَظُونَهُۥ مِنْ أَمْرِ ٱللَّهِ﴾ [سورة الرعد:11].

ترجمہ: اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے یہ ذمہ لیا ہے کہ (تا قیامت) ہر زمانے میں وہ اپنی کتاب عزیز کو تمام طرح کی تحریف (ہیر پھیر) اور تبدیلی سے محفوظ رکھے گا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ۝٩﴾ [سورة الحجر:9].

ترجمہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اللہ نے کعبہ کو زوال سے محفوظ رکھا، حالانکہ وہ بے آب و گیاہ وادی میں پتھروں سے بنایا ہوا ایک گھر ہے، (پھر بھی اللہ نے اس کی حفاظت کی) تاکہ وہ اس کی جلیل القدر حفاظت اور اس کی عظیم الشان قدرت و قوت کی گواہی دیتا رہے۔

اللہ آپ کو آپ کے دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے..

کفار قریش اس غار کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں جس میں دو شخص: محمد ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روپوش ہوتے ہیں، کفار آپ دونوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں، ابو بکر کے دل میں خوف سرایت کر جاتا ہے، ان کے عظیم دوست ان کی طرف دیکھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: "ان دو شخصوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے؟" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

وَإِذَا العِنايَةُ لَاحَظَتكَ عُيونُهَا ۔۔۔ نَم فَالحَوادِثُ كُلُّهُنَّ أَمانُ

ترجمہ: جب آپ کو (اللہ کی) عنایت و نگہبانی حاصل ہو جائے تو آپ (اطمینان کی نیند) سو جائیں، کیوں کہ اس کے بعد تمام حادثات مامون ہوں گے۔

یقیناً وہ محافظ و نگہبان ہے!...

اس کے ولیوں کے خلاف سرکش وجابر حکمراں سازش رچتے ہیں، پھر اللہ اپنے ولیوں کی حفاظت فرماتا ہے، موسی علیہ السلام کو دیکھ لیجیے وہ کہتے ہیں: ﴿رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفۡرُطَ عَلَيۡنَآ أَوۡ أَن يَطۡغَىٰ ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآۖ إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسۡمَعُ وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾﴾ [سورۃ طہ:45-46].

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے۔ جواب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا ہوں۔

اس طرح اللہ نے انہیں خوش خبری سنائی، ان کی حفاظت فرمائی اور انہیں دشمنوں پر فتح ونصرت عطا کی۔

کون ہے جو دشمنوں پر فتح عطا کرتا ہے؟ یقیناوہ اللہ ہی ہے جو اپنے ولیوں کا محافظ (ومددگار) ہے، خواہ ان کے ولیوں کی تعداد (دشمنوں کے مقابلے میں) بہت تھوڑی ہی کیوں نہ ہو: ﴿وَإِن يَكُن مِّنكُمۡ أَلۡفٞ يَغۡلِبُوٓاْ أَلۡفَيۡنِ بِإِذۡنِ ٱللَّهِۗ﴾ [سورۃ الأنفال:66].

ترجمہ: اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے۔

﴿وَلَا تَهِنُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَنتُمُ ٱلۡأَعۡلَوۡنَ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿١٣٩﴾﴾ [سورۃ آل عمران:139].

ترجمہ: تم نہ سستی کرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہوگے، اگر تم ایمان دار ہو۔

انعامِ ربانی:

بزرگ وبرتر محافظ اپنے ولیوں کی نسل کو زندگی میں بھی محفوظ رکھتا ہے اور موت کے بعد بھی، یعقوب علیہ السلام کو دیکھ لیجیے کہ ان کے لخت جگر یوسف علیہ السلام کو کئی سالوں کے بعد بھی ان تک (صحیح وسالم) واپس پہنچا دیتا ہے، یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿فَٱللَّهُ خَيۡرٌ حَٰفِظٗاۖ وَهُوَ أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾﴾ [سورۃ یوسف:64].

ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

موسی اور خضر علیہما السلام کے قصے میں آیا ہے کہ جب وہ دونوں ایک گاؤں والوں کے پاس آکر ان سے کھانا طلب کرتے ہیں، اور وہ مہمان داری سے صاف انکار کر دیتے ہیں، انہیں وہاں ایک دیوار نظر آتی ہے جو گرنا چاہتی ہے اور خضر علیہ السلام اسے درست کر دیتے ہیں: {وَأَمَّا ٱلۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَٰمَيۡنِ يَتِيمَيۡنِ فِي ٱلۡمَدِينَةِ وَكَانَ تَحۡتَهُۥ كَنزٞ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحٗا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبۡلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسۡتَخۡرِجَا كَنزَهُمَا رَحۡمَةٗ مِّن رَّبِّكَۚ وَمَا فَعَلۡتُهُۥ عَنۡ أَمۡرِيۚ ذَٰلِكَ تَأۡوِيلُ مَا لَمۡ تَسۡطِع عَّلَيۡهِ صَبۡرٗا ﴿٨٢﴾} [سورۃ الکهف:82].

ترجمہ: دیوار کا قصہ یہ ہے کہ اس شہر میں دو یتیم بچے ہیں جن کا خزانہ ان کی اس دیوار کے نیچے دفن ہے، ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا تو تیرے رب کی چاہت تھی کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کی عمر میں آکر اپنا یہ خزانہ تیرے رب کی مہربانی اور رحمت سے نکال لیں، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، یہ تھی اصل حقیقت ان واقعات کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

انصاف پرور خلیفہ عمر بن عبد العزیز سات بیٹوں اور سات بیٹیوں کا ورثہ چھوڑ کر وفات پاتے ہیں، ان کے لیے (ترکے میں) اللہ عزیز وبرتر کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتے، اللہ ان تمام اولاد کی حفاظت فرماتا ہے، علماء کہتے ہیں: ان کے بچوں (کو اللہ نے اتنا نوازا کہ وہ اپنے وقت کے) مالدار ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

قیمتی وصیت:

نبی ﷺ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت کرتے ہیں: "اے لڑکے! میں تمہیں کچھ اہم باتیں بتارہا ہوں: تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو، تم اسے اپنے سامنے پاؤگے" [حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

محب الدین طبری -ایک بڑے شافعی امام ہیں- سے کہا گیا کہ: آپ اتنے عمر رسیدہ ہیں، آپ نے کشتی سے کیسے چھلانگ لگادی؟ اس پر انہوں نے -ایک ایسی بات کہی جو تاریخ میں ہمیشہ کے لیے ثبت ہوگئی!-: ہم نے کم سنی میں اپنے اعضاء وجوارح کی حفاظت کی تو اللہ نے ضعیفی میں ہمارے لیے انہیں محفوظ رکھا"، {فَٱللَّهُ خَيۡرٌ حَٰفِظٗاۖ وَهُوَ

أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾ [سورۃ یوسف:64]. (ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے)۔

علما کہتے ہیں: اللہ کے اوامر پر عمل کر کے ان (احکام) کی حفاظت کرو، اس کے منع کردہ امور سے بچ کر ان (منہیات) کی حفاظت کرو، اس کے حدود کی پاسداری کر کے ان (حدود) کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری جان، تمہارے دین، تمہارے مال واولاد اور اللہ نے دنیا میں تمہیں جس فضل وانعام سے نوازا ہے، ان سب کی حفاظت فرمائے گا، نبی ﷺ کی حدیث ہے: "تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو، تم اسے اپنے سامنے پاؤگے" [حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

رہی بات آخرت کی، تو اللہ نے ایسے لوگوں کو بڑی کامیابی کی بشارت سنائی ہے، بزرگ وبرتر (اللہ) کا فرمان ہے:

{وَٱلۡحَٰفِظُونَ لِحُدُودِ ٱللَّهِۗ وَبَشِّرِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿١١٢﴾} [سورۃ التوبۃ:112].

ترجمہ: (جو) اللہ کے حدود کا خیال رکھنے والے ہیں، اور ایسے مومنین کو آپ خوش خبری سنا دیجیے۔

آپ جس قدر اللہ کے حدود کا خیال رکھیں گے، اسی قدر (آپ کو اللہ کی) نگہبانی اور حفاظت حاصل ہوگی، حدودِ الہی میں درج ذیل امور کی حفاظت کرنا شامل ہے:

توحید، دینی شعائر اور بطور خاص نماز کی حفاظت: {حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلۡوُسۡطَىٰ وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ ﴿٢٣٨﴾} [سورۃ البقرۃ:238].

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالی کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔

کان، آنکھ اور دل کو حرام چیزوں سے محفوظ رکھنا: {إِنَّ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡبَصَرَ وَٱلۡفُؤَادَ كُلُّ أُوْلَٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔولٗا ﴿٣٦﴾} [سورۃ الإسراء:36].

ترجمہ: کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔

{ فَٱلصَّـٰلِحَـٰتُ قَـٰنِتَـٰتٌ حَـٰفِظَـٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ ٱللَّهُ } [سورۃ النساء:34].

ترجمہ: نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔

شرمگاہ کی حفاظت کرنا: { وَٱلَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَـٰفِظُونَ ۝٥ } [سورۃ المؤمنون:5].

ترجمہ: جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قسموں کی حفاظت کرنا: { وَٱحْفَظُوٓا۟ أَيْمَـٰنَكُمْ } [سورۃ المائدۃ:89].

ترجمہ: اپنی قسموں کا خیال رکھو۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ یہ دعا کیا کرتے تھے:"اللهم احفظنى من بين يدى ومن خلفى، وعن يمينى وعن شمالى، ومن فوقى، وأعوذبعظمتك أن أغتال من تحتى" (یعنی: اے اللہ! تو میری حفاظت فرما آگے سے اور پیچھے سے، دائیں اور بائیں سے، اور اوپر سے، میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اچانک اپنے نیچے سے پکڑ لیا جاؤں" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]، جب نبی ﷺ سونے کا ارادہ کرتے تو اللہ کی حفاظت طلب کرتے تھے۔

بشارت وخوش خبری...

بندہِ صالح جب کوئی چیز اللہ کے سپرد کرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے، نبی ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو (رخصت کرتے ہوئے) یہ فرمایا:"أَستَودِعُكَ اللهُ الَّذِي لَاتَضِيعُ وَدَائِعُهُ"(یعنی: میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں)[حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"جب اللہ کو کوئی چیز سپرد کی جاتی ہے تو وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے"[یہ حدیث صحیح ہے، اسے بیہقی نے "السنن الکبری" میں روایت کیا ہے]۔

کتنا بہتر ہو گا کہ آپ اپنے بچوں کے لیے اسی طرح (اللہ کی) پناہ مانگیں جس طرح نبی ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے (اللہ کی) پناہ مانگا کرتے تھے، اگر آپ انہیں اللہ کے سپرد کر دیں (تو اطمینان رکھیں کہ) آپ نے انہیں بزرگ وبرتر محافظ کے سپرد کر دیا: {فَٱللَّهُ خَيۡرٌ حَٰفِظٗاۖ وَهُوَ أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾} [سورۃ یوسف:64].

ترجمہ: اللہ ہی بہترین حافظ ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔

اے اللہ! ہم اپنی جانیں، اپنے والدین، اپنے آل واولاد اور ہر اس نعمت کو تیرے سپرد کرتے ہیں جن سے تو نے ہمیں نوازا ہے۔

(۴۸)
اَلْغَنِیُّ جل جلاله

امام بخاری نے نبی ﷺ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:"(ایک بار) ایوب علیہ السلام ننگے غسل فرما رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں آپ پر گرنے لگیں۔ایوب علیہ السلام انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے، اتنے میں ان کے رب نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا جسے تم دیکھ رہے ہو؟ ایوب علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں تیری بزرگی کی قسم۔ لیکن تیری برکت سے میرے لیے بے نیازی کیوں کر ممکن ہے"۔

بسا اوقات انسان کو مال و منال، زمین و جائداد، اہل و عیال، جاہ و جلال اور بڑا عہدہ و منصب ملتا ہے، وہ باعزت مقام، یا بڑی سرداری، یا بارسوخ ریاست و حکومت سے سرفراز ہوتا ہے... اس کے ارد گرد خدمت گزاروں کا ہجوم ہوتا ہے، لشکر اسے اپنے احاطہ میں لیے ہوتا ہے، فوج اس کی حفاظت پر مامور ہوتی ہے، لوگ اس سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں، اور قومیں اس کے سامنے عاجزی وانکساری کے پر بچھا دیتی ہیں...

ان سب کے باوجود سب کے سب اللہ عزیز وبرتر کے محتاج رہتے ہیں: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ ﴾ [سورة فاطر:15].

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

ہمارا پروردگار وہ عزیز وبرتر ہے جو بے نیاز ہے، جس سے بڑھ کر مطلقاً کوئی بھی بے نیاز نہیں، بلکہ سب اس کے حاجت مند ہیں۔

ہمارا پروردگار اپنی ذات وصفات اور اپنی بادشاہت کے ذریعہ بے نیاز ہے، وہ اپنی بے نیازی میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ کسی کا بھی محتاج نہیں۔

ہمارے پروردگار کی کمالِ بے نیازی ہے کہ: نہ تو اطاعت گزاروں کی اطاعت اسے کوئی فائدہ پہنچاتی ہے اور نہ گناہ گاروں کی نافرمانی اسے کوئی نقصان پہنچاتی ہے، خواہ سارے جہان والے ہی اس کے ساتھ کفر کیوں نہ کرنے لگیں! اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ عَنِ ٱلْعَـٰلَمِينَ ۝٩٧﴾ [سورۃ آل عمران:97].

ترجمہ: جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پروا (وبے نیاز) ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر کی کمالِ بے نیازی ہے کہ: وہ بندوں کے ساتھ احسان کرتا ہے، ان کی خیر خواہی کرتا ہے، ان کی مصیبت کو دور فرماتا ہے، محض ان پر رحم کھاتے ہوئے اور ان کے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے:

﴿وَرَبُّكَ ٱلْغَنِىُّ ذُو ٱلرَّحْمَةِ﴾ [سورۃ الأنعام:133].

ترجمہ: آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر کی کمالِ بے نیازی ہے کہ: وہ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک اور ہر اس چیز سے بری وبرتر ہے جو اس کی بے نیازی کی منافی ہے، چناں چہ وہ نہ بیوی رکھتا ہے نہ اولاد، نہ ہی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک وساجھی ہے، نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی کی حمایت کی ضرورت ہو اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے، ہمارا عزیز وبرتر پروردگار فرماتا ہے: ﴿وَقُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِى ٱلْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ وَلِىٌّ مِّنَ ٱلذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًۢا ۝١١١﴾ [سورۃ الإسراء:111].

ترجمہ: یہ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی کی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

اللہ بزرگ وبرتر کی کمالِ بے نیازی اور سخاوت ہے کہ: وہ اپنے بندوں کو دعا کرنے کا حکم دیتا اور ان کی دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ فرماتا ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [سورۃ غافر:60].

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے آپ نے فرمایا: "اللہ عزیز وبرتر کے نزدیک کوئی چیز دعا سے زیادہ مکرم اور محترم نہیں" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

پوری کائنات اللہ کی حاجت مند ہے...

پوری کائنات، تمام انس وجن، مالدار وفقیر، بڑے اور چھوٹے، امیر وحقیر، طاقتور اور کمزور: سب کے سب اللہ کے محتاج ہیں، وہ ہر پل اور ہر گھڑی اللہ کے ضرورت مند ہیں۔

یہ اللہ کی سخاوت وفیاضی ہے کہ: اس نے اپنے اسم گرامی (الغني- بے نیاز) کو اپنی صفتِ (رحمت) کے ساتھ ذکر فرمایاہے، ارشادباری تعالی ہے: ﴿وَرَبُّكَ ٱلۡغَنِيُّ ذُو ٱلرَّحۡمَةِۚ﴾ [سورۃ الأنعام:133].

ترجمہ: آپ کارب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے۔

تاکہ بندوں کو یہ بتاسکے کہ: وہ ان کی عبادت سے بے نیاز ہے، اس کے باوجود وہ ہر معاملے میں ان پر رحم فرماتا ہے، حتی کہ عبادات اور واجبات میں بھی، بلکہ یہ اس کی رحمت ومہربانی ہی ہے کہ: وہ تھوڑے سے عمل کو قبول کرکے اسے زیادہ کردیتاہے۔

اس کی سخاوت وفیاضی کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے اسم گرامی (الغني- بے نیاز) کو اپنے اسم گرامی (الحمید- ہر قسم کی تعریف کا حقدار) کے ساتھ مربوط کیاہے، اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے:

﴿وَقَالَ مُوسَىٰٓ إِن تَكۡفُرُوٓاْ أَنتُمۡ وَمَن فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعًا فَإِنَّ ٱللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ٨﴾ [سورۃ إبراهيم:8].

ترجمہ: موسی (علیہ السلام) نے کہا کہ اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

یعنی: وہ اپنی عظیم وبیش بہانعمتوں کی وجہ سے ہر قسم کی حمد وثنا کا بے انتہا حق رکھتا ہے۔

سب کے سب اپنے ہر چھوٹے بڑے کام میں، ہر پل اور ہر گھڑی اس کے محتاج ہیں۔

(آپ ﷺ) تمام مخلوقات میں عبودیت وبندگی کے کامل ترین مقام پر فائز تھے، اس کے باوجود اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے یہ اظہار کرتے کہ وہ اللہ کے محتاج و ضرورت مند ہیں اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس سے بے نیاز نہیں، آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے: "أَصلِح لِي شَأنِي كُلَّهُ، وَلَا تَكِلنِي إِلَى نَفسِي طَرفَةَ عَينٍ" (یعنی: تو میرے تمام معاملات کو سنوار دے اور مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے سپرد نہ کر) [حدیث صحیح ہے، اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

آپ ہر پل (اللہ) بے نیاز کے محتاج ہیں، جس قدر آپ اس کے سامنے اپنی محتاجگی اور فقر کا اظہار کریں گے اسی قدر (انعامات اور) نوازشوں سے نوازے جائیں گے۔

یاد رکھیں کہ: اللہ ہی بے نیاز ہے، اس کی بے نیازی ذاتی بے نیازی ہے، بلکہ آسمانوں اور زمین کے تمام باشندے بھی اس سے سوال کریں، اور وہ ہر ایک کے سوال کو پورا کر دے، تب بھی اس کی بادشاہت (اور خزانے) میں ذرا بھی کمی نہیں آئے گی، صحیح مسلم میں آیا ہے: "اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہوں، پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو جو مانگے سو دوں، تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہوگا، مگر اتنا جیسے سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو سمندر کا جتنا پانی کم ہو جاتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہوگا)"۔

بے نیازی کی کنجی:

میں بے نیازی و مالداری کیسے حاصل کر سکتا ہوں؟

اس کا جواب وہی ہے جو حدیث قدسی میں آیا ہے: "اے ابن آدم! (ہر کام سے سبکدوش ہو کر) میری عبادت میں منہمک ہو جا، میں تیرے دل کو بے نیاز کر دوں گا اور تجھے رزق سے مالا مال کر دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھ سے دور مت بھاگ ورنہ میں تیرے دل کو فقر و فاقہ سے بھر دوں گا، اور تجھے دنیوی امور میں مصروف کر دوں گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے "المستدرک" میں روایت کیا ہے]۔

جب دل اللہ عزیز وبرتر کے ذریعہ بے نیاز ہوتا ہے، اس کی (نوازی ہوئی روزی پر) قناعت کرتا ہے، اللہ کے عطا کردہ رزق پر خوش رہتا ہے، تو وہ اپنے خالق کی وجہ سے تمام مخلوقات میں سب سے بے نیاز ہوتا ہے، اپنے رازق (کے رزق کے سبب) تمام مخلوقات سے بڑھ کر باعزت اور محترم ہوتا ہے، اپنے آقا کی بدولت کمزوروں میں سب سے طاقتور ہوتا ہے، یہ بنا مال ودولت کی بے نیازی ہے، بغیر سلطنت وبادشاہی کی قوت ہے اور بغیر قبیلہ واقربا کی عزت وشوکت ہے، کیا ہی خوب بے نیازی ہے، کتنا عظیم رتبہ ہے اس بے نیازی کا!

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "فلاح وکامرانی اس شخص کے لیے ہے جس نے اسلام لایا، اسے بقدر ضرورت روزی دی گئی، اور اللہ نے اس کو اپنی روزی پر قناعت عطا کی" [مسلم]۔

جب تک انسان کو دل کی بے نیازی حاصل نہ ہو تب تک پوری دنیا بھی اس کی شکم سیری کے لیے ناکافی ہے، جیسا کہ صحیح ابن حبان میں آیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "اے ابوذر! کیا تمہیں لگتا ہے کہ مال ودولت کی بہتات ہی بے نیازی ہے؟ بلکہ بے نیازی تو دل کی بے نیازی اور فقیری تو دل کی فقیری ہے" [حدیث صحیح ہے]۔

جس کے دل میں بے نیازی ہو، اسے دنیا کی تنگی کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور جس کے دل میں فقیری ہو، اسے دنیا کی بیشتر (نعمتیں) بھی بے نیاز نہیں کر سکتیں، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالی کی تقسیم شدہ روزی پر راضی رہو، تمام لوگوں سے زیادہ بے نیاز رہو گے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آیا ہے: "جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالی اسے بے نیاز بنا دیتا ہے" [بخاری ومسلم]۔

النَّفسُ تَجزَعُ أَن تكونَ فَقِيرةً ... والفَقرُ خَيرٌ مِن غِنًى يُطغِيهَا

وَغِنَى النَّفسِ هُو الكَافِي فَإِن ... أَبَت فَجَمِيعُ مَا فِي الأَرضِ لَا يَكفِيهَا

ترجمہ: انسان کو فقیری سے ڈر لگتا ہے، جب کہ فقیری ایسی مالداری سے بہتر ہے جو انسان کو سرکشی میں مبتلا کر دے۔ دل کی مالداری (انسان کے لیے) کافی ہے، اگر دل کی مالداری حاصل نہ ہو تو روئے زمین کی ساری دولت بھی اس کے لیے ناکافی ہے۔

اسلام کی نظر میں بے نیاز وہ ہے جس کا دل لوگوں سے بے نیاز اور اللہ بزرگ وبرتر کا محتاج ہو، نبی ﷺ فرماتے ہیں: "مومن کا اعزازات کی نماز (تہجد) میں ہے اور اس کی عزت وآبرو اس چیز سے بے نیاز ہو جانے میں ہے جو (دنیا کی صورت میں) لوگوں کے ہاتھ میں ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے حاکم نے روایت کیا ہے]۔

جب اعرابی سے کہا گیا کہ: روٹی کی قیمت ایک دینار ہو گئی ہے! تو اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! مجھے اس کی کوئی فکر نہیں، اگر گندم کے ایک دانے کی قیمت بھی ایک دینار ہو جائے (تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا)! میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جیسا کہ اس نے مجھے حکم دیا ہے اور وہ مجھے روزی دیتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے!

نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "واسطی نے کہا: جو اللہ کے ذریعہ بے نیازی حاصل کرے، وہ کبھی فقیر ونادار نہیں ہوتا، جو اللہ کے ذریعہ عزت حاصل کرے وہ کبھی ذلیل وخوار نہیں ہوتا۔ حسین کہتے ہیں: بندہ جس قدر اللہ (کے سامنے اپنی) محتاجگی ظاہر کرتا ہے، اسی کے بقدر اللہ اسے بے نیازی عطا کرتا ہے"۔

حکیم کا قول ہے: "جب کوئی مجھ پر ظلم کرتا ہے تو میں یہ یاد کرتا ہوں کہ اللہ کے ذریعہ میں اس سے بے نیاز ہوں، (پھر مجھے) اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس ہونے لگتی ہے"۔

ابن سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حقیقی بے نیازی تو دل کی بے نیازی ہے، کتنے ہی مالدار اور اہل ثروت ایسے ہیں جن کے دل فقر اور حسرت سے معمور ہیں"۔

تَبَرَّأتُ مِن حَولِي وَطَولِي وَقُوَّتِي وَإِنِّي إِلَى مَولَايَ فِي غَايَةِ الفَقرِ

غِنَى المَرءِ بِالرَّحمنِ أَغنَى مِنَ الغِنَى بِهِ يُكتَسَى ثَوبُ المَهابَةِ وَالقَدرِ

ترجمہ: میں اپنی طاقت و قوت اور اپنی مالداری وسخاوت سے بری ہوں، میں اپنے آقا و مولی کا حد درجہ محتاج ہوں، رحمن کے ذریعہ ملنے والی انسان کی بے نیازی تمام تر بے نیازی سے بڑھ کر ہے، اسی سے ہیبت و جلال اور عزت ومنزلت کا لباس حاصل ہوتا ہے۔

اے اللہ! تونے ہمیں مانگنے سے پہلے ہی (سب کچھ) دے رکھا ہے، تو بھلا جب ہم تجھ سے سوال کریں گے تو تو کتنا نوازے گا؟!

اے اللہ! ہمیں اپنا محتاج بنا کر (مخلوق سے) بے نیاز کر دے، خود سے بے نیاز کر کے ہمیں فقیر و نادار مت بنا، کیوں کہ تو ہی حقیقی معنوں میں بے نیاز ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

اے اللہ! ہمیں اپنی حلال (روزی کے ذریعہ) حرام (روزی) سے بے نیاز کر دے، اپنے فضل وانعام سے نواز کر ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔

(۴۹،۵۰)
الحَکَمُ، الحَکِیمُ جل جلالہ

سنن النسائی میں ہانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ نے لوگوں کو سنا کہ وہ ہانی کو ابو الحکم کی کنیت سے پکارتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور ان سے فرمایا: "حکم تو اللہ ہے اور حکم کرنا بھی اسی کا کام ہے"، انہوں نے عرض کیا: "میری قوم کے لوگوں کا جب کسی چیز میں اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس چلے آتے ہیں، میں ان کے درمیان فیصلے کرتا ہوں، اور دونوں فریق رضامند ہو جاتے ہیں"، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے، تمہارے کتنے لڑکے ہیں؟"، وہ بولے: شریح، عبد اللہ اور مسلم، آپ نے فرمایا: "ان میں بڑا کون ہے؟"، وہ بولے: شریح، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو تم اب سے ابو شریح ہو" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

ہمارے عزیز و برتر پروردگار کے اسمائے گرامی میں (الحکم اور الحکیم) بھی ہیں، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے:

{لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ۝٦} [سورۃ آل عمران:6]۔

ترجمہ: اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:

{أَلَا لَهُ ٱلۡحُكۡمُ وَهُوَ أَسۡرَعُ ٱلۡحَٰسِبِينَ ۝٦٢} [سورۃ الأنعام:62]۔

ترجمہ: سن لو، فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لے گا۔

حکیم کے دو معانی ہیں:

پہلا معنی: وہ جس نے ہر چیز کو پختہ اور محکم بنایا، اللہ بزرگ وبرتر حکیم ہے، کیوں کہ اس نے اپنے اقوال وافعال کو محکم اور پختہ بنایا، اس کے تمام اقوال وافعال درست، حددرجہ پختہ اور محکم ہیں۔

افعال میں پختگی جو کہ حکمت کا اصل مقصد ہے، اس کا ایک مظہر یہ ہے کہ: اس نے ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھا ہے، اس کی بہترین تدبیر فرمائی، اپنے مخلوقات کو حسین ترین پیرائے میں ڈھالا، اس کی تدبیر اور تقدیر میں خلل اور کجی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، نہ ہی اس کی صنعت وکاریگری میں کسی طرح کا نقص اور کوتاہی پائی جاتی ہے، اور نہ اس کے افعال میں کسی قسم کی غلطی اور لغزش واقع ہوتی ہے، اللہ بزرگ وبرتر نے سچ فرمایا: ﴿صُنْعَ ٱللَّهِ ٱلَّذِىٓ أَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ﴾ [سورۃ النمل:88].

ترجمہ: یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔

جس طرح اللہ بزرگ وبرتر نے اپنی مخلوقات کو مضبوط اور محکم بنایا، اسی طرح اپنی کتاب قرآن کریم کی آیتوں کو بھی پکی اور پختہ کیا، اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے: ﴿فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلْقِى ٱلشَّيْطَٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾﴾ [سورۃ الحج:52].

ترجمہ: شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالی دور کر دیتا ہے، پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالی دانا اور باحکمت ہے۔

اللہ نے قرآن کو حکمت والی کتاب سے متصف کیا ہے: ﴿تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْحَكِيمِ ﴿٢﴾﴾ [سورۃ لقمان:2].

ترجمہ: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

حکیم کا دوسرا معنی: وہ بزرگ وبرتر (اللہ) بندوں کے درمیان فیصل اور ان پر حاکم ہے، چنانچہ اللہ عزیز وبرتر اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا اور ان پر اپنی حکومت چلاتا ہے، یعنی: ان کے درمیان اپنی شریعت کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے۔

اللہ نے حکم اور فیصلے کو اپنے لیے خاص کر رکھا ہے، لہذا کسی کے لیے یہ جائز وروا نہیں کہ اس چیز کی جرات کرے جو اللہ کے لیے مختص ہے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنِ ٱلۡحُكۡمُ إِلَّا لِلَّهِۖ يَقُصُّ ٱلۡحَقَّۖ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلۡفَٰصِلِينَ ۝٥٧﴾ [سورۃ الأنعام:57].

ترجمہ: حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالی کے، اللہ تعالی واقعی بات کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے: ﴿أَلَا لَهُ ٱلۡحُكۡمُ وَهُوَ أَسۡرَعُ ٱلۡحَٰسِبِينَ ۝٦٢﴾ [سورۃ الأنعام:62].

ترجمہ: فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لے گا۔

اللہ تعالی کو فیصل اور حاکم ماننے کا طریقہ یہ ہے کہ اختلاف کی صورت میں اس کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کو فیصل اور حاکم مانا جائے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا ٱخۡتَلَفۡتُمۡ فِيهِ مِن شَيۡءٖ فَحُكۡمُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾ [سورۃ الشوری:10].

ترجمہ: جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی ہی کی طرف ہے۔

اللہ عزوجل ہی اس بات کا حقدار ہے کہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے، کیوں کہ وہی ان کا پالنہار، خالق او رمعبود ہے: ﴿أَفَغَيۡرَ ٱللَّهِ أَبۡتَغِي حَكَمٗا وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ إِلَيۡكُمُ ٱلۡكِتَٰبَ مُفَصَّلٗاۚ﴾ [سورۃ الأنعام:114].

ترجمہ: کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنے والے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیج دی ہے، اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کیے گئے ہیں۔

ہمارا پروردگار تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑا فیصل ہے، وہ بزرگ وبرتر ہر ایک چیز سے آگاہ ہے، وہ ہر مسئلہ میں نہایت مناسب اور موزوں فیصلہ کرتا ہے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَٱتَّبِعۡ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيۡكَ وَٱصۡبِرۡ حَتَّىٰ يَحۡكُمَ ٱللَّهُۚ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلۡحَٰكِمِينَ ۝١٠٩﴾ [سورۃ یونس:109].

ترجمہ: آپ اس کی اتباع کرتے رہئے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کردے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں اچھا ہے۔

مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ شریعت الٰہی کی پیروی نہ کرے، اس کو اپنا فیصل نہ مانے، اس کی تعلیمات کے سامنے خود کو سپرد نہ کردے، اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا ٦٥ ﴾ [سورۃ النساء:65].

ترجمہ: قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔

وہ قوم جو مسلمان ہونے کا دعوی کرے، اس کی کامیابی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ وہ اللہ کی شریعت کو اپنا فیصل بنائے اور اس پر عمل پیرا ہو۔

حکمت والے (اللہ) کا انعام:

جس کو حکمت مل جائے اسے بہت سی بھلائی حاصل ہو جاتی ہے، اللہ اپنے جس بندے کو چاہتا ہے حکمت سے نوازتا ہے: ﴿وَلَقَدۡ ءَاتَيۡنَا لُقۡمَٰنَ ٱلۡحِكۡمَةَ﴾ [سورۃ لقمان:12].

ترجمہ: ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی۔

تمام انبیائے کرام کو حکمت عطا کی گئی تھی، وہ حکمت کے معاملے میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے تھے۔
صحیحین میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو عورتیں تھیں اور ان کے ساتھ دو بچے بھی تھے، پھر بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اٹھالے گیا۔ اس نے اپنی ساتھی عورت سے کہا کہ بھیڑیا تیرے بچے کو لے گیا ہے، دوسری عورت نے کہا کہ وہ تیرا بچہ لے گیا ہے، وہ دونوں عورتیں اپنا مقدمہ داوٗد علیہ السلام کے پاس لائیں تو آپ نے فیصلہ بڑی کے حق

میں کر دیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داوٗد علیہما السلام کے پاس گئیں اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی، سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ چھری لاوٗ میں لڑکے کے دو ٹکڑے کرکے دونوں کو ایک ایک دوں گا۔ اس پر چھوٹی عورت بول اٹھی کہ ایسا نہ کیجئے آپ پر اللہ رحم کرے! یہ بڑی ہی کا لڑکا ہے۔ یہ سن کر آپ علیہ السلام نے فیصلہ چھوٹی عورت کے حق میں کیا"۔

آپ مطمئن رہیں!

یاد رکھیں کہ اللہ تعالی نہایت ہی حکیم و دانا ہے، وہ حکمت کی بنیاد پر ہی نوازتا ہے اور حکمت کی بنیاد پر ہی (کسی چیز سے) محروم رکھتا ہے، اللہ تعالی آپ کے لیے (کوئی چیز) منتخب کرے، یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ اپنے لیے اسے منتخب کریں: ﴿ وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿٤٣﴾ ﴾ [سورۃ الأحزاب:43].

ترجمہ: اللہ تعالی مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں: "اللہ کا (بندے کو کسی چیز سے) محروم رکھنا بھی ایک نوازش ہے، کیوں کہ وہ بخیلی یا (اس چیز کی) عدم موجودگی کی وجہ سے محروم نہیں رکھتا، بلکہ وہ بندے کی مصلحت پر نظر رکھتا ہے اور اپنے اختیار سے اور صواب دید کے مطابق اسے محروم رکھتا ہے"۔ بسا اوقات آپ ایسی چیز طلب کرتے ہیں جس کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہے، بلکہ بعض دفعہ وہ آپ کی موت کی وجہ ہوتی ہے!

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بندے کو تجارت و معیشت اور امارت و سرداری کی فکر دامن گیر رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کے لیے آسان ہو جاتی ہے، پھر اللہ اپنے بندے کو دیکھتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ: اس معاملہ کو اس سے پھیر دو، کیوں کہ اگر اسے تم نے اس کے لیے آسان کر دیا تو تم اسے جہنم میں پہنچا دوگے، چناں چہ اللہ اس امر کو اس سے پھیر دیتا ہے، وہ انسان اسے بدشگونی پر محمول کرتے ہوئے کہتا پھرتا ہے: فلاں مجھ پر سبقت لے گیا، فلاں نے مجھ پر ظلم کیا، حالانکہ وہ محض اللہ عزیز و برتر کا فضل و احسان ہوتا ہے"۔

کسی سلف سے منقول ہے کہ ایک شخص اللہ سے جنگ (میں شرکت کرنے) کا سوال کرتا تھا، اس نے نیند میں ایک منادی کو یہ آواز لگاتے ہوئے سنا کہ: "اگر تم جنگ میں شرکت کروگے تو قیدی بنا لیے جاؤ گے اور اگر قیدی بنائے گئے تو نصرانی بن جاؤ گے"، ﴿وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:216].

ترجمہ: حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔

تَبارَكَ فَهُوَ اللهُ جَلَّ جَلالُهُ — جَوادٌ كَرِيمٌ كَامِلٌ لا يُمَثَّلُ

حَكِيمٌ فَيَقضِي مَا يَشاءُ بِحُكمِهِ — حَلِيمٌ فَلا يَخشَى فَواتًا فَيعجلُ

ترجمہ: (اللہ) بابرکت ہے، وہ اللہ بلند وبرتر شان والا ہے، (اپنی صفات میں) کامل ہے، اس کا کوئی نظیر نہیں۔ وہ حکیم ودانا ہے، اپنی مشیئت سے جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے، حلیم وبردبار ہے، اسے کسی چیز کے فوت ہونے کا خدشہ نہیں کہ جلد بازی سے کام لے۔

خبردار رہیں!

اس بات سے خبردار رہیں کہ (جب کسی چیز کی) حکمت آپ سے مخفی ہو تو آپ اللہ سے بدگمانی کرنے لگیں، بلکہ لاعلمی کو اپنی طرف منسوب کریں! کیوں کہ ہماری عقلیں حکمت الٰہی کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں، فرشتے - جو کہ اللہ سے بہت قریب ہیں اور وہ اللہ کی عظمت وقدرت سے واقف بھی ہیں - وہ بھی اس حکمت کو نہیں سمجھ سکے جو آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارے جانے میں مخفی تھی، چناں چہ کہنے لگے:

﴿قَالُوٓا۟ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ ٱلدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:30].

ترجمہ: ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ اور ہم تیری تسبیح، حمد اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

جب اللہ کی تقدیر اور اس کا فعل صادر ہو جائے تو اللہ کے ساتھ (ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے) خاموش رہیں، تاکہ اللہ آپ کو بیش بہا لطف و مہربانی سے بہرہ مند کر سکے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "اگر اللہ ہمارے سامنے سے غیب کا پردہ اٹھا دے، تو ہم میں سے ہر شخص اپنے لیے صرف اسی کو اختیار کرے گا جو اللہ اس کے لیے اختیار کرے"۔

صلح حدیبیہ کے موقع سے عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟ آپ فرماتے ہیں: کیوں نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے مقتولین جہنم میں نہیں جائیں گے؟! آپ فرماتے ہیں: کیوں نہیں، عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ذلت کا مظاہرہ کیوں کریں (یعنی دب کر صلح کیوں کریں) اور کیوں واپس چلے جائیں جب کہ اللہ تعالی نے ابھی ہمارا اور ان کا فیصلہ نہیں کیا ہے؟! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالی مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا" اس کے بعد اللہ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی، جس سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ صلح در اصل فتح و نصرت ہے۔[اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

قلم اٹھا لیے گیے، صحیفے خشک ہو گئے، فیصلہ ہو چکا اور تقدیریں لکھی جا چکیں: ﴿ قُل لَّن يُصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَىٰنَا ۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ ﴾ [سورۃ التوبۃ: 51].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کہ کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی وہ ہمارا کارساز اور مولی ہے، مومنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔

اللہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے، وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصل ہے، اس لیے آپ خوش ہو جائیں کہ جلد ہی فراخی ملنے والی ہے، کیوں کہ آنسو کے بعد مسکراہٹ، خوف کے بعد امن اور ہیبت کے بعد سکون کا ملنا فطری امر ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ آپ اللہ سے ڈرتے رہیں۔

آلوسی کہتے ہیں کہ: "جو اللہ بزرگ وبرتر کا تقوی اختیار کرتا ہے، اس کے دل سے حکمت کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں، اور تقوی کے حساب سے اس کے اوپر رازہائے سربستہ منکشف ہونے لگتے ہیں" {وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾} [سورة آل عمران:130].

ترجمہ: اللہ تعالی سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے۔

اے اللہ! اے تمام فیصلہ کرنے والوں سے بڑاے فیصل! ہمارے لیے اپنی حکمت کے دروازے کھول دے، اور ہمیں اپنی تقدیر سے راضی کردے، یقینا تو علم اور حکمت والا ہے۔

(۵۱)
اللَّطِيفُ جل جلالہ

آیئے ہم اللہ کے اسم گرمی (اللطیف جل وعلا) کے نور سے روشنی حاصل کرتے اور اس کے سائے میں ٹھنڈک پاتے ہیں۔اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾﴾ [سورۃ یوسف:100].

ترجمہ: میرا رب جو چاہے اس کے لیے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔اور وہ بہت علم وحکمت والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾﴾ [سورۃ الأنعام:103].

ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

لغت میں لطف کے معنی ہیں: نیکی، خوشی و مسرت، عزت واکرام، نرمی ومہربانی اور باریک چیزوں کا علم۔

جب فعل میں نرمی ومہربانی اور علم وآگہی میں دقیقہ رسی پائی جائے تو لطیف کا معنی مکمل ہوتا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار اتنا لطیف (مہربان اور باریک بین) ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی لطیف (مہربان اور باریک بین) نہیں، وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، گناہ پر انہیں (فوری) سزا نہیں دیتا، نیز اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، خواہ وہ باریک، دقیق اور (ہم سے) روپوش ہی کیوں نہ ہو۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار وہ ہے جو اپنے بندوں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرتا ہے اور اس طرح ان پر مہربانی کرتا ہے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلتا: ﴿اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ﴾ [سورۃ الشوری:19].

ترجمہ: اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے، جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے۔

وہی ہے جو انہیں ایسی جگہوں سے روزی دیتا ہے جن کا انہیں وہم و گمان تک نہیں ہوتا۔

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار وہ ہے جس کا نہ تو حواس ادراک کر سکتی ہیں اور نہ نگاہیں اسے دیکھ سکتی ہیں: { لَّا تُدۡرِكُهُ ٱلۡأَبۡصَٰرُ وَهُوَ يُدۡرِكُ ٱلۡأَبۡصَٰرَۖ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلۡخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾ } [سورۃ الأنعام:103].

ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

اللہ نے بندوں کو ضرورت سے زیادہ نعمتیں عطا کی، استطاعت سے کہیں کم انہیں ذمہ داریاں دی، مختصر مدت میں سعادت وخوش بختی سے فیض یاب ہونے کا راستہ ان کے لیے آسان کر دیا: { إِنَّ رَبِّي لَطِيفٞ لِّمَا يَشَآءُۚ } [سورۃ یوسف:100].

ترجمہ: میرا رب جو چاہے اس کے لیے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ بِعَبدِهِ وَلِعَبدِهِ ... وَاللُّطفُ فِي أَوصافِهِ نَوعانِ
إِدراكُ أَسرارِ الأُمورِ بِخِبرَةٍ ... وَاللُّطفُ عِندَ مَواقِعِ الإِحسانِ
فَيُرِيكَ عِزَّتَهُ وَيُبدِي لُطفَهُ ... وَالعبدُ فِي الغَفلاتِ عَن ذَا الشأنِ

ترجمہ: وہ بندے پر مہربان اور اس کا کارساز ہے، اس کی صفتِ لطف کے دو معانی ہیں۔ مہارت و پختگی کے ساتھ معاملات کی باریکیوں کا ادراک کرنا اور احسان و بھلائی کے مواقع پر لطف و مہربانی کرنا۔ چنانچہ اللہ آپ کو اپنی عزت و سربلندی کے مظاہر بھی دکھاتا ہے اور اپنی نرمی و مہربانی بھی آپ پر ظاہر کرتا ہے، جب کہ بندہ (اللہ کی) اس شانِ نرالی سے غافل ہوتا ہے۔

یقیناً وہ لطیف (باریک بین اور مہربان) ہے:

آپ کا کریم ولطیف پروردگار تبارک وتعالیٰ: لطف ومہربانی کے ساتھ آپ کو اپنے فضل واحسان سے نوازتا ہے، وہ آپ سے زیادہ آپ کی حالت سے باخبر اور آپ سے کہیں بڑھ کر آپ پر مہربان ہے۔

جب عزیز وبرتر لطیف ومہربان (اللہ) نے آپ پر رحم کرنا چاہا تو آپ کے دل میں ایمان کا نور ڈال دیا، جس نور کی بدولت آپ کا دل روشن رہتا ہے، بدکاریوں اور فتنوں کو ناپسند کرتا اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہے: {وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾} [سورۃ الأنعام:103].

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

جب عزیز وبرتر لطیف ومہربان (اللہ) آپ کی مدد کرنا چاہے تو ایسی چیز کو بھی آپ کے لیے مسخر کر دیتا ہے جو عموماً (نصرت ومدد کا) سبب نہیں ہوتی، اور وہ اس کے حکم سے آپ کی نصرت کا سب سے بڑا سبب قرار پاتی ہے: {وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾} [سورۃ الأنعام:103].

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

جب عزیز وبرتر لطیف ومہربان (اللہ) آپ کو شفا دینا چاہے تو عجیب وغریب سبب بلکہ بسا اوقات کمزور ترین سبب کو آپ کی (شفایابی) کے لیے مسخر کر دیتا ہے، یقیناً: {وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾} [سورۃ الأنعام:103].

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

جب بزرگ وبرتر لطیف ومہربان (اللہ) آپ کو روزی دینا چاہے تو آپ کے لیے ایسے معاملات آسان کر دیتا ہے جو بسا اوقات آپ سے مخفی ہوتے ہیں، لیکن اللہ ان سے باخبر ہوتا ہے، بعض دفعہ آپ کے پاس کسی فقیر ونادار کو بھیجتا ہے جسے آپ کچھ نواز دیتے ہیں، پھر وہ آپ کے لیے دعا کر دیتا ہے، اس کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، پھر آپ کے پاس روزی بھیجی جاتی ہے، اس طرح اللہ کی مشیئت پوری ہوتی ہے اور آپ اس سے بے خبر ہوتے ہیں کہ: {وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾} [سورۃ الأنعام:103].

ترجمہ: وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

کیا آپ کو (اس سے ملاقات کا) شوق نہیں ہوتا؟!

اگر بندہ یہ جان لے کہ لطیف ومہربان (اللہ) اس کے لیے کیا کیا تدبیریں کرتا ہے، تو اس کا دل اس کی ملاقات کے شوق میں پگھل جائے گا۔

کتنی بیماری ہے جو آپ کو لاحق ہوئی اور اس نے اسے دور کر دیا.....!

کتنی مصیبتیں آپ پر نازل ہوئیں اور اس نے انہیں ٹال دیا...!

کتنا ایسا قرض ہے جسے رب نے چکا دیا...!

کتنی ایسی فکر مندی ہے جس سے اس نے چھٹکارا عطا کیا...!

یہ سب آپ کی قوت وطاقت سے نہیں، بلکہ محض اس کے لطف وکرم سے ممکن ہوا!

اگر لوگ شاہان عالم کے در پر دستک دیتے ہیں، تو آپ سب سے بڑے بادشاہ کے در پر دستک دیں۔

اگر لوگ حاکم وسردار کے دربار میں جا کر گھٹنے ٹیکتے ہیں تو آپ سب سے معزز ومکرم معبود کی بارگاہ میں اپنے گھٹنے ٹیکیں۔

جب آپ بیماری سے جوجھ رہے ہوں، قرض آپ کو بوجھل کر دے، کسی گمشدہ اور نظر سے غائب (رشتہ دار کی یاد) پر افسردہ ہو جائیں، اولاد کے تعلق سے خوف ستانے لگے، فقر وفاقہ سے چور ہو جائیں تو یاد کریں کہ اللہ: { ٱللَّطِيفُ ٱلۡخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾} [سورۃ الأنعام:103].

ترجمہ: بڑا باریک بین باخبر ہے۔

وہی ہے جس کے ہاتھ میں فراخی کی کنجیاں ہیں، اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، اور اللہ کا ہاتھ دن رات سخاوت وفیاضی کا دریا بہاتا رہتا ہے: { وَإِن مِّن شَيۡءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَآئِنُهُۥ } [سورۃ الحجر:21].

ترجمہ: جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔

سعادت وخوش بختی اسی کے پاس ہے، امن وسکون کا وہی مالک ہے، راحت واطمینان وہی عطا کرتا ہے، رضا وخوشنودی اسی سے حاصل ہوتی ہے، شفاو تندرستی اسی کے ہاتھ میں ہے، اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کی ملکیت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

چوں کہ آپ اللہ بزرگ وبرتر کی معیت میں ہیں اس لیے بالکل ہی فکر نہ کریں، اگر آپ پر دنیا کی کدورت او رحزن وملال کا انبار بھی ہو جائے تب بھی نہ گھبرائیں، بلکہ یقین رکھیں کہ یہ کدورتیں آپ کو برگزیدہ لوگوں کی صف میں لا کھڑا کریں گی جس طرح یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔

اگر وہ چیزیں آپ کی زندگی سے بالکل ہی غائب ہو جائیں جنہیں آپ اپنی سعادت وخوش بختی کا سبب سمجھتے ہیں تو یقین کریں کہ اللہ نے انہیں آپ سے دور کر دیا ہے تاکہ وہ آپ کی بد بختی ونامرادی کا سبب نہ بن سکیں۔

سعادت وخوش بختی کی کنجی:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ لطیف ومہربان عزوجل کی معیت سے سرفراز ہوں، تو اس کی شریعت پر خوشی خوشی عمل کریں، اس کی نعمت کا شکریہ ادا کریں، اس کی ملوکیت وبادشاہی پر غور وفکر کریں، اس کے ذکر میں محو رہیں، کلام الٰہی کی سماعت سے لطف اندوز ہوں، اللہ کو اپنا پروردگار تسلیم کریں، اس کی کتاب کو نسخۂ حیات مانیں اور اس کے نبی کو اپنا رسول تسلیم کریں۔

اللہ بزرگ وبرتر کی معیت بغیر کسی سبب اور بنا کسی محنت وجاں فشانی کے حاصل نہیں ہوتی، جب حاصل ہوتی ہے تو انس ومحبت سے دل معمور ہو جاتا، فکر وغم کا بادل چھٹ جاتا، زندگی کی مشقتیں دور اور دنیا کی ساری تکان کافور ہو جاتی ہیں۔

لطیف ومہربان (اللہ کے سامنے) عاجزی اختیار کریں!

ہمارا لطیف ومہربان پروردگار: لطف ومہربانی کو پسند کرتا اور یہ محبوب رکھتا ہے کہ آپ بھی مخلوق کے ساتھ نرمی وشفقت کا معاملہ کریں۔ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو

جہنم کی آگ پریا جہنم کی آگ جن پر حرام ہے: لوگوں کے قریب رہنے والے، آسانی کرنے والے اور نرم اخلاق والے تمام لوگوں (پر جہنم کی آگ حرام ہے) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

جب آپ کو لطفِ الٰہی کی حاجت ہو تاکہ وہ آپ کو پیش آمدہ مصیبت وپریشانی سے نجات عطا کرے تو اللہ کے سامنے اپنی کمزوری اور عاجزی وانکساری ظاہر کریں، مسلمانوں کے ساتھ شفقت ونرمی سے پیش آئیں اور بطور خاص کمزور وناتواں پر رحم کھائیں۔

إِلَهِي أَنتَ لِلإِحسانِ أَهلٌ وَمِنكَ الجُودُ وَالفَضلُ الجَزِيلُ

إِلَهِي بَاتَ قَلبِي فِي هُمومٍ وَحَالِي لَا يُسَرُّ بِهِ خَلِيلُ

إِلَهِي جُد بِعَفوِكَ لِي فَإِنِّي عَلَى الأَبوابِ مُنكَسِرٌ ذَلِيلُ

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی تمام تر فضل واحسان کا سزاوار ہے اور تجھ سے ہی سخاوت وفیاضی اور فضلِ عظیم حاصل ہوتا ہے۔ اے میرے پروردگار! میرا دل رات بھر حزن وملال سے بے قرار رہا اور میری حالت اتنی دگرگوں ہوگئی کہ قریبی دوست کو بھی اس سے باخبر نہیں کرسکتا۔ اے اللہ! میرے اوپر اپنے عفوودرگزر کی سخاوت فرما، اسی کی خاطر میں تیرے درپر عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑا ہوں۔

اے اللہ! ہمارے اوپر رحم فرما، ہمیں اپنی قربت کے ذریعہ انس ومودت سے نواز، اپنی اطاعت وفرمانبرداری پر ہماری مدد فرما اور ہمیں (موت دے تو) اچھی موت دے۔

(۵۲)
الخَبِیرُ جل جلالہ

نسائی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ: ایک بادیہ نشیں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کے ساتھ ہو گیا، پھر اس نے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا، نبی اکرم ﷺ نے اپنے بعض اصحاب کو اس کا خیال رکھنے کی وصیت کی، جب غزوہ خیبر ہوا تو نبی ﷺ کو مال غنیمت میں کچھ قیدی ملے، آپ نے انہیں تقسیم کیا، اور اس کا بھی حصہ لگایا، چنانچہ اس کا حصہ اپنے ان اصحاب کو دے دیا جن کے سپرد اسے کیا گیا تھا، وہ ان کی سواریاں چراتا تھا، جب وہ آیا تو انہوں نے (اس کا حصہ) اس کے حوالے کیا، اس نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ حصہ نبی اکرم ﷺ نے تمہارے لیے لگایا تھا، تو اس نے اسے لیا اور نبی ﷺ کے پاس لے کر آیا، اور عرض کیا: اے اللہ رسول! یہ کیا ہے، آپ نے فرمایا: "میں نے تمہارا حصہ دیا ہے"، تو اس نے کہا: میں نے اس (حقیر بدلے) کے لیے آپ کی پیروی نہیں کی ہے، بلکہ میں نے اس بات پر آپ کی پیروی کی ہے کہ میں تیر سے یہاں مارا جاؤں، (اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) پھر میں مروں اور جنت میں داخل ہو جاؤں، کچھ دیر کے بعد صحابہ کرام دشمن کی جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، پھر اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا، انہیں ایسی جگہ تیر لگا تھا جہاں انہوں نے اشارہ کیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: "کیا یہ وہی شخص ہے؟" لوگوں نے جواب دیا: "جی ہاں، آپ نے فرمایا: "اس نے اللہ تعالی سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا تو (اللہ تعالی) نے بھی اپنا وعدہ سچ کر دکھایا"، پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے قمیص میں اسے کفنایا، پھر اپنے سامنے رکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی، آپ کی نماز میں سے جو چیز سنائی دی وہ یہ دعا تھی: "اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، یہ تیری راہ میں ہجرت کر کے نکلا اور شہید ہو گیا، میں اس بات پر گواہ ہوں"۔

اعضاء وجوارح کے اعمال دلوں کے اعمال کے تابع ہوتے ہیں، قیامت کے دن نجات کا دار و مدار دل کی سلامتی پر ہوگا: {يَوۡمَ لَا يَنفَعُ مَالٞ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنۡ أَتَى ٱللَّهَ بِقَلۡبٖ سَلِيمٖ ﴿٨٩﴾} [سورۃ الشعراء:88-89].

ترجمہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گا۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالی کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

دلوں کے بھید کو صرف اللہ ہی جانتا ہے جو ہر چیز کی خبر رکھنے والا، اللہ بزرگ وبرتر اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: {وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ خَبِيرٞ ﴿٢٣٤﴾} [سورۃ البقرۃ:234].

ترجمہ: اللہ تعالی تمہارے ہر عمل سے خبر دار ہے۔

ہمارا پروردگار اپنے بندوں کے راز اور ان کے دلوں کے بھید سے بھی واقف ہے، اس سے باطنی خبریں بھی پوشیدہ نہیں، اس کی بادشاہت اور عالمِ غیب میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اس سے باخبر ہے، تمام حرکات وسکنات اس کے علم میں ہیں، ہر دل کے قرار اور بے قراری سے وہ خبر دار ہے۔

اس کا علم تمام ظاہر وباطن، واضح و مخفی، واجب وضروری امور، ناممکن اور ممکن اشیا، عالم علوی اور سفلی، ماضی، حال اور مستقبل سب کو محیط ہے، اس سے ادنی ترین چیز بھی مخفی نہیں۔

اللہ تعالی تمام امور کی انتہا اور ان کے آخری انجام کی خبر دیتا ہے: {ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٖ ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِۖ ٱلرَّحۡمَٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهِۦ خَبِيرٗا ﴿٥٩﴾} [سورۃ الفرقان:59].

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا ہے، پھر عرش پر مستوی ہوا، وہ رحمن ہے، آپ اس کے بارے میں کسی خبر دار سے پوچھ لیں۔

اللہ ظاہری امور سے بھی واقف ہے اور باطنی امور سے بھی خبر دار ہے۔

خَبِيرٌ بِالحَقَائِقِ وَالمعانِي عَلِيمٌ لَا يُمَارَى أَو يُجَارَى
مُحِيطٌ لَا يَفُوتُ عَلَيهِ شَيءٌ وَلَا يَخفَى عَلَيهِ مَا تَوَارَى

ترجمہ: وہ تمام تر حقائق و معانی سے باخبر ہے، وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، اس سے نہ تو بحث و جدال کیا جا سکتا ہے اور نہ آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، کوئی چیز اس کے ادراک سے باہر نہیں، پوشیدہ چیزیں بھی اس پر عیاں ہیں۔

احسان کا مرتبہ:

جو شخص یہ یقین کر لے کہ اللہ باطنی امور سے بھی باخبر اور واقف ہے، اسے اس بات سے شرم محسوس ہو گی کہ اللہ تعالی اسے ایسا کام کرتا ہوا دیکھے جو اسے ناپسند ہے، پھر وہ نیک عمل کرنے (پر آمادہ) ہو گا اور عبادت کو اللہ کے لیے خالص رکھے گا، یہاں تک کہ احسان کے اس مرتبہ تک پہنچنے (میں کامیاب ہو جائے گا) جس کا ذکر صحیح حدیث میں آیا ہے: "اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے" [بخاری و مسلم]۔

ابو حاتم رقم طراز ہیں: "دنیا میں انسان کی تمام اطاعت و عبادت کا مرکز ہے: باطن و مخفی کی اصلاح کرنا اور دل میں بگاڑ پیدا کرنے (والے اعمال سے) گریز کرنا"۔

راز دل میں ہے!

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک ہی نیکی دو شخص انجام دیتے ہیں، ایک کا عمل قبول ہوتا ہے اور دوسرے کا رد کر دیا جاتا ہے! ایک شخص نماز ادا کرتا ہے اور اس کی نماز قبول ہوتی ہے، اسی کے جوار میں ایک دوسرا شخص بھی نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کی نماز کا وہی حصہ اس کے نامہ اعمال میں درج کیا جاتا ہے جسے وہ دل دماغ کے ساتھ (سمجھ کر) ادا کرتا ہے، نبی ﷺ کی حدیث ہے: "انسان نماز تو ادا کرتا ہے لیکن بسا اوقات اس کی نماز کا دسواں حصہ، یا نواں حصہ، یا آٹھواں حصہ، یا ساتواں حصہ، یا چھٹا حصہ ہی مقبول ہوتا ہے" یہاں تک کہ آپ نے پوری عدد شمار کرا دی۔ [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

ایک انسان صدقہ کرتا ہے، اللہ اسے قبول کرتا اور اس کی (پرورش وپرداخت کرکے) بڑا بنادیتا ہے- بالکل اسی طرح جس طرح ہم میں سے کوئی گھوڑے کے بچے کو پال پوس کر بڑا کرتا ہے-، جب کہ دوسرا شخص صدقہ کرتا ہے تو اللہ اسے رد کردیتا اور اس پر اسے عذاب دیتا ہے: ﴿إِن تُبْدُوا۟ ٱلصَّدَقَٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا ٱلْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّـَٔاتِكُمْ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾﴾ [سورۃ البقرۃ:271].

ترجمہ: اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اللہ تعالی تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور اللہ تعالی تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

وہ شخص جو لوگوں کے سامنے تو تکلف کرتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھتا ہے! لیکن جب خلوت میں تنہا ہوتا ہے تو حرام چیزوں کی طرف نگاہ بڑھاتا اور محرمات کا ارتکاب کرتا ہے، کیا ہر چیز کی خبر رکھنے والے اور خوب دیکھنے والے (اللہ) کے علاوہ کوئی اور اس کے حالِ دل سے واقف ہو سکتا ہے؟

﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ ٱلْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى ٱلصُّدُورُ ﴿١٩﴾﴾ [سورۃ غافر:19].

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

اطاعت ونافرمانی کے درمیان زندگی گزارنے کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ آپ نہیں جانتے کہ کس گھڑی آپ کا خاتمہ ہو جائے۔

خلوت وتنہائی یا تو انسان کو رفعت وبلندی عطا کرتی ہے یا اسے پستی وذلت سے دوچار کرتی ہے، جو شخص اپنی خلوت میں اللہ کی تعظیم کرتا ہے، جلوت میں لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس شخص کو یہ محبوب ہو کہ اسے دلی مسرت وشادمانی حاصل ہو، موت کی شدت اور قیامت کی ہولناکی سے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ جلوت (ظاہر) سے زیادہ خلوت (تنہائی) میں عمل کرے"۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "حسن خاتمہ (اچھی موت) سے وہی سرفراز ہوتا ہے جس کی خلوت وتنہائی اچھی رہی ہو، کیوں کہ موت کے وقت تکلف کرنا ممکن نہیں، اس وقت (زبان سے) وہی نکلتا ہے جو دل کے نہاں خانے میں مخفی ہوتا ہے"۔

اللہ بزرگ وبرتر نے اپنے بارے میں ہمیں یہ بتایا ہے کہ وہ ہر چیز سے باخبر ہے، بلکہ اللہ عزوجل نے اپنے اسم گرامی (الخبیر-باخبر) کو بیس سے زائد مقامات پر انسان کے اعمال وافعال کے ساتھ مربوط فرمایا ہے، تاکہ اسے تقوی پر ابھارے: {ٱعۡدِلُواْ هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَىٰۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ ۝٨} [سورة المائدة:8].

ترجمہ: عدل کیا کرو جو پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالی تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ نے انسان کو اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ اپنے ظاہری وباطنی تمام اعمال پر نظر رکھے، اللہ کے اسم گرامی (الخبیر-باخبر) سے جس کے ایمان میں اضافہ ہو، وہ ان تمام چیزوں سے واقف ہوجائے گا جو اس کی دنیا میں چل رہی ہوتی ہیں، اس کی دنیا سے مراد: اس کا دل اور اس کا جسم، اور وہ مخفی ارادے ہیں جو دل میں پوشیدہ ہوتے ہیں، جیسے دھوکہ وفریب، خیانت اور برائی کا ارادہ۔

اللہ عزیز وبرتر شکل وصورت کو نہیں دیکھتا، بلکہ دلوں اور اعمال پر نظر رکھتا ہے: { ۞ أَفَلَا يَعۡلَمُ إِذَا بُعۡثِرَ مَا فِي ٱلۡقُبُورِ ۝٩ وَحُصِّلَ مَا فِي ٱلصُّدُورِ ۝١٠ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمۡ يَوۡمَئِذٖ لَّخَبِيرُۢ ۝١١} [سورة العاديات:9-11].

ترجمہ: کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو (کچھ) ہے نکال لیا جائے گا۔ سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کردی جائیں گی۔ بے شک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہوگا۔

معیتِ الٰہی: بندہ مومن جب اللہ کے اسم گرامی (الخبیر عزوجل -باخبر) سے بخوبی واقف ہوجاتا ہے، تو وہ اللہ کی (خصوصی) معیت میں آجاتا ہے، جب وہ اللہ کی (خصوصی) معیت میں آجاتا ہے تو اللہ اسے بلندی وپاکیزگی عطا کرتا ہے،

اوراس معیت (کی فکر) میں اتنا مشغول کر دیتا ہے کہ دوسرے کسی کی معیت کی پرواہ نہیں رہتی، چنانچہ وہ ہمہ وقت (اللہ کی معیت) سے ہوشیار اور اس کی خشیت سے سرشار رہتا ہے، پھر اللہ اس کے دنیاوی (امور کی انجام دہی کے لیے) کافی ہوتا ہے، دنیا اس کے قدموں میں آجاتی ہے، اللہ اس کی فکر مندی کو دور کر دیتا ہے، اس کی روزی میں برکت دیتا ہے، تنگی و پریشانی، حزن وملال اور شیطان کو اس تک بھٹکنے بھی نہیں دیتا، کیوں کہ اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا ۝٢﴾ [سورۃ الطلاق:2].

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے چھٹکارے کی شکل بنا دیتا ہے۔

يا مَن يَرى مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسمَعُ	أَنتَ المُعِدُّ لِكُلِّ مَا يُتَوَقَّعُ
يَا مَن يُرجى لِلشَّدائِدِ كُلِّهَا	يَا مَن إِلَيهِ المُشتَكَى وَالمَفزَعُ
مَالِي سِوَى فَقرِي إِلَيكَ وَسِيلَةٌ	فَبِالافتِقارِ إِلَيكَ فَقرِي أَدفَعُ
مَا لِي سِوَى قَرعِي لِبَابِكَ حِيلَةٌ	فَلَئِن رَدَدتَ فَأَيُّ بَابٍ أَقرَعُ
حَاشَا لِمَجدِكَ أَن تُقنِطَ عَاصِيًا	فَالفَضلُ أَجزَلُ وَالمَواهِبُ أَوسَعُ

ترجمہ: اے (اللہ) جو دل کے بھید کو بھی دیکھتا اور سنتا ہے، تو ہی تمام امیدوں کو پوری کرنے والا ہے۔ اے (اللہ) جس سے ہر قسم کی آفت ومصیبت (کو دور کرنے) کی امید والتجاء کی جاتی ہے، اے (اللہ) جس سے (مشکل وحاجت کی) شکایت کی جاتی اور (خوف کے وقت جس کی) پناہ لی جاتی ہے۔ میرا وسیلہ صرف یہ ہے کہ میں تیرا محتاج ہوں، تجھ سے اپنی محتاجگی کو وابستہ کرکے اپنی فقیری کا علاج کرتا ہوں۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی حیلہ نہیں کہ تیرے در پر دستک دوں، اگر (تیرے در سے بھی) دھتکار دیا گیا تو کس در پر دستک دوں گا۔ تیری شرافت وبزرگی کے لیے یہ محال ہے کہ تو کسی گناہ گار کو (اپنی رحمت سے) مایوس کر دے، کیوں کہ تیرا فضل واحسان بے پناہ اور تیری نوازشیں نہایت کشادہ ہیں۔

اے اللہ! اے خبیر (ہر چیز سے باخبر)....اے رازوں اور دل کے بھیدوں کو جاننے والے! ہم پر رحم وکرم فرما۔

(۵۳)
الحَلِیمُ جل جلاله

عزبن عبد السلام فرماتے ہیں:"اللہ عزیز وبرتر اور اس کے خوبصورت ناموں اور بلند وبالا صفات کی معرفت حاصل کرنا:مقام ومرتبہ، ثمرات اور اثرات کے اعتبار سے سب سے افضل عمل ہے"۔

آیئے ہم اللہ کے اسم گرامی (الحلیم عزوجل -بردبار) پر غور وفکر کرتے ہیں:

اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: {وَٱللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿٢٦٣﴾} [سورۃ البقرۃ:263].

ترجمہ:اللہ تعالی بے نیاز اور بردبار ہے۔

{إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾} [سورۃ الإسراء:44].

ترجمہ:وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار عفو ودرگزر اور حلم وبردباری والا ہے، جسے نہ تو غصہ بے قابو کرتا ہے، نہ کسی نادان کی نادانی اور گناہ گار کی نافرمانی اسے بے راہ کرتی ہے، وہ اپنے بندوں کو شرک وکفر میں مبتلا ہونے اور ڈھیر سارے گناہوں کا ارتکاب کرنے پر بھی فورا سزا نہیں دیتا۔

اس سے بڑا حلیم وبردبار کون ہو سکتا ہے؟! مخلوق اس کی نافرمانی کرتی ہے، وہ انہیں دیکھ رہا ہوتا ہے، پھر بھی وہ ان کے گھروں میں ایسے ان کی نگہبانی کرتا ہے گویا انہوں نے اس کی نافرمانی کی ہی نہ ہو، اس طرح ان کی حفاظت ونگہداشت کرتا ہے گویا انہوں نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، وہ گناہ گار اور بدکار کو بھی اپنے فضل واحسان سے نوازتا ہے۔

یقیناوہ حلیم وبردبار ہے!

بے کس و مضطر انسان اس کے سامنے گریہ وزاری کرتا ہے اور وہ اس کی سن لیتا ہے، وہ اس سے مانگتا ہے اور وہ اسے نواز دیتا ہے، جب کہ وہ نافرمان اور گناہ گار ہوتا ہے: { فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ } [سورۃ العنکبوت:65].

ترجمہ: یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالی ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ وہ کتنا حلیم وبردبار ہے! وہی فضل واحسان کا مالک ہے اور اسی سے سارے فضل واحسان حاصل ہوتے ہیں، وہ سخی وداتا ہے، اسی سے سخاوت حاصل ہوتی ہے، وہ حلیم وبردبار ہے اور اسی سے ساری بردباری ملتی ہے۔

وَهُوَ الحَلِيمُ فلا يُعاجِلُ عَبدَهُ ۔۔۔ بِعُقُوبَةٍ لِيَتُوبَ مِن عِصيانِ

ترجمہ: وہ حلیم وبردبار ہے، اس لیے بندوں کو فوراً سزا نہیں دیتا تاکہ وہ گناہ سے توبہ کر سکیں۔

صحیحین میں آیا ہے: ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالی سے بڑھ کر تکلیف دہ باتوں کو سن کر ان پر صبر کرنے والا کوئی نہیں، کافر اللہ تعالی کے لیے ہمسر بناتے اور اس کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں، پھر بھی وہ انہیں رزق وعافیت اور دوسری چیزیں عطا کرتا ہے"۔

اللہ کتنا حلیم وبردبار ہے!

ہماری کتنی لغزشیں ہیں جن پر اللہ نے پردہ ڈال دیا؟ کتنے ایسے گناہ ہیں جن پر اللہ نے ہمارا مواخذہ نہیں کیا؟ ہم نے کتنے گناہ کیے پھر بھی وہ ہمیں یہ ندا دیتا ہے- جب کہ وہ ہم سے بے نیاز ہے-: { ۞ نَبِّئْ عِبَادِىٓ أَنِّىٓ أَنَا ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ } [سورۃ الحجر:49].

ترجمہ: میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔

اللہ حلیم وبردبار پاک ہے! وہ بندے کو پیدا کرتا ہے اور بندہ اس کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرتا ہے، وہ اسے رزق دیتا ہے اور وہ کسی اور کا شکر گزار ہوتا ہے، وہ اپنے بندوں کے لیے خیرات وبرکات نازل فرماتا ہے اور بندے

ہیں کہ ان کا شر اللہ کو پہنچتا ہے، اللہ اپنی نعمتوں کے ذریعے بندوں سے لطف ومحبت کا اظہار کرتا ہے جب کہ وہ ان سے بے نیاز ہے، اور بندے ہیں کہ معصیت ونافرمانی کے ذریعے بغض ونفرت کا مظاہرہ کرتے ہیں جب کہ وہ اللہ کے نزدیک سب سے فقیر ونادار ہیں: ﴿ وَلَوْ يُؤَاخِذُ ٱللَّهُ ٱلنَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَآبَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَـْٔخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٦١﴾ ﴾ [سورة النحل:61].

ترجمہ: اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالی ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا، لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے، جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

خیالِ خاطر!

ہمیں اللہ بزرگ وبرتر کے غیظ وغضب سے ہوشیار رہنا چاہئے، کیوں کہ حلیم وبردبار جب غصہ ہوتا ہے تو اس کے غضب کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی، اللہ بزرگ وبرتر کی بردباری قوت اور قدرت سے صادر ہوتی ہے، اللہ حلیم وبردبار صرف اس پر ہی غصہ ہوتا ہے جو رحمت کا مستحق نہ ہو، اور جس کے ساتھ بردباری کا رویہ بھی کارگر نہ ہو، نیز غصہ ہونے سے پہلے اسے (اپنی اصلاح کی) مہلت بھی دیتا ہے۔

اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ فَلَمَّآ ءَاسَفُونَا ٱنتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ ﴾ [سورة الزخرف:55].

ترجمہ: پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا۔

بسا اوقات اللہ تعالی کافروں کے ساتھ بھی حلم وبردباری اپناتا ہے، انہیں رزق عطا کرتا ہے، دنیا میں انہیں سزا سے دوچار نہیں کرتا، لیکن قیامت کے روز ان کے ساتھ نرمی نہیں برتے گا اور نہ انہیں معاف کرے گا، بلکہ فرشتے انہیں جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے، نہ تو ان کی امید والتجا قبول کی جائے گی اور نہ ان کا عذاب کم کیا جائے گا:

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَٱلشَّيَـٰطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى ٱلرَّحْمَـٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾﴾ [سورة مريم:68-69].

ترجمہ: تیرے پروردگار کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کر کے ضرور بالضرور جہنم کے ارد گرد گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حاضر کردیں گے۔ ہم پھر ہر ہر گروہ سے انہیں الگ نکال کر کھڑا کریں گے جو اللہ رحمن سے بہت اکڑے اکڑے پھرتے تھے۔

﴿يَسْتَعْجِلُونَكَ بِٱلْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌۢ بِٱلْكَـٰفِرِينَ ﴿٥٤﴾﴾ [سورة العنكبوت:54].

ترجمہ: یہ عذاب کی جلدی مچارہے ہیں اور (تسلی رکھیں) جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔

تابعداری کی چاشنی!

بندہ کو چاہیئے کہ اس خلقِ کریم -یعنی حلم وبردباری کی صفت- سے آراستہ ہونے کے لیے اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کرے (اور اسے آمادہ کرے)، کیوں کہ اللہ بزرگ وبرتر (حلیم -بردبار) ہے اور اپنے بردبار بندوں کو پسند فرماتا ہے، وہ کریم (سخی وفیاض) ہے اور اپنے کریم (سخی وفیاض) بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔

أَلَا إِنَّ حُلمَ الَمرءِ أَكبَرُ نِسبَةً ... يُسَامِي بِهَا عِندَ الفِخَارِ كَرِيمُ

فَيَا رَبِّ هَب لِي مِنكَ حُلمًا فَإِنَّنِي ... أَرَى الحُلمَ لَم يَندَم عَلَيهِ حَلِيمُ

ترجمہ: انسان کی بردباری اس کی سب سے بڑی نسبت (اور خوبی) ہے جس پر ایک کریم ومعزز انسان فخر کے وقت اپنی برتری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اے رب! مجھے اپنی طرف سے حلم وبردباری عطا کر، کیوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ بردباری پر کسی بردبار کو شرمندہ نہیں ہونا پڑتا۔

اللہ بزرگ وبرتر نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّٰهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾﴾ [سورة هود:75].

ترجمہ: یقیناً ابراہیم بہت تحمل والے نرم دل اور اللہ کی جانب جھکنے والے تھے۔

بردباری اسماعیل علیہ السلام کی صفت بھی تھی: { فَبَشَّرْنَٰهُ بِغُلَٰمٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ } [سورۃ الصافات:101].

ترجمہ: ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خلقِ (کریم) کا وافر ترین حصہ حاصل ہوا تھا۔

صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا اور زور سے آپ کو کھینچا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے کو دیکھا، اس پر چادر کے کونے کا نشان پڑ گیا، ایسا کھینچا، پھر کہنے لگا: اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھ کو دلائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دینے کا حکم فرمایا"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج بن عبد القیس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا: "یقیناً تمہارے اندر دو خصلتیں (خوبیاں) ایسی ہیں جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے: بردباری اور غور و فکر کی عادت" [مسلم]۔

میمون بن مہران سے مروی ہے: "ایک دن ان کے پاس کچھ مہمان تشریف فرما تھے کہ ان کی کنیز ان کے پاس شوربہ سے بھرا ہوا پیالہ لے کر آئی، آتے ہی اسے ٹھیس لگ گئی اور پورا شوربہ میمون پر جا گرا، میمون نے اسے مارنا چاہا کہ کنیز نے کہا: اے میرے آقا! اللہ بزرگ وبرتر کے اس فرمان پر عمل کر لیجیے: {وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ }

ترجمہ: غصہ پینے والے ہیں۔

میمون نے کہا: میں نے کر لیا، کنیز بولی: اس کے مابعد پر بھی عمل کر لیجیے: {وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِ ۗ } ترجمہ: لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔

میمون نے کہا: میں نے تمہیں معاف کر دیا، کنیز بول پڑی: {وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾} [سورۃ آل عمران:134].

ترجمہ: اللہ تعالی ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔

میمون نے کہا: میں نے تمہارے ساتھ احسان کیا، جاؤ تم اللہ بزرگ وبرتر کی خاطر آزاد ہو"۔

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "جب عقلمند انسان کو غصہ آئے تو اسے یہ یاد کرنا چاہئے کہ اللہ تعالی کس قدر اس کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرتا ہے، حالانکہ وہ اللہ کی حرمتوں اور اس کی محرمات کو بے انتہا پامال کرتا ہے، (ایسا کرنے سے) وہ تحمل وبردباری کرنے (پر مجبور ہو جائے گا) اور اس کا غصہ اسے گناہوں کے اسباب میں داخل نہ کر سکے گا"۔

آخری بات..

جب آپ کسی آفت وپریشانی یا آزمائش سے دوچار ہوں تو اللہ سے دعا کریں اور اپنی دعا میں اللہ کے اسم گرامی (الحلیم-بردبار) کو ضرور شامل کریں، کیوں کہ نبی ﷺ پریشانی کے وقت اللہ سے یہ دعا کیا کرتے تھے: "لا إله إلا الله العظيمُ الحليمُ، لا إلهَ إلا اللهُ ربُّ العَرشِ العَظيمِ، لا إلهَ إلا اللهُ ربُّ السَّماواتِ وَربُّ الأرضِ، وَربُّ العَرشِ الكَريمِ" (یعنی: اللہ صاحب عظمت وبردبار کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے) [بخاری ومسلم]۔

اے اللہ! جس طرح تو نے اپنے بندوں کے ساتھ بردباری اختیار کی ہے، اسی طرح ہمارے لیے اپنی بردباری کو دارین کی سعادت وکامرانی (کا ذریعہ) بنا دے۔

(۵۴)
الرَّؤوفُ جل جلالہ

صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا پھر میری ہڈیوں کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے اتنا سخت عذاب کرے گا جو پہلے کسی کو بھی اس نے نہیں کیا ہو گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا کہ اگر ایک ذرہ بھی کہیں اس کے جسم کا تیرے پاس ہے تو اسے جمع کر کے لا۔ زمین حکم بجالائی اور وہ بندہ اب (اپنے رب کے سامنے) کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا: اے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی"۔

ہمارے عزیز و برتر پروردگار نے اس فرمان کے ذریعہ اپنی ذات کی تعریف کی ہے اور اپنے بندوں کو خوش خبری سنائی ہے: ﴿إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝٧﴾ [سورۃ النحل:7].

ترجمہ: یقیناً تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

رافت: شدید ترین شفقت اور بلیغ ترین محبت کو کہتے ہیں۔

جو کہ ہر ناپسندیدہ سے خیر اور بھلائی ہے، اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝١٤٣﴾ [سورۃ البقرۃ:143].

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار وہ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا، اس کی حفاظت کی، اس پر رحم فرمایا، اس پر احسان وانعام کیا، اس کے لیے پوری کائنات کو مسخر کر دیا، اس سے برائی کو دور رکھا، اسے خیرات وبرکات سے نوازا، یہ سب اس کے فضل واحسان اور جود واکرام کے ہی مظاہر ہیں۔

بلکہ اللہ عزیز وبرتر کی رحمت ہی ہے کہ: وہ اطاعت گزاروں کی چھوٹی سے چھوٹی اطاعت کو قبول کرتا ہے، اپنے مومن بندوں کے ایمان (اور ان کے اعمال) کی حفاظت کرتا اور انہیں ضائع ہونے سے بچاتا ہے، یہ اپنے ولیوں کے تئیں اللہ بزرگ وبرتر کی رحمت ہی ہے: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَٰنَكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٞ رَّحِيمٞ ١٤٣﴾ [سورۃ البقرۃ:143].

ترجمہ: اللہ تعالی تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا۔ اللہ تعالی لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔

کامل ترین دلالت:

اس کی عظیم وجلیل رحمت ہی ہے کہ: اس نے اپنے بندوں کو (اعمال بد) سے ہوشیار کیا، (نیکی کی) رغبت دلائی، (بدی سے) ڈرایا، (ان سے اجر وثواب کا) وعدہ کیا اور (اپنے عذاب کی) وعید سنائی، محض ان پر رحمت وشفقت کرتے ہوئے، ان کے مفادات اور مصلحتوں کا خیال رکھتے ہوئے: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ ٱللَّهُ نَفۡسَهُۥۗ وَٱللَّهُ رَءُوفُۢ بِٱلۡعِبَادِ ٣٠﴾ [سورۃ آل عمران:30].

ترجمہ: اللہ تعالی تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

اس کی انتہائی رحمت وشفقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ: اس نے اپنے رسول پر کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ حکمِ الہی سے لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں، فرمان باری تعالی ہے: ﴿هُوَ ٱلَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبۡدِهِۦٓ ءَايَٰتِۭ بَيِّنَٰتٖ لِّيُخۡرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ بِكُمۡ لَرَءُوفٞ رَّحِيمٞ ٩﴾ [سورۃ الحدید:9].

ترجمہ: وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے۔ یقیناً اللہ تعالی تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس کی بے انتہا شفقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ: اس نے ہمارے لیے نقل وحمل کے وسائل مسخر فرمائے، جیسے پرانے زمانے میں گھوڑا، خچر اور گدھے اور دور جدید میں گاڑیاں، جہاز اور ریل وغیرہ، اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَتَحۡمِلُ أَثۡقَالَكُمۡ إِلَىٰ بَلَدٖ لَّمۡ تَكُونُواْ بَٰلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ ٱلۡأَنفُسِۚ إِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوفٞ رَّحِيمٞ ٧﴾ [سورۃ النحل:7].

ترجمہ: وہ تمارے بوجھ ان شہروں تک اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم بغیر آدھی جان کیے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ یقینا تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

یہ اس کی بے انتہا شفقت ہی ہے کہ: جن بندوں کی جان ومال کو وہ (جنت کے عوض) خریدتا ہے وہ اس کی خاص ملکیت ہوتی ہے، پھر بھی وہ اپنی خاص ملکیت کو اپنے بندوں سے بے حد وبے شمار عوض میں خریدتا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشۡرِي نَفۡسَهُ ٱبۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ رَءُوفُۢ بِٱلۡعِبَادِ ٢٠٧﴾ [سورۃ البقرۃ:207].

ترجمہ: بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالی کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں، اور اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

اس کی عظیم شفقت کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ: وہ اپنے ولیوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلۡإِيمَٰنِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلّٗا لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٞ رَّحِيمٌ ١٠﴾ [سورۃ الحشر:10].

ترجمہ: (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بے شک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔

یہ بھی شفقتِ الٰہی کی عظمت ہی ہے کہ: اس نے ایسے حدود (وتعزیرات) قائم کیے جو انسان کو (گناہوں کے ارتکاب) سے باز رکھتے اور تقوی اختیار کرنے پر آمادہ کرتے ہیں، کیوں کہ رافت وشفقت وہ ہے جو انسان (کی زندگی کو) درست اور قائم رکھے، کیوں کہ یہ رحمت کی بلیغ ترین قسم ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَلَوۡلَا فَضۡلُ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهُۥ وَأَنَّ ٱللَّهَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ ٢٠﴾ [سورۃ النور:20].

ترجمہ: اگر تم پر اللہ تعالی کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ بھی کہ اللہ تعالی بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔

اس کی حد درجہ شفقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ: وہ کافروں اور گناہ گاروں کو مہلت دیتا ہے، لاشعوری میں اچانک سے انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرتا، بلکہ انہیں مہلت دیتا، عافیت اور رزق سے نوازتا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ﴿أَوۡ يَأۡخُذَهُمۡ عَلَىٰ تَخَوُّفٖ فَإِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوفٞ رَّحِيمٌ ٤٧﴾ [سورۃ النحل:47].

ترجمہ: یا انہیں ڈرا دھمکا کر پکڑ لے، یقیناً تمہارا پروردگار اعلی شفقت اور انتہائی رحم والا ہے۔

یہ بھی اس کی اعلی ترین شفقت کی دلیل ہے کہ وہ: ﴿وَيُمۡسِكُ ٱلسَّمَآءَ أَن تَقَعَ عَلَى ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ بِٱلنَّاسِ لَرَءُوفٞ رَّحِيمٞ ٦٥﴾ [سورۃ الحج:65].

ترجمہ: آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر اس کی اجازت کے بغیر گر نہ پڑے، بے شک اللہ تعالی لوگوں پر شفقت ونرمی کرنے والا اور مہربان ہے۔

پیغام...

ہر اس شخص کے نام جو فقیری وناداری سے دوچار ہو، پریشانی اور مصیبت نے اسے ہر چہار جانب سے گھیر لیا ہو، اس کے خدوخال بدل گئے ہوں اور دل ٹوٹ چکا ہو۔

اس شخص کے نام جسے قرض نے بوجھل کر دیا ہو، جس کی فکر حیراں اور ذہن منتشر ہو، اور وہ یہ سوچنے لگا ہو کہ دنیا اس پر تنگ ہو چکی ہے۔

اس شخص کے نام جسے بھوک نے نڈھال کر دیا ہو، مختلف تکلیف واذیت سے وہ چور چور ہو چکا ہو، ڈاکٹر اس (کے علاج سے) عاجز ہو چکے ہوں اور اس کے سامنے (سارے) دروازے بند نظر آتے ہوں۔

اس شخص کے نام جو حزن وملال اور غم واندوہ میں غرق ہو، جس سے دنیا اس طرح روٹھ چکی ہو کہ اپنی تمام تر کشادگی کے باوجود اس پر تنگ ہو گئی ہو۔

اس شخص کے نام جس کا بیٹا غائب ہو گیا ہو، جس کا محبوب سفر پر ہو، جس کا دوست بچھڑ گیا ہو، جس کا دم گھٹنے لگا ہو اور دل مضطرو بے قرار ہو، پھول جس کے لیے خار اور حسین وجمیل دنیا جس کی نظر میں افسردگی کی آماجگاہ بن گئی ہو...

آیئے اور اللہ عزیز وبرتر کے اس فرمان کو یاد کیجیے: {إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝٧} [سورة النحل:7].

ترجمہ: یقیناً تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

{وَٱللَّهُ رَءُوفٌۢ بِٱلْعِبَادِ ۝٢٠٧} [سورة البقرة:207].

ترجمہ: اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

آپ یہ ندا لگائیں: اے شفیق ومہربان! میری حالت پر شفقت کر، میری کمزوری پر رحم فرما، میرے حزن وملال کو دور کر دے اور میری سختی وپریشانی کو کافور کر دے۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ اپنے بندے کو اس لیے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ اس کی شکایت، گریہ وزاری اور دعا کو سن سکے"، {قَالَ إِنَّمَآ أَشْكُواْ بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ} [سورة یوسف:86].

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔

دعا کرنے کے بعد فراخی وکشادگی کا انتظار کریں، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلۡمُضۡطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكۡشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ ٱلۡأَرۡضِۗ أَءِلَٰهٞ مَّعَ ٱللَّهِۚ قَلِيلٗا مَّا تَذَكَّرُونَ ٦٢﴾ [سورة النمل:62].

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالی کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔

یقیناً وہ بزرگ وبرتر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہے، اس کی شان نہایت نرالی ہے! اس کا مقام ومرتبہ بے حد عالی ہے! وہ اپنی مخلوق سے حد درجہ قریب ہے! وہ اپنے بندوں پر بے پناہ مہربان ہے!

جب آپ کو رسی سخت ہوتی ہوئی دکھے تو یقین رکھیے کہ وہ ٹوٹنے والی ہے، جب تاریکی پوری طرح چھاجائے تو صبح نو کی خوش خبری قبول کریں۔

اپنے بے پناہ شفیق اور نہایت مہربان پروردگار عزوجل سے زچ نہ ہوں، کیوں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت برقرار رہے، سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ: فراخی کا انتظار کیا جائے، زندگی کے ایام گردش میں رہتے ہیں، زمانہ الٹ پھیر کا نام ہے، رات کے شکم میں صبح کی پرورش ہوتی ہے، غیب ہماری نظروں سے اوجھل ہے، شفیق ومہربان اللہ کا فرمان ہے: ﴿كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٖ ٢٩﴾ [سورة الرحمن:29].

ترجمہ: ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿لَعَلَّ ٱللَّهَ يُحۡدِثُ بَعۡدَ ذَٰلِكَ أَمۡرٗا ١﴾ [سورة الطلاق:1].

ترجمہ: شاید اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

اللہ بزرگ وبرتر کا ارشاد ہے: ﴿فَإِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرًا ٥ إِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرٗا ٦﴾ [سورة الشرح:5-6].

ترجمہ: یقینا مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

دل سجدہ ریز ہو گئے:

اللہ بزرگ وبرتر نے اپنے رسول ﷺ کو شفقت ورحمت سے متصف فرمایا ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ ﴿١٢٨﴾ ﴾ [سورۃ التوبۃ:128].

ترجمہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

یعنی مومنوں کے ساتھ نہایت شفقت ورحمت سے پیش آتے ہیں، بلکہ ان کے والدین سے بھی زیادہ ان پر مہربان ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا حق تمام مخلوقات کے حق پر مقدم ہے، اور امت پر یہ واجب ہے کہ آپ پر ایمان لائے، آپ کی تعظیم اور احترام کرے۔

نبی ﷺ پوری رات نمازِ (تہجد) میں یہ آیت پڑھتے رہے: ﴿ إِن تُعَذِّبۡهُمۡ فَإِنَّهُمۡ عِبَادُكَۖ وَإِن تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ ﴿١١٨﴾ ﴾ [سورۃ المائدۃ:118].

ترجمہ: اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

پھر آپ کا شفیق ومہربان پروردگار عزوجل آپ کو یہ خبر دیتا ہے کہ ہم آپ کو اپنی امت کے تعلق سے ضرور خوش کریں گے۔

مومن اپنے اوپر شفقت ونرمی کرتے ہوئے نجات کی راہوں پر چلتا ہے اور ہلاکت کے مواقع سے دور رہتا ہے، دوسروں کے ساتھ بھی اس کا رویہ یہی ہوتا ہے۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اللہ کے بندوں پر سخاوت وفیاضی کرتا ہے، اللہ بھی اس پر اپنی نوازش اور فضل کی سخاوت کرتا ہے، جیساکام ہوتا ہے، بدلہ بھی اسی کے ہم مثل ملتا ہے"۔

إِلَهِي! تَرَى حَالِي وَفقرِي وَفَاقَتِي　　وَأَنتَ مُنَاجَاتِي الخَفِيَّةَ تَسمعُ
إِلَهِي! أَذِقنِي طُعمَ عَفوِكَ يَومَ لَا　　بَنونَ وَلَا مَالٌ هُنالِكَ يَنفَعُ

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو میری حالت اور فقر وفاقہ کو دیکھ رہا ہے۔ تو میری پوشیدہ سرگوشیوں کو بھی خوب سنتا ہے۔ الہی! مجھے اس دن اپنے عفو ودرگزر کی چاشنی سے شادکام کرنا جس دن نہ تو اولاد کام آئیں گی اور نہ مال ودولت۔

اے اللہ! اے شفیق ومہربان! ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں جنت میں داخل فرما اور جہنم سے نجات عطا کر۔

(۵۵)
الوَدُودُ جل جلالہ

وَلَمَّا جَلَسنَا مَجلِسًا طَلَّهُ النَّدَى جَميلاً وَبُستَانًا مِن الرَّوضِ نَادِيَا
أَثَارَ لَنا طِيبُ المَكانِ وَحُسنُهُ مُنًى فَتَمَنَّينَا فَكُنتَ الأَمانِيَا

ترجمہ: جب ہم کسی مجلس میں شریک ہوئے تو شبنم نے اسے خوبصورت اور سرسبز وشاداب باغیچہ بنادیا۔اس کی جگہ کی اچھائی اور خوبصورتی ہماری امیدوں کا سبب بنی، پھر ہم نے امیدیں باندھیں اور ان امیدوں کا محور تم رہے۔

ہمارا پاک وبرتر اور بہت محبت کرنے والا رب اطاعت گزاروں کا محبوب، بھاگنے والوں کا ٹھکانہ، پناہ طلب کرنے والوں کی پناہ گاہ اور خائف وہراساں لوگوں کے لیے جائے قرار ہے۔وہ توبہ کرنے والوں اور طہارت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، وہ سب سے بڑا سخی اور سب سے بڑا فیاض ہے۔

اللہ پاک وبرتر عطا کرنے والوں میں سب سے زیادہ عطا کرنے والا، رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا، نوازنے والوں میں سب سے زیادہ نوازنے والا، تنگی کی حالت میں سہارا، تنہائی کے عالم میں دوست اور فاقہ کے زمانے میں مددگار ہے۔

ہم بات کرنے والے ہیں اللہ تعالی کے اسم گرامی "ودود" (یعنی: بہت محبت کرنے والے) سے متعلق۔اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ﴿٩٠﴾﴾ [سورۃ ھود:90].

ترجمہ: یقین مانو کہ میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔

نیز فرمایا: ﴿وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾﴾ [سورۃ البروج:14-15].

ترجمہ: وہ بڑا بخشش کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے، عرش کا مالک، عظمت والا ہے۔

ودّ کے معنی محبت کے ہیں، چناں چہ ہمارا پاک وبرتر رب اپنی معرفت اور عمدہ اوصاف کے ذریعہ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے۔ یہ محبت ولیوں اور متقیوں کے لیے خاص ہے۔ وہ ان کے لیے محبت کے اسباب پیدا فرماتا ہے، ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دیتا ہے اور انہیں اپنے اچھے اچھے نام اور بہترین، عظیم اور وسعت کے حامل اوصاف بتاتا ہے جو صاف ستھرے اور معتدل دلوں کو اس کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

وَكَانَ فُؤادِي خَالِيًا قَبلَ حُبِّكُم   وَكَانَ بِذِكرِ الخَلقِ يَلهُو وَيَمرَحُ

فَلَمَّا دَعَا قَلبِي هَواكَ أَجابَهُ   فَلستُ أَراهُ عَن فَنائِكَ يَبرَحُ

ترجمہ: میرا دل تیری محبت سے پہلے ویران تھا۔ مخلوق کی یاد میں مست ومگن تھا۔ جب میرے دل نے تیری محبت کو آواز دی تو اس نے لبیک کہا، اب وہ ہمہ وقت تیرے ہی در سے چمٹا رہتا ہے۔

ہمارا بزرگ وبرتر رب بہت زیادہ محبت کرنے والا ہے، اسے اپنے گناہ گار بندوں سے محبت ہے، ان میں سے توبہ کرنے والے کو بے حد پسند کرتا ہے، چنانچہ ان کے لیے ایسے اسباب فراہم کرتا ہے جن سے وہ اس کی بخشش حاصل کر سکیں، وہ اپنی معافی کی راہیں کھولتا ہے اور اپنی وسعتِ رحمت کے نشانات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: {﴿ قُلۡ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسۡرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُواْ مِن رَّحۡمَةِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًاۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ٥٣﴾} [سورۃ الزمر: 53].

ترجمہ: میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: {وَرَحۡمَتِي وَسِعَتۡ كُلَّ شَيۡءٖۚ} [سورۃ الأعراف: 156].

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔

ہمارا بزرگ وبرتر رب اپنے احسانات اور اپنی ظاہری وباطنی بڑی بڑی نعمتوں کے ذریعے محبت کا اظہار فرماتا ہے۔ اللہ ہی ہے جس نے انہیں وجود بخشا، انہیں باقی رکھا، انہیں زندہ کیا، ان کی درستی فرمائی، ان کے لیے معاملات کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور انہیں ایمان اور اسلام کی توفیق بخشی جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

وَهُوَ الوَدُودُ يُحِبُّهُم وَيُحِبَّهُ ... أَحبَابُهُ وَالفَضلُ لِلمَنَّانِ

وَهُو الَّذِي جَعلَ اَلمحَبَّةَ فِي قُلو ... بِهِم وَجَازَاهُم بِحُبٍّ ثَانِ

وهذَا هُو الإِحسانُ حَقًّا لا مُعا ... وَضَةً وَلا لِتَوقُّعِ الشُّكرَانِ

ترجمہ: اللہ بہت محبت کرنے والا ہے، وہ بندوں سے محبت کرتا ہے اور اس کے چاہنے والے اس سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ تمام تر فضل واحسان اسی منعم ومحسن کے لیے ہیں۔

اللہ نے بندوں کے دلوں میں محبت پیدا فرمائی، پھر انہیں ایک دوسری محبت کے ذریعے بدلہ عطا فرمایا، یہی حقیقی احسان ہے، جس میں معاوضہ (کی چاہت) ہے، نہ شکریہ کی امید۔

خالص احسان:

جب بندہ کے سامنے (اللہ کے اسم گرامی) ودود (یعنی بہت محبت کرنے والا) کا مفہوم واضح ہو جائے، تو اس کا دل اپنے رب سے منسلک ہو جائے گا، پھر وہ اس کی محبت، شوق اور ایسی لذت میں غرق ہو جائے گا کہ جس سے شیریں اور پاکیزہ کوئی لذت ہے ہی نہیں۔

یہی وہ سب سے عظیم شیء ہے جس کے ذریعے بندے رب کی بندگی کرتے ہیں اور اس کا تقرب حاصل کرنے والے اس کا تقرب حاصل کرتے ہیں: ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُۥٓ﴾ [سورۃ المائدۃ:54].

ترجمہ: جو اللہ کو محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی معرفت جس قدر پاک صاف ہوگی، اسی کے بقدر (بندے) کی حالت پاک صاف ہوگی۔ مومن بندہ یہ جانتا ہے کہ یہ حالت بندے کی طاقت اور اس کی قوت کے باعث نہیں ہوتی، بلکہ یہ تو بہت زیادہ

محبت کرنے والا اللہ پاک وبرتر ہے جو اپنے بندے سے محبت کرتا ہے، اس کے دل میں محبت ڈالتا ہے، پھر جب بندہ اس کی توفیق سے محبت کرتا ہے تو اللہ پاک اسے دوسری محبت سے نوازتا ہے، یہی خالص احسان ہے، کیوں کہ سبب اور مسبب دونوں اسی (اللہ تعالی) کی جانب سے ہی ملتے ہیں۔

جب بندہ اپنے پروردگار سے حقیقی محبت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں وہ تمام تر عبادتوں کو صرف اللہ کے لیے ہی خالص رکھتا ہے، نیز ان تمام لوگوں اور چیزوں سے محبت کرنے لگتا ہے جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور ان تمام لوگوں اور چیزوں سے نفرت کرنے لگتا ہے جن سے اللہ نفرت کرتا ہے، اور ولاء وبراء کی حقیقت بھی یہی ہے: {لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْآخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾} [سورۃ المجادلۃ:22].

ترجمہ: اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو، بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

صرف محبت کرنے والوں کے لیے!

سچا مومن اللہ تعالی سے محبت کا اظہار اقوال اور افعال پر مشتمل ان اعمال کے ذریعے کرتا ہے جو اللہ عزیز وبرتر کی محبت کے متقاضی ہیں، اور ان میں سب سے عظیم شئ ہے: اللہ عزیز وبرتر اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، اللہ پاک وبرتر نے فرمایا: {قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ} [سورۃ آل عمران:31].

ترجمہ: کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا۔

بندہ برابر اس راستے پر چلتا رہتا ہے جسے اللہ عزیز وبرتر پسند فرماتا ہے اور ان امور میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے جنہیں ان کا رب چاہتا ہے، یہاں تک کہ وہ (اللہ تعالی کی) محبت سے سرفراز ہو جاتا ہے اور اسے قربتِ الٰہی حاصل ہو جاتی ہے:"جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالی فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت رکھو، چناں چہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام تمام اہلِ آسمان میں یہ پکار لگاتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے اس لیے تم سب اس سے محبت رکھو، چناں چہ تمام آسمان والے اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں، اس کے بعد روئے زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے" (بخاری)۔

اللہ بزرگ وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ ٱلرَّحۡمَٰنُ وُدّٗا ٩٦﴾ [سورۃ مریم:96].

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں، ان کے لیے رحمن محبت پیدا کر دے گا۔

جب اللہ عزیز وبرتر کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ" اس کا کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے"[بخاری]۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ: وہ اسباب جن سے اللہ عزیز وبرتر کی محبت حاصل کی جاسکتی ہے، دس ہیں:

۱- قرآن کریم کو غور وفکر کے ساتھ اور اس کے معانی ومفاہیم کو سمجھ کر پڑھنا۔

۲- فرائض کے بعد نوافل کے ذریعے اللہ کی قربت حاصل کرنا۔

۳- ہمہ وقت زبان، دل، عمل اور حال کے ذریعہ اس کے ذکر میں محو رہنا۔

۴- خواہشات کے غلبہ کے وقت اپنی پسندیدہ چیزوں پر اللہ کی پسند کو ترجیح دینا۔

۵-دل کا اس کے اسماوصفات کا مطالعہ ومشاہدہ کرنا اور ان کی معرفت حاصل کرنا۔

۶-اس کے انعام واکرام، نوازشات اور اس کی ظاہری وباطنی نعمتوں کا مشاہدہ کرنا۔

۷-(یہ نکتہ سب سے پسندیدہ ہے) دل کا پورے طور پر اللہ پاک وبرتر کے سامنے عاجزی وانکساری اختیار کرنا۔

۸-اللہ تعالی کے نزول کے وقت اس سے سرگوشی کے لیے خلوت اختیار کرنا۔

۹-محبت کرنے والے سچے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کی گفتگو سے اچھے ثمرات اخذ کرنا...

۱۰-ہر اس سبب سے دوری اختیار کرنا جو دل اور اللہ عزیز وبرتر کے بیچ میں حائل ہو۔

محبت کی واضح دلیل:

فَمَا كُلُّ عَينٍ بِالحَبِيبِ قَرِيرَةٌ وَلا كُلَّ مَن نُودِي يُجِيبُ الْمنادِيَا

ترجمہ: ہر نظر محبوب کو قرار نہیں پہنچاتی۔ نہ ہی ہر پکارا جانے والا پکارنے والے کو جواب دیتا ہے۔

محبت کرنے والے محبوب کی صدا "حی علی الفلاح" (آؤ کامیابی کی طرف) سنتے ہیں، اور سنتے ہی بستروں کو چھوڑ دیتے ہیں، نیند کو الوداع کہہ دیتے ہیں اور دھوپ کی حدت اور ٹھنڈ کی شدت میں پیدل ہی ایسے چل پڑتے ہیں کہ گویا وہ ریشم پر چل رہے ہوں اور ان کے کانوں سے یہ آواز ٹکرا رہی ہو کہ "آؤ جدوجہد کی طرف"، چناں چہ وہ اپنی جانوں کو نچھاور کر دیتے ہیں، اپنی روحوں کو پیش کر دیتے ہیں، اپنی زندگی کو قربان کر دیتے ہیں اور اپنے خون (راہ الہی) میں بہاڈالتے ہیں۔

ان پر (یہ آیت کریمہ) تلاوت کی جاتی ہے: {وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ} [سورۃ آل عمران:97].

ترجمہ: اللہ تعالی نے ان لوگوں پر (جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں)، اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔

تو وہ ہر دور دراز وادی اور راہوں سے پراگندہ بال، خستہ حال، بھوکے اور پیاسے ہو کر (یہ دعا پڑھتے ہوئے) نکل پڑتے ہیں: "لبیک، اللہم لبیک، لبیک لا شریک لبیک" (یعنی: حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں،

تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں)۔ ان لوگوں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کا حال ویسا ہی ہے جیسا کہ شاعر نے بیان کیا کہ:

مَن لَم يَبِت وَالحُبُّ حَشوَ فُؤادِهِ　　لَم يَدرِ كَيفَ تفتَّتِ الأَكبَادُ

ترجمہ: جس نے نہ (غمِ فراق میں) شب باشی کی اور نہ محبت نے اس کے دل پر دستک دیا، اسے کیا معلوم کہ جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کیسے ہوتے ہیں۔

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: بلاشبہ محبت تلخ کو شیریں، مٹی کو سونے کی ڈلی، گدلا کو صاف، درد کو شفا، زندان کو باغ، بیماری کو نعمت اور غلبہ کو رحمت بنا دیتی ہے، یہ محبت ہی ہے جو لوہے کو موم کر دیتی ہے، پتھر کو پگھلا دیتی اور مردے کو دوبارہ زندہ کر کے اس میں جان پھونک دیتی ہے"۔

فَليتَكَ تَحلُو وَالحياةُ مَريرَةٌ　　وَليتَكَ تَرضَى وَالأَنامُ غِضابُ
وَليتَ الَّذي بَيني وَبينَكَ عَامِرٌ　　وَبَيني وَبينَ العالَمِينَ خَرابُ
إِذا نِلتُ مِنكَ الوُدَّ فَالكُلُّ هَيِّنٌ　　وَكُلُّ الَّذِي فَوقَ التُّرابِ تُرابُ

ترجمہ: کاش تم شیریں ہوتے اور زندگی تلخ۔ کاش تم خوش ہوتے اور لوگ ناراض۔ کاش میرے اور تمہارے بیچ کا رشتہ آباد ہوتا اور تمام جہانوں سے میری ٹھنی ہوتی۔ مجھے تیری محبت حاصل ہو جائے تو پھر ہر شئ معمولی ہو گی اور روئے زمین کی ہر چیز (میرے لیے) خاک کی طرح ہو جائے گی۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ محبت کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ: "محبت اللہ کو معبود ماننے کا راز ہے، اور توحید یہ گواہی دینا ہے کہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محو گفتگو تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے اس کے لیے بہت

ساری نمازیں، روزے اور صدقات تو نہیں تیار کیے، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم اس کے ساتھ رہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو" [بخاری و مسلم]۔

أُحِبُّ الصَّالِحِين وَلَستُ مِنهُم لَعَلّي أَن أَنالَ بِهِم شَفاعَة
وَأَكرَهُ مَن تِجارَتِهِ المَعاصِي وَلو كُنا سَواءً في البِضاعَة

ترجمہ: مجھے نیک لوگ پسند ہیں، حالاں کہ میں نیک نہیں ہوں۔ شاید کہ مجھے ان کے توسط سے کوئی سفارش حاصل ہو جائے۔ مجھے ایسے لوگ ناپسند ہیں جو گناہ کی تجارت کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم سامان تجارت میں یکساں ہیں۔

ایک نشانی...

ہرم بن حیان فرماتے ہیں کہ: "جو بندہ بھی اللہ عزیز وبرتر کی جانب خلوص دل کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، اللہ اس کی جانب مومنوں کے دلوں کو پھیر دیتا ہے یہاں تک کہ اسے ان کی محبت سے نواز دیتا ہے"۔

گویا بندہ مومن محبت کرنے والا ہوتا ہے، وہ خود محبت کرتا ہے اور اس سے بھی محبت کی جاتی ہے، وہ دوسروں کو محبوب رکھتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اسے اپنا محبوب رکھتے ہیں، نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "مومن محبت کرتا ہے اور اس سے محبت کی جاتی ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔ مطلب یہ کہ مومن بندہ اپنے مسلمان دوستوں کے لیے خیر و بھلائی کو پسند کرتا ہے اور اپنے شر سے انہیں محفوظ رکھتا ہے، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهم وأسألُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَن يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ" (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے اور اس شخص سے جو تجھ سے محبت کرتا ہو، محبت کرنے کی توفیق طلب کرتا ہوں، اور تجھ سے ایسے کام کرنے کی توفیق چاہتا ہوں جو تیری محبت سے قریب کر دے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اے اللہ! اے بہت محبت کرنے والے (پروردگار)! ہم تجھ سے اور اس شخص سے جو تجھ سے محبت کرتا ہو، محبت کرنے کی توفیق مانگتے ہیں اور تجھ سے ایسے کام کرنے کی توفیق چاہتے ہیں جو تیری محبت سے قریب کر دے۔

(۵۶)
اَلْبَرُّ جل جلاله

اے مفلس بندے! اپنے مہربان کارساز کا در لازم پکڑ، وسیع علم والے اور غالب کارساز سے مدد مانگ، اپنے نیک عمل کے ذریعے اس کی قربت حاصل کر، کیوں کہ وہ بڑا مہربان اور محسن ہے۔

یہاں وہ اپنی نعمتوں کے ذریعے کرم فرمائی کرتا ہے، اگر تم اس کی فرمانبرداری کروگے تو وہ تمہیں نوازے گا اور تم پر انعام واکرام کرے گا اور اگر تم گزرتے لمحات کو یونہی برباد کردوگے تو وہ تمہیں محروم کردے گا اور تمہیں مہلت دے گا، پھر اگر تم نے توبہ کی، اس کی طرف رجوع کیا تو وہ تیری توبہ قبول فرمائے گا اور اگر تم نے نافرمانی کی اور برے اعمال کیے تو وہ ستر پوشی کرے گا۔ جو شخص اللہ تعالی کی عبودیت اور اس کی محبت کا ذائقہ چکھ لے، وہ اس کی قربت حاصل کیے بغیر کیسے قرار پا سکتا ہے؟ یا یہ کہ جو شخص رب کے سامنے عاجزی وانکساری کی چاشنی پالے وہ اس کی جانب پورے طور پر یکسو ہوئے بغیر کیسے رہ سکتا ہے؟

إذا كَانَ حُبُّ الهَائِمِينَ مِنَ الوَرَى … بِلَيلَى وَسَلمَى يَسلِبُ اللُّبَّ وَالعَقلَا

فَمَاذَا عَسى أَن يَصنَعَ الهَائِمَ الَّذِي … سَرَى قَلبُهُ شَوقًا إِلى المَلَإِ الأَعلَى

ترجمہ: جب لیلی اور سلمی کی محبت میں گرفتار لوگوں کی محبت کا یہ حال ہے کہ وہ ذہن ودماغ کو سلب کردے تو کیا امید کی جاسکتی ہے ایسے محبت کرنے والے کے بارے میں جس کا دل ملائے اعلی کا گرویدہ ہو جائے۔

کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ: "قسم اللہ کی، وہ راستہ کس قدر خوفناک ہوگا کہ جس پر اللہ کا پہرہ نہ ہو! اور وہ راستہ کتنا گمراہ کن ہوگا جس کا رہنما اللہ نہ ہو!"

پاک ہے وہ ذات جو بڑا مہربان اور محسن ہے! جس کے ظاہری اور باطنی ہر قسم کے احسان واکرام اور خیر وبرکت ہر پل اور ہر لمحہ ساری زمین اور آسمان والے کے لیے عام ہیں۔

فرمان باری تعالی ہے: {وَأَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهُۥ ظَٰهِرَةٗ وَبَاطِنَةٗۗ} [سورۃ لقمان:20].

ترجمہ: تمہیں اپنے ظاہری وباطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

اللہ نے اپنی بلند وبرتر ذات کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: {إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡبَرُّ ٱلرَّحِيمُ ٢٨} [سورۃ الطور:28].

ترجمہ: بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔

چنانچہ ہمارا پاک وبرتر رب اپنے بندے پر مہربان ہے، ان کے ساتھ نرمی برتنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور ان کے احوال وکوائف اور دنیوی وشرعی معاملات کو درست بنانے والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی کا کمال احسان ہے کہ وہ نیکوکار کے ثواب کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے، جب کہ بدکار کے ساتھ عفو ودرگزر کا معاملہ کرتا ہے۔ ہمارا رب اپنے بندے کے لیے محسن اور ان پر مہربان ہے، وہ ان کے ساتھ آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں۔ اللہ اپنے اولیاء کا محسن ہے، وہ انہیں اپنا ولی بناتا ہے، انہیں اپنی عبادت کے لیے منتخب فرماتا ہے اور ہر قسم کے شرور وفتن اور مصائب ومشکلات کو ان کے اوپر سے ٹال دیتا ہے۔ جو کچھ اس نے خلد بریں کے اندر اپنے اولیاء کے لیے تیار کر رکھا ہے، اس سے اس کی وسعتِ احسان بالکل عیاں ہے: {إِنَّا كُنَّا مِن قَبۡلُ نَدۡعُوهُۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡبَرُّ ٱلرَّحِيمُ ٢٨} [سورۃ الطور:28].

ترجمہ: ہم اس سے پہلے ہی اس کی عبادت کیا کرتے تھے، بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔

وَالبِرُّ فِي أَوصافِهِ سُبحانَهُ ... هُوَ كَثرَةُ الخَيراتِ وَالإِحسانِ
صَدَرَت عَن البِرِّ الذي هُو وَصفُهُ ... فَالبِرُّ حِينَئِذٍ لَهُ نَوعانِ

ترجمہ: احسان اللہ پاک کے اوصاف میں سے ہے، اس کے معنی (بندوں کو) بیش بہا خیر وبرکت اور بکثرت انعام واحسان سے نوازنا ہے۔ان برکات اور نوازشوں کا صدور اس احسان کے زیر اثر ہوتا ہے جو اللہ کی صفت ہے، گویا(اللہ کے وصفِ)احسان کی دو قسمیں ہیں۔

چناں چہ اللہ پاک وبرتر اپنے بندے پر احسان کرنے والا ہے۔ان پر مہربان ہے،ان کے ساتھ بھلائی کرنے والا ہے،وہ انہیں بھرپور خیر وبرکت، فضل وعنایت اور شکر واجابت سے نوازتا ہے: {وَأَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهُۥ ظَٰهِرَةٗ وَبَاطِنَةٗۗ } [سورۃ لقمان:20].

ترجمہ: تمہیں ظاہری وباطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

ساری چیزیں تمہاری خدمت پر مامور ہیں..

وہ فرشتے جو رحمن کا عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں وہ تمہاری مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں، تمہارے اوپر مامور کئے گئے فرشتے تمہاری حفاظت ونگہبانی کر رہے ہیں، وہ فرشتے جنہیں بارش اور نباتات کی ذمہ داری سونپی گئی ہے وہ تمہارے رزق کے سلسلے میں کوشش اور کام میں لگے ہوئے ہیں۔افلاک تمہاری مصلحتوں کے تابع بنادیے گئے، چاند، سورج اور ستارے تمہارے وقت اور وظیفہِ رزق کی درستی کے حساب سے مسخر کردیے گئے۔

عالم سفلی مکمل طور پر تمہارے لیے مسخر ہے، زمین، پہاڑ، درخت، پھل، نباتات اور چوپائے، یہاں کا سب کچھ تمہارے لیے ہے۔ {وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا مِّنۡهُۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يَتَفَكَّرُونَ ١٣} [سورۃ الجاثیۃ:13].

ترجمہ: آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے تابع کر دیا ہے، جو غور کریں یقیناوہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گے۔

نسیمِ احساں...

اللہ پاک وبرتر کا یہ احسان ہی ہے کہ اس نے ہمارے لیے اپنی معرفت کی راہ ہموار فرمائی، ہمارے اوپر اپنی شریعت کو آسان بنا کر نازل فرمایا، اس میں آسانیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی، اسے سختیوں سے کوسوں دور رکھا اور ہمیں اپنی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بنایا: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي ٱلدِّينِ مِنۡ حَرَجٖۚ﴾ [سورۃ الحج:78].

ترجمہ: تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔

﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ﴾ [سورۃ البقرۃ:286].

ترجمہ: اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

﴿وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا ٱلۡقُرۡءَانَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِن مُّدَّكِرٖ ١٧﴾ [سورۃ القمر:17].

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

اللہ تعالی کا ہم پر ایک احسان یہ بھی ہے کہ وہ ہماری معمولی (نیکی) کو قبول فرماتا ہے اور اس پر بہت زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اور ڈھیر سارے گناہوں سے در گزر کرتا ہے۔

(اس بات کو سمجھنے کے لیے) وہ عظیم حدیث کافی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالی نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے، جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالی اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالی اس کے لیے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک اور اس سے بڑھ کر نیکیاں لکھ دیتا ہے، جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالی اس کے لیے اپنے یہاں نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لیے ایک برائی لکھتا ہے" [اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے]۔

ہمارے اوپر اس کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ وہ بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے اور یہ کہ جب ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ (اسے لوگوں کے سامنے عیاں کر کے) ہمیں رسوا نہیں کرتا، بلکہ ہمارے لیے توبہ کے دروازے

کھول دیتا ہے: {قُلْ يَٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾} [سورۃ الزمر:53].

ترجمہ: (میری جانب سے) کہہ دو اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔

صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ کہتا ہے: اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا۔ چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجے پر پہنچے ہوئے ہوں، مجھے کسی بات کی پرواہ اور ڈر نہیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کسی بات کی پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے (مغفرت طلب کرنے کے لیے) ملے لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے آوں گا (اور تجھے بخش دوں گا) [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

لَكَ الحَمدُ حَمدًا نَستَلِذُّ بِهِ ذِكرًا — وَإِن كُنتُ لَا أُحصِي ثَنَاءً وَلَا شُكرًا

لَكَ الحَمدُ حَمدًا طَيِّبًا يَملأُ السَّمَا — وَأَقطَارَهَا وَالأَرضَ وَالبَرَّ وَالبَحرَا

إِلَهِي تَغَمَّدنِي بِرَحمَتِكَ الَّتِي — وَسِعتَ وَأَوسَعتَ البَرَايَا بِهَا بِرًّا

ترجمہ: تیرے ہی لیے ہر قسم کی حمد وثنا ہے، جس کے ذکر سے ہم لطف اندوز ہوتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ میں تعریف اور شکر کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تیرے ہی لیے ہر پاکیزہ تعریف ہے جو آسمان، اس کے اطراف، زمین اور بحر وبر کو بھر دے۔ پروردگار! مجھے اپنی اس رحمت سے ڈھانپ لے جس کے ذریعے تو تمام تر مخلوقات پر احسانات کی برسات کرتا ہے۔

وصفِ احسان میں تمہارا حصہ..

ہمارا رب محسن ہے، اسے احسان کرنا پسند ہے، وہ اس کا حکم بھی دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس زیور اخلاق سے آراستہ ہوں، (اس سلسلے میں) جامع ترین آیت یہ ہے:

﴿لَّيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ وَلَٰكِنَّ ٱلۡبِرَّ مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلۡكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ وَءَاتَى ٱلۡمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِي ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَٰمَىٰ وَٱلۡمَسَٰكِينَ وَٱبۡنَ ٱلسَّبِيلِ وَٱلسَّآئِلِينَ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلۡمُوفُونَ بِعَهۡدِهِمۡ إِذَا عَٰهَدُواْۖ وَٱلصَّٰبِرِينَ فِي ٱلۡبَأۡسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلۡبَأۡسِۗ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُواْۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَ ١٧٧﴾ [سورة البقرة:177].

ترجمہ: ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں۔

بندہ آخرت میں اللہ پاک وبرتر کے احسان کا حقدار صرف اسی صورت میں ہوسکے گا کہ وہ اس کے احسان اور خوشنودیوں تک لے جانے والے امور پر عمل پیرا رہا ہو۔ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿لَن تَنَالُواْ ٱلۡبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَۚ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيۡءٖ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِهِۦ عَلِيمٞ ٩٢﴾ [سورۃ آل عمران:92].

ترجمہ: جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز میں سے اللہ تعالی کی راہ میں خرچ نہ کروگے، ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالی بخوبی جانتا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "ہر وہ شخص جو اللہ کے بندوں پر بھلائی اور سکون کے دروازے کھولتا ہے، اللہ اس کی دنیوی اور اخروی بھلائیوں میں وسعت پیدا فرماتا ہے"۔

اے اللہ! ہم پر احسان فرما، ہمیں (جہنم کے) لُو والے عذاب سے بچا، یقیناً تو محسن اور مہربان ہے۔

(۵۷)
اَلْقَرِيْبُ جل جلاله

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: { وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ } [سورۃ البقرۃ:186].

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

ایک سوال جس کا جواب دینے کی بات اللہ عزیز وبرتر نے بنفس نفیس ایک آیت میں کہی جو ہر مومن دل کے اندر شیریں سخاوت، مانوس محبت، قابل اطمینان خوشی، پورا پورا بھروسہ اور کامل یقین موجزن کر رہی ہے۔ اسی انسیت اور پیاری قربت کے زیر سایہ ہمیں اللہ کے اسم گرامی "القریب" (یعنی بے حد نزدیک) کا پتہ چل رہا ہے۔ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: {إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾} [سورۃ سبأ:50].

ترجمہ: وہ بڑا ہی سننے والا اور بڑا ہی قریب ہے۔

یہ نام دلوں کو بھانے والا، اچھوتے معانی سے لیس اور بیش بہا دلالتوں کا حامل ہے۔

اس کے لفظ اور معنی میں اسی طرح یگانگت پائی جاتی ہے جس طرح کہ صاف شفاف گلاس کے باہر سے اس کے اندر کا آبِ زلال نظر آتا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر رب اپنے بندوں سے بے حد قریب ہے، اپنے عرش پر مستوی ہے، جو کہ اس کی مخلوقات کے اوپر ہے، وہ بھیدوں اور دل میں چھپے رازوں کو خوب جانتا ہے اور اس کی معیت ہر کسی کے لیے ہے۔

مخلوق سے اس کی قربت دو قسم کی ہے:

پہلی: عمومی قربت: اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ بزرگ وبرتر ہر ایک سے اپنے علم، نگہبانی اور نگرانی کے اعتبار سے قریب ہے اور (اس کا علم) تمام چیزوں کو محیط ہے۔ حالاں کہ وہ ساری مخلوقات کے اوپر ہے، پھر بھی وہ شہ رگ سے بھی زیادہ انسان کے قریب ہے۔ اس عمومی معیت کا تذکرہ اللہ پاک کے اس فرمان میں وارد ہے: ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ ٱلْوَرِيدِ ﴿١٦﴾﴾ [سورة ق:16].

ترجمہ: ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

دوسری: خصوصی قربت: اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ پاک وبرتر اپنے بندوں، مانگنے والوں اور پسند کرنے والوں سے قریب ہے۔ یہ قربت: محبت ونصرت، حرکات وسکنات میں تائید وحمایت، دعا کرنے والوں کی دعاؤں کی قبولیت اور عبادت گزاروں کی عبادتوں پر ثواب عطا کرنے اور ان کے نیک اعمال کی قبولیت کی متقاضی ہے۔

یہ وہ قربت ہے جس کی حقیقت کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا، ہاں اس کے آثار دیکھے جاسکتے ہیں، جیسے بندے پر اس کا لطف وکرم، اس پر (رب کی) شفقت وعنایت اور اس کی توفیق ومہربانی: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ﴾ [سورة البقرة:186].

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔

وَهُوَ القَرِيبُ وَقُرْبُهُ الْمختَصُّ بِ الدَّاعِي وَعِبَادِهِ عَلَى الإِيمانِ

ترجمہ: وہ بے حد نزدیک ہے، اور اس کی (خصوصی) قربت دعا کرنے والے اور ایمان پر قائم رہنے والے بندوں کے لیے مختص ہے۔

صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس کو تم پکارتے ہو وہ تمہارے اونٹ کی گردن سے زیادہ تم سے قریب ہے" [اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے]۔

وہ اندھیری رات میں سخت چٹان پر کالی چیونٹی کی رینگ کو بھی سنتا ہے۔

اللہ کی حفاظت میں..

اللہ عزیز وبرتر اپنے اولیاء کے بے حد نزدیک ہے، اپنے بندوں کا محافظ ہے، وہ انہیں اپنی حفاظت و نگہبانی میں رکھتا ہے، ان پر اپنی نوازشات کی بارش کرتا ہے، ان پر رحمت کے بادل برساتا ہے، پل بھر کے لیے بھی انہیں بے سہارا نہیں چھوڑتا، انہیں خود کے سپرد نہیں کرتا، ان پر دشمنوں کو حاوی نہیں ہونے دیتا اور نہ ہی ان تک پہنچنے کے لیے شیطان کو کوئی راستہ فراہم کرتا ہے۔ انہوں نے خاص معیت کی قیمت چکائی، چناں چہ انہیں یہ قربت، نصرت، حمایت اور حفاظت حاصل ہوئیں: ﴿وَقَالَ ٱللَّهُ إِنِّي مَعَكُمۡۖ لَئِنۡ أَقَمۡتُمُ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَيۡتُمُ ٱلزَّكَوٰةَ وَءَامَنتُم بِرُسُلِي وَعَزَّرۡتُمُوهُمۡ وَأَقۡرَضۡتُمُ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنٗا﴾ [سورۃ المائدۃ:12].

ترجمہ: اللہ تعالی نے فرمادیا کہ یقینا میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو مانتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالی کو بہتر قرض دیتے رہو گے۔

انہوں نے اپنے پروردگار کے پاس طمانینت محسوس کی اور اللہ پاک وبرتر کے تیئں حسنِ ظن رکھا تو ہر لمحہ کے لیے اللہ ان کا (محافظ وناصر) ہو گیا۔

نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال کی دعوت، مصیبت اور آزمائش کے بعد اپنے رب سے دعا مانگی تو اس نے دعا قبول فرمالی، آپ کو نجات بخشا اور آپ کے دشمنوں کو تباہ وبرباد کردیا۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی پناہ طلب کی تو اس نے آپ کو آگ سے چھٹکارا دیا۔

یونس بن متی علیہ السلام کو بڑی مصیبت سے نکالا اور یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس بھیجا، ان کا شیرازہ متحد کیا، یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے مابین الفت پیدا کی اور یعقوب علیہ السلام کو دوبارہ بصارت سے نوازا اور ہمارے

رسول ﷺ بعض ایسے سنگین حالات سے گزرے کہ جن کے باعث سروں کے بال پکنے لگے، دل حلقوم تک آ گیا اور آپ کے بعض صحابہ اللہ کے ساتھ بدگمانیاں کرنے لگے، مگر (ان حالات میں) آپ ﷺ اپنے آقا و مولی کے سامنے گڑ گڑا کر دعائیں مانگتے، پھر اللہ عزیز و برتر وعدے کو پورا کرتا، مطلوب شئ کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا اور کلمہ حق کو بلند و بالا فرماتا۔

غرض کہ اللہ عزیز و برتر اپنی تمام تر مومن مخلوق کے قریب ہے، وہ انہیں دیکھ رہا ہے اور ان کی حفاظت کر رہا ہے۔

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شوہر کی شکایت لے کر حاضر ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا گھر کے ایک کونے میں موجود تھیں، آپ فرماتی ہیں کہ آپ کچھ باتیں سن پا رہی تھیں اور کچھ نہیں، اس تکرار کے ختم ہونے کے بعد جبریل علیہ السلام پیارے محمد ﷺ پر یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے: ﴿قَدۡ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوۡلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوۡجِهَا وَتَشۡتَكِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسۡمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعُۢ بَصِيرٌ ١﴾ [سورۃ المجادلۃ:1].

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالی تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس کی سماعت کی وسعت نے ساری آوازوں کو گھیر رکھا ہے!

یقیناً وہ بہت قریب ہے:

تم دعا میں اپنی آواز بلند مت کرو، کیوں کہ وہ بہت قریب ہے، (تمہاری دعا) سن رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلند اور جہری آوازوں میں رب سے دعائیں کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے غائب رب کو نہیں پکارتے ہو، تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے" [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے]۔

اللہ تعالی تمہارے دل کی باتوں اور تمہارے احساسات سے باخبر ہے، تم اسے اپنے دل میں پکارو وہ تمہاری پکار سنے گا... وہ بہت قریب ہے: {إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾} [سورۃ مریم:3].

ترجمہ: جب کہ اس نے اپنے رب سے چپکے چپکے دعا کی تھی۔

تم اسے اپنے دل میں یاد کرو، وہ تمہاری باتیں سنے گا اور تمہیں یاد رکھے گا، کیوں کہ اللہ پاک وبرتر بے حد نزدیک ہے۔

متفق علیہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ: "اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں"۔

ہر انسان پر اللہ بلند وبرتر جو (بندوں کے) بے حد نزدیک ہے، کا کوئی نہ کوئی عطیہ ونوازش ضرور ہے، خواہ اس کا تعلق کسی غم کو ختم کرنے یا کوئی پریشانی دور کرنے سے ہو یا پھر وہ کسی نقصان کو ٹالنے، کوئی خطرہ روکنے یا کسی پسندیدہ شئ کو پانے اور کسی مطلوبہ چیز کو حاصل کرنے سے متعلق ہو۔

غرض کہ قریب رہنے والوں کے لیے اللہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اس کا عطیہ تقسیم ہو رہا ہے، اس کی فیاضی بے مثال اور سخاوت بے انتہا ہے، کتنی ایسی ضرورتیں ہیں جو پوری ہو چکیں، کتنی دعائیں قبول کی جا چکیں، کتنی برکتیں نازل ہوئیں اور کتنی رحمتوں نے اپنے دامن میں کتنوں کو سمیٹ لیا!

ردائے محتاجگی..

جب تمہیں یہ معلوم ہے کہ اللہ بلند وبرتر تم سے بے حد قریب ہے، وہ تمہارے دل کی باتیں جانتا ہے، تمہاری دعا سنتا ہے، تمہارے ٹھکانے سے واقف اور تمہارے دل کے راز سے آگاہ ہے، تو پھر تو نیکو کار بن جاؤ: {إِنَّ رَحْمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾} [سورۃ الأعراف:56].

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔

(اللہ تعالی) کی قربت اختیار کرو، اگر تم ایک بالشت اس کے نزدیک ہوگے تو وہ ایک ہاتھ تمہارے قریب ہوگا، حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ: "اگر کوئی مجھ سے قریب ہونے کے لیے ایک بالشت آگے بڑھتا ہے تو اس سے قریب ہونے کے لیے میں ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہوں، اگر کوئی میری طرف ایک ہاتھ آگے بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں، اگر کوئی میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں"۔[اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے، مذکورہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں]۔

اللہ کا تقرب نوافل سے قبل فرائض سے حاصل ہوتا ہے: "میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے، ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہے، اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفلی عبادتیں کرکے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں" [بخاری]۔

بندہ مراتب عبودیت میں جیسے جیسے کامل اور پختہ ہوتا جائے گا، اسی کے بقدر وہ اللہ پاک وبرتر کے قریب آتا جائے گا، وہ اللہ کے لیے جتنی زیادہ عاجزی اختیار کرے گا، اس کے آگے گڑگڑائے گا اور اپنے رب اور محبوب کے لیے اپنی ناک اور چہرے کو غبار آلود کرے گا، اپنے رب سے اس کی قربت اتنی ہی زیادہ بڑھے گی اور اس کا مقام ومرتبہ بلند ہوگا، ایک صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: "بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، چنانچہ (اس حالت میں) کثرت سے دعا مانگو" [مسلم]۔

گویا سجدے کے اندر تعظیم کی سب سے بڑی دلیل، عبودیت وبندگی کا سب سے اعلی درجہ، عاجزی وانکساری کا سب سے عظیم مظہر، محبت کا سب سے خوب صورت پیغام، خشوع وخضوع کا سب سے حسین منظر اور اظہارِ محتاجگی کی سب سے بہتر ادا موجود ہے۔

اللہ بلند وبرتر کے سامنے تمہارے سجدے جس قدر (زیادہ) ہوں گے، اس کے نزدیک تمہارا درجہ اسی قدر بلند ہوگا، نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "تم کثرت سے سجدہ کیا کرو، کیوں کہ اللہ تعالی ہر ایک سجدہ سے تیرا ایک درجہ بلند کرتا اور ایک گناہ معاف کرتا ہے" [مسلم]۔

(دعا سے) تمہیں دائمی نعمت حاصل ہوگی: ﴿أُوْلَٰٓئِكَ ٱلۡمُقَرَّبُونَ ۝١١﴾ [سورة الواقعة:11].

ترجمہ: وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔

﴿عَيۡنٗا يَشۡرَبُ بِهَا ٱلۡمُقَرَّبُونَ ۝٢٨﴾ [سورة المطففين:28].

ترجمہ: (یعنی) وہ چشمہ جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔

تمہیں تمہارا رب اور اس کی جانب تمہاری توجہ مبارک ہو!

حَتَّى وَإِن بَدَت السَّماءُ بَعِيدَةً ۔۔۔ إِنَّ الَّذِي فَوقَ السَّماءِ قَرِيبُ

فَارفَع يَدَيكَ إِلى الإِلَهِ مُنَاجِيًا ۔۔۔ إِنَّ الجُروحَ مَعَ الدُّعاءِ تَطِيبُ

مَا ضَرَّنَا بُعدُ السَّماءِ وَإِن عَلَت ۔۔۔ مَا دُمتَ يَا رَبَّ السَّماءِ قَرِيبُ

ترجمہ: اگر چہ آسمان دور دکھ رہا ہے، پر وہ ذات جو آسمان کے اوپر ہے، وہ بہت ہی قریب ہے۔ چناں چہ اپنے معبود کی طرف سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھاؤ، کیوں کہ دعا سے تکلیفیں بھی ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ آسمان کی دوری، خواہ آسمان جس قدر بھی بلند ہو، ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتی، جب تک کہ اے آسمان کے رب! تو ہم سے قریب ہے۔

اے اللہ! تو نے فرمایا اور تیرا فرمان برحق ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌۖ أُجِيبُ دَعۡوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِۖ فَلۡيَسۡتَجِيبُواْ لِي وَلۡيُؤۡمِنُواْ بِي لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُونَ ۝١٨٦﴾ [سورة البقرة:186].

ترجمہ: جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔

اے اللہ! اے قریب ومجیب! ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری کمزوری پر رحم فرما، ہمارے غموں کو دور فرما، تمام تر معاملات میں ہمیں بہترین خاتمہ عطا فرما، دنیا کی رسوائی اور عذابِ آخرت سے نجات دے، اور ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو معاف فرما، اے دعائیں قبول کرنے والے (پروردگار!)۔

(۵۸)
اَلْمُجِیْبُ جل جلالہ

سَمِعنا حَديثًا كَقَطرِ النَّدَى فَجدّدِ فِي النَّفسِ مَا جَدَّدَا
فَأَضحَى لِآمالِنا مُنعِشًا وَأَمسى لِآلامِنا مَرقَدَا

ترجمہ: ہم نے بارش کے قطرے کی مانند (نشاط آمیز) بات سنی جس سے ہمارے دلوں کے تاروپود جاگ اٹھے۔ اس سے ہماری آرزوئیں تازہ اور تکلیفیں کافور ہو گئیں۔

عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میرے پاس طاووس رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور عرض کرنے لگے: اے عطاء! اپنی ضرورتیں اس شخص کے پاس لے جانے سے بچو جو تمہیں دیکھ کر اپنا دروازہ بند کر لے، بلکہ اپنی ضرورتوں کو لیکر اس ذات (بابرکات) کا رخ کرو جس کا دروازہ تمہارے لیے روز قیامت تک کے لیے کھلا ہوا ہے۔ وہ (اللہ) چاہتا ہے کہ تم اس سے مانگو اور اس نے تمہاری دعائیں قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے"۔

{فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ ﴿٦١﴾} [سورۃ هود:61].

ترجمہ: تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر اور دعاؤں کا قبول کرنے والا رب وہ ہے جو اس سے مانگنے والے کو وہ چیز عطا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، مانگنے والے کی دعائیں قبول کرتا ہے، مظلوموں کی مدد کرتا ہے اور خوف زدوں کی بے قراری کو قرار میں تبدیل کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ ایسے لوگوں کی بھی سنتا ہے جو اس کا انکار کرتے ہیں اور دن کے ایک پہر کے لیے (بھی) اس پر یقین نہیں رکھتے، مگر یہ ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی پریشانیوں کو دور کرتا ہے، یہ اس (ذات پاک) کی

نوازش ہے اور شاید کہ وہ لوگ (اس کے نتیجے میں) ایمان لے آئیں۔ مگر اکثر لوگ اس نوازش کو بھلا دیتے ہیں، اس احسان کو فراموش کر دیتے ہیں اور اس حسن سلوک کا انکار کر جاتے ہیں۔ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ فَإِذَا رَكِبُوا۟ فِى ٱلْفُلْكِ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ فَلَمَّا نَجَّىٰهُمْ إِلَى ٱلْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ ﴾ [سورة العنكبوت:65].

ترجمہ: یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔

دروازے کی چوکھٹ پر...

جب لوگوں کے سامنے دروازے بند کیے جانے لگتے ہیں، زمین ان کے لیے تنگ دامنی کا شکوہ کرنے لگتی ہے، ان کے دکھ درد حد سے گزرنے لگتے ہیں، حالات ان کے قابو سے باہر ہو جاتے ہیں، انہیں مخلوقات کے مابین کوئی سہارا اور ٹھکانا نہیں ملتا تو وہ فطرتاً اللہ کی پناہ تلاش کرنے لگتے ہیں، اس کے دربار کا سہارا ڈھونڈنے لگتے ہیں اور اس کی چوکھٹ پر آ گرتے ہیں: ﴿ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ ٱلضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْـَٔرُونَ ﴿٥٣﴾ ﴾ [سورة النحل:53].

ترجمہ: اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آ جائے تو اسی کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو۔

اللہ اپنی سخاوت، فیاضی اور فضل و احسان کے باعث یہ پسند کرتا ہے کہ بندہ خوش حالی اور تنگ حالی ہر صورت میں اسی کے سامنے دست سوال دراز کرے، جو بندہ خوش حالی میں اللہ کی پہچان رکھتا ہے، اللہ اس کی بدحالی میں پہچان رکھتا ہے۔ آپ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "جسے یہ بات خوش کرے کہ مصائب و مشکلات کے وقت اللہ اس کی دعائیں سنے تو چاہیے کہ وہ خوش حالی (کے زمانے میں) کثرت سے دعائیں مانگے"

[اسے ترمذی نے روایت کیا ہے، یہ حدیث حسن ہے]۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ: "ہمارے اور رحمن کے عرش کے مابین کتنا (فاصلہ) ہے؟ تو آپ نے فرمایا: سچے دل سے نکلنے والی ایک سچی دعا (کا فاصلہ ہے)"۔

ایک نصیحت...

بندہ مومن دعا کرتے ہوئے قبولیتِ دعا کے موانع سے احتیاط برتتا ہے، بعض موانع یہ ہیں:

۱-صدق دل سے اللہ کی جانب متوجہ نہ ہونا۔

۲-دعا میں یقین اور گریہ وزاری کا فقدان۔

۳-نبی ﷺ پر درود شریف نہ پڑھنا۔

۴-قبولیت کی جلدی مچانا۔

۵-حرام کھانا، حرام پینا یا حرام پہننا۔

۶-امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو ترک کرنا۔

حدیث میں بعض ایسے اوقات اور احوال کا ذکر آیا ہے جن میں قبولیتِ دعا کی امید کی جاسکتی ہے، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱-اذان اور اقامت کے مابین دعا کرنا۔

۲-رات کے تیسرے پہر میں دعا کرنا۔

۳-سجدے کی حالت میں۔

۴-جمعہ کے دن، قبولیت کی گھڑی میں۔

۵-حالت سفر میں۔

۶-مظلوم کی دعا۔

۷-باپ کا بیٹے کو بد دعا دینا۔

اس طرح کے اور بھی مواقع اور حالات ہیں جن میں دعا قبول ہونے کی امید کی جاسکتی ہے، لیکن جب بھی آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو یاد رکھیں کہ یہ آپ پر رب کا فضل وکرم ہے، وہ آپ کو عطا کرنا چاہتا ہے، اس لیے آپ

نیک گمان رکھیں، یقین کے ساتھ مانگیں، کیوں کہ اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ﴾ [سورۃ غافر:60].

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مصیبت کے انبار کو دعا کے ذریعہ ٹالو"۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "تم لوگ دعا کرنے سے تنگ مت آؤ، کیوں کہ دعا کرنے والا تباہ وبرباد نہیں ہو سکتا"۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کی جاتی ہے، مگر قبولیت کی حالت مختلف ہوتی ہے، چنانچہ کبھی بعینہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ وہ دعا میں مانگتا ہے، تو کبھی اس کے بدلے میں (کچھ اور شئ سے نوازا جاتا ہے)"۔

بِكَ أَستَجِيرُ وَمَن يُجِيرُ سِواكَا ۔۔۔ فَأَجِر ضَعِيفًا يَحتَمِي بِحِمَاكَا

إِنِّي ضَعِيفٌ أَستَعِينُ عَلَى قُوى ۔۔۔ ذَنبِي وَمَعصِيَتِي بِبَعضِ قُوَاكَا

أَذنَبتُ يا رَبِّي وَآذَتنِي ذُنُوبٌ ۔۔۔ مَا لَهَا مِن غَافِرٍ إِلَّاكَا

أَدعُوكَ يا رَبِّي لِتَغفِرَ حَوبَتِي ۔۔۔ وَتُعِينُنِي وَتُمِدُّنِي بِهُدَاكَا

فَاقبَل دُعائِي وَاستَجِب لِرَجاوَتِي ۔۔۔ مَا خَابَ يَومًا مَن دَعا وَرجَاكَا

ترجمہ: میں تیری ہی پناہ طلب کرتا ہوں، تیرے سوا کون ہے جو پناہ دے سکے، تو ایک کمزور (بندے) کو پناہ عطا کر جو تیری ہی پناہ کا متلاشی ہے۔ میں ایک کمزور (بندہ) ہوں، اپنے گناہ اور نافرمانی کی سنگینیوں پر تیری معمولی قوت وعنایت کا خواستگوار ہوں۔ اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے اور بعض ایسے گناہوں نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے جنہیں تیرے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے۔ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اے میرے پروردگار! کہ تو میرے گناہ بخش دے اور اپنی ہدایت کے ذریعے میری مدد واعانت فرما۔ تو میری دعا قبول فرما اور میری امیدوں کی تکمیل کر، تجھے پکارنے والا اور تجھ سے امیدیں وابستہ رکھنے والا کبھی ناکام ونامراد نہیں ہوتا۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"یہ بندہ کے لیے نازیبا ہے کہ وہ بندے کے سامنے دست سوال دراز کرے، جب کہ وہ اپنے رب کے پاس ہر وہ چیز پا سکتا ہے جس کی اسے چاہت ہو"۔

اے اللہ ! اے دعائیں قبول کرنے والے ! تو ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری بے بسی پر رحم کر اور ہمیں اور ہمارے والدین کو دوزخ کی آگ سے نجات دے۔

(٥٩)
اَلْمَجِیْدُ جل جلاله

تیرا رب حمد و ثنا کو پسند کرتا ہے..

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ سے بڑھ کر کوئی تعریف پسند نہیں ہے، اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے" [مسلم]۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے: "اللہ سے بڑھ کر کوئی حمد و ثنا کو پسند نہیں کرتا، اسی لیے اس نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے" [بخاری]۔

امام بخاری کی کتاب "الأدب المفرد" میں آیا ہے کہ: اسود بن سریع نے فرمایا: میں ایک شاعر تھا، میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا میں آپ کو ایسی تعریفات پڑھ کر نہ سناؤں جن کے ذریعہ میں نے اپنے رب کی ثناخوانی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یقینا تیرا رب تعریفات کو پسند فرماتا ہے"، آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں فرمایا۔ [یہ حدیث حسن ہے]۔

وَمَا بَلَغَ المُهدُونَ نَحوَكَ مِدحَةً وَإِن أَطنَبُوا إِنَّ الَّذِي فِيكَ أَعظَمُ

ترجمہ: ثناخوانی کرنے والے تیری ثناخوانی نہ کر سکیں گے، خواہ وہ مبالغہ ہی سے کیوں نہ کام لیں، کیوں کہ تیری شان تمام تعریفات سے اعلی و بالا ہے۔

ہماری عظمت بیانی سے اللہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، اور نہ (تعظیم الہی میں) ہماری کوتاہی سے اللہ پر کوئی اثر پڑتا ہے، اللہ اپنی ذات کے ساتھ بے نیاز ہے، وہ اپنی صفات کی بنا پر لائق تعریف اور قابل ستائش ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ لوگ اس کی تعریف اور عظمت بیان کرتے اور اس کی نوازشات پر شکر بجالاتے ہیں۔

بلکہ ہمارے اوپر اللہ کا فضل وکرم ہی ہے کہ اس نے ہماری زندگی کی درستی کا دار ومدار اس کا شکر ادا کرنے اور اس کی حمد وثنا بیان کرنے پر رکھا ہے، تاکہ نفس کو پاکیزگی نصیب ہو، اسے سیدھی راہ کی توفیق ملے اور اپنے رب سے سکون وطمانینت حاصل ہو۔

بلاشبہ یہ حروف جو آپ کے لیے رقم کر رہا ہوں نیز یہ کتاب (جو آپ پڑھ رہے ہیں) وہ: اللہ عزیز وبرتر کی عظمت بیانی ہی ہے، جس کی اللہ نے ہمیں توفیق بخشی، دعا ہے کہ وہ اسے ہم سب کی جانب سے قبول فرمائے اور جس روز ہم اس سے ملنے والے ہیں، (اس روز کے لیے) وہ اسے اپنے پاس ذخیرہ کر لے۔

لَكَ الحمدُ وَالنَّعماءُ وَالُملكُ رَبَّنا فلَا شيءَ أَعلى مِنكَ مَجدًا وَأَمجدُ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تعریفیں تیرے لیے ہی زیبا ہیں، انعام واحسان تیری ہی طرف سے ہیں، بادشاہت بھی تیری ہی ہے۔ایسی کوئی چیز نہیں جو عظمت اور عزت وشرافت میں تجھ سے بڑھ کر ہو۔

فرمان بارب تعالی ہے: ﴿إِنَّهُۥ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝٧٣﴾ [سورة هود:73].

ترجمہ: بے شک اللہ حمد وثنا کا سزاوار اور بڑی شان والا ہے۔

(عربی کا لفظ) مجید: مجد سے ماخوذ ہے، جس کے معنی: کامل ومکمل بزرگی وبرتری اور وسعت وکثرت کے ہیں۔چنانچہ ہمارا عزیز وبرتر رب حد درجہ فیاض ہے، عظمت والا ہے، اللہ تبارک وتعالی کی عظمت اور اس کی شان کبریائی سے بڑھ کر اور برتر کس کی شان ہو سکتی ہے؟!

اللہ کی ذات بزرگی وکبریائی اور عظمت وجلال کے اوصاف سے متصف ہے، اللہ ہر چیز سے بڑا ہے، ہر چیز سے برتر ہے اور ہر چیز سے بلند وبالا اور جلیل القدر ہے۔

ہمارے رب تبارک وتعالی کا ہر ایک وصف عظیم الشان ہے، چنانچہ وہ علیم ہے، یعنی اپنی صفتِ علم میں کامل ہے ، رحیم ہے یعنی اس کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے، قدیر ہے یعنی اسے کوئی بھی چیز عاجز وبے بس نہیں کر سکتی، حلیم ہے یعنی وہ صفت حلم وبردباری میں درجہ کمال پر فائز ہے، حکیم ہے یعنی اپنی حکمت میں سب سے اونچے مقام پر قائم

ہے۔اس کے تمام تر اسماوصفات درجہ کمال کے حامل ہیں، ہم اس کی اس جیسی ثناخوانی نہیں کرسکتے، جس طرح اس نے خود اپنی کی ہے۔

ہر طرح کی حمد وثنا تیرے ہی لیے ہے...

اللہ پاک وبرتر نے اپنے کمال وجلال اور عظمت ورفعت کے باعث اپنی تعریف بیان فرمائی ہے۔حدیث قدسی میں صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہے:"میں (ہر معاملے میں) عظیم اور زبردست ہوں، بڑی عظمت واقتدار والا ہوں، بادشاہ ہوں، (سب سے) بلند وبالا ہوں، وہ خود اپنی تعریف کر رہا ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے]۔

ہمارے رب کی، اس کی عظمت وبزرگی پر تعریف کی گئی ہے: ﴿إِنَّهُۥ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿٧٣﴾﴾ [سورة هود:73].

ترجمہ: بے شک اللہ حمد وثنا کا سزاوار ہے۔

اللہ تبارک وتعالی اپنے بندے پر حد درجہ احسان کرنے والا ہے، وہ انہیں خیرات وعطیات سے نوازتا ہے، اپنے اولیاء کو یہ توفیق دیتا ہے کہ وہ تمجید وتقدیس کے ساتھ صرف اللہ بزرگ برتر کی ہی عبادت کریں۔حدیث قدسی میں آیا ہے:"جب بندہ کہتا ہے: ﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ ﴿٤﴾﴾ [سورة الفاتحة:4] (یعنی: بدلے کے دن کا مالک ہے) تو اللہ کہتا ہے: میرے بندے نے میری بڑائی وکبریائی بیان کی" [مسلم]۔

صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: "رَبَّنا لَكَ الحَمدُ مِلأَ السَّماوَاتِ وَالأرضِ، وَمِلأَ مَا شِئتَ مِن شيءٍ بعدُ، أَهلَ الثَّناءِ وَالمَجدِ" (اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے حمد وثنا ہے آسمان وزمین کے برابر اور اس کے بعد جو کچھ تو چاہے اس کے برابر، اے لائق حمد وثنا اور قابل مجد وشرف!) [مسلم]۔

انبیاء ورسل اسی (اللہ) کی عظمت وبزرگی کے خوشہ چیں تھے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ تو معلوم ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں، لیکن آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہے؟ (ہم اس

سے ناواقف ہیں) تو آپ ﷺ نے انہیں یہ درود شریف سکھایا: "اللهم صلِّ عَلى مُحمدٍ وَعلى آلِ مُحمدٍ كَما صَلَّيتَ عَلى إِبراهيمَ وعلى آلِ إبراهيمَ إِنَّك حَميدٌ مَجيدٌ" (یعنی: اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر اپنی رحمت نازل فرمائی، بے شک تو بڑی خوبیوں والا بزرگی والا ہے" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور اسی معنی کی حدیث مسلم میں بھی ہے]۔

وادی کامرانی:

قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ: ﴿ بَلْ هُوَ قُرْءَانٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ ﴾ [سورۃ البروج:21].

ترجمہ: قرآن ہے بڑی شان والا۔

شرف ومنزلت اور عظمت وبرتری والا ہے، حد درجہ خیر وبرکت، فضل وعنایت اور جود وسخاوت والا ہے۔

عزیز وبرتر اللہ نے قرآن مجید کے اندر اپنی عظمت بیان فرمائی ہے۔ اس (کلام پاک) کی عظیم ترین آیت وہ ہے جو باری تعالی کی حمد وثنا اور اس کی صفتوں کے بیان پر مشتمل ہے، مثلا سورۃ البقرۃ میں موجود آیت الکرسی، یہ اللہ عزیز وبرتر کی کتاب میں موجود سب سے عظیم آیت ہے، اسی طرح سورۃ الاخلاص، جو کہ سب سے افضل سورت ہے، حتی کہ نبی ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "یہ سورت قرآن کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے" [مسلم]۔

ایک عظیم شئ جس کے ذریعے بندہ اپنے رب کی عظمت وبزرگی بیان کر سکتا ہے وہ ہے اس کتاب کی رات کے مختلف اوقات اور دن کے الگ الگ حصوں میں تلاوت کرنا، اسے مضبوطی سے پکڑنا، اس میں تدبر و تفکر کرنا اور اس کا علم حاصل کر کے، اسے سمجھتے ہوئے اس پر خضوع وخشوع کے ساتھ عمل پیرا ہونا۔ جو لوگ اہل قرآن ہوں گے وہ

اللہ کے اہل اور خاص لوگوں میں شمار ہوں گے۔ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعہ کچھ لوگوں کو بلند کرتا ہے تو کچھ لوگوں کو پستی میں ڈال دیتا ہے" [مسلم]۔

نافع بن حارث نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے (مقام) عسفان میں ملاقات کی، عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ مکرمہ کا والی بنا رکھا تھا، آپ نے دریافت کیا: تم نے گھاٹی والے پر کسے والی بنایا ہے؟ انہوں نے کہا: ابن ابزی رضی اللہ عنہ کو۔ آپ نے پوچھا: یہ ابن ابزی کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ ہمارا ایک آزاد کردہ غلام ہے۔ آپ نے پوچھا: تم نے ان کا والی ایک آزاد کردہ غلام کو بنادیا؟ انہوں نے کہا: یہ کتاب الٰہی کا قاری ہے اور اسے علم فرائض بھی حاصل ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "سنو! ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعہ کچھ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو پستی میں ڈال دیتا ہے" [مسلم]۔

واضح رہے کہ عظمت وبزرگی اسے ہی حاصل ہوگی جو کتاب اللہ کو تھامے رہے اور اس پر عمل پیرا ہو، جب کہ ذلت ورسوائی اس کا مقدر ہوگی جو اس سے منہ موڑ لے۔

ایک اور چیز جس کے ذریعے بزرگ وبرتر رب کی بزرگی بیان کی جاسکتی ہے وہ یہ کہ: الحمد للہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کے ورد کے ذریعے اس کی بہترین انداز میں تعریف بیان کی جائے۔ جو بندہ اس عمل کو لازم پکڑے گا وہ دنیا وآخرت دونوں جہان کی کامیابی سے سرفراز ہوگا۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا: "اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں، پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہوگیا، پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں، پھر ختم ہونے پر اپنے رب کے پاس چلے جاتے ہیں، پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے... حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے... کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ: وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی کرتے تھے، تیری حمد وثنا اور تیری بڑائی

کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالی پوچھتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں: نہیں، واللہ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالی فرماتا ہے: ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے، تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے، پھر اللہ تعالی دریافت کرتا ہے: وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالی دریافت کرتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں، واللہ اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ بیان کیا کہ اللہ تعالی دریافت کرتا ہے: ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے۔ پھر اللہ تعالی پوچھتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: دوزخ سے، اللہ تعالی پوچھتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں، واللہ! انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا، اللہ تعالی فرماتا ہے: اگر انہوں نے جہنم کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں: اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے۔ اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالی فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس پر ان میں ایک فرشتے نے کہا: ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: "یہ (ذکر کرنے والے) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا" جب ان کی مجلس میں بیٹھنے والا نامراد نہیں رہتا تو ان (ذاکرین) کی سعادت و فلاح کا کیا کہنا!۔

عرش:

ہمارے رب نے اپنے اس عرش کو جس پر وہ مستوی ہے، مجید (یعنی عظمت والا) قرار دیا ہے، چوں کہ اللہ عزیز وبرتر اپنے لیے صرف اور صرف سب سے بہتر، سب سے مستحکم اور سب سے مکمل شئ کا ہی انتخاب فرماتا ہے، اس لیے یہ یقینی تھا کہ عرش بھی عظمت والا قرار پائے۔

لَكَ الحَمدُ وَالنَّعماءُ وَالُملكُ رَبَّنا — لَا شَيءَ أَعلى مِنك مَجدًا وَأَمجدُ

مَلِيكٌ عَلى عَرشِ السَّماءِ مُهَيمِنٌ — لِعِزَّتِهِ تَعنُو الوُجوهُ وَتَسجُدُ

فَسُبحانَ مَن لَا يَعرِفُ الخَلقَ قَدرُهُ — وَمَن هُوَ فَوقَ العَرشِ فَردٌ مُوحَّدُ

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے زیبا ہیں، انعام واحسان تیری ہی طرف سے ہیں اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو عظمت اور عزت وشوکت میں تجھ سے بڑھ کر اور برتر ہو۔ تو مالک وبادشاہ ہے اور عرشِ آسمان کا نگہبان ہے۔ جس کی عزت وعظمت کے سامنے چہرے خم اور پیشانیاں سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس کی قدر ومنزلت سے مخلوق ناآشنا ہے۔ جو عرش پر مستوی ہے وہ (اللہ) تنہا اور اکیلا ہے۔

اے اللہ! ہم تیرے اسم گرامی مجید (یعنی بڑے شان والے) کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہماری، ہمارے والدین، اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما۔

(٦٠)
الحَمِیدُ جل جلالہ

صحیح بخاری میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی، آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور فرمایا: "سمع اللہ لمن حمدہ" (یعنی: اللہ نے تعریف کرنے والے کی سن لی) تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے کہا: "ربنا ولک الحمد، حمدا کثیر اطیبا مبارکا فیہ" (یعنی: اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے بہت زیادہ تعریفیں ہیں جو پاکیزہ و بابرکت ہیں)۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو پوچھا کہ ابھی ابھی (نماز میں) کون بول رہا تھا؟ اس شخص نے عرض کیا: میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے کون پہلے لکھے؟" کیوں کر وہ اس کے لیے سبقت نہیں کرتے جب کہ اللہ تعالی کو تعریف وتوصیف بے حد پسند ہے؟!

لَكَ الحَمدُ حَمدًا نَستَلِذُّ بِهِ ذِكرًا وَإِن كُنتُ لَا أُحصِي ثَناءً وَلَا شُكرًا

ترجمہ: ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ اس کے ذکر سے ہم لطف اندوز ہوتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ میں نہ تو تیری حمد و ثنا کا احاطہ کر سکتا ہوں اور نہ تیرے شکر کا۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی عالی مرتبت ذات کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ﴿وَهُوَ ٱلْوَلِيُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾﴾ [سورۃ الشوری:28].

ترجمہ: وہی ہے کارساز قابل حمد وثنا۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار اپنی ذات، اسماء وصفات اور اپنے افعال کے معاملے میں لائقِ ستائش ہے۔ اللہ کے تمام اسمائے گرامی خوبصورت، ساری صفات کامل و مکمل اور تمام افعال ٹھوس اور مستحکم ہیں۔ ہمارا پاک وبرتر رب اپنی

شریعت سازی میں قابل تعریف ہے کہ یہ شریعت سب سے مکمل اور تمام تر مخلوقات کے لیے سب سے نفع بخش ہے۔ ہمارا پاک وبرتر پروردگار اپنی وحدانیت، شریک وساجھی سے بے نیازی اور اس معاملے میں قابل حمد وثنا ہے کہ وہ کمزور نہیں کہ اسے حمایتی ومددگار کی ضرورت ہو۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: ﴿وَقُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدٗا وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٞ فِي ٱلۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ وَلِيّٞ مِّنَ ٱلذُّلِّۖ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيرَۢا ١١١﴾ [سورۃ الإسراء:111].

ترجمہ: یہ کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔

ہمارے پاک وبرتر رب کی تعریف ہر زبان میں اور ہر حال میں کی جاتی ہے۔ تمام تر مخلوقات اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، خواہ ان کا تعلق جمادات سے ہو یا ناطقات (یعنی بولنے والی مخلوقات) سے، حمد وثنا کا یہ سلسلہ اس کے کمال وجلال اور انعامات واحسانات پر ہر لمحہ جاری وساری ہے۔ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ ٱلسَّبۡعُ وَٱلۡأَرۡضُ وَمَن فِيهِنَّۚ وَإِن مِّن شَيۡءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمۡدِهِۦ وَلَٰكِن لَّا تَفۡقَهُونَ تَسۡبِيحَهُمۡۚ إِنَّهُۥ كَانَ حَلِيمًا غَفُورٗا ٤٤﴾ [سورۃ الإسراء:44].

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہیں، اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو، ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے، وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

گویا تمام صیغوں اور شکلوں کے ساتھ ہر قسم کی تعریف وتوصیف کا مستحق ہمارا پاک وبرتر رب ہی ہے۔ اگر مخلوقات اس کی تعریف نہ کریں تب بھی وہ اپنے فضل وسخاوت اور نوازش ورحمت کے باعث ہر قسم کی حمد وثنا کا مستحق ہے۔ تمام تر حالتوں میں اس کے علاوہ کسی اور کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔

اپنے پروردگار کے لیے عاجزی اختیار کر!

اللہ پاک وبرتر نے ہر قسم کی تعریف کا لائق وسزاوار اپنے نفس کو قرار دیا ہے، کسی دوسرے کو نہیں، نیز انسان کو خود اپنی تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے، ارشاد گرامی ہے: ﴿فَلَا تُزَكُّوٓاْ أَنفُسَكُمۡ﴾ [سورۃ النجم:32].

ترجمہ: تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار اپنی تعریف آپ بیان کر رہا ہے تاکہ وہ ہمیں اپنی معرفت سے نوازے، ہم تعریفات کے وسیلے سے اس تک رسائی حاصل کر سکیں، اس کی جانب متوجہ ہوں، اس کی بخشش کے حریص رہیں، اس کی نوازش کے خواہش مند ہوں، نیز جنت میں داخلے کی شدید چاہت رکھیں۔ یہ کیسا (انوکھا) فضل وکرم ہے کہ وہ (اللہ تعالی) تمھیں نیک کاموں کی توفیق عطا فرماتا ہے اور پھر ان کاموں کے انجام دینے پر وہ خود تمہاری تعریف بھی کرتا ہے؟! {وَنُودُوٓاْ أَن تِلۡكُمُ ٱلۡجَنَّةُ أُورِثۡتُمُوهَا بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ﴿٤٣﴾} [سورۃ الأعراف:43].

ترجمہ: ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔

تمہارا رب جب تم پر اپنا فضل وکرم ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس فضل وکرم کی تخلیق فرماتا ہے اور تمہاری طرف منسوب کر دیتا ہے۔ وہ تمہیں مال عطا کرتا ہے، پھر تم اس مال میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہو اور پھر اس کے بعد... اللہ عزیز وبرتر تمہارے اس انفاق (فی سبیل اللہ) کو سراہتا ہے، حالانکہ مال تو اسی کا عطا کردہ ہوتا ہے!

ہمارے پاک وبرتر پروردگار کی ہم پر مہربانی ہی ہے کہ اس نے اپنی تعریفات کی نوعیت بھی بیان کر دی، تاکہ بندہ کو معلوم ہو سکے کہ اللہ کی کیسے تعریف وتوصیف بیان کی جائے، چناں چہ پاک وبرتر رب نے فرمایا: {ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٢﴾} [سورۃ الفاتحۃ:2].

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

نیز فرمایا: {ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَجَعَلَ ٱلظُّلُمَٰتِ وَٱلنُّورَۖ} [سورۃ الأنعام:1].

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں اور نور کو بنایا۔

تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں...

مومنوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ خوش حالی وبد حالی ہر حال میں اللہ پاک وبرتر کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں، کیوں کہ انہیں معلوم ہے کہ اللہ عزیز وبرتر کا ہر کام ان کے لیے حکمت وبھلائی پر مبنی ہوتا ہے۔ صحیح سند سے نبی

ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:"جب (کسی) بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی؟ تو وہ کہتے ہیں: ہاں، پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے جگر کا ٹکڑا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں، تو اللہ تعالی پوچھتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: اس نے تیری حمد کی اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا، تو اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو"[اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔یہی وجہ ہے کہ بندے کا الحمد للہ کہنا سب سے بہترین اذکار میں شمار ہوتا ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوعِ ٱلشَّمۡسِ وَقَبۡلَ ٱلۡغُرُوبِ ٣٩﴾ [سورۃ ق:39].

ترجمہ: اپنے رب کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی۔

نبی ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:"جو شخص ایک دن میں سو بار "سبحان اللہ وبحمدہ" کہے تو اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"[بخاری ومسلم]۔

جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا:"جسے اللہ نے اپنے فرشتے اور بندے کے لیے منتخب فرمایا ہے، یعنی:"سبحان اللہ وبحمدہ" [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔تعریف کی ادائیگی زبان، دل اور اعضا وجوارح تینوں سے ہوسکتی ہے۔

لَكَ الحَمدُ حمدًا طَيِّبًا يملأُ السَّمَا ... وَأَقطارَهَا وَالأَرضَ وَالبَرَّ وَالبَحرَا

لَكَ الحَمدُ حَمدًا سَرمَدِيًّا مُباركًا ... يَقِلُّ مِدادُ البَحرِ عَن كُنهِهِ حَصرًا

لَكَ الحَمدُ يَا ذَا الكِبرِياءِ وَمَن يَكُن ... بِحَمدِكَ ذَا شُكرٍ فَقد أَحرزَ الشُّكرَا

ترجمہ: تمام قسم کی پاکیزہ تعریف تیرے ہی لیے ہے جو آسمان، اس کے اطراف واکناف، زمین اور بحر وبر کو بھر دے۔ تیرے ہی لیے بابرکت اور ابدی تعریف ہے، جس کی حقیقت بیانی کے لیے سمندر کی سیاہی بھی ناکافی

ہے۔اے کبریائی وبڑائی والے! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے۔جو شخص تیری تعریف کے ساتھ ساتھ تیرا شکر گزار بھی بن جائے تو یقینا اس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا۔

اے اللہ! تیرے ہی لیے ہر قسم کی تعریف ہے،جو تیرے چہرے کے جلال اور عظیم سلطنت کے شایان شان ہے۔

(٦١-٦٢)
الشَّاكِرُ الشَّكُورُ جل جلاله

امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا، تو اس نے اپنا موزہ لیا اور اس سے پانی بھر کر کتے کو پلانے لگا، حتی کہ اس کو خوب سیر اب کر دیا۔ اللہ نے اس شخص کے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کر دیا"۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾﴾ [سورۃ النساء:147].

ترجمہ: اللہ تعالی بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: ﴿وَٱللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾﴾ [سورۃ التغابن:17].

ترجمہ: اللہ بڑا قدر دان اور بڑا بردبار ہے۔

غرض یہ کہ ہمارا پاک وبرتر رب معمولی اطاعت و نیکی کی بھی قدر کرتا ہے اور اس پر بہت زیادہ بدلہ عطا فرماتا ہے، بلکہ بلا حساب وکتاب اسے کئی گنا ثواب سے نوازتا ہے: ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾﴾ [سورۃ الأنعام:160].

ترجمہ: جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔

ہمارا پاک وبرتر رب بندے کی شکر گزاری کی بھی قدر کرتا ہے اور انہیں مزید بھلائی اور انعام سے نوازتا ہے، حالانکہ انہیں شکر گزار بننے کی توفیق عطا کرنے والا وہی (اللہ تعالی) ہی ہے اور وہی انہیں بدلے سے نوازنے والا بھی ہے۔ { وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ } [سورۃ النحل:53].

ترجمہ: تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔

ہمارا پاک وبرتر رب اپنے بندے کی قدر بایں طور بھی کرتا ہے کہ وہ اپنے عام فرشتوں اور بلند قد فرشتوں کے درمیان اس کا ذکر خیر کرتا ہے، وہ اپنے بندوں کے مابین اس کی قدر و منزلت کو نمایاں کرتا ہے اور وہ اپنے فعل کی بنیاد پر لوگوں کے شکر وسپاس سے سرفراز ہوتا ہے۔ {ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ③} [سورۃ الإسراء:3].

ترجمہ: اے ان لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر دیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔

ہمارا پاک وبرتر رب بہت ساری لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے، معمولی نیک عمل کو قبول فرماتا ہے اور اس پر ثواب سے نوازتا ہے: {إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ٣٤} [سورۃ فاطر:34].

ترجمہ: بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار ڈھیر ساری نعمتوں سے نوازتا ہے، مگر معمولی شکر گزاری سے ہی رضا مند ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ بندہ کے اس عمل سے خوش ہوتا ہے کہ وہ کھانا کھائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے یا پانی پیے تو اس پر اس کا شکر ادا کرے" اور سنن ابی داوٗد میں وراد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی: اللهُمَّ مَا أَصبحَ بِي مِن نِعمَةٍ فَمِنكَ وَحدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الحَمدُ ولَكَ الشُّكرُ" (یعنی: اے اللہ! صبح کو جو نعمتیں بھی میرے پاس ہیں وہ تیری ہی دی ہوئی ہیں، تو اکیلا

ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تو ہی ہر طرح کی تعریف کا مستحق ہے اور میں تیرا ہی شکر گزار ہوں) تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام کے وقت ایسا ہی کہا تو اس نے رات کا شکر ادا کر دیا" [یہ حدیث حسن ہے]۔

وہی نوازتا ہے اور وہی تعریف بھی کرتا ہے!

اللہ پاک وبرتر کا (اپنے بندوں) کی قدر کرنے کا کمال ہے کہ وہ بندے کو نوازتا ہے اور اسے قابل قدر اور لائق ستائش عمل کی توفیق بھی دیتا ہے، گویا وہی نوازش کرتا ہے، پھر وہی اس کا ذکر خیر بھی کرتا ہے، غرض کہ سبب اور مسبب دونوں اس کی طرف سے ہی ملتے ہیں۔ اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمۡ جَزَآءً وَكَانَ سَعۡيُكُم مَّشۡكُورًا ﴿٢٢﴾﴾ [سورۃ الإنسان:22]۔

ترجمہ: (کہا جائے گا) کہ یہ ہے تمہارے اعمال کا بدلہ اور تمہاری کوشش کی قدر کی گئی۔

پاک ہے وہ (اللہ) جو ہم پر یہ احسان کرتا ہے کہ ہم کد وکاوش کریں، پھر ہمیں اس کی توفیق عطا کرتا ہے اور پھر وہ ہماری کوششوں کی قدر بھی کرتا ہے۔

کیا یہ حد درجہ فضل واحسان نہیں ہے؟ تمام قسم کی تعریف اور شکر اسی اللہ کے لیے ہیں۔

وَهُو الشَّكُورُ فَلَن يَضيعَ سَعيُهُم وَلَكِن يُضاعِفُهُ بِلا حِسبانِ

ترجمہ: وہ بڑا قدر دان ہے، ان کی کوشش کو کبھی برباد نہیں کرے گا، بلکہ اسے بلا حساب وکتاب کے کئی گنا بڑھا کر دے گا۔

اس نے بڑے عظیم بدلے سے نوازا...

جب اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام نے اس بات پر غصہ کرکے گھوڑے کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے کہ اس نے آپ کو ذکر الٰہی سے غافل کر دیا، اللہ کی مشیئت یہ ہوئی کہ گھوڑا آپ کو دوبارہ غافل نہ کرے، اس لیے بدلے میں اللہ نے تیز وتند ہوا کو آپ کے لیے مسخر کر دیا۔

جب راست باز یوسف علیہ السلام نے قید خانے کی مشقت برداشت کی تو اس کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے آپ کو بادشاہ بنادیا: ﴿وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي ٱلْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَآءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ [سورة یوسف:56].

ترجمہ: اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو ملک کا قبضہ دے دیا کہ وہ جہاں کہیں چاہے رہے سہے، ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں۔ ہم نیکو کاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔

جب (اللہ تعالی) کے رسولوں نے اس کی راہ میں اپنے دشمنوں کے مقابلے میں سب کچھ قربان کر دیا اور پھر دشمنوں نے انہیں بدنام کیا، انہیں گالیاں دیں تو اللہ نے انہیں یہ صلہ دیا کہ خود اس نے اور اس کے فرشتوں نے ان پر رحمت بھیجا اور اپنے آسمانوں میں اور اپنی مخلوقات کے مابین ان کا ذکر خیر کیا، نیز انہیں: ﴿بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى ٱلدَّارِ ﴿٤٦﴾﴾ [سورة ص:46].

ترجمہ: ایک خاص بات، یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے گھر بار چھوڑے اور رب کی رضا کی خاطر وہاں سے نکل گئے تو بدلے میں اللہ نے انہیں اپنی رضامندی عطا فرمائی اور انہیں دنیا میں بادشاہت اور فتح و کامرانی سے سرفراز فرمایا۔

یقیناً اللہ پاک و برتر بڑا قدر دان ہے، وہ ذرہ برابر نیکی کی بدولت بندے کو دوزخ سے نکال دیتا ہے اور اس کی اس معمولی مقدار کی نیکی کو بھی برباد نہیں جانے دیتا۔ متفق علیہ حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اس نے وہاں کانٹے دار ڈالی دیکھی۔ اس نے اسے اٹھالیا تو اللہ تعالی نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کی مغفرت کر دی"۔ بھلا اس شخص کا کیا کہنا جو راستے سے معنوی رکاوٹوں کو دور کرے، جو لوگوں کے معاملات آسان کرے، ان کی تکلیف دور کرے، ان کے غم غلط کرے، ان کی ضرورتوں کی تکمیل میں مدد کرے اور انہیں خوشیاں عطا کرے؟! یہ سب کچھ اللہ پاک و برتر کی جانب سے ہے کہ اس نے آپ کو دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائی۔

چوں کہ اللہ پاک وبرتر حقیقتاً قدردان ہے، چنانچہ اس کے نزدیک مخلوقات میں سب سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو صفتِ شکر سے متصف ہو، اسی طرح سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو صفت شکر سے عاری ہو اور اس میں ناشکری کی صفت پائی جائے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "نعمتیں اللہ تعالی کی جانب سے ابتلاو آزمائش ہیں، ان کے ذریعے شکر گزاروں کی شکر گزاری اور ناشکروں کی ناشکری کا پتہ چلتا ہے"۔

شکر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: شکر زبان سے ادا کیا جائے اور یہ محسن کی تعریف کرنا ہے۔

دوسری: شکر اعضاء وجوارح سے بجالایا جائے اور اللہ عزیز وبرتر کی اطاعت میں ان کا استعمال کیا جائے۔ یہ انبیاء اور تمام تر نیک بندوں کی عادت حسنہ رہی ہے۔

امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ آپ اتنی زیادہ مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، اللہ تعالی نے تو آپ کی اگلی پچھلی ساری خطائیں معاف کر دی ہیں، تو آپ فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟!

اللہ عزیز وبرتر نے آل داؤد علیہ السلام کی شکر گزاری پر ان کی تعریف کی ہے: ﴿ٱعۡمَلُوٓاْ ءَالَ دَاوُۥدَ شُكۡرٗاۚ﴾ [سورة سبأ: 13].

ترجمہ: اے آل داؤد! اس کے شکریہ میں نیک عمل کرو۔

چوں کہ اللہ عزیز وبرتر کے کم ہی ایسے بندے ہوتے ہیں جو عبادتِ شکر کو کما حقہ ادا کرتے ہیں، اسی لیے اس نے بندوں پر ضروری قرار دیا ہے کہ وہ شکر اور قبولیت پر اس کی مدد طلب کریں۔

نبی ﷺ معاذ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمارہے ہیں کہ وہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں:"رَبِّ أَعِنِّي علَى ذِكرِكَ وَشُكرِكَ وَحُسنِ عِبادتِكَ" (اے اللہ! تو تیرے ذکر، شکر اور اچھی عبادت کے معاملے میں میری مدد فرما)[یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا:"اے میرے رب! تو مجھے اپنا بہت زیادہ شکر گزار بندہ بنا، اپنا بہت زیادہ ذکر کرنے والا بنا"[اسے ابوداود نے روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے]۔

پھر اللہ رب العالمین کی جانب سے آپ کو دی گئی اس ضمانت پر غور کریں-بشرطیکہ آپ شکر گزار بندہ ہوں-کہ: ﴿مَّا يَفْعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾﴾ [سورة النساء:147].

ترجمہ: اللہ تعالی تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور باایمان رہو، اللہ تعالی بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔

شکر کا فائدہ آپ ہی کو ملنے والا ہے۔اللہ عزیز وبرتر نے فرمایا: ﴿وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ حَمِيدٌ ﴿١٢﴾﴾ [سورة لقمان:12].

ترجمہ: ہر شکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے، جو بھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالی بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

جو شخص مزید نعمت کی چاہت رکھے تو اسے (اپنی موجودہ نعمتوں پر) شکر ادا کرنا چاہئے: ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ﴾ [سورة إبراهيم:7].

ترجمہ: جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کروگے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

....اللہ کس قدر رحمت والا ہے!

عطیات ونوازشات کے معاملے میں دوسروں سے اپنا موازنہ کرنے سے بچو، کیوں کہ یہ عمل تمہیں غم اور پریشانی میں مبتلا کردے گا، اللہ پاک وبرتر کے اس فرمان پر عمل کرو: ﴿فَخُذۡ مَآ ءَاتَيۡتُكَ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿١٤٤﴾﴾ [سورۃ الأعراف:144].

ترجمہ: تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔

دلوں کی کنجی:

جو انسان اللہ عزیز وبرتر کا شکر ادا کرتا ہے، وہ ان کا بھی شکر ادا کرتا ہے جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالی نعمت کو ظاہر فرماتا ہے اور ان میں سرفہرست والدین ہیں: ﴿أَنِ ٱشۡكُرۡ لِي وَلِوَٰلِدَيۡكَ إِلَيَّ ٱلۡمَصِيرُ ﴿١٤﴾﴾ [سورۃ لقمان:14].

ترجمہ: کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

مسند احمد بن حنبل میں وارد ہے کہ: "جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالی کا بھی شکر ادا نہیں کرتا" [حدیث صحیح ہے]۔

تَبارَكَ مَن شَكرَ الوَرَى عَنهُ يَقصرُ ... لِكَونِ أَيادِي جُودِهِ لَيس تُحصَرُ

وَشَاكِرُهَا يَحتاجُ شُكرًا لِشُكرِهَا ... كَذلِكَ شُكرُ الشُّكرِ يَحتاجُ يُشكَرُ

فَفِي كُلِّ شُكرٍ نِعمةٌ بَعدَ نِعمةٍ ... بِغَيرِ ثَناءٍ دُونهَا الشُّكرُ يَصغُرُ

فَمَن رامَ يَقضِي حَقَّ وَاجبِ شُكرِهَا ... تَحَمَّلَ ضِمنَ الشُّكرِ مَا هُوَ أَكبَرُ

ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس کے لیے مخلوق کا شکریہ کم اور ہیچ ہے، کیوں کہ اس کی سخاوت کے نمونے بے شمار ہیں، ان کا شکر ادا کرنے والا ان کے شکر کے لیے شکر کا محتاج ہے، اسی طرح شکریے کا شکر شکریہ کا محتاج ہے۔ گویا ہر شکر کے اندر نعمت کا لامتناہی سلسلہ ہے جن کے سامنے شکر چھوٹی چیز ہے۔ چنانچہ جو شخص ان نعمتوں کے شکر کا ضروری حق ادا کرنا چاہتا ہو، اسے شکر کا حق ادا کرنے کے لیے شکر سے بھی بڑی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

اے اللہ! اے سارے جہانوں کے پالنہار! تو ہمیں شکر گزاروں میں شامل فرما۔

(۶۳-۶۴)

الأَكرَمُ، الكَرِيمُ جل جلاله

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: (میں اہلِ جنت میں سے سب کے بعد جنت میں جانے والے اوراہل دوزخ میں سب سے آخر میں اس سے نکلنے والے کو جانتا ہوں، وہ ایک آدمی ہے جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے گناہ اٹھا رکھو (ایک طرف ہٹا دو) تو اس کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے لائے جائیں گے اور کہا جائے گا: فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں کام کیے اور فلاں فلاں دن تو نے فلاں فلاں کام کیے؟ وہ (اپنے گناہوں کو قبول کرتے ہوئے) کہے گا: ہاں، وہ انکار نہ کر سکے گا، اور اسے ڈر ہو گا کہ کہیں اس کے بڑے گناہ نہ اس پر پیش کئے جائیں۔ حکم ہو گا: ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی، وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے اور بھی (گناہ کے) کام کئے ہیں جنہیں یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں"۔

راوی حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں کھل گئیں۔ [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]

اللہ کتنا کریم وداتا ہے! اللہ کتنا حلیم وبردبار ہے! اللہ کتنا عظیم وبرتر ہے!

{يَٰٓأَيُّهَا ٱلْإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلْكَرِيمِ ﴿٦﴾} [سورۃ الانفطار:6]

ترجمہ: اے انسان! تجھے تیرے رب کریم سے کس چیز نے بہکا دیا۔

{وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّى غَنِىٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾} [سورۃ النمل:40]

ترجمہ: جو آدمی شکر ادا کرتا ہے، وہ درحقیقت اپنے لئے شکر ادا کرتا ہے۔

کرم: ایک ایسا جامع لفظ ہے جو تمام تر خوبیوں اور تعریفات کو شامل ہے، اس سے مراد: صرف نوازش نہیں ہے، بلکہ اس کے اندر نوازنے کے تمام تر معانی پنہاں ہیں، اسی لیے اس اسم گرامی کے معنی میں اہل علم کے بہت سے اقوال آئے ہیں، اور وہ تمام معانی درست اور حق ہیں۔

ہمارا کریم وداتا پروردگار عزوجل بہت زیادہ خیر و بھلائی اور عطاء ونوازش والا ہے، وہ ہمیشہ خیر و بھلائی (سے نوازتا رہتا ہے)، اس کی قدر ومنزلت بڑی اور شان نرالی ہے، وہ تمام تر نقائص اور آفتوں سے پاک ہے، وہ انعام واکرام اور فضل واحسان سے نوازنے والا ہے، جو بغیر کسی بدلہ اور بنا کسی سبب کے عطا کرتا ہے، حاجت مند کو بھی نوازتا ہے اور جسے ضرورت نہیں اسے بھی دیتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے، ہر چھوٹی بڑی ضرورتیں اسی سے طلب کی جاتی ہیں، جو اس کی پناہ لیتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا، وہ گناہوں کو درگزر اور سیئات کو معاف کرتا ہے، بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے، ہمارے مانگنے سے پہلے ہی ہمیں نواز دیتا ہے۔

اس نے ہمیں کان، آنکھ، دل، اعضاء وجوارح، قوت وطاقت، اور ظاہری وباطنی صلاحیتوں سے نوازا، جنہیں ہم شمار بھی نہیں کرسکتے:

{ وَإِن تَعُدُّوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحْصُوهَآ ۗ إِنَّ ٱلْإِنسَـٰنَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾ } [سورۃ إبراهيم:34]

ترجمہ: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکو گے، بے شک انسان بڑا ظالم، بڑا ناشکرا ہے۔

اللہ نے ہمیں بغیر مانگے اور مانگنے سے قبل ہی ان نعمتوں سے سرفراز کیا، محض اپنے جود وکرم اور فضل واحسان کی بنیاد پر، چناں چہ وہ نوازتا بھی ہے اور سراہتا بھی ہے۔

ہمارا کریم وداتا پروردگار جل جلالہ: وہ ہے جس نے ہر چیز کا اندازہ لگایا اور معاف کیا، جو اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے، اس نے مومنوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں دنیا وآخرت میں مختلف قسم کے فضل واحسان، خیر وبھلائی، انعام واکرام اور عطیات ونوازش سے سرفراز فرمائے گا۔

بلکہ اللہ پاک وبرتر کی سخاوت وفیاضی (اس قدر) ہے کہ: اس نے اپنے گناہ گار بندوں کے عذاب کو اپنی مشیئت پر موقوف رکھا ہے، اگر چاہے تو انہیں عذاب دے گا اور چاہے تو انہیں درگزر کردے گا۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جو کسی سائل کو (خالی ہاتھ) نہیں پھیرتا...."وہ شرمیلا اور سخی ہے"۔

○ اللہ نوازتا بھی ہے اور سراہتا بھی ہے:

چناں چہ وہ ایمان سے نوازتا ہے، پھر اس کو سراہتا اور اس کی تعریف کرتا ہے:

{وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَآءُ ۗ وَمَا تُنفِقُوا۟ مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُونَ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ ٱللَّهِ ۚ وَمَا تُنفِقُوا۟ مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٢﴾} (البقرة:272)

ترجمہ: لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم جو بھی کچھ اچھی چیز اللہ کے راہ میں خرچ کروگے، تو اس کا فائدہ خود تمہیں ہی پہنچے گا، اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو، وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے کرو، اور تم جو بھی کوئی اچھی چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ کروگے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

جنید نے ایک شخص کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا: {إِنَّا وَجَدۡنَٰهُ صَابِرٗاۚ نِّعۡمَ ٱلۡعَبۡدُ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٞ ﴿٤٤﴾} (ص:44)

(ترجمہ: بے شک ہم نے ان کو صبر کرنے والا پایا تھا، وہ میرے اچھے بندہ تھے، وہ بے شک اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے تھے)۔ تو فرمایا: "سبحان اللہ! اللہ ہی نے نوازا اور اسی نے تعریف بھی کی"، یعنی: اللہ نے اسے صبر سے نوازا، پھر اس پر اس کی تعریف اور ثنا کر رہا ہے۔

إلى الله أُهدِي الحمدَ والشكرَ ... لـه الحمدُ مولانـا عليـه المعوَّلُ

وأَشــهـدُ أن اللهَ لا ربَ غيرَهُ ... كـريمٌ رحيـمٌ يُرتجى ويُؤمَّـل

ترجمہ: اللہ ہی کی خدمت میں ہر قسم کی حمد و ثنا، شکر و سپاس اور تعریف کا ہدیہ پیش کرتا ہوں، اسی کے لیے تمام طرح کی تعریفات ہیں، وہی ہمارا آقا ہے اور اسی پر ہمارا اعتماد و بھروسہ ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی و داتا اور رحیم و مہربان ہے، اسی سے (ہر چیز کی) امید قائم ہے۔

سخاوت اس کی صفات میں سے ہے، جود و فیاضی اس کی ایک عظیم ترین پہچان ہے، عطاء و نوازش اس کے بلند ترین عطیات میں سے ہے، تو بھلا اس سے بڑھ کر سخی اور داتا کون ہو سکتا ہے؟!

- **یقیناوہ کریم وفیاض ہے:**

مخلوقات اس کی نافرمانی کرتی ہیں، اور وہ ان کی نگرانی کرتا ہے، ان کے بستروں پر ایسے ان کی حفاظت کرتا ہے گویا کہ انہوں نے اس کی نافرمانی ہی نہ کی ہو، انہیں ایسے محفوظ رکھتا ہے گویا کہ انہوں نے گناہ ہی نہ کیا ہو، (اس پر مستزاد یہ کہ) نافرمان پر اپنے فضل اور گناہ گار پر اپنے احسان کی سخاوت کرتا ہے.. کون ہے جس نے

اسے پکارا ہو اور اس نے اس کی پکار نہ سنی ہو؟ کون ہے جس نے اس سے مانگا ہو اور اس نے اسے نہ دیا ہو؟ کون ہے جس نے اس کے در کی پناہ لی ہو اور اس نے اسے دھتکار دیا ہو؟ وہی فضل واحسان کا مالک ہے اور اسی سے ہر قسم کا فضل واحسان ملتا ہے، وہ سخی وفیاض ہے، اور اسی سے ہر قسم کی سخاوت وفیاضی حاصل ہوتی ہے، وہ کریم وداتا ہے اور اسی سے ہر طرح کا جود وکرم ملتا ہے۔

○ وہ شکر وسپاس سے بے نیاز ہے:

ہمارا بلند وبرتر پروردگار ہمارے شکر سے بے نیاز ہے، اسے شکر کا کوئی فائدہ نہیں ملتا، اور نہ ہی ناشکری کرنے والے کی ناشکری اسے نقصان پہنچاتی ہے، اس کے باوجود وہ کریم وداتا ہے کہ (ناشکری اور گناہ پر) فوراً سزا نہیں دیتا:

{وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾} [سورۃ النمل:40]

ترجمہ: جو ناشکری کرتا ہے تو جان لینا چاہئے کہ میرا رب بے نیاز، کرم والا ہے۔

اس پاک وبرتر کی بے نیازی اور فیاضی کا کمال ہے کہ: اس نے بندوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا اور ان سب کی روزی کی ذمہ داری لی، خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، انسان ہوں یا جنات: {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾} [سورۃ الذاریات:56-58]

ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں نہ ان سے روزی چاہتا ہوں اور نہ میری یہ چاہت ہے کہ وہ مجھے کھلائیں، بے شک اللہ ہی روزی رساں ہے، زبردست طاقت والا ہے۔

○ **وہ تمناؤں سے بڑھ کر نوازتا ہے:**

اس کی عظمت شان دیکھئے کہ: ہماری مانگیں اور دعائیں اس پر بڑی نہیں ہوتیں، خواہ جتنی بھی زیادہ اور بڑی کیوں نہ ہوں، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، بلکہ وہ پختگی اور اصرار سے سوال کرے اور بڑی رغبت کا اظہار کرے، کیوں کہ دینے کے لیے اللہ تعالی کے نزدیک کوئی چیز بڑی نہیں ہے"۔[اسے مسلم نے روایت کیا ہے]

بلکہ یہ اس پاک وبرتر رب کی سخاوت ہی ہے کہ: اس پاک وبرتر (اللہ) نے دعا کو اپنے نزدیک سب سے معزز عبادت قرار دیا، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ پاک کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز معزز نہیں" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

بلکہ آپ (غور کریں کہ اللہ) پاک وبرتر کی نوازش کتنی عظیم ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: "بے شک اللہ تعالی حیاوالا اور سخی ہے، اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہاتھ پھیلادے تو وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی اور ناکام ونامراد واپس کردے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اس کی سخاوت ہمیشہ رہنے والی ہے، وہ اس وقت تک جاری رہے گی جب کہ آپ اس سے ملاقات کریں گے، آپ اس عظیم ترین ہدیہ اور نوازش پر غور کریں جو آپ کو قیامت کے دن پیش کی جائے گی اگر آپ مومن ہوں گے: ﴿ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ حَقّٗاۚ لَّهُمۡ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٞ وَرِزۡقٞ كَرِيمٞ ٤﴾ [سورۃ الآنفال:4]

ترجمہ: وہی لوگ حقیقی مومن ہیں، انہیں ان کے رب کے پاس بلند مقامات ملیں گے اور اس کی مغفرت اور باعزت روزی ملے گی۔

بلکہ اللہ آرزو اور تمنا سے بڑھ کر نوازے گا، متفق علیہ حدیث قدسی میں آیا ہے: "اللہ عزیز و برتر کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں، جنہیں نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا"، ان سب سے بڑھ کر یہ کہ: اللہ کے باعزت چہرے کی طرف دیکھنے کا شرف حاصل ہو گا: { وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ } [سورة القيامة:22-23]

ترجمہ: کچھ چہرے اس دن شاداب ہوں گے، اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔

اے اللہ! اے تمام سخیوں سے بڑے سخی! ہمیں ان خوش نصیبوں میں شامل کر دے۔

○ **میزان:**

انعام و اکرام اور ذلت و اہانت کا معیار قیامت کے دن تقوی ہو گا:

{إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ } [سورة الحجرات:13]

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہیں۔

(اس دن) کافروں کی کوئی عزت نہیں ہو گی، بلکہ انہیں ذلت و توہین کا سامنا ہو گا:

{وَمَن يُهِنِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿١٨﴾} [سورة الحج:18]

ترجمہ: بہت سے انسانوں کے لئے عذاب لازم ہوگیا ہے، اور جسے اللہ رسوا کردے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا ہے۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے اسے کر گزرتا ہے۔

دنیا کے اندر لوگوں کے جو معیار اور میزان ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، جن کا ذکر اللہ پاک وبرتر نے اپنے اس فرمان میں کیا ہے: ﴿فَأَمَّا ٱلْإِنسَٰنُ إِذَا مَا ٱبْتَلَىٰهُ رَبُّهُۥ فَأَكْرَمَهُۥ وَنَعَّمَهُۥ فَيَقُولُ رَبِّىٓ أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّآ إِذَا مَا ٱبْتَلَىٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُۥ فَيَقُولُ رَبِّىٓ أَهَٰنَنِ ﴿١٦﴾﴾ [سورۃ الفجر:15-16]

ترجمہ: لیکن انسان کو جب اس کا رب آزماتا ہے، پس اسے عزت دیتا ہے اور اسے نعمت سے نوازتا ہے، تو کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا ہے۔ اور جب اس کو آزماتا ہے پس اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل ورسوا کر دیا ہے۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عام لوگوں پر ابلیس کا ایک فریب یہ بھی ہے کہ: "جب گناہوں پر ان کی نکیر کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: ہمارا پالنہار کریم وداتا ہے اور (اس کی) مغفرت بہت کشادہ ہے!"۔

○ **پند ونصیحت...**

جس کا دل قرآن سے وابستہ ہو، اس کے لیے دنیاوآخرت کی خوش خبری ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

﴿إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾﴾ [سورۃ الواقعۃ:77]

ترجمہ: بے شک یہ معزز قرآن ہے۔

یعنی: بہت خیر وبھلائی والا، بیش بہا علم ومعرفت سے پُر، اپنے حافظ کو عزت اور اپنے قاری کو عظمت سے نوازنے والا ہے۔

(اللہ) پاک وبرتر سخی و داتا ڈوبنے والے کو نجات دیتا، گمشدہ کو واپس لوٹاتا، مصیبت زدہ کو عافیت سے نوازتا، مظلوم کو فتح وکامیابی عطا کرتا، گمراہ کو ہدایت دیتا، فقیر کو مالدار بناتا، بیمار کو شفا عطا کرتا، پریشان حال کی پریشانی دور کرتا اور یہ پسند کرتا ہے کہ آپ اسے اس کے اسمائے گرامی سے پکاریں اور دعا کریں، نبی ﷺ مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:"لا إلهَ إلا اللهُ العظيمُ الحليمُ، لا إله إلا اللهُ ربُ العرشِ العظيمِ، لا إله إلا اللهُ ربُ السماواتِ وربُ الأرضِ، وربُ العرشِ الكريمِ" [بخاری ومسلم]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو صاحب عظمت اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو آسمان وزمین اور عرش کریم کا مالک ہے۔

اللہ تعالی سخی وفیاض کو محبوب رکھتا ہے، ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"جو شخص اللہ کے بندوں کے ساتھ فیاضی کرے، اللہ اس پر اپنی نوازش اور احسان کی فیاضی کرے گا، (کیوں کہ عمل کا) بدلہ اسی کے ہم مثل ہوا کرتا ہے"۔

أَغيبُ وذو اللطائفِ لا يغيبُ ... وأرجوهُ رجاءً لا يَخيبُ
وأسألُه السلامةَ من زمانٍ فانقلبوا ... بُليتُ به نوائبُه تُشيبُ
وأُنزِلُ حاجتي في كلِ حالٍ ... إلى من تَطمئِنُ به القلوبُ
ومَن لي غيرُ بابِ اللهِ بابٌ ... ولا مولى سواهُ ولا حبيبُ
كريمٌ مُنعِمٌ بَرٌّ لَطِيفٌ ... جميلُ السِترِ للداعي مُجِيبُ
فيا مَلِكَ الملوكِ أقِلْ عِثاري ... فإني عنكَ أنأَتني الذنوبُ
وأمرَضَني الهَوى لهوانِ حَظِّي ... ولكن ليس غيرُك لي طبيبُ

ترجمہ: میں غائب ہو جاتا ہوں لیکن لطف واحسان والا (پالنہار) کبھی غائب نہیں ہوتا، میں اس سے ایسی امید رکھتا ہوں جو کبھی نامراد نہیں ہوتی۔ میں اس زمانے (کے شر سے) اس کی سلامتی چاہتا ہوں جس کا میں شکار ہوں، اس کے مصائب (انسان کو) بوڑھا کر دیتے ہیں۔ میں ہر حال میں اپنی ضرورتیں اسی کی خدمت میں پیش کرتا ہو جس سے دلوں کو اطمنان حاصل ہوتا ہے۔ در الٰہی کے سوا میرے لیے کوئی در نہیں، اور نہ اس کے علاوہ میرا کوئی آقا اور حبیب ہے۔ وہ کریم وداتا، منعم و محسن، نوازنے والا اور مہربان ہے، خوبصورتی کے ساتھ (گناہوں اور عیوب پر) پردہ ڈالنے والا ہے، دعا گو کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ تو اے بادشاہوں کے شاہ! میرے گناہوں کو درگزر کر دے، کیوں کہ گناہوں نے مجھے تجھ سے دور کر دیا ہے۔ میری شومی بخت کہ خواہش نفس نے مجھے بیمار کر دیا ہے، لیکن تیرے سوا میرا کوئی طبیب بھی نہیں ہے۔

اے اللہ! اے کریم وداتا! ہم پر اپنی جنت، مغفرت اور رضا وخوشنودی کی نوازش فرما۔

(٦٥)

المُقِيتُ جل جلالہ

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالی فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ استغنا و بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور کر دوں گا، اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو اشغال سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا" [یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

صحیح حدیث ہے کہ: "اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب اس نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں اس نے کتنا خرچ کیا ہے؟ اس نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں پیدا کی جو اس کے ہاتھ میں ہے" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور الفاظ انہی کے روایت کردہ ہے، نیز مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے]

آسمان و زمین اسی پاک و برتر سے قائم ہیں، دنیا و آخرت کے تمام امور اسی سے درست ہوتے ہیں، تمام خشک و تر اس کے سامنے سر نگوں ہیں۔

بادشاہت کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں، تمام چیزوں کا اندازہ اسی کے پاس ہے، سارے امور کی کنجیاں (خزانے) اس کی ملکیت میں ہیں، تمام بندوں کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اسی کے لیے ہر قسم کی عزت

وبادشاہت ہے، وہ جو نواز دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور وہ جس چیز سے محروم کردے، اس سے کوئی نوازنے والا نہیں۔

تو کیا سخی وداتا، قوی وزبردست، رحیم ومہربان اور (ہر چیز پر) قدرت رکھنے والا (پروردگار) اس بات سے عاجز ہے کہ آپ کے لئے روٹی، یا غذا یا مشروبات فراہم کرسکے تاکہ آپ زندہ رہ سکیں؟

ہمارے لئے کتنی مسرت آمیز اور سعادت بخش بات ہے کہ ہم اللہ کے خوبصورت ناموں میں ایک نام (المقیت تبارک وتعالی) کے ساتھ (غور وفکر کے چند لمحات) گزاریں۔

اللہ عزیز وبرتر فرماتا ہے: ﴿ مَّن يَشۡفَعۡ شَفَٰعَةً حَسَنَةٗ يَكُن لَّهُۥ نَصِيبٞ مِّنۡهَاۖ وَمَن يَشۡفَعۡ شَفَٰعَةٗ سَيِّئَةٗ يَكُن لَّهُۥ كِفۡلٞ مِّنۡهَاۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ مُّقِيتٗا ٨٥ ﴾ [سورۃ النساء:85]

ترجمہ: جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے، اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے اس کے لئے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے، اور اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

المقیت: کے معنی ہیں قدرت رکھنے والا، جس نے تمام غذاؤں کو پیدا کیا۔

المقیت: کے معنی ہیں حفاظت کرنے والا، جو ہر چیز کو بقدر ضرورت اپنی حفاظت فراہم کرتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو ہر مخلوق کو اس کی روزی بہم پہنچاتا ہے، ان کا رزق ان تک پہنچاتا ہے، اپنی حکمت اور تعریف کی بنا پر جیسے چاہتا ہے اسے تقسیم کرتا ہے۔

چناں چہ ہر مخلوق کی ایک (منفرد) غذا ہے، جسموں کی غذا: کھانے اور پینے کی چیزیں ہیں، روحوں کی غذا: علم ومعرفت ہے، فرشتوں کی غذا: تسبیح (اللہ کی پاکی بیان کرنا) ہے۔

اللہ عزیز وبرتر اپنے بندوں کا محافظ ہے، جو ان کی حفاظت کرتا، ان کے احوال پر نظر رکھتا اور ان (کے تمام امور) سے باخبر رہتا ہے۔

پاک وبرتر پروردگار بندوں کے مفاد اور ان کی منفعت کو بحال رکھتا ہے، انہیں غذا اور رزق سے نوازتا ہے۔

سب سے افضل رزق: عقل ہے، جس کو عقل وبینش مل گئی اسے اللہ پاک وبرتر نے عزت وشرف سے نوازدیا!

إلهي لكَ الفَضلُ الذي عَمَّمَ الوَرَى ... وجودًا على كلِ الخليقةِ مُسبَلُ

وغيرُك لو يَملكُ الخزائنَ التي ... تزيدُ مع الإنفاقِ لا بدَّ يَبخلُ

أعوذُ بك اللهم من سوءِ صُنعِنا ... ومِن أن تكُن نُعماكَ عنا تُحوَّلُ

ترجمہ: اے میرے معبود! تیرا ہی فضل ہے جو تمام مخلوقات میں عام ہے، (تیری ہی) سخاوت ہے جو ہر مخلوق میں پھیلی ہوئی ہے۔ تیرے سوا اگر کسی کو تیرے ان خزانوں پر ملکیت ہوتی جن میں خرچ کرنے سے اضافہ ہی ہوتا ہے، تب بھی وہ ضرور بخیلی کرتا۔ اے اللہ! میں اپنے عملِ بد سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے بھی کہ تیری نعمتیں ہم سے چھن جائیں۔

○ مطمئن رہیں!

اس چیز میں مشغول نہ رہیں جس کی ذمہ داری خود (اللہ نے) لی ہے، اللہ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ وہ (المقیت / غذا دینے اور حفاظت کرنے والا) ہے اور فرمایا کہ وہ (الرزاق / رزق رساں) ہے۔

المقیت: رزاق سے زیادہ خاص (معنوں کا حامل اسمِ گرامی) ہے، قوت سے مراد: وہ غذا ہے جس سے ڈھانچہ قائم رہتا ہے، جب کہ رزق: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو بندہ کی ملکیت میں ہو، خواہ وہ کھانے والی چیز ہو یا نہ ہو۔

جب تک زندگی باقی ہے تب تک غذا اور رزق دونوں ملتے رہیں گے، اگر اللہ اپنی حکمت سے کوئی راستہ آپ کے سامنے بند کر دیتا ہے تو اپنی رحمت سے کوئی دوسرا راستہ کھول بھی دیتا ہے۔

جنین کی حالت پر ہی غور کر لیجیے کہ: اس کی غذا خون ہے، جو صرف ایک راستے سے اسے ملتی ہے اور وہ ہے ناف، لیکن جب وہ رحمِ مادر سے باہر آتا ہے تو یہ راستہ بند ہو جاتا ہے، اور اس کے لیے دو راستے کھل جاتے ہیں، جن سے اسے پہلے کی نسبت زیادہ عمدہ اور لذیذ غذا ملتی ہے، اور وہ ہے خالص دودھ جو (پینے میں) خوش گوار ہوتا ہے، پھر جب شیر خواری کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو اس کے لیے چار راستے کھل جاتے ہیں جن سے اسے دو قسم کے کھانے اور دو قسم کے مشروبات ملتے ہیں، کھانے سے مراد حیوانات (کے گوشت) اور نباتات (کی سبزیاں) مراد ہیں، جب کہ مشروب سے مراد: پانی اور دودھ ہیں۔

نیز جب اس کی موت ہو جاتی ہے تو یہ چاروں دروازے بند ہو جاتے ہیں، اور مومنوں کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہتے ہیں وہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں!

○ آپ اللہ کے شکر گزار بن جائیں!

اللہ پاک و برتر کی نعمتیں شمار سے زیادہ ہیں، ان کو گننا اور ان کا حساب لگانا ممکن نہیں:

﴿ وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآۗ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَظَلُومٞ كَفَّارٞ ٣٤ ﴾ [سورة إبراهيم:34]

ترجمہ: اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے۔ یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

جلالتِ شان والا منعم و محسن بغیر کسی ضرورت اور خوف و امید کے مخلوق کو ان نعمتوں سے نوازتا ہے، بلکہ محض اپنے فضل و کرم، احسان و انعام اور سخاوت و فیاضی کی بنا پر ان سے سرفراز کرتا ہے:

{ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ } [سورۃ الذاریات:56-58]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔ نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں، نہ میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔

لیکن بہت سے لوگ شکر ادا نہیں کرتے:

{ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ ٱللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٨٣﴾ } [سورۃ النحل:83]

ترجمہ: یہ اللہ کی نعمتیں جانتے پہچانتے ہوئے بھی ان کے منکر ہو رہے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔

اس نے آپ کو عطا کیا جب کہ اس کے پاس آپ کا کوئی حق نہ تھا، پھر بھی آپ اس کے حقوق کے منکر رہے! اس نے آپ کو نوازا جب کہ اس کے پاس آپ کا کوئی احسان نہ تھا، پھر بھی آپ نے اس کے احسان کا انکار کیا!

{ قُتِلَ ٱلْإِنسَٰنُ مَآ أَكْفَرَهُۥ ﴿١٧﴾ } [سورۃ عبس:17]

ترجمہ: اللہ کی مار انسان پر کیسا ناشکرا ہے۔

آپ پر اللہ پاک وبرتر کی نعمتیں پیہم جاری وساری ہیں، جب آپ اس سے مانگتے ہیں، وہ نوازتا ہے، جب اس سے دعا کرتے ہیں، وہ قبول کرتا ہے، جب اس سے مدد طلب کرتے ہیں، وہ مدد کرتا ہے، اس کے بغیر آپ کی بے نیازی نہیں، اسی لئے اگر آپ شکر ادا بھی کریں تو اس کے بعد ایک اور نعمت کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو اس کی توفیق دی:

{ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ } [سورۃ إبراهيم:7]

ترجمہ: جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کردیا کہ تم شکرگزاری کروگے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

- **بے نیازی کے ارکان:**

بنی آدم کے پاس اگر سونے کی ایک بھری وادی بھی ہو تو ان کی چاہت ہوگی کے ان کے پاس دو وادیاں ہوں۔

خوش بختی یہ نہیں کہ آپ دنیا حاصل کرلیں، بلکہ انسان کی سعادت یہ ہے کہ: اس کے پاس دن بھر کی غذا موجود ہو، وہ جسمانی طور پر تندرست ہو اور اسے امن وسکون حاصل ہو۔ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "تم میں سے جس نے بھی صبح کی اس حال میں کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں امن سے ہو اور جسمانی لحاظ سے بالکل تندرست ہو اور دن بھر کی روزی اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لیے پوری دنیا سمیٹ دی گئی"۔ [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- **نیکوکاروں کا طرز عمل:**

مومن کا دل اطمنان سے لبریز ہوتا ہے، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ ہی محافظ و نگہبان اور رزق بہم پہنچانے والا ہے، اس کی روزی لکھ دی گئی ہے، وہ اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ اپنی روزی حاصل نہ کر لے، چناں چہ وہ کوشش تو کرتا ہے لیکن بھروسہ اللہ پر رکھتا ہے اور اپنی طاقت و قوت سے برائت ظاہر کرتا ہے، اس کا دل اس اللہ عزوجل سے وابستہ رہتا ہے جو محافظ و نگہبان اور رزق رساں ہے، اس پاک و برتر کے بغیر نہ تو اس کی اپنی کوئی بساط ہے، نہ قوت اور نہ کوئی طاقت۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عزیز و برتر رب سے روایت کرتے ہیں، اللہ فرماتا ہے: "اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں۔ تو مجھ سے کھانا مانگو میں تم کو کھلاؤں گا"۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض اسلاف اپنی نماز میں ہر ایک ضرورت اللہ سے مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ آٹے کے لیے نمک اور بکری کے لئے چارا بھی مانگتے"۔

جو شخص اللہ کے اسم گرامی (المقیت / محافظ اور رزق رساں) کو ہمہ وقت ذہن نشیں رکھے، اللہ جو نگہبان اور رزق دینے والا ہے، اس کی معیت کو ہر حال میں محسوس کرے، اللہ کے خزانے پر یقین و بھروسہ رکھے.. تو اسے ہمیشگی کی سعادت حاصل ہو گی، اور وہ ہے: دنیا و آخرت میں (اللہ کی) خوشنودی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو متنبہ فرمایا ہے جو اجر و ثواب کی طلب و چاہت میں اہل خانہ کی روزی بھی صدقہ کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے یہ نیکی گناہ میں بدل جاتی ہے، کیوں کہ وہ (اس عمل کے ذریعہ) اپنے اہل و عیال اور غلاموں کو ضائع (اور محروم) کر دیتا ہے جن کے اخراجات اس پر واجب ہیں اور جو اس کے زیر سرپرستی ہیں، اس لئے کہ نفقہ اور اخراجات کا تعلق انسانوں کے حقوق سے ہے، اور انہیں (اس کے مال کی)

زیادہ حاجت ہے، اور ان کا حق زیادہ ضروری ہے، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو جن کے اخراجات کی ذمہ داری اس کے اوپر ہے ضائع کر دے"

[یہ حدیث حسن ہے، اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

نبی ﷺ اپنے اہل خانہ کے تئیں اتنے فکر مند رہتے کہ ان کے لئے پورے ایک سال کی روزی ذخیرہ کر لیتے، صحیح بخاری میں آیا ہے کہ نبی ﷺ " بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کی روزی جمع کر دیا کرتے تھے"۔

آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهم اجعَل رزقَ آلِ محمدٍ قُوتًا" (یعنی: اے اللہ! آل محمد کو بہ قدر ضرورت روزی دے) [اسے مسلم نے روایت کیا ہے]۔

یعنی جو ان کی غذا کے لیے (اور زندہ رہنے کے لئے) کافی ہو، تاکہ فقر وفاقہ سے وہ نڈھال نہ ہوں اور نہ دست سوال دراز کر کے ذلیل ونامراد ہوں، اسی طرح ان کے لئے دنیا (کی نعمتوں کے دروازے) نہ کھول دئے جائیں کہ وہ ان پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں، کیوں کہ دنیا زائل ہونے والی اور آخرت ہی باقی رہنے والی ہے، اس لیے باقی رہنے والے کو فنا ہو جانے والے پر ترجیح دو، میرے پروردگار ان پر، ان کے اہل وعیال اور قیامت تک ان کے نقش پا کی پیروی کرنے والوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (المقیت / محافظ اور رزق رساں) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں اپنے کشادہ فضل واحسان سے رزق عطا کر اور اپنی اطاعت، ذکر اور شکر پر ہماری مدد فرما۔

(٦٦)
الْوَاسِعُ جل جلاله

جب مومنوں نے اللہ کے اسم گرامی (الواسع جل جلالہ) کے بارے میں سنا تو ان کے دل اس کے ذکر سے وابستہ ہو گئے، ان کی روحیں اس کے دیدار کی مشتاق ہو گئیں، ان کے دلوں کو صرف اس کے سامنے خم ہونے، اس کے گھر کا طواف کرنے، اس کے حضور قیام کرنے، اس کی خاطر نیند سے بیدار ہونے اور اس کی راہ میں جانیں قربان کرنے سے ہی سیرابی (اور سکون) ملتا ہے۔

اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ} [سورۃ الأعراف:156]

ترجمہ: میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔

نیز پاک و برتر رب نے فرمایا:

{وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٤٧﴾} [سورۃ البقرۃ:247]

ترجمہ: اللہ جسے چاہے اپنا ملک (بادشاہت) دے، اللہ تعالی کشادگی والا اور علم والا ہے۔

ہمارا رب وہ عزیز و برتر ہے جو کشادگی والا اور بے نیاز ہے، جس کی بے نیازی تمام بندوں کو شامل ہے، اس کی کفایت، فضل و احسان، جود و سخا اور تدبیر تمام مخلوقات کو محیط ہیں۔

اللہ عزیز وبرتر مطلق کشادگی والا ہے، وہ اپنی ذات، اسماوصفات، اعمال وافعال اور بادشاہت وسلطنت میں درجہ کمال پر فائز ہے، کوئی بھی اس کی تعریف کماحقہ نہیں کر سکتا، وہ ویسا ہی ہے جیسے اس نے خود آپ اپنی ذات کی تعریف کی ہے۔ اس کی توصیف کرنے والی مخلوق خواہ جس قدر بھی اس کی توصیف بیان کر لیں، اس کی کیفیت وماہیت تک نہیں پہنچ سکتے، اور نہ اپنے علم سے اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔

ہمارے پروردگار کا علم ہر ایک چیز کو شامل ہے۔

{وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا} [سورۃ الأعراف:89]

ترجمہ: ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، اللہ پاک وبرتر اندھیری رات میں سخت چٹان پر (رینگنے والی) کالی چیونٹی کی رینگ کو بھی سنتا ہے، آسمان وزمین میں کوئی بھی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

اس کا علم دلوں کے بھید اور سینوں میں چھپے ہر قسم کے خیر وشر کو بھی شامل ہے:

{يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾} [سورۃ غافر:19]

ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

{وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾} [سورۃ البقرۃ:235]

ترجمہ: جان رکھو کہ اللہ تعالی کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان رکھو کہ اللہ تعالی بخشش اور علم والا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار کشادہ مغفرت والا ہے، جو ہر توبہ وانابت کرنے والے کی بخشش فرماتا ہے، خواہ اس کے گناہ اور خطائیں جس قدر بھی ہوں:

{إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ} [سورۃ النجم:32]

ترجمہ: بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے۔

ہمارا کشادگی والا پاک وبرتر رب وہ ہے جو اپنے بندوں پر دین کے معاملے میں کشادگی کرتا ہے، جو ان کی استطاعت میں نہ ہو، اس کا انہیں مکلف نہیں کرتا:

{وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾} [سورۃ البقرۃ:115]

ترجمہ: مشرق ومغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ تم جدھر بھی رخ کرو ادھر اللہ کا ہی چہرہ ہے، اللہ تعالی کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔

و أشهدُ أن اللهَ لا ربَ غيرُهَ ... كريمٌ رحيمٌ يُرتَجى و يُؤمَلُ

إذا سئِلَ الخيراتِ أَعطى جزيلَها ... ويَرفعُ مكروه البَلا و يزولُ

يَسِحُّ من الخيراتِ سحًّا على الوَرى ... فيُغني ويُقني دائمًا ويُحوِّلُ

إذ ا أَكثرَ المثني عليه من الثَنا ... فذو العرشِ أعلى في الجلالِ وأجملُ

ترجمہ: میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی پالنہار نہیں، وہ سخی وداتا اور رحیم ومہربان ہے، اسی سے ہر طرح کی امیدیں قائم رکھی جاتی ہیں۔

جب اس سے بھلائیاں طلب کی جاتی ہیں، تو وہ بیش بہا بھلائیوں سے نوازتا اور ناپسندیدہ آفت وبلا کو ٹال دیتا ہے۔

مخلوق پر اپنی نوازش کی بارش برساتا ہے، ہمیشہ (اپنے فضل سے) انہیں بے نیازی ومالداری اور خوشی ومسرت عطا کرتا اور (ان کی حالت) بہتر سے خوب تر کردیتا ہے۔

اگر ثناخواں اس کی مدح سرائی میں کثرت سے کام لے تو عرش والا جلال وجمال میں سب سے اعلی وبالا ہے۔

○ **کشادگی والا (پالنہار) آپ کے فکر وغم کے لئے کافی ہے!**

جو شخص اللہ کے اسم گرامی (الواسع / کشادگی والا) سے واقف ہو جائے، اس کا خوف جاتا رہتا ہے، اس کے دل میں اطمنان اپنی جگہ بنالیتا ہے اور اس کے لئے امید کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

چناں چہ یہ کسان جس کے فصل کی کٹائی میں تاخیر ہورہی ہے، خشکی اور قحط کا شاکی ہے، پھل (اور فصل) کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے، جب اسے یہ معلوم ہو کہ اللہ کشادگی والا اور بڑا علم والا ہے، تو وہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے گا، اس کا دل اپنے رب سے وابستہ ہوگا، اور یہ ندا لگائے گا: اے کشادہ نوازش والے ..اے اللہ..اے کشادہ رحمت والے، اے جود وسخا کے مالک! مجھ پر اپنی برکات وخیرات کی بارش برسا دے۔

وہ بانجھ جسے زمانے نے چور کردیا ہے، تکلیف نے اسے نڈھال کردیا ہے، اولاد کا اشتیاق فزوں تر ہو گیا ہے کہ اسے کھلائے اور اپنی زندگی میں رنگ بھرے، لیکن حمل ٹھہر نہ پارہا ہو بلکہ انسان کے اس قول سے افسردہ ہو گیا ہو کہ: وہ بانجھ ہے! دریں اثنا کہ یہ حالات وقوع پذیر ہورہے ہوتے ہیں، غم کا بسیرا ہوتا ہے، اس کے اندر

سے ایک دوسری زندگی جنم لیتی ہے جب وہ یہ یاد کرتا ہے کہ اللہ کشادگی والا، کریم وداتا اور سخی وفیاض ہے، وہ کسی بھی ایسے سائل کو محروم نہیں لوٹاتا جو یقین کے ساتھ اس سے سوال کرے، چناں چہ وہ یہ ندا لگاتا ہے:

{رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً} [سورۃ آل عمران:38]

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔

{ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴿٩٠﴾} [سورۃ الأنبیاء:89-90]

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔ ہم نے اس کی دعا کو قبول فرما کر اسے یحیٰ عطا فرمایا اور ان کی بیوی کو ان کے لئے درست کر دیا۔ یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور ڈر خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

اسی طرح وہ مریض جس کی آہ وفغاں کو اللہ سنتا ہے، جس کے دکھ درد سے اللہ واقف ہوتا ہے، جب وہ کشادہ نوازش والے (پالنہار کو) یاد کرتا ہے اور یہ یاد کرتا ہے کہ وہی شافی اور اپنے بندوں کے لیے کافی ہے، تو وہ یہ ندا لگاتا ہے:

{أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٨٣﴾} [سورۃ الأنبیاء:83]

ترجمہ: مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

چناں چہ اللہ پاک وبرتر اس کے دکھ اور غم کو دور کر دیتا اور اسے شفا سے نوازتا ہے... یقیناً وہ اللہ عزوجل کشادگی والا ہے۔

قرض دار کے دل میں فکر و غم کا ہجوم ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ ان سے کوئی چھٹکارا اور نجات کی راہ نہیں، پھر دیکھتے ہی دیکھتے اللہ پاک وبرتر اس کے دل کا دروازہ کھول دیتا ہے، اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے، چناں چہ وہ کشادہ نوازش، سخاوت اور جود و کرم والے (پالنہار) کی بارگاہ میں پناہ لیتا اور یہ ندا لگاتا ہے: اے ضرورتوں کو پوری کرنے والے.. اے کشادہ نوازش والے!

أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ [سورۃ النمل:62]

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے اللہ قرض کو ادا کر دیتا اور اسے ایسی جگہ سے رزق نوازتا ہے جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ لہرانے لگتی ہے، دل کو سکون ملتا اور جان کو قرار نصیب ہوتا ہے:

{ قُلِ ٱللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ } [سورۃ الانعام:64]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے۔

عالم دین کے سامنے مشکل مسئلہ پیش آتا ہے، درست جواب اس (کی دسترس سے) دور معلوم ہوتا ہے، اس کے لئے جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے، وہ زمین پر اپنی ناک رگڑتے ہوئے اللہ کو پکارتا اور مدد کی گوہار لگاتا ہے: اے کشادہ نوازش والے.. اے کشادہ علم والے.. اے ابراہیم کو علم دینے والے مجھے علم سے نواز.. اے سلیمان کو فہم و فراست دینے والے مجھے بھی فہم و فراست سے نواز!

دیکھتے ہی دیکھتے توفیق الٰہی اس کے در پر دستک دینے لگتی ہے، اور کشادگی والے پاک و برتر (پالنہار کے فضل و کرم سے) تمام گرہیں کھلنے لگتی ہیں۔

میاں بیوی میں اختلاف ہو جاتا ہے، رشتے کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے، محبت کی لڑیاں ٹوٹ کر بکھر جاتی ہیں، طلاق کے بعد ان کی حالت بدتر اور ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے، وہ دونوں ہی کشادگی والے اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالی دونوں کو ایک کھوئی ہوئی بھلائی کے بدلے دوسری نوازش و نعمت سے سرفراز کر دیتا ہے:

{ وَإِن يَتَفَرَّقَا يُغْنِ ٱللَّهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ وَٰسِعًا حَكِيمًا ﴿١٣٠﴾ } [سورۃ النساء:130]

ترجمہ: اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا، اللہ تعالی وسعت والا حکمت والا ہے۔

○ تجارت کا فائدہ...

انسان خرچ کرنے سے کتراتا ہے کیوں کہ وہ فقیری سے ڈرتا ہے، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ شیطان اس کے دل میں برائی اور فقر و فاقہ کا وسوسہ پیدا کرتا اور اسے بخیلی کی دعوت دیتا ہے:

{ ٱلشَّيْطَٰنُ يَعِدُكُمُ ٱلْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِٱلْفَحْشَآءِ ۖ وَٱللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ } [سورۃ البقرۃ:268]

ترجمہ: شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے، اور اللہ تعالی تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالی وسعت والا اور علم والا ہے۔

مومن کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کشادگی والا اور سخی وداتا ہے، اس پاک وبرتر نے یہ وعدہ فرمایا ہے:

{مَّن ذَا ٱلَّذِى يُقۡرِضُ ٱللَّهَ قَرۡضًا حَسَنًا فَيُضَٰعِفَهُۥ لَهُۥٓ أَضۡعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَٱللَّهُ يَقۡبِضُ وَيَبۡصُۜطُ وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ﴿٢٤٥﴾} [سورۃ البقرۃ:245]

ترجمہ: ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالی کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالی اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے۔ اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

نیز مومن کو چاہئے کہ اللہ پاک وبرتر کے اس فرمان کو بھی یاد رکھے:

{قُلۡ إِنَّ ٱلۡفَضۡلَ بِيَدِ ٱللَّهِ يُؤۡتِيهِ مَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٧٣﴾} [سورۃ آل عمران:73]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ فضل تو اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہے اسے دے، اللہ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

چناں چہ وہ اپنے رب کو قرض دیتے ہوئے اپنے مال کو خرچ کرے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ بزرگ وبرتر اسے دنیا وآخرت میں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے گا، (اگر ایسا کیا تو) دیکھتے ہی دیکھتے اس پر برکت ورحمت کی برکھا برسنے لگے گی اور (اس پر) اللہ کے فضل واحسان مزید بڑھ جائیں گے جو کشادگی والا، سخی وداتا اور فیاض ہے۔

○ خوف کھانے والے (بندوں) کے آنسو..

مومن بندہ اپنے گناہ کی سنگینی اور کوتاہی کی کثرت کو یاد رکھتا ہے، جس سے اس کے (اندر) حزن وملال (کی چنگاری) بھڑک اٹھتی ہے اور اس کا دل مشتعل ہو جاتا ہے، انجام کار زور آور (اللہ) کے خوف سے اس کی آنکھیں

اشک بار ہو جاتی ہیں، پھر وہ اللہ عزیز وبرتر کے اس فرمان کو یاد کرتا ہے کہ: {وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ}

[سورۃ الأعراف:156]

ترجمہ: میری رحمت ہر ایک چیز کو محیط ہے۔

نیز اس فرمان باری تعالیٰ کو بھی دہراتا ہے:

{إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ} [سورۃ النجم:32]

ترجمہ: بے شک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے۔

بالآخر اللہ عزیز وبرتر کے حضور میں توبہ اور انابت کا اعلان کرتا ہے، اور یہ امید کرتا ہے کہ اللہ پاک وبرتر کے اس فرمان میں اس کو بھی شمولیت حاصل ہو جائے گی:

{إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾} [سورۃ الفرقان:70]

ترجمہ: سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔ ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

فرشتوں کی اس دعا کو بھی محسوس کر رہا ہوتا ہے:

{رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٧﴾} [سورۃ غافر:7]

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تونے ہر چیز کو اپنی رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے۔ پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔

توبہ اس کے دل کی سوزش اور نفس کی جھلس کو دھل دیتی ہے، اور اللہ پاک وبرتر اسے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں شامل فرمادیتا ہے، نیز اس پر یہ بھی احسان کرتا ہے کہ تادمِ حیات اسے راہ مستقیم پر گامزن رکھتا ہے، پھر انجام کار جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور کرتا ہے، جہاں وہ یہ خوش خبری سماعت کرتا ہے:

{ إِنَّ هَٰذَا لَرِزۡقُنَا مَا لَهُۥ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ } [سورة ص:54]

ترجمہ: بے شک روزی (خاص) ہمارا عطیہ ہیں، جن کا کبھی خاتمہ ہی نہیں۔

○ **پیغامات...**

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جس کی رحمت تمام مخلوقات کو محیط ہے:

{ذُو رَحۡمَةٖ وَٰسِعَةٖ} [سورة الأنعام:147]

ترجمہ: تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے۔

اللہ نے دین کے معاملے میں اپنے بندوں پر کشادگی رکھی ہے، ان سے تنگی کو دور فرمادیا ہے، بیمار، مسافر اور عمر دراز جیسے معذور لوگوں کے ساتھ آسانی روا رکھی ہے، چناں چہ انہیں پاک وبرتر پروردگار نے ایسی چیزوں کا مکلف نہیں کیا ہے جو ان کی طاقت سے باہر ہو:

{لَا تُكَلَّفُ نَفۡسٌ إِلَّا وُسۡعَهَاۚ } [سورة البقرة:233]

ترجمہ: ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو۔

جس کے لیے روئے زمین تنگ پڑ جائے تو اللہ عزیز وبرتر نے ایسے بندوں کے لیے زمین کو کشادہ کر دیا ہے:

{وَأَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةٌ} [سورۃ الزمر:10]

ترجمہ: اللہ تعالی کی زمین بہت کشادہ ہے۔

سب سے کشادہ نوازش جس سے اللہ پاک وبرتر اپنی مخلوق کو نوازتا ہے وہ صبر ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "کسی کو بھی صبر سے بڑھ کر کشادہ اور بہتر نوازش نہیں دی گئی" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے، مذکورہ الفاظ بخاری ہی کی روایت کردہ ہیں، اور مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے]۔

صبر تمام عبادتوں میں داخل (اور مطلوب) ہے، چناں چہ اطاعت (کی بجا آوری) پر صبر ضروری ہے، گناہ و معصیت سے باز رہنے پر صبر ضروری ہے، اللہ پاک وبرتر کی تقدیروں پر صبر ضروری ہے، پوری زندگی ہی صبر سے عبارت ہے یہاں تک کہ ہم اللہ عزیز وبرتر سے جاملیں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صبر: خیر و بھلائی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، جس سے اللہ اپنے اسی بندہ کو نوازتا ہے جو اس کے نزدیک معزز ہو"۔

يا من يُغيثُ الوَرى مِن بعدِ ما قَنَطُوا ارحَم عباداً أَكُفَ الفقرِ قد بَسَطُوا

عَوَّدتَهم بسطَ أرزاقٍ بِلا سببٍ سِوى جميلِ رجاءٍ نحوَهُ انبَسطُوا

ترجمہ: اے وہ پروردگار جو مایوسی کے بعد بھی مخلوق کی مدد کرتا ہے، اپنے ان بندوں پر رحم فرما جنھوں نے فقیری کے ہاتھ تیری طرف پھیلا دئے ہیں۔ تو نے انہیں بغیر کسی سبب کے بھی رزق کی فراوانی کا خوگر بنادیا ہے، سوائے اس کے کہ انہوں نے تجھ سے ہی بہتر امیدیں قائم رکھیں۔

اے اللہ... اے کشادہ نوازش والے (پالنہار!) ہم میں سے ہر ایک کو اس کی مانگ سے بڑھ کر نواز، کیوں کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(٦٧)
الرَّقِيبُ جل جلاله

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو اپنی خلوت وتنہائی درست کر لیتا ہے، اس کی برتری اور خوبی کی خوشبو بکھرنے لگتی ہے اور دل اس کی عطر بیزی کے شیفتہ وفریفتہ ہو جاتے ہیں، اس لئے تنہائیوں میں اللہ کا خوف لازم پکڑیں، کیوں کہ اگر خلوت بگڑی ہوئی ہو تو ظاہری صالحیت کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی"۔

ابو حفص نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: "جب لوگوں کے پاس بیٹھو تو اپنے دل اور اپنے نفس کو وعظ ونصیحت کرتے رہو، اس بات سے دھوکے میں نہ پڑو کہ وہ تمہارے پاس مجلس جمائے بیٹھے ہیں، کیوں کہ وہ تو محض تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں، اور اللہ تمہارے باطن پر بھی نگاہ رکھتا ہے"۔

اللہ کے نزدیک ایک اعلیٰ ترین مقام یہ بھی ہے کہ: مومن اپنے عزیز وبرتر پروردگار کی نگرانی ونگہبانی کو محسوس کرتا رہے، اور ہمہ وقت یہ یاد رکھے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے، اللہ اپنی بلند وبرتر ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ①﴾ [سورۃ النساء:1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی تم پر نگہبان ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار نگہبان ہے، وہ سینوں کے بھید سے بھی واقف ہے، وہ ایسا محافظ ہے کہ کوئی بھی چیز اس کے دائرہ علم سے اوجھل نہیں۔

ہمارا پروردگار دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے، رازہائے سربستہ اور آنکھوں کی جھپک کو بھی دیکھتا ہے، ہر انسان کے تمام حرکات کی نگرانی کر رہا ہے۔

ہمارا پالنہار بندوں کے اعمال اور ان کے افعال کی نگہبانی کر رہا ہے۔

وہ نگران بھی ہے اور محافظ بھی، جس کا وہ محافظ ہے، اس کا نگراں بھی ہے، اس نے ساری مخلوقات کی حفاظت فرمائی، انہیں بہترین نظام کا تابع بنایا اور ان کی کامل ترین تدبیر کی۔

وهو الرقيبُ على الخواطرِ واللَّوا حظِ كيف بالأفعالِ والأركانِ

ترجمہ: وہ دلوں کے خیال اور آنکھوں کی جھپک کی بھی نگرانی کر رہا ہے، تو (ہمارے) افعال اور کردار کا کیا پوچھنا

۔

{وَمَا يَعۡزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثۡقَالِ ذَرَّةٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَآ أَصۡغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكۡبَرَ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مُّبِينٍ ۝٦١} [سورۃ یونس:61]

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین ہے۔

اللہ پاک وبرتر بندے کے احوال، اس کے شب وروز کی حرکت ونشاط، اس کے ظاہر وباطن اور سفر وحضر سے باخبر ہے۔

پاک وبرتر نگہبان سنتا اور دیکھتا ہے، بلکہ ہونٹ کے جنبش کرنے اور قلم کے تحریر کرنے سے قبل ہی سینوں کے بھید سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔

اس کا علم مطلق ہر ایک موجود چیز کو محیط ہے، اس کی کامل ترین واقفیت ہر ایک مخلوق کو شامل ہے، اس کے علم و واقفیت اور دائرہ آگہی سے کوئی بھی چیز خارج نہیں، نہ تو غائب انسان پاک وبرتر نگہبان (کی نظر) سے اوجھل ہو سکتا ہے اور نہ پوشیدہ رہنے والے شخص کی پوشیدگی عظیم وبرتر (پروردگار کی نگاہ سے) اسے دور کر سکتی ہے، سرگوشی اس کے نزدیک ظاہر ہے، راز اس کے لئے راز نہیں اور پوشیدگی اس کے نزدیک اظہار ہے۔

○ کامیاب ہو گیا...

مستدرک میں آیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی جامع سورہ پڑھا دیجئے، رسول اللہ ﷺ اسے سورہ زلزلہ (إذا زلزلت الأرض زلزالها) پڑھانے لگے یہاں تک کہ پوری پڑھا دی، اس شخص نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں اس سے زیادہ کبھی نہیں پڑھوں گا۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص کامیاب ہو گیا" [اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے]۔

مسند امام احمد میں صعصعہ بن معاویہ سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی: ﴿ فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرٗا يَرَهُۥ ۝٧ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ ۝٨ ﴾ [سورۃ الزلزلۃ:7-8]

ترجمہ: جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

تو انہوں نے عرض کیا: "بس کافی ہے! اگر میں ان (دو آیتوں) کے علاوہ دیگر آیتیں نہ بھی سنوں تو بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں" [اس حدیث کو ارناؤوط نے حسن قرار دیا ہے]۔

صرف ایک آیت بھی انسان کو فقہ وبصیرت سے لیس کر کے اپنے پروردگار سے قریب کر سکتی ہے، (شرط یہ ہے کہ) وہ جب جب اس آیت کو پڑھے تو اس پر عمل بھی کرے:

{إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ۝١} [سورۃ النساء:1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی تم پر نگہبان ہے۔

مومن یہ جانتا ہے کہ اللہ پاک وبرتر اس کا نگہبان ہے، اس حال میں اسے دیکھ رہا ہے، اس لئے وہ اپنی سانسوں پر بھی نگاہ رکھتا اور اپنے عمل کو اپنے پروردگار کے لئے خالص کرتا ہے، وہ ہر عمل میں اللہ کو نگراں سمجھتا ہے... اپنے رب کی نگہبانی کو محسوس کرتا اور ہمہ وقت اسے یاد رکھتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مقام احسان پر فائز ہوتا ہے:

{قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝١٦٢} [سورۃ الأنعام:162] ترجمہ:

آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔

علماء فرماتے ہیں: یہ ایک افضل ترین عبادت ہے کہ: ہمیشہ اور ہمہ وقت اللہ کو نگراں ونگہباں تصور کیا جائے۔

○ **اللہ کی معیت:**

آپ اپنی زندگی میں جس قدر اللہ پاک وبرتر کو نگراں تسلیم کریں گے، اسی قدر آپ کو اللہ کی معیت حاصل ہو گی۔

اس لئے اطاعت سے قبل، اطاعت کے دوران اور مباح اعمال کے وقت اور گناہ کرتے ہوئے بھی اپنے آقا کی نگہبانی یاد رکھیں، اطاعت سے قبل (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اپنی نیت کا جائزہ لیں اور اسے درست کریں، کیوں کہ آپ ﷺ کی حدیث ہے: "ہر انسان کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے" [بخاری]۔

اطاعت کے دوران: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) اللہ کی نگرانی –عبادت کے دوران– بھی باقی رہے، اور خالص اس کی رضا کے لئے ہی عبادت انجام دی جائے۔

مباح کاموں کے وقت: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ان کی انجام دہی میں ادب کا پاس ولحاظ رکھا جائے اور نعمتوں پر شکر بجالایا جائے۔

گناہ کے وقت: (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) آپ اللہ کے خلاف جرات کا مظاہرہ نہ کریں اور اس کے حدود کو تجاوز نہ کریں، کیوں کہ مومن (کی صفت ہے کہ وہ) جلد ہی توبہ وانابت کے ذریعہ اور گناہوں سے باز آکر اپنے آقا سے رجوع کرلیتا ہے:

{ ۞ وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ } [سورۃ آل عمران:133]

ترجمہ: اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔

اگر آپ ان تمام حالتوں میں اللہ پاک وبرتر کی نگہبانی کو یاد رکھتے ہیں، تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کو شرح صدر اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔

○ سرگوشی...

جب عزیز وبرتر اللہ نے یہ فرمایا: {إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝١} [سورۃ النساء:1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی تم پر نگہبان ہے۔

اور یہ کہ: {وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۝٥٢} [سورۃ الأحزاب:52]

ترجمہ: اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

تو وہ اس کے ذریعہ ہمیں بطور خاص خطاب فرمارہا ہے اور ہم سے کہہ رہا ہے:

اے میرے بندے! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر تم اپنے گناہوں کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپانے میں کامیاب ہو گئے تو تم مجھ سے نجات پانے میں بھی کامیاب ہو جاؤ گے ؟!

اس خطاب کی عظمت اس زمانے میں اور بڑھ جاتی ہے جب کہ (ہر طرف) فتنوں کا دور دورہ ہے اور (فتنوں) میں واقع ہونا نہایت آسان ہو گیا ہے۔

کسی نے کہا ہے کہ: شخصیت کی تعمیر کا سب سے بڑا عنصر یہ ہے کہ "اللہ کی نگہبانی کو یاد رکھا جائے"، اور شخصیت کی تخریب کا سب سے بڑا عنصر یہ ہے کہ "لوگوں کی نگرانی کو یاد رکھا جائے"۔

إذا ما خلوتَ الدهرَ يومًا فلا تقُل ... خلوتُ ولكن قُل عليَّ رقيبُ

و لا تحسَبَنَّ اللهَ يَغفلُ ساعةً ... ولا أنَّ ما يَخفَى عليه يغيبُ

ترجمہ: جب تم زمانے میں کبھی تنہا ہو تو یہ مت کہو کہ میں خلوت میں ہوں، بلکہ یہ کہو کہ میرے اوپر ایک نگراں مقرر ہے۔ اللہ کو ایک پل کے لئے بھی غافل نہ سمجھو، اور نہ اس گمان میں رہو کہ جو چیز اس سے دور ہے وہ اس سے اوجھل ہے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (الرقیب / نگہبان) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے اولیاء میں شامل فرما، ہم تجھ سے خلوت و جلوت ہر جگہ تیری خشیت کا، فقیری و مالداری میں میانہ روی کا اور ناراضگی و خوش حالی میں عدل وانصاف کا سوال کرتے ہیں۔

(٦٨)
الحَسِيبُ جل جلاله

جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو خائف تو ہو لیکن اس آیت کا سہارا نہ لے: {حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾} [سورة آل عمران:173] (ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے)۔ کیوں کہ اللہ تعالی اس کے فورا بعد فرماتا ہے: {فَٱنقَلَبُواْ بِنِعْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوٓءٌ} [سورة آل عمران:174] (ترجمہ:- نتیجہ یہ ہوا کہ -اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی)"۔

مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو غمزدہ تو ہو لیکن اللہ عزیز وبرتر کے اس فرمان کا سہارا نہ لے: {لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٨٧﴾} [سورة الأنبياء:87] (ترجمہ: الٰہی تیرے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا)۔ کیوں کہ اللہ اس کے فورا بعد فرماتا ہے: {فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ وَنَجَّيْنَٰهُ مِنَ ٱلْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُۨجِي ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾} [سورة الأنبياء:88] (ترجمہ: تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں)۔

مجھے تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جس کے ساتھ مکر و فریب کیا جاتا ہے کہ وہ باری تعالی کے اس فرمان کا سہارا نہیں لیتا: {وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرٌۢ بِٱلْعِبَادِ ﴿٤٤﴾} [سورة غافر:44] (ترجمہ: میں اپنا معاملہ

اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالی بندوں کا نگراں ہے) کیوں کہ اللہ اس کے بعد فرماتا ہے:{فَوَقَىٰهُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِ مَا مَكَرُواْۖ } [سورۃ غافر:45] (ترجمہ: پس اسے اللہ تعالی نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھی)"۔

جب تمام حیلے ناکام ہو جائیں، راستے تنگ پڑ جائیں، امیدیں ختم ہو جائیں، اسباب بے سود ثابت ہوں، تو آپ یہ ندا لگائیں: مجھے اللہ کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے!

جب زمین اپنی تمام تر کشادگی کے باوجود آپ پر تنگ پڑ جائے اور آپ کا دَم گھٹنے لگے، تو یہ پکار لگائیں: مجھے اللہ کافی ہے اور بہت اچھا کارساز ہے! (پھر دیکھتے ہی دیکھتے) اسی وقت آپ کو رب تعالی کی مدد اور نصرت حاصل ہوگی اور اس کی کشادگی فوراً آپ کے در پر دستک دینے لگے گی:

{فَٱنقَلَبُواْ بِنِعۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَضۡلٖ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوٓءٞ } [سورۃ آل عمران:174]

(ترجمہ:- نتیجہ یہ ہوا کہ - اللہ کی نعمت وفضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی)۔

اللہ پاک وبرتر نے بندوں کے سامنے اپنا تعارف یہ پیش کیا ہے کہ وہ: ان کا محاسب ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:{ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبٗا } [سورۃ النساء:6]

ترجمہ: دراصل حساب لینے والا اللہ تعالی ہی کافی ہے۔

نیز فرمایا:{ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٍ حَسِيبًا } [سورۃ النساء:86]

ترجمہ: بے شبہ اللہ تعالی ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ عزیز وبرتر ہی: محاسب ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار اپنی مخلوق کے لئے تمام طرح کی ضروریات میں کافی ہے، خواہ ان کا تعلق حصولِ منفعت سے ہو یا دفعِ مضرت سے۔

○ **اللہ کی کفایت:**

۱- عمومی کفایت جو تمام مخلوقات کو شامل ہے: ان کو پیدا کرنا، انہیں رزق دینا، اور انہیں ہر وہ چیز فراہم کرنا جس کے لئے ان کی تخلیق ہوئی ہے:

{ ٱلَّذِيٓ أَعۡطَىٰ كُلَّ شَيۡءٍ خَلۡقَهُۥ ثُمَّ هَدَىٰ } [سورۃطہ:50]

ترجمہ: جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت، شکل عنایت فرمائی، پھر راہ سجھادی۔

۲- خصوصی کفایت جو توحید پرستوں کے لئے ہے: ان کی نصرت ومدد کے ذریعہ اور ہر ناگوار چیز سے ان کا دفاع کرکے:

{يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسۡبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ } [سورۃالأنفال:64]

ترجمہ: اے نبی تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار تمام مخلوقات سے ان کے اعمال کا حساب لے گا، اس دن جب وہ اس کے پاس لوٹائے جائیں گے، پھر انہیں ان اعمال کا بدلہ دے گا، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، اور نہ ہی آسمان وزمین میں رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہے: { وَإِن كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٖ مِّنۡ خَرۡدَلٍ أَتَيۡنَا بِهَاۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَٰسِبِينَ } [سورۃالأنبياء:47]

ترجمہ: اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

○ مصائب و مشکلات کے وقت وہی آپ کی حفاظت کرتا ہے...

جسے غیر اللہ کا خوف دلایا جائے لیکن وہ کہے: میرے لئے اللہ کافی ہے! تو اللہ اسے نجات عطا کرتا اور اپنی نصرت سے نوازتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، تو انہوں نے کہا: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے! تو اللہ نے اس آگ کو ان کے لئے ٹھنڈ اور سلامتی کی چیز بنا دیا۔

ہمارے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کو جب کافروں کے لشکر اور بت پرستوں کی فوج کی دھمکی دی گئی تو انہوں نے کہا: { حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ فَٱنقَلَبُوا۟ بِنِعْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوٓءٌ وَٱتَّبَعُوا۟ رِضْوَٰنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ } [سورۃ آل عمران:173-174]

ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔- نتیجہ یہ ہوا کہ- اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی۔

حساب لینے والا اللہ وہ ہے: جس کی طرف سحر کے وقت (دعا کے ساتھ) ہاتھ اٹھتے ہیں، اسی سے حاجتیں طلب کی جاتی ہیں، مصائب کے وقت اسی کی جانب نگاہیں بلند ہوتی ہیں، اور حادثات کے وقت اسی سے سوال کیا جاتا ہے۔

تمام تر مضبوط و توانا اور کمزور و لاغر لوگ اسی کے ماتحت ہیں، آپ کی تندرستی، آپ کی بیوی، آپ کے ماتحت لوگ اور آپ کی روزی سب اسی کے ہاتھ میں ہیں، اسی کے ماتحت تمام بادشاہ، ظالم اور آپ کے دشمن بھی ہیں۔

آپ کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ اس کی پناہ لیں اور اسے پکاریں: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے!

○ **آپ کا ظاہر وباطن (اور اوڑھنا بچھونا)..**

(یہی کلمہ ہونا چاہئے کہ:) "ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے!"، یہ کلمہ کشادگی کی کنجی، اور سعادت وخوش بختی کا دروازہ ہے: {فَٱنقَلَبُواْ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوٓءٌ وَٱتَّبَعُواْ رِضۡوَٰنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ ذُو فَضۡلٍ عَظِيمٍ} [سورۃ آل عمران:174]

ترجمہ:- نتیجہ یہ ہوا کہ- اللہ کی نعمت وفضل کے ساتھ یہ لوٹے اور انہیں کوئی برائی نہ پہنچی۔ انہوں نے اللہ تعالی کی رضامندی کی پیروی کی، اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

جب آپ کو بیماری کا یا تجارت میں خسارے کا، یا فقر وفاقہ کا، یا اولاد کے تئیں (کسی نقصان) کا، یا کسی ظالم یا دشمن (کے ظلم وستم) کا خوف لاحق ہو تو آپ یہ کلمہ دہرائیں: "مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے"۔

جب عورت کو ولادت کے وقت تنگی وپریشانی محسوس ہو، یا اپنے بچے یا اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو تو اسے اس کلمہ کا ورد کرنا چاہئے کہ: "مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے"۔ ابن السنی کے نزدیک مرفوعاً اور ابو داود کے نزدیک موقوفاً یہ روایت آئی ہے اور شیعب ارناؤوط نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے: "جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت سات مرتبہ " حسبي الله لا إله إلا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم " (یعنی: اللہ مجھے کافی ہے، صرف وہی معبود برحق ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے، وہی عرش عظیم کا رب ہے) کہے تو اللہ اس کی دنیاوی اور اخروی پریشانیوں کے لئے کافی ہو گا"۔

○ **آپ کے شعار کا کیا معنی:** اے میرے پروردگار! میں نے تیری پناہ لی، میں تیری حفاظت میں آیا، جس چیز سے میں خائف ہوں اس پر تجھ سے مدد طلب کی، تجھ پر ہی بھروسہ کیا، تو ہی میرے لئے کافی ہے، تو ہی میری امید، میرا ذخیرہ اور میری پناہ ہے!

{أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ } [سورۃ النمل:62]

ترجمہ: یا وہ ذات بہتر ہے جسے پریشان حال جب پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار کا جواب دیتا ہے، اور اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے۔

جب آپ کو یہ یقین ہو جائے گا کہ اللہ ہی کافی اور وہی حسیب ہے تو آپ اس کے سوا کسی اور کے سامنے اپنی ضرورتیں نہیں پیش کریں گے۔

وهو الحسيبُ كفايةً وحمايةً   والحسبُ كافي العبدَ كلَّ أوانِ

ترجمہ: وہی (اللہ) کافی ہے کفایت کے لئے بھی اور حفاظت کے لئے بھی۔ کفایت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو اس کی (حفاظت اور) کفایت ہمہ وقت حاصل رہتی ہے۔

○ تاکہ راستہ سلامت رہے:

جب مومن یہ جان لیتا ہے کہ اللہ کل (قیامت کے دن) ہر چھوٹے بڑے عمل پر اس کا محاسبہ کرے گا، ادنی سے ادنی شئ کا بھی اس سے حساب لے گا، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں، مخلوق کا محاسبہ کرنے میں پیدا کرنے والے اور محاسبہ کرنے والے (اللہ) پر کوئی مشقت نہیں، (جب اسے ان باتوں کا یقین ہو جاتا ہے) تو وہ ہمیشہ تیاری میں رہتا ہے، ہر حال میں اللہ عزیز وبرتر کو نگراں اور نگہبان تصور کرتا ہے: {ثُمَّ رُدُّوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ مَوْلَىٰهُمُ ٱلْحَقِّۚ أَلَا لَهُ ٱلْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ ٱلْحَٰسِبِينَ ٦٢} [سورۃ الأنعام:62]

ترجمہ: پھر انہیں اللہ کے پاس بھیجا جاتا ہے جو ان کا مولائے حقیقی ہے، یقیناً فیصلہ صرف اسی کے اختیار میں ہے اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے۔

مسند امام احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نماز میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا: "اللهُمَّ حاسِبني حِسابًا يسيرًا" (یعنی: اے اللہ! میرا حساب وکتاب آسان کرنا) تو میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! آسان حساب کتاب سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ اللہ اس کے نامہ اعمال کو دیکھے اور اسے درگزر کردے، کیوں کہ اس دن—اے عائشہ!—جس کا محاسبہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہوکر رہے گا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے، تم اپنا محاسبہ خود کرلو، اس سے قبل کہ تمہارے اعمال وزن کئے جائیں، تم خود انہیں وزن کرلو، بڑے حساب وکتاب کے لئے بہتر تیاری کرو، اس دن تم پیش کئے جاؤ گے، اور تم سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں رکھی جائے گی"۔

قرطبی رقم طراز ہیں: "کسی نیک انسان کا قول ہے: یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ تمہاری زبان اس کا قلم ہے، تمہارا لعاب اس کی روشنائی ہے، تمہارے اعضاء وجوارح اس کا قرطاس ہے، اور اپنے کاتبوں اور محافظوں کو تم نے ہی املاء کرایا اور لکھوایا، اس میں کسی طرح کی کمی بیشی نہیں کی گئی، اگر تم اس میں سے کسی چیز کا انکار کروگے تو خود تمہارا جسم تمہارے خلاف گواہی دے گا:

{ٱقۡرَأۡ كِتَٰبَكَ كَفَىٰ بِنَفۡسِكَ ٱلۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيبًا} [سورۃ الإسراء:14]

ترجمہ: (اس سے کہا جائے گا کہ) اپنا نامہ اعمال پڑھو، آج تم خود بحیثیت محاسب اپنے لئے کافی ہوگے۔

○ **پند ونصیحت..** آخرت میں ایک ایسی عدالت قائم ہوگی جہاں سارے حقوق لوٹائے جائیں گے، وہاں درہم ودینار تو نہیں ہوں گے، لیکن نیکیوں اور اعمال کے ذریعہ حساب چکایا جائے گا، اس وقت آپ کو سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ نیکی ہے۔

جس قدر سودے کی قیمت ہوتی ہے ، اس کے حساب سے اس کا وزن کیا جاتا ہے! چناں چہ لوہے کا وزن... ٹن کے حساب سے ہوتا ہے، میوے کا وزن... کیلو کے حساب سے، سونے کا وزن... گرام کے حساب سے، ہیرے کا وزن... کیرٹ کے حساب سے ہوتا ہے، لیکن آخرت کے اعمال... ذرات کے حساب سے تولے جائیں گے: {فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ} [سورة الزلزلۃ:7-8]

ترجمہ: جو شخص ایک چھوٹی چیونٹی کے برابر بھلائی کئے ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا، اور جو شخص ایک چھوٹی چیونٹی کے برابر برائی کئے ہوگا، وہ اسے دیکھ لے گا۔

دوسرے کے حقوق سلب کرنے سے بچو! کیوں کہ وہ (تمہارے لئے) حلال نہیں ہیں، اگرچہ نبی ﷺ ہی اس کا فیصلہ کیوں نہ کردیں اس شخص کے حق میں جو اپنی دلیل زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرنے پر قادر ہو، کیوں کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "میں انسان ہی ہوں، تم اپنے مقدمات کو میرے پاس لاتے ہو، ہوسکتا ہے کہ تم میں کچھ لوگ دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرنے والے ہوں، تو میں انہیں کے حق میں فیصلہ کردوں جیسا کہ میں نے ان سے سنا ہو، تو جس شخص کے لئے میں اس کے بھائی کے کسی حق کا فیصلہ کردوں تو وہ اس میں سے ہرگز کچھ نہ لے کیوں کہ میں اس کے لئے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں" [بخاری و مسلم]

اے اللہ! تو ہی ہمارا محاسب ہے، اور اتنا کافی ہے... تو ہمارے حق میں فیصلہ کر، ہمارے خلاف نہیں، ہمارے، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کے گناہوں کو معاف فرمادے۔

(٦٩)
الشَّهِيدُ جل جلاله

اللہ پاک وبرتر نے اپنی بالا وبرتر ذات کی تعریف اپنے اسم گرامی الشہید کے ذریعہ سے کی ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: { إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ شَهِيدٌ } [سورة الحج:17]

ترجمہ: حقیقتاً اللہ تعالی ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

اللہ کا اسم گرامی (الشہید / گواہ) اللہ کی کتاب عزیز میں اٹھارہ مرتبہ وارد ہوا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جس سے کوئی بھی چیز غائب نہیں، وہ ہر چیز کا محافظ و نگراں ہے، اس کا علم تمام چیزوں کو محیط ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار حق کی گواہی دیتا ہے، مظلوم کے ساتھ انصاف کرتا ہے، ظالم سے بدلہ لیتا ہے، وہ تمام ظاہر و مخفی آوازوں کو سنتا اور ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو دیکھتا ہے، اس کا علم ہر ایک شئ کو محیط ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو اپنے بندوں کے تمام اچھے برے اعمال کا گواہ ہے، اس کی گواہی تمام تر گواہیوں کی بنیاد، منبع و سرچشمہ اور ان میں سب سے بڑھ کر ہے، کیوں کہ اللہ پاک وبرتر سے چیزیں مخفی نہیں، اس لئے وہ ان تمام چیزوں پر گواہ ہے، یعنی: ان کے حقائق سے باخبر اور ان پر نگراں ہے، اس لئے کہ کوئی بھی شئ اس عزیز وبرتر ذات سے مخفی نہیں۔

پاک وبرتر ذات کی جلالت شان ہے کہ: اس نے اپنی ذات کی وحدانیت کی گواہی دی اور یہ گواہی دی کہ وہ انصاف کو قائم رکھتا ہے: {شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَأُوْلُواْ ٱلۡعِلۡمِ قَآئِمَۢا بِٱلۡقِسۡطِۚ }

[سورۃ آل عمران:18]

ترجمہ: اللہ تعالی، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی گواہی مومن بندوں کی صداقت کے لئے ہوتی ہے جب وہ توحید پر قائم رہتے ہیں، اسی طرح اس کے رسولوں اور فرشتوں کے لئے ہوتی ہے:

{وَأَرۡسَلۡنَٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولٗاۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدٗا} [سورۃ النساء:79]

ترجمہ: ہم نے تجھے تمام لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالی گواہ کافی ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی گواہی ظالم وستم پرور کے خلاف اس مظلوم کے حق میں ہوتی ہے جس کا نہ کوئی گواہ ہوتا ہے اور نہ مددگار، اس گواہی میں نصرت اور مدد شامل ہوتی ہیں، فرمان باری تعالی ہے:

{ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ شَهِيدٌ} [سورۃ الحج:17]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر گواہ ہے۔

بندے اس کی وحدانیت کی گواہی دیتے اور اس کے لئے بندگی کا اقرار کرتے ہیں:

{وَإِذۡ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِيٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَأَشۡهَدَهُمۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ أَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡۖ قَالُواْ بَلَىٰ شَهِدۡنَآۚ } [سورۃ الأعراف:172]

ترجمہ: جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے جواب دیا: کیوں نہیں، ہم سب گواہ بنتے ہیں۔

○ **حقیقت:**

بندوں کی گواہی اور ان کی نگرانی محدود وقت کے لئے ہوتی ہیں، جن میں ٹھہراؤ آنا ضروری ہوتا ہے، کیوں کہ بندہ سوتا ہے، اسے غفلت و کمزوی اور موت لاحق ہوتی ہیں، لیکن اللہ بلند و برتر کی نگرانی کامل اور ہمیشہ کے لئے ہے، وہ زندہ وجاوید ہے، اسے موت نہیں آتی:

{وَكُنتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدٗا مَّا دُمۡتُ فِيهِمۡۖ فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِي كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيۡهِمۡۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ شَهِيدٌ } [سورۃ المائدۃ:117]

ترجمہ: میں ان پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو، تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی گواہی سب سے بڑی گواہی ہے، اس کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ وہ (ہر چیز کی) نگرانی کرتا اور اسے دیکھتا ہے، اس سے حقیت کا کوئی پہلو مخفی نہیں رہتا، جیسا کہ انسان کے ساتھ ہوتا ہے، چناں چہ اللہ تعالی جس کے حق میں گواہی دے دے تو وہ اس کے لئے کافی ہے، پھر اسے کسی اور کی گواہی کی چنداں ضرورت نہیں رہتی:

{قُلۡ أَيُّ شَيۡءٍ أَكۡبَرُ شَهَٰدَةٗۖ قُلِ ٱللَّهُۖ شَهِيدُۢ بَيۡنِي وَبَيۡنَكُمۡۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَۚ أَئِنَّكُمۡ لَتَشۡهَدُونَ أَنَّ مَعَ ٱللَّهِ ءَالِهَةً أُخۡرَىٰۚ قُل لَّآ أَشۡهَدُۚ قُلۡ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ وَإِنَّنِي بَرِيٓءٞ مِّمَّا تُشۡرِكُونَ } [سورۃ الأنعام:19]

ترجمہ: آپ کہئے کہ سب سے بڑی چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے، آپ کہئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے، تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے تم

کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔ کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالی کے ساتھ کچھ اور بھی معبود ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرمادیجئے کہ بس وہ تو ایک معبود ہے اور بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

یہ گواہی وہ عظیم ترین ہتھیار ہے جس کے ذریعہ ہم دشمنوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں:

{وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَسۡتَ مُرۡسَلٗاۚ قُلۡ كَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدَۢا بَيۡنِي وَبَيۡنَكُمۡ وَمَنۡ عِندَهُۥ عِلۡمُ ٱلۡكِتَٰبِ} [سورۃ الرعد:43]

ترجمہ: یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں، آپ جواب دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہی دینے والا کافی ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

○ جس دن (اعمال) پیش کئے جائیں گے..

جب بندے اللہ پاک وبرتر کے پاس قیامت کے روز حاضر ہوں گے، تو اللہ تعالی ان کا اس طرح کا محاسبہ کرے گا جس طرح ان کے احوال سے واقف، ان کے رازوں سے آگاہ، اور ان کے اقوال واعمال کا شمار رکھنے والا (اللہ) ان کا حساب کرسکتا ہے:

{ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ شَهِيدٌ } [سورۃ الحج:17] {وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدٗا} [سورۃ النساء:79]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر گواہ ہے۔

مومن یہ جانتا (اور یقین رکھتا ہے) کہ اس کا عمل اللہ کے نزدیک ضائع نہیں ہوگا: {قُلۡ مَا سَأَلۡتُكُم مِّنۡ أَجۡرٖ فَهُوَ لَكُمۡۖ إِنۡ أَجۡرِيَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ شَهِيدٞ} [سورۃ سبأ:47]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ جو بدلہ میں تم سے مانگوں وہ تمہارے لئے ہے میرا بدلہ تو اللہ تعالی ہی کے ذمے ہے۔وہ ہر چیز سے باخبر (اور مطلع) ہے۔

رہی بات کافر کی، تو اس کا بھی کوئی عمل ضائع نہیں جائے گا، اگر وہ بھول بھی گیا ہو تو اللہ نے اسے شمار کر رکھا ہے: {أَحۡصَىٰهُ ٱللَّهُ وَنَسُوهُۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ شَهِيدٌ } [سورۃ المجادلۃ:6]

ترجمہ: جسے اللہ نے شمار رکھا ہے اور جسے یہ بھول گئے تھے اور اللہ تعالی ہر چیز سے واقف ہے۔

○ آپ کی شان...

جو شخص یہ جان لے کہ اس کا پاک وبرتر پالنہار اس کے ظاہر وباطن پر گواہ ہے، وہ اس بات سے شرم محسوس کرے گا کہ اللہ اسے گناہ کی حالت میں دیکھے، ایسے عمل میں ملوث دیکھے جو اسے ناپسند ہے، جسے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے وہ اپنا عمل اور عبادت بہترین انداز سے اخلاص کے ساتھ ادا کرنے لگے گا، یہاں تک کہ وہ مقام احسان تک پہنچ جائے گا، جو کہ اطاعت کا سب سے اعلی مقام ہے، جس کے بارے میں نبی ﷺ کی حدیث ہے:"(وہ یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

إذا ما خلوتَ الدهرَ يومًا فلا تقُل　　خلوتُ ولكن قُل عليَّ رقيبُ

و لا تحسبَنَّ اللهَ يَغفلُ ساعةً　　ولا أنَّ ما يَخفى عليه يَغيبُ

ترجمہ: جب تم زمانے میں کبھی تنہا ہو تو یہ مت کہو کہ میں خلوت میں ہوں، بلکہ یہ کہو کہ میرے اوپر ایک نگراں ہے۔اللہ کو ایک پل کے لئے بھی غافل نہ سمجھو، اور نہ اس گمان میں رہو کہ جو چیز اس سے دور ہے وہ اس سے اوجھل ہے۔

مومنوں کی شان وپہچان یہ ہے کہ: وہ ہمہ وقت یہ یاد رکھتے ہیں کہ اللہ پاک وبرتر ان کے ہر چھوٹے اور بڑے عمل کو دیکھ رہا ہے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

ترجمہ: آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں، اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔

نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنا (چاہا) تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ وصیت کیجئے! آپ نے فرمایا: جب تک استطاعت ہو اللہ کے تقوی کو لازم پکڑنا اور تمام تر شجر و حجر کے پاس اللہ عزیز وبرتر کا ہی نام لینا.."

[حدیث صحیح ہے، اسے امام احمد نے روایت کیا ہے]

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "راہ چلتے ہوئے، گھر کے اندر، سفر و حضر میں، اور تمام جگہوں پر ہمیشہ اللہ کے ذکر کو لازم پکڑنے سے قیامت کے دن بندے کے حق میں گواہی دینے والوں کی تعداد میں بڑھوتری ہوتی ہے":

{يَوۡمَئِذٖ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا} [سورۃ الزلزلۃ:4] ترجمہ: اس دن زمین اپنی تمام خبریں بیان کر دے گی۔

{وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدٗا} [سورۃ النساء:79] ترجمہ: اللہ تعالی بطور گواہ کافی ہے۔

کسی نے کہا ہے کہ: جو شخص اپنے خیالات میں اللہ کو نگراں تصور کرتا ہے، اللہ اعضاء وجوارح کے حرکات واعمال میں اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

اگر آپ ان سات لوگوں کے احوال پر غور کریں گے جنہیں اللہ تعالی قیامت کے دن سایہ نصیب فرمائے گا، تو آپ دیکھیں گے کہ جو چیز ان کے درمیان مشترک ہے وہ یہ کہ: وہ تمام لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ان پر گواہ اور نگراں ہے، اور ان کے احوال کو دیکھ رہا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اس طرح اللہ کی عبادت کرتے ہیں گویا وہ انہیں دیکھ رہا ہو، اسی وجہ سے انہیں یہ مقام حاصل ہوا۔

اے اللہ! اے گواہ! ہم تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم کر اور اے تمام رحم کرنے والوں سے بڑے مہربان! ہمارے گناہوں کو درگزر کر دے۔

(۷۰)
الحَقُّ جل جلاله

اللہ نے غور و فکر کرنے والوں کے لئے اپنی نشانیاں واضح کر دیں، بصارت والوں کے لئے اپنے گواہوں کو ظاہر کر دیا، سارے جہان والوں کے سامنے اپنی نشانیاں روشن کر دیں، سرکشوں کے لئے عذر کا دروازہ بند کر دیا ، منکروں کے دلائل کو بے اثر کر دیا، چناں چہ ربوبیت کی نشانیاں روشن ہو گئیں، الوہیت کے دلائل واضح ہو گئے، شک کے بادل چھٹ گئے اور اس کی تاریکیاں دور ہو گئیں:

[فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ] (یونس:۳۲)

ترجمہ: سو یہ ہے اللہ تعالی جو تمہارا رب حقیقی ہے۔

{فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡحَقُّ} [سورة طه:114]

ترجمہ: پس اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے۔

{ثُمَّ رُدُّوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ مَوۡلَىٰهُمُ ٱلۡحَقِّ} [سورة الأنعام:62]

ترجمہ: پھر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جائیں گے۔

ہمارا پاک و برتر پروردگار وہ ہے جو اپنی ذات میں، اپنے اسماء و صفات اور اپنے افعال میں برحق ہے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں، وہی معبود برحق ہے، اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔

وہی عزیز و برتر حق ہے، اور حق کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل اور گمراہی ہے، جس نے اللہ پاک و برتر کے علاوہ کسی اور معبود کا دعوی کیا تو اس نے باطل، جھوٹ اور بہتان کا دعوی کیا:

{ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ هُوَ ٱلْبَٰطِلُ وَأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْعَلِيُّ ٱلْكَبِيرُ} [سورۃ الحج:62]

ترجمہ: یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار حق ہے، اس کا قول حق ہے، اس کا فعل حق ہے، اس کی ملاقات برحق ہے، اس کے تمام رسول اور کتابیں حق ہیں، اس کا دین حق ہے، صرف اسی کی عبادت کرنا جس کا کوئی شریک نہیں، حق ہے، اور ہر وہ چیز جو حق کے ساتھ اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے، وہ برحق ہے:

{فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ} [سورۃ طہ:114]

ترجمہ: پس اللہ عالی شان والا سچا اور حقیقی بادشاہ ہے۔

صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رات میں جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دعا میں یہ کلمات پڑھتے: "اللهم أنتَ الحقُ ووَعدُكَ الحقَ ولقاؤُك حقٌ وقولُك حقٌ والجنةُ حقٌ والنارُ حقٌ ومحمدٌ حقٌ والساعةُ حقٌ"

(ترجمہ: تو سچ ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے، تیری ملاقات سچی ہے، تیرا قول سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، سارے انبیاء سچے ہیں اور قیامت سچ ہے)۔

- **کشمکش..**

حق وباطل کے درمیان یہ کشمکش ہمیشہ سے ہے، جو اللہ کے ساتھ ہوتا ہے، وہ واضح حق پر ہوتا ہے اور اسی کے لئے دنیا اور آخرت میں فتح ونصرت ہے:

{هُوَ ٱلَّذِيٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡمُشۡرِكُونَ} [سورة التوبة:33]

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرک برا مانیں۔

ایمان والے حق وراستی کی پیروی کرتے ہیں:

{ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱتَّبَعُواْ ٱلۡبَٰطِلَ وَأَنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّبَعُواْ ٱلۡحَقَّ مِن رَّبِّهِمۡۚ كَذَٰلِكَ يَضۡرِبُ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ أَمۡثَٰلَهُمۡ} [سورة محمد:3]

ترجمہ: یہ اس لئے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالی لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے۔

ایمان والے آپس میں (ایک دوسرے کو) حق وراستی پر قائم رہنے کی وصیت کرتے ہیں:

{وَٱلۡعَصۡرِ ١ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَفِي خُسۡرٍ ٢ إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلصَّبۡرِ ٣} [سورة العصر:1-3]

ترجمہ: زمانے کی قسم۔ بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

جو شخص حق واضح ہونے کے بعد بھی اس کا انکار کر دے، تو وہ: متکبر اور اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہے، کیوں کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: "تکبر، حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے" [مسلم]۔

○ راستہ کہاں ہے؟

اب تک بہت سے لوگ حق کی راہ یابی کے لئے حقیقت کی تلاش میں لگے ہیں:

کچھ لوگ اپنے دلوں کے اندر سے نکلنے والی فطرت کی آواز پر اعتماد کرتے ہیں:

{ فِطۡرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِي فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيۡهَاۚ } [سورۃ الروم:30]

ترجمہ: اللہ تعالی کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

جب کہ کچھ لوگ فلسفہِ سببیت کو دلیل بناتے ہیں جو یہ ثابت کرتا ہے کہ ہر کاریگری کے لئے ایک کاریگر کا ہونا ضروری ہے، ہر حادثہ کا کوئی نہ کوئی موجد ہوتا ہے، اور ہر نظام کے پیچھے کسی منتظم کا ہونا لازمی ہے۔

کچھ لوگ اسے حساب وکتاب کا مسئلہ سمجھتے ہیں، یہ شک کرنے والے لوگ ہیں، وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان کی زندگی اور زندگی کے بعد (کی کامیابی کی) سب سے زیادہ جو چیز ضمانت دیتی ہے وہ ہے: اللہ پر، یوم آخرت پر، دوبارہ اٹھائے جانے پر اور جزاء وسزا پر ایمان لانا، جیسا کہ ان کا شاعر کہتا ہے:

قال المنجِّمُ و الطبيبُ كلاهما　　　لا تُبعثُ الأمواتُ قلتُ: إليكما

إن جاءَ قولُكما فلستُ بخاسرٍ　　　أو جاءَ قَولي فالخسارُ عليكما

ترجمہ: نجومی اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ مردے دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے، میں ان سے کہتا ہوں: سن لو اگر تمہاری بات سچ ہوئی تو مجھے اس کا کوئی خسارہ نہیں ہوگا، اور اگر میری بات سچ ہوئی تو تم دونوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

شک کے ساتھ (ایمان لانے سے) نجات نہیں مل سکتی، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{أَفِي ٱللَّهِ شَكّٞ فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۖ } [سورۃ إبراهيم:10]

ترجمہ: کیا حق تعالی کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمان اور زمین کا بنانے والا ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اب بھی حیران وششدر ہیں اور شرک کا ارتکاب کئے جارہے ہیں- ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں نفع کے بعد نقصان سے، اور ہدایت کے بعد گمراہی سے-:

{۞أَفَمَن يَعۡلَمُ أَنَّمَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ مِن رَّبِّكَ ٱلۡحَقُّ كَمَنۡ هُوَ أَعۡمَىٰٓۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُواْ ٱلۡأَلۡبَٰبِ } [سورۃ الرعد:19]

ترجمہ: کیا وہ شخص جو یہ علم رکھتا ہو کہ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے جو اتارا گیا ہے وہ حق ہے، اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھا ہو، نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ: ہر وہ چیز جس کے بارے میں دلیل سے یہ ثابت ہو کہ وہ آپ کو اللہ پاک وبرتر سے قریب کردے گا تو وہ: حق ہے، اور ہر وہ چیز جو اس سے دور کردے وہ: باطل ہے:

{قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ ٱللَّهُ} [سورۃ آل عمران:31]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "انسان کی صالحیت ونیک بختی صرف یہ نہیں کہ وہ محض حق کی معرفت رکھتا ہو، لیکن اسے نہ تو محبوب رکھتا ہو، نہ اس کی چاہت رکھتا ہو اور نہ اس کی پیروی کرتا ہو"۔

مصیبت یہ نہیں کہ: انسان کو جان ومال اور اولاد کا نقصان ہو، بلکہ بڑی مصیبت اور ناقابل تلافی خسارہ یہ ہے کہ انسان کو دین کا نقصان ہو! چناں چہ یقین کی جگہ شک واقع ہو جائے، جس کے نتیجے میں وہ حق کو باطل اور باطل کو حق گرداننے لگے، نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی سمجھنے لگے۔

○ نجات کی وادی میں اتر جاؤ!

وہ کونسا بڑا معاملہ، سخت تکلیف اور عظیم مصیبت ہے جسے (دور کرنا) اللہ رب العزت کے لئے مشکل ہے؟ اللہ ہی حق ہے، اس کا کلام سچا اور اس کا وعدہ برحق ہے۔

اس لئے بندہ پر بھی یہ حق بنتا ہے کہ وہ اپنے پالنہار کے تئیں بہتر گمان رکھے، اسی پر بھروسہ کرے، اس کے فضل واحسان کا منتظر رہے، اپنے مولائے کریم سے لطف ومہربانی کی امید رکھے، اور اس کے وعدوں سے چمٹا رہے، کیوں کہ صرف وہی ہے جو خیر وبھلائی سے نوازتا اور نقصان ومضرت کو دور کرتا ہے، ہر سانس میں اس کی مہربانی داخل ہے، ہر حرکت میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے، ہر لمحہ وہ کوئی نہ کوئی کشادگی سے نوازتا ہے، وہی ہے جو رات کے بعد صبح اور قحط سالی کے بعد بارش لاتا ہے۔

اللہ سچے مومن کی دعا کو رد نہیں کرتا، کیوں کہ اللہ عزیز وبرتر حق ہے، اس کا وعدہ سچا ہے، اللہ پاک وبرتر فرماتا ہے:

{وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدۡعُونِيٓ أَسۡتَجِبۡ لَكُمۡۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَسۡتَكۡبِرُونَ عَنۡ عِبَادَتِي سَيَدۡخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ } [سورۃ غافر:60]

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی تمام پریشانیاں حل ہونے والی ہیں، آپ کے تمام دکھ درد، راحت وعافیت میں بدلنے والے ہیں، آپ کے تمام خواب سچ ہونے والے ہیں، اور آپ کے آنسو مسکراہٹ میں تبدیل ہونے والے ہیں... آپ مطمئن رہیں!

کیوں کہ فقیری کے بعد مالداری، پیاس کے بعد سیرابی، جدائی کے بعد ملاقات، فراق کے بعد وصال اور بے تعلقی کے بعد تعلق داری کا واقع ہونا یقینی ہے، اللہ پاک وبرتر فرماتا ہے:

{فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۖ إِنَّكَ عَلَى ٱلۡحَقِّ ٱلۡمُبِينِ } [سورۃ النمل:79]

ترجمہ: پس آپ یقیناً اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے، یقیناً آپ سچے اور کھلے دین پر ہیں۔

اے اللہ! حق وراستی کو ہماری نگاہ میں حق بنا کر پیش کر اور ہمیں اس کی پیروی کرنے کی توفیق دے، باطل کو ہماری نظر میں باطل بنا کر پیش کر اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

(۷۱)
المُبِينُ جل جلاله

اپنے مولائے مُبین (ظاہر کرنے والے) کے در کو لازم پکڑو، قادر اور بڑے علم والے آقا سے شرف وافتخار حاصل کرو، اطاعت وبندگی کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کرو، وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔

اگر تم اس کی اطاعت کروگے تو وہ تمہیں عزت واکرام سے نوازے گا اور تمہیں فوقیت وبرتری عطا کرے گا، اگر تم اس کی فرمانبرداری سے روگردانی کروگے تو تم پر رحم کھاتے ہوئے تمہیں مہلت دے گا، پھر اگر توبہ وانابت کروگے تو تمہاری توبہ قبول کرے گا، اگر نافرمانی اور بداعمالی کروگے تو تمہارے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔

اس کی طرف متوجہ ہونے سے ہی دلوں کو زندگی ملتی ہے، اس کے فراق کے خوف یا اس کے وصال کی امید میں ہی آنسو چھلکتے ہیں۔

کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ: "اللہ کی قسم! جسے اللہ امن وامان نہ دے اس کے لئے راستہ بہت پر خطر اور خوفناک ہوتا ہے، اور جس کو اللہ کی رہنمائی حاصل نہ ہو اس کے لئے راستہ بڑا گمراہ کن ہوتا ہے"۔

ہمیں اس راستے کی کس قدر ضرورت ہے جو ظاہر کرنے والے اللہ کے در تک پہنچا دے، تاکہ اس تک پہنچنے کا راستہ واضح ہوسکے۔

آیئے ہم اللہ عزیز وبرتر کے اسم گرامی (المبین سبحانہ وتعالی / واضح کرنے والے) کے انوار سے قریب ہوتے (اور اس سے اپنے دلوں کو روشن کرتے ہیں)۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: {يَوۡمَئِذٖ يُوَفِّيهِمُ ٱللَّهُ دِينَهُمُ ٱلۡحَقَّ وَيَعۡلَمُونَ أَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡحَقُّ ٱلۡمُبِينُ } [سورۃ النور:25]

ترجمہ: اس دن اللہ تعالی انہیں پورا پورا بدلہ حق وانصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالی ہی حق ہے (اور وہی) ظاہر کرنے والا ہے۔

(کسی) چیز کو بیان کرنے کا مطلب ہوتا ہے: اسے واضح کرنا۔

ہمارا بلند وبرتر پروردگار تمام جہان والوں کے لئے (حق کو) ظاہر کرنے والا ہے، اس کے وجود اور وحدانیت کی بات (اور دلیل) واضح ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جس نے اپنے بندوں کے لئے رشد وہدایت کا راستہ واضح کردیا، ان کے سامنے وہ اعمال واضح کردیئے جن کو کرنے پر وہ ثواب کے مستحق ہوں گے اور ان اعمال کو بھی واضح کردیا جن کو کرنے پر وہ عذاب کے مستحق ہوں گے، اللہ کے وعدوں کے تعلق سے منافقوں کو دنیا کے اندر جو شک وشبہ ہے، وہ قیامت کے دن دور ہوجائے گا۔

واضح کرنے کی صفت: اللہ بلند وبرتر کی عظیم ترین صفات میں سے ہے۔

اللہ نے دو طریقوں سے واضح فرمایا:

پہلا طریقہ: ان کتابوں کے ذریعہ جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے رسولوں پر نازل کیا اور اس وحی کے ذریعہ جو اس نے انبیاء ورسل کی طرف فرمائی:

{ قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٞ وَكِتَٰبٞ مُّبِينٞ} [سورۃ المائدۃ:15]

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

دوسرا طریقہ: ان نشانیوں کے ذریعہ جنہیں اللہ نے اپنی ذات پر دلالت کرنے کے لئے پیدا فرمایا:

{إِنَّ فِي خَلۡقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱخۡتِلَٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ لَأٓيَٰتٖ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ} [سورۃ آل عمران:190]

ترجمہ: آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقینا عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

وفي كل شيءٍ له آيةٌ   تدلُّ على أنه واحدٌ

ترجمہ: ہر چیز کے اندر اس کی نشانی موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اکیلا ومنفرد ہے۔

جس طرح قرآن واضح کرنے والی کتاب ہے، اسی طرح اللہ کے تمام رسول بھی واضح کرنے والے (پیغامبر) تھے، اللہ عزیز وبرتر نے حضرت نوح علیہ السلام کی زبانی فرمایا:

{إِنۡ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٞ مُّبِينٞ} [سورۃ الشعراء:115]

ترجمہ: میں تو صاف طور پر ڈرا دینے والا ہوں۔

نیز اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ کہیں:

{إِن يُوحَىٰٓ إِلَيَّ إِلَّآ أَنَّمَآ أَنَا۠ نَذِيرٞ مُّبِينٌ} [سورۃ ص:70]

ترجمہ: میری طرف فقط یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں تو صاف صاف آگاہ کر دینے والا ہوں۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنی کتابوں کے اندر اور اپنے رسولوں کی زبانی دنیا میں بندوں کو یہ بتادیا کہ جس کے بارے میں وہ دنیا کے اندر اختلاف کرتے ہیں، قیامت کے دن اسے اللہ ان کے سامنے کھول کر بیان کر دے گا، فرمان باری تعالی ہے:

{ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ مَا كُنتُمۡ فِيهِ تَخۡتَلِفُونَ} [سورۃ النحل:92]

ترجمہ: قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کر دے گا جس میں تم اختلاف کر رہے تھے۔

جس کے سامنے حق واضح ہو جائے، پھر بھی وہ اس سے (لوگوں کو) روکے، تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے،

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{فَإِن زَلَلۡتُم مِّنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡكُمُ ٱلۡبَيِّنَٰتُ فَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ } [سورۃ البقرۃ:209]

ترجمہ: اگر تم باوجود تمہارے پاس دلیلیں آجانے کے بھی پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالی غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اسی طرح جو شخص حق کو چھپاتا ہے، وہ بھی خود کو لعنت کا مستحق ٹھہراتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

{إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكۡتُمُونَ مَآ أَنزَلۡنَا مِنَ ٱلۡبَيِّنَٰتِ وَٱلۡهُدَىٰ مِنۢ بَعۡدِ مَا بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِي ٱلۡكِتَٰبِ أُوْلَٰٓئِكَ يَلۡعَنُهُمُ ٱللَّهُ وَيَلۡعَنُهُمُ ٱللَّٰعِنُونَ} [سورۃ البقرۃ:159]

ترجمہ: جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود یہ کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

○ **عقل مند لوگ:** واضح کرنے والے اللہ پاک وبرتر نے غور وفکر کرنے والوں[1] کے لئے اپنی دلیلوں کو واضح اور نگاہ وبصارت رکھنے والوں کے سامنے اپنے گواہوں کو ظاہر کر دیا، تمام جہان والوں کے سامنے اس کی جو نشانیاں موجود ہیں

[1] کتاب "اللہ أهل الثناء والمجد" کے مصنف لکھتے ہیں: "مومن کو یہ ضرورت نہیں ہوتی کہ کوئی اس کے سامنے وجود باری تعالی کی مزید دلیل پیش کرے، یا اسے ایمان کی ضرورت کی تفصیل بتائے، پھر بھی میں یہاں سائنسدانوں، مفکروں اور فلاسفہ کے چند جملے، عبارتیں، گواہیاں اور اعترافی بیان پیش کر رہا ہوں:

اور سرکشوں کے عذر کو (جن نشانیوں کے ذریعہ اس نے) کافور کر دیا ہے، (ان میں) اللہ پاک وبرتر کا یہ فرمان بھی ہے:

{أَمَّن جَعَلَ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنْهَٰرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ ٱلْبَحْرَيْنِ حَاجِزًاۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ

امریکہ کا مشہور نفسیاتی ڈاکٹر (ہنری لنک) جو دین کا منکر، ایمان کا دشمن اور وجود الہی کا منکر تھا، لیکن لمبے اور ایک منفرد سفر کے بعد اس نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور کہا: "دین یہ ہے کہ: ایسی قوت کے وجود پر ایمان لایا جائے جو زندگی کا سرچشمہ ہے، یہ قوت: اللہ کی قوت ہے، جو کائنات کا مدبر اور آسمانوں کا خالق ہے"۔

استاد (ہوش) کا کہنا ہے: "علم وآگہی کا دائرہ جس قدر وسیع ہو تا جائے گا اسی قدر بے حد ولامتناہی قوتوں والے خالق کے وجود کی مضبوط اور بے توڑ دلیلیں بھی بڑھتی جائیں گی، علم ارضیات، علم ریاضیات، علم فلکیات اور علم طبیعیات کے ماہرین نے سائنس کی عمارت کی تعمیر میں باہمی تعاون سے کام لیا، جو کہ دراصل: ایک اللہ کی عظمت کا بیان ہے"۔

(ہربرٹ سپنسر) اپنی کتاب (التربیۃ) میں اس کی تفصیل لکھتے ہوئے کہتا ہے: "سائنس، بے بنیاد عقائد سے تناقض رکھتا ہے، لیکن فی ذاتہ دین سے اس کا کوئی تضاد نہیں ہے"۔ پھر وہ اس کی مثالیں پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے: "وہ سائنسداں جو پانی کا قطرہ دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ اوکسیجن اور ہائڈروجن کی خاص مقدار سے وجود میں آتا ہے، بایں طور کہ اس مقدار کا نصف حصہ بھی سلب کر لیا جائے تو وہ پانی کے علاوہ کچھ اور بن جائے گا، یہ سائنسداں خالق کی عظمت وقدرت اور اس کی حکمت کا عقیدہ اس شخص سے زیادہ رکھتا ہے جو علم طبیعیات کا ماہر نہ ہو، جو (پانی کے) اس نظام میں صرف یہ دیکھتا ہے کہ: وہ صرف پانی کا ایک قطرہ ہے"۔

علم طبیعیات کا ماہر (سیر آرتھر طومسون) جو اسکاٹلنڈ کا مشہور مؤلف ہے، اپنے مجموعہ کتب "العلم والدین" میں رقم طراز ہے: "ہم غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ: سائنس نے جو سب سے بڑی خدمت انجام دی ہے وہ یہ کہ: اس نے انسان کو اللہ کے بارے میں سوچنے پر آمادہ کیا ہے، جو کہ نہایت اعلی واشرف اور بلند وبرتر ہے"۔

معروف ماہر نفسیات (ولیم جیمس) کہتا ہے کہ: "ہمارے اور اللہ کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا، اگر ہم اپنے آپ کو اس کی نگرانی کے تابع کر لیں، تو ہماری ساری آرزو اور تمنائیں پوری ہو جائیں گی"۔

وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ ٱلۡأَرۡضِۗ أَءِلَٰهٞ مَّعَ ٱللَّهِۚ قَلِيلٗا مَّا تَذَكَّرُونَ أَمَّن يَهۡدِيكُمۡ فِي ظُلُمَٰتِ ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ وَمَن يُرۡسِلُ ٱلرِّيَٰحَ بُشۡرَۢا بَيۡنَ يَدَيۡ رَحۡمَتِهِۦٓۗ أَءِلَٰهٞ مَّعَ ٱللَّهِۚ تَعَٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشۡرِكُونَ أَمَّن يَبۡدَؤُاْ ٱلۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَمَن يَرۡزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِۗ أَءِلَٰهٞ مَّعَ ٱللَّهِۚ قُلۡ هَاتُواْ بُرۡهَٰنَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ} [سورة النمل:61-64]

ترجمہ: کیا جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنادی، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں ۔بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور وہ تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالی کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوش خبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں؟ ان سب سے اللہ بلند وبالا تر ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔

پاک ہے وہ ذات جس کی عظمت نے معرفت وآگہی رکھنے والوں کی عقلوں کو حیران کر دیا، پاک ہے وہ ذات جس کے انوار و تجلیات نے (راہ حق کے) راہیوں کی نگاہیں خیرہ کر دیں!

تأمَّل في نباتِ الأرضِ وانظُر ... إلى آثارِ ما صنَعَ المليكُ

عيونٌ من لُجَينٍ شـــاخصـــاتٌ ... بأحداقٍ هي الذهبُ السبيكُ

على قَضَــبَ الزَبَرجَدِ شـــاهداتٌ ... بأن اللّٰہ ليس له شريكُ

ترجمہ: زمین میں اگنے والے پودوں پر غور کرو اور بادشاہ کی تخلیق کے آثار میں تامل سے کام لو۔ چاندی (سی سفید) آنکھیں اپنی (سیاہ) پتلیوں کے ساتھ ایسے ٹکٹکی لگا کر دیکھتی ہیں جیسے وہ قیمتی پتھر کے تراشے پر سونے کی ڈھلی ہوں، یہ سب اس بات پر گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک و ساجھی نہیں۔

آل عمران کے اخیر میں اللہ پاک و برتر نے عقل مندوں کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے کائنات میں بکھری ہوئی اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کرنے کے لئے اپنی نگاہیں کھولیں تو اپنے دلوں کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے بھی، ان کے دل ایمان سے بھر گئے، انہوں نے سچے دل سے دعا کرتے ہوئے اور ہدایت مانگتے ہوئے اللہ کی طرف اپنے ہاتھ اٹھالئے، جس کا جواب اللہ نے یوں دیا: { أَنِّي لَآ أُضِيعُ عَمَلَ عَٰمِلٖ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰۖ بَعۡضُكُم مِّنۢ بَعۡضٖۖ فَٱلَّذِينَ هَاجَرُواْ وَأُخۡرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِمۡ وَأُوذُواْ فِي سَبِيلِي وَقَٰتَلُواْ وَقُتِلُواْ لَأُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّـَٔاتِهِمۡ وَلَأُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ ثَوَابٗا مِّنۡ عِندِ ٱللَّهِۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥ حُسۡنُ ٱلثَّوَابِ} [سورۃ آل عمران:195]

ترجمہ: تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ہر گز ضائع نہیں کرتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، اس لئے وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے جہاد کیا اور شہید کئے گئے، میں ضرور ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا اور بالیقین انہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ تعالی کی طرف سے اور اللہ تعالی ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

اے اللہ! ہم تیرے اسم گرامی (المبین / واضح کرنے والے) کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی نعمتوں والی جنت میں داخل فرما اور اے دونوں جہان کے پالنہار! ہمیں جہنم سے نجات عطا کر۔

(۷۲)

المُحِيطُ جل جلاله

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اللہ، اس کے اسماء وصفات اور افعال واحکام سے زیادہ باخبر ہو گا، اس کے اندر خشیت اور تقوی بھی زیادہ ہو گا، جس قدر اللہ کی معرفت میں کمی آئے گی اسی قدر خشیت میں بھی کمی آئے گی۔

بندہ کو جب یہ یقین ہو جائے کہ اللہ ہی (ہر چیز کو) محیط ہے، تو اس کا دل مطمئن ہو جائے گا، اس کا غم دور ہو جائے گا اور اس کا دل اپنے محیط پروردگار سے وابستہ ہو جائے گا"۔

اللہ نے اپنے بندوں کو یہ خبر دی ہے کہ وہ (ہر چیز کو) محیط ہے، فرمان باری تعالی ہے:

{وَلِلَّهِ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلْأَرْضِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا} [سورۃ النساء:126]

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالی ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔

ہمارا بلند وبرتر پروردگار وہ ہے جس کے علم سے نہ کوئی چھوٹی چیز غائب ہے اور نہ کوئی بڑی چیز، نہ کوئی ظاہر شئ پوشیدہ ہے اور نہ کوئی باطن شئ، اس کی شان بالکل ویسی ہی ہے جیسا اس نے بیان کیا ہے: { أَلَآ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌۢ } [سورۃ فصلت:54]

ترجمہ: یاد رکھو کہ اللہ تعالی ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اس کے احاطہ میں: تمام احوال کی واقفیت اور ان کا علم، اسی طرح قدرت اور شمولیت، نیز بادشاہت اور حکومت سب شامل ہیں۔

"شرح الطحاویہ" میں آیا ہے: "رہی بات اللہ کا ہر چیز کو محیط ہونے کی تو اس بارے میں اللہ پاک وبرتر فرماتا ہے:

{وَٱللَّهُ مِن وَرَآئِهِم مُّحِيطُۢ } [سورة البروج:20]

ترجمہ: اللہ تعالی انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

{ أَلَآ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَيۡءٖ مُّحِيطُۢ } [سورة فصلت:54]

ترجمہ: یاد رکھو کہ اللہ تعالی ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اس کا مخلوق کو اپنے احاطہ میں لینے کا مطلب یہ نہیں کہ: وہ آسمان کی طرح ہے اور مخلوقات اس کی ذات اقدس کے اندر رہیں- اللہ تعالی اس سے بہت زیادہ بلند وبرتر ہے-۔

بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ: وہ اپنی عظمت، علم کی وسعت اور قدرت کے ذریعہ انہیں اپنے احاطہ میں لئے ہوا ہے، اور وہ تمام (مخلوقات) اس کی عظمت کے سامنے رائی کے دانے کی طرح ہیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور ان کے اندر اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے، وہ سب رحمن کے ہاتھ میں ویسے ہی ہیں جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانا"۔

○ یقیناوہ محیط ہے:

اللہ پاک وبرتر اپنی مخلوق کو محیط ہے: یعنی پوری طرح انہیں اپنے احاطے میں لئے ہوا ہے، اس سے کوئی بھی شخص بھاگ نہیں سکتا، اور نہ کوئی اس سے دور جا سکتا ہے، اس کی قدرت اور علم انہیں اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے، وہ ان کی ذات، اقوال اور اعمال کو اپنے احاطے میں لئے ہوا ہے، جیسا کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدۡ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عِلۡمَۢا} [سورة الطلاق:12]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی نے ہر چیز کو باعتبار علم گھیر رکھا ہے۔

یہ عمومی احاطہ آسمان اور زمین والوں کے لئے ہے، جو رحمت کے ساتھ انہیں احاطہ میں لینے کے معنی میں ہے۔

رہی بات خصوصی احاطہ کی، تو اس سے مراد قہر و جبر کے ساتھ انہیں اپنے احاطہ میں لینا ہے، اس میں نافرمانوں اور سرکشوں کو دھمکی دینا بھی شامل ہے۔

اکثر و بیشتر یہ اسم گرامی ان مقامات پر آیا ہے جہاں کافروں اور منافقوں کو دھمکی اور وعید دی گئی ہے، وہ پاک و برتر اللہ ان کی سازش و فریب اور دروغ گوئی سے خوب اقف ہے، وہ پاک و برتر اللہ انہیں ہر جانب سے اپنے گھیرے میں لئے ہوا ہے، وہ ان کی گھات میں ہے، انہیں اس کی طرف ہی لوٹنا ہے، ان کا راستہ اسی کی طرف جاتا ہے، وہ اللہ عزیز و برتر کی دسترس سے دور نہیں جاسکتے، وہ آخر بھاگ کر اور لوٹ کر جائیں گے کہاں؟

اللہ پاک و برتر کافروں کے بارے میں فرماتا ہے:

{ وَٱللَّهُ مُحِيطُۢ بِٱلۡكَٰفِرِينَ} [سورۃ البقرۃ:19]

ترجمہ: اللہ تعالی کافروں کو گھیرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ عزوجل ریاکاروں اور متکبروں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

{وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ خَرَجُواْ مِن دِيَٰرِهِم بَطَرٗا وَرِئَآءَ ٱلنَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِۚ وَٱللَّهُ بِمَا يَعۡمَلُونَ مُحِيطٞ } [سورۃ الأنفال:47]

ترجمہ: ان لوگوں جیسے نہ بنو جو اتراتے ہوئے اور لوگوں میں خود نمائی کرتے ہوئے اپنے گھروں سے چلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے، جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے گھیر لینے والا ہے۔

اللہ نے (مسلمانوں کی مصیبت پر) خوش ہونے والے اور (ان کے خلاف) سازش کرنے والے کافروں اور منافقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: {إِن تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٞ تَسُؤۡهُمۡ وَإِن تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٞ يَفۡرَحُواْ بِهَاۖ

وَإِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔاۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا يَعۡمَلُونَ مُحِيطٌ } [سورۃ آل عمران:120]

ترجمہ: تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں۔ہاں اگر برائی پہنچے تو خوش ہوتے ہیں، تم اگر صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔اللہ تعالی نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اللہ عزوجل کا عذاب جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہے تو (ہر طرف سے) انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے:

{وَإِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٖ مُّحِيطٖ} [سورۃ ھود:84]

ترجمہ: مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف (بھی) ہے۔

قیامت کے دن جہنم کی آگ انہیں اپنے گھیرے میں لے لیگی:

{ إِنَّآ أَعۡتَدۡنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَاۚ } [سورۃ الکھف:29]

ترجمہ: ظالموں کے لئے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گی۔

▪ آپ مطمئن رہیں!

مومن کو جب یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ عزیز و برتر وہ ہے: (جو ہر چیز کو) اپنے گھیرے میں لئے ہوا ہے، تو اس کا دل اطمینان محسوس کرتا ہے، وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتا اور اسی سے ڈرتا ہے، وہ اللہ کی مدد کو دور نہیں سمجھتا، نہ اس کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے، اور نہ ہی فراخی و کشادگی کی امید ختم کرتا ہے، کیوں کہ فراخی تو لامحالہ آکر رہتی ہے۔

وہ جانتا ہے کہ (سورہ کہف میں وارد موسی علیہ السلام کے واقعہ میں) کشتی کے اندر سوراخ کرنا: احسان و بھلائی کی انتہا تھی، بچے کو قتل کرنا رحمت و شفقت کا بام عروج تھا، یتیموں کے خزانے کو محبوس رکھنا: اعلی ترین وفاداری تھی:

{وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلَىٰ مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهِۦ خُبۡرٗا} [سورۃ الکھف:68]

ترجمہ: جس چیز کو آپ نے اپنے علم میں نہ لیا ہو، اس پر صبر بھی کیسے کر سکتے ہیں؟

لیکن تمام امور کے اوقات متعین ہیں اور ہر مقدر کردہ چیز کی ایک خاص عمر ہے، منزل تک پہنچنے کے لئے اس وقت اور عمر کو گزارنا ضروری ہے، اللہ کے نزدیک ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے:

{ وَإِن تَصْبِرُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ } [سورة آل عمران:120]

ترجمہ: تم اگر صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اللہ عزیز و برتر نے ہر ایک چیز کی ایک مقدار مقرر کر رکھی ہے، اس کا ایک متعینہ وقت اور مدت ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتی، جب متعینہ وقت آجاتا ہے تو وہ اس سے ایک پل کے لئے بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔

مصیبت ایک متعینہ وقت کے لئے آتی ہے، پھر وہ دور ہو جاتی ہے، اس کی ایک مدت ہوتی ہے جس کے بعد وہ زائل ہو جاتی ہے، اس لئے مرغوب شئ کے حصول اور ناپسندیدہ شئ کے ازالہ کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہئے، کیوں کہ معاملہ انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتا، بلکہ بندہ کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اسباب اختیار کرے اور صبر کا دامن تھامے رہے، اس لئے کہ اللہ عزیز و برتر کی مدد اور اس کی فراخی کے طلب گار کو ناکامی نہیں ملتی، خواہ وہ جس جگہ بھی ہو۔

ابراہیم علیہ السلام کا محاصرہ کر لیا جاتا ہے، انہیں آگ میں ڈال دیا جاتا ہے، پھر وہ آگ ان کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جاتی ہے۔

یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے نرغے میں ہوتے ہیں، وہ آپ کو تاریک کنویں میں ڈال دیتے ہیں، (وہاں سے نکلتے ہیں تو) دوبارہ عزیز کی بیوی اور اس کی ہمنواؤں کے حصار میں آجاتے ہیں، اس کے بعد جیل میں ڈال دیئے جاتے

ہیں، لیکن پاک وبرتر اللہ جو (ہر چیز کو) محیط ہے، دشمنوں کے مکر وفریب کو ناکام کر دیتا ہے، چناں چہ ان کا حصار یوسف علیہ السلام کے لئے نصرت وفتح کا سبب بنتا ہے، اور آپ زمین کے خزانوں کے وزیر مقرر ہوتے ہیں۔

موسی علیہ السلام کی والدہ کا گھر حصار میں لے لیا جاتا ہے، پھر موسی کو سمندر میں ڈال دیا جاتا ہے، ان کا یہ حصار موسی علیہ السلام اوران کی والدہ کے حق میں فراخی ثابت ہوتا ہے، چناں چہ وہ اپنی والدہ کے پاس لوٹ آتے ہیں اور ان کی والدہ مطمئن رہتی ہیں۔

فرعون موسی علیہ السلام اوران کے ہمنواؤں کو گھیر لیتا ہے، اس حصار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرعون ہلاک ہوتا ہے اور موسی علیہ السلام کو نصرت وفتح ملتی ہے۔

کافر رسول اللہ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیتے ہیں، لوگوں کی نظر سے چھپ کر حزن وافسردگی کی حالت میں آپ مکہ سے نکلتے ہیں، پھر اللہ دشمنوں کو اپنے احاطہ میں لے لیتا ہے، چناں چہ آپ ﷺ فتح ونصرت کے ساتھ مکہ واپس لوٹتے ہیں۔

مومن جب بھی اللہ عزیز وبرتر کے احاطہ وحصار کو محسوس کرتا ہے، اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، وہ اپنے رب سے خوش ہوتا ہے، وہ اپنے پروردگار کی عظمت کے سامنے سر خم کئے ہوئے، اس کے حکم کے سامنے خود سپردگی کرتے ہوئے اور اس فرمان الہی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرتا اور دوڑ بھاگتا ہے:

{فَفِرُّوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۖ إِنِّي لَكُم مِّنۡهُ نَذِيرٞ مُّبِينٞ} [سورۃ الذاریات:50]

ترجمہ: تم اللہ کی طرف دوڑ بھاگو (یعنی رجوع کرو)، یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں۔

بِكَ أَستجيرُ وَمن يُجيرُ سِواكا   فَأَجِر ضعيفا يَحتمِي بِحِماكا

إني أَويتُ لِكُل مَأوى في الحيَاةِ — فما رأيتُ أعزَّ مِن مَأواكا

فَأقبِل دُعائي واستجِب لرَجاوَتي — ما خابَ يوماً مَن دعا ورَجاكا

ترجمہ: میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے سوا کون ہے جو پناہ دے سکتا ہے۔ چناں چہ تو اس کمزور وناتواں کو اپنی پناہ عطا کر جو تیری پناہ گاہ میں اپنی حفاظت طلب کرتا ہے۔ میں نے زندگی میں ہر پناہ گاہ کی طرف جاکر دیکھا، مجھے تیری پناہ گاہ سے زیادہ معزز کوئی جگہ نہیں نظر آئی۔ تو میری دعا کو قبول فرما اور میری امید کو پورا کر دے۔ جو تجھ سے دعا کرے اور تجھ سے ہی امیدیں رکھے، وہ کبھی خائب وخاسر نہیں ہو سکتا۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (المحیط / گھیرنے والے) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ: ہمارے دشمنوں کو اپنے عذاب سے گھیر لے، ہمارے لئے ہر غم اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے۔

(٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦)
الأوّلُ، الآخِرُ، الظَّاهِرُ، البَاطِنُ جل جلاله

اللہ نے اپنی بلند وبرتر ذات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

{هُوَ ٱلۡأَوَّلُ وَٱلۡأٓخِرُ وَٱلظَّٰهِرُ وَٱلۡبَاطِنُۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٌ} [سورة الحديد:3]

ترجمہ: وہی اول ہے اور آخر ہے، اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: (اللهم ! ربَّ السَّماواتِ وَربَّ الأرضِ وربَّ العَرشِ العظيمِ، رَبَّنا وَربَّ كُلِّ شَيءٍ، فَالِقَ الحَبِّ وَالنَّوَى، وَمُنزِلَ التَّوراةِ وَالإنجيلِ والفُرقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِن شَرِّ كُلِّ شَيءٍ أَنتَ آخِذٌ بِناصِيتِهِ، اللهُمَّ أَنتَ الأَوَّلُ فليسَ قَبلَكَ شيءٌ، وَأَنتَ الآخِرُ فليسَ بَعدَكَ شيءٌ، وَأَنتَ الظَّاهِرُ فليسَ فَوقَكَ شَيءٌ، وَأَنتَ الباطِنُ فليسَ دُونَكَ شيءٌ، اقضِ عَنَّا الدَّينَ، وَأَغنِنا مِن الفَقرِ) [مسلم]

یعنی: "اے اللہ! اے آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور عرش عظیم کے رب، اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلیوں کو چیر (کر پودے اور درخت اگا) دینے والے! تورات، انجیل اور فرقان کو نازل کرنے والے! میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے، اے اللہ! تو ہی اول ہے، تجھ سے پہلے کوئی شئ نہیں، اے اللہ! تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی شئ نہیں، تو ہی ظاہر ہے، تیرے اوپر کوئی شئ نہیں ہے، تو ہی باطن ہے، تجھ سے پیچھے کوئی شئ نہیں ہے، ہماری طرف سے (ہمارا) قرض ادا کر اور ہمیں فقیری سے بے نیازی عطا فرما"۔

معلوم ہوا کہ وہ اول ہے، جس سے پہلے کوئی شئ نہیں۔

وہ آخر ہے، جس کے بعد کوئی شئ نہیں۔

وہ ظاہر ہے، جس کے اوپر کوئی شئ نہیں۔

وہ باطن ہے، جس کے پیچھے کوئی شئ نہیں۔

ان تمام اسمائے گرامی کا دار ومدار پاک وبرتر پروردگار کا اپنی مخلوق کا احاطہ کرنے پر ہے، زمانے کے اعتبار سے بھی اور جگہ کے اعتبار سے بھی:

زمانے کے اعتبار سے اللہ کا احاطہ اس کے اسمائے گرامی الاول اور الآخر میں شامل ہے: (کوئی بھی پہلی چیز ایسی نہیں جس سے پہلے اللہ نہ ہو)، تمام چیزیں اس کے بعد ہی وجود میں آئیں، اور وہ تمام اشیاء سے پہلے ہے۔

(کوئی بھی آخری چیز ایسی نہیں جس کے بعد اللہ نہ ہو)، وہ عزیز وبرتر تمام مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے، خواہ وہ بے زبان مخلوق ہو یا بازبان۔

جگہ کے اعتبار سے اللہ کا احاطہ اس کے اسمائے گرامی: الظاھر اور الباطن میں شامل ہے، وہ ہر چیز کے اوپر ہے، کوئی بھی چیز اس سے بلند نہیں، (کوئی ظاہر شئ نہیں مگر اللہ اس سے اوپر ہے)، وہ عرش پر بلند ہے، عرش تمام مخلوقات سے اعلی وبالا ہے، وہ ذات اور صفات اور قہر وجبروت کے اعتبار سے بلند ہے۔

(کوئی بھی باطن شئ نہیں مگر اللہ اس کے پیچھے ہے)، اللہ پاک وبرتر کے باطن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو محیط ہے، بایں طور کہ وہ اس کی ذات سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے، اس کے رازہائے سربستہ اور پوشیدہ ضمیروں سے بھی واقف ہے۔

وہ پاک وبرتر اپنی بلندی وبرتری، عرش اور آسمانوں کے اوپر ہونے کے باوجود بھی اپنے بندوں سے قریب ہے، ان کے باطن سے بھی واقف اور ان کے ظاہر سے بھی آگاہ ہے:

{وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهِۦ نَفۡسُهُۥۖ وَنَحۡنُ أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ ٱلۡوَرِيدِ } [سورۃق:16]

ترجمہ: ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں، اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔

{قُلۡ إِن تُخۡفُواْ مَا فِي صُدُورِكُمۡ أَوۡ تُبۡدُوهُ يَعۡلَمۡهُ ٱللَّهُۗ } [سورۃ آل عمران:29]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ خواہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو اللہ تعالی (بہر حال) جانتا ہے۔

- **وہ آپ سے قریب ہے..**

وہ آپ کی باتوں کو سنتا ہے، آپ کے کاموں کو دیکھتا ہے، اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں۔

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلند آواز سے دعا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیوں کہ تم کسی بہرے یا غائب اللہ کو نہیں پکار رہے ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے" [بخاری و مسلم]۔

اپنے سجدوں میں یہ سرگوشی کیا کریں: "سبحان ربی الأعلى" (یعنی: میرا پروردگار پاک اور بلند ہے) پھر آسمان کے سارے دروازے آپ کی دعا کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور مولائے کریم آپ کی دعا کو سنے گا، آپ یہ مت سوچیں کہ وہ آپ سے دور ہے، یا آپ کی کوئی مخفی شئی بھی اس سے پوشیدہ ہے۔

وہ تاریک رات میں سخت چٹان پر رینگنے والی سیاہ چیونٹی کی رینگ کو بھی سنتا ہے:

{وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا } [سورۃ الأنعام:59]

ترجمہ: کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے۔

اس کی حکمت اور نعمت ہے کہ: وہ آپ کو یہ یاد دہانی کراتا ہے کہ اسی نے ساری مخلوقات کو وجود بخشا، اسی پر ان مخلوقات کی بندگی ختم ہوتی ہے، چناں چہ جس طرح وہ آپ کو وجود بخشنے میں تنہا ہے، اسی طرح آپ اپنی عبادت میں بھی اسے یکتا ٹھہرائیں، جس طرح آپ کے وجود اور خلقت کی ابتدا اس ذات نے کی، اسی طرح آپ بھی اسے اپنی محبت، ارادت اور عبادت کی انتہا ٹھہرائیں۔

▪ اس کے سامنے کھڑے ہونے سے نہ اکتائیں!

جب سارے حیلے ناکام ہو جائیں، مختلف قسم کا خوف وہراس آپ کو اپنے گھیرے میں لے لے، تو آپ یاد کریں کہ اللہ ہی اول اور آخر ہے، وہ آپ سے قریب ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنے بندوں پر غالب و قاہر ہے، وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ وہ آپ کے رازہائے سربستہ اور دل کے خیالات سے بھی واقف ہے۔

اگر آپ یہ یاد کریں گے تو آپ کو اپنے دل کا ایک پالنہار نظر آئے گا جس کا وہ قصد کرے، اس کا ایک معبود ہوگا جس کی وہ عبادت کرے، ایک بے نیاز (پالنہار) ہوگا جس کی طرف وہ اپنی تمام ضروریات میں متوجہ ہو، وہ ماوی وملجا ہوگا کہ آپ کا دل جس کی پناہ لے، جب یہ احساس آپ کے اندر جاگزیں ہو جائے گا تو آپ کے دل کو سعادت وفرحت اور آپ کے نفس کو سکون واطمینان حاصل ہوگا، آپ کا ضمیر راحت محسوس کرے گا، فراخی آپ کے قریب نظر آئے گی، اور آپ کو یقین ہو جائے گا کہ وہی (اللہ) اول وآخر اور ظاہر وباطن ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آگ ابراہیم خلیل کو جلا نہیں سکی، کیوں کہ ربانی عنایت ونگہبانی نے ایک ایسی کھڑکی کھول دی (جس نے آگ کو ٹھنڈی کردیا):

{قُلۡنَا يَٰنَارُ كُونِي بَرۡدٗا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ} [سورۃ الأنبياء:69]

ترجمہ: ہم نے فرمادیا! اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم کے لئے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا۔

سمندر (موسی) کلیم اللہ کو غرق آب نہ کرسکا، کیوں کہ اللہ کی جلالت شان پر ایمان رکھنے والی مضبوط آواز نے یہ ندا لگائی: {قَالَ كَلَّآۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهۡدِينِ } [سورۃ الشعراء:62]

ترجمہ: (موسی نے) کہا: ہرگز نہیں، یقین مانو، میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور مجھے راہ دکھائے گا۔

یونس علیہ السلام سمندر کے اندر مچھلی کے پیٹ سے یہ ندا لگاتے ہیں:

{ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ} [سورۃ الأنبياء:87]

ترجمہ: الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ظالموں میں ہو گیا۔

یہ کمزور وناتواں سی آواز تین تاریکیوں سے اٹھتی ہے: رات کی تاریکی، سمندر کی تاریکی، مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، ان تینوں تاریکیوں کو چیرتی ہوئی آسمان کی بلندی پر پہنچ جاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے فراخی قدم رنجاں ہوتی ہے۔

وفي الغيبِ للعبدِ الضعيفِ لطائفُ   بها جفَّتِ الأقلامُ وانطوتِ الصُحُفُ

ترجمہ: غیب کے پردے سے کمزور وناتواں بندے کے لئے ایسی مہربانیاں رونما ہوتی ہیں، جن (کو لکھنے کے بعد) قلم خشک ہوگئے اور صحیفے لپیٹ دیئے گئے۔

- **نقطہ انقلاب..**

انسان اکیلے نہ تو حوادث زمانہ کا مقابلہ کرسکتا ہے، نہ آفتوں سے نبرد آزما ہو سکتا ہے، اور نہ پریشانیوں کا مقابلہ کرسکتا ہے، کیوں کہ وہ کمزور اور عاجز پیدا ہوا ہے، ہاں اگر وہ اپنے رب پر بھروسہ کرے (تو یہ سارے کام انجام دے سکتا ہے)، کیوں کہ

اسے یقین ہو گا کہ اللہ کی اولیت کو ہر شئ پر سبقت حاصل ہے، وہ اپنی آخریت کے ساتھ ہر چیز کے بعد باقی رہنے والا ہے، اپنی رفعت وبلندی کے ساتھ ہر شئ پر غالب وبلند ہے، اور اپنے احاطہ وحصار کے ذریعہ ہر چیز سے قریب ہے۔

کوئی آسمان کسی دوسرے آسمان کو اس سے پوشیدہ نہیں رکھتا اور نہ زمین کا کوئی طبق دوسرے طبق کو اس سے مخفی رکھتا ہے اور نہ کوئی ظاہر شئ اس سے کسی باطن شئ کو پردہ کرتی ہے، غیب اس کے نزدیک حاضر ہے، دور اس سے قریب ہے، اور راز اس کے لئے ظاہر وعلانیہ ہے۔

کتنا خوش بخت ہے وہ جو اللہ سے وابستہ ہو گیا، اس کے اسمائے گرامی سے آشنا ہوا، اپنے باطن کی اصلاح کی، اپنے عمل میں اخلاص پیدا کیا، اپنی نیت کو درست کیا، صبر کا ڈھال اختیار کیا، اپنے آقا پر بھروسہ قائم رکھا! یہی ہے خالص اور پاکیزہ محبت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا۔

ونازعَني شوقٌ إليكَ وهزَّني   مِن الغيبِ ما يهفُو إليه رجائيَا

ترجمہ: تیرے (دیدار) کی تڑپ نے مجھے بے کل کر دیا، غیب سے کسی نے مجھے ایسے جھنجھوڑا کہ میرے اندر اس کی امید فزوں تر ہو گئی۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان چار اسمائے گرامی: اول وآخر اور ظاہر وباطن کی معرفت حاصل کرنا علم وآگہی کا رکن ہے، اس لئے بندہ کو چاہیئے کہ ان کی معرفت حاصل کرنے میں پوری قوت وطاقت اور فہم وفراست لگا دے"۔

هو أولٌ هو آخرٌ هو ظاهرٌ   هو باطنٌ هي أربعٌ بوَزَانِ

ما قبلَه شيءٌ كذا ما بعدَه   شيءٌ تعالى اللّٰهُ ذو السلطانِ

ترجمہ: وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر اور وہی باطن ہے، ایک ہی وزن پر یہ چار اسماء ہیں، نہ اس سے پہلے کوئی چیز تھی اور نہ اس کے بعد کوئی شئ ہو گی، اللہ سلطنت وبادشاہت کا مالک بلند وبرتر ہے۔

وساوس کو دور کرنے میں ان چاروں اسمائے گرامی اور ان کے معانی کی معرفت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

ایک شخص–جس کا نام ابوزمیل بتایا جاتا ہے–امت کے عظیم عالم دین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور دریافت کیا: کہا: اے ابن عباس! میں اپنے دل میں کچھ محسوس کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کون سی چیز؟

اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں بول سکتا!

اس کا بیان ہے کہ: ابن عباس نے مجھ سے کہا: کیا کسی چیز کا شک ہے؟

اس پر وہ شخص ہنسنے لگا، آپ نے فرمایا: اس سے کوئی شخص محفوظ نہیں، فرمایا: یہاں تک کہ اللہ تعالی نے (اپنے نبی کی شان میں) یہ آیت نازل فرمائی: (فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ) (سورة يونس: 94)

ترجمہ: اگر آپ اس کی طرف سے شک میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھیے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ بے شک آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے۔ آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

پھر آپ نے مجھ سے (اس شخص سے) فرمایا: اگر تمہیں دل میں کوئی شک محسوس ہو تو یہ آیت پڑھ لیا کرو: {هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ } [سورۃ الحدید:3]

ترجمہ: وہی اول وآخر ہے اور وہی ظاہر وباطن ہے، اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اے وہ جو اول بھی ہے آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی! ہمارے باطن کی اصلاح فرمادے، تمام معاملات میں ہمیں حسنِ خاتمہ سے نواز، اور ہمیں دنیا وآخرت کی رسوائی سے نجات عطا فرما۔

(۷۷)
الوَكِيلُ جل جلاله

ہم نے اللہ عزیز وبرتر کے اس فرمان پر غور کیا اور ٹھہر کر اس پر تامل کیا:

{وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡحَيِّ ٱلَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِهِۦۚ وَكَفَىٰ بِهِۦ بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرًا} [سورة الفرقان:58]

ترجمہ: آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر بھروسہ کیجئے جو کبھی نہیں مرے گا اور اس کی پاکی اور حمد وثنا بیان کرتے رہئے، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے۔

بادشاہِ جبّار کی طرف سے ندائے عام ہے.. ہر مومن اور مومنہ کے لئے ... ہر بیمار، غمزدہ اور قرض دار کے لئے .... ہر اس شخص کے لئے جو خوف وہراس اور تردد کا شکار ہو...

اللہ ہمیں یہ خبر دے رہا ہے کہ وہ عزیز وبرتر (پروردگار) الوکیل (ہر چیز کا کارساز اور نگراں) ہے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، وہی تمہاری تمام پریشانیوں کا حل پیدا کرتا ہے، تمہارے دکھ درد کو عافیت اور راحت میں بدل دیتا ہے، تمہاری آرزوؤں کو حقیقت میں، تمہارے خوف کو امن وسکون میں اور تمہارے آنسوؤں کو مسکراہٹ میں تبدیل کر دیتا ہے۔

تبرأتُ من حَولي وطَولي وقُوَّتي   وإني إلى مولايَ في غايةِ الفقرِ

ترجمہ: میں اپنی ساری طاقت وقوت سے بری ہوں، میں اپنے آقا کا بے حد محتاج ہوں۔

اپنے نفس کو اس کی کمزوری، بے چینی اور بے کلی سے (نکال کر) راحت بہم پہنچایئے! اسے ان سطور کے ذریعہ کارساز (اللہ) کے سائے میں ٹھنڈک لینے دیجئے، آیئے ہمارے ساتھ اللہ کے اسم گرامی (الوکیل عزوجل / کارساز اور نگراں) کے انوار و تجلیات سے (دل کی دنیا) روشن کیجئے۔

اللہ پاک وبرتر فرماتا ہے:

{ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ } [سورۃ الأنعام:102]

ترجمہ: وہ ہر چیز کا نگراں ہے۔

علماء کہتے ہیں: وکیل وہ ہے: جو اپنے علم و معرفت، کمالِ قدرت اور عمومِ حکمت کے ذریعہ اپنی مخلوق کی تدبیر کرتا ہے۔

جس نے بندوں کی روزیوں، ان کے مفادات اور مصلحتوں، ان کے معاملات کی تدبیر، اور دنیا وآخرت کی منفعت ومضرت کی نشاندہی کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔

یہی وہ حفاظت و نگرانی ہے جو تمام مخلوق کو شامل ہے:

{ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ} [سورۃ الزمر:62]

ترجمہ: اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا محافظ و نگراں ہے۔

لیکن خصوصی حفاظت و نگرانی ہی ہے جس سے اللہ پاک وبرتر خصوصی طور پر اپنے ولیوں، اطاعت گزاروں اور اس سے محبت کرنے والوں کو نوازتا ہے، چناں چہ ان کے لئے آسانی کی راہ ہموار کر دیتا ہے، تنگی و سختی سے انہیں محفوظ رکھتا ہے اور ان کے تمام معاملات کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے...

اسی لئے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اور پوری امت کو یہ حکم دیا کہ وہ اس پر ہی بھروسہ کریں، فرمان باری تعالی ہے:

{وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱلْحَيِّ ٱلَّذِي لَا يَمُوتُ } [سورۃ الفرقان:58]

ترجمہ: آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر بھروسہ کیجئے جو کبھی نہیں مرے گا۔

انہیں خصوصی طور پر اپنی محبت سے سرفراز کرتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

{ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَوَكِّلِينَ} [سورۃ آل عمران:159]

ترجمہ: اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

توکل: مومن کی نشانی، موحد کی پہچان اور تقوی کی علامت ہے، اللہ کے خوبصورت ناموں سے وابستہ رہنے کا وہ ایک عظیم ترین مقام ہے۔

- **سچے اور راست باز مومنوں کے لئے...**

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "توکل: آدھا دین ہے، اور آدھا دین: انابت الی اللہ ہے، کیوں کہ دین: مدد طلب کرنے اور عبادت کرنے کا ہی نام ہے۔

چناں چہ توکل: مدد طلب کرنے کا نام ہے، اور انابت: عبادت کا نام ہے"۔

جب ایمان میں کمی بیشی آتی ہے تو توکل بھی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، جس کے اندر توکل نہ ہو اس کے اندر ایمان بھی نہیں ہو سکتا: { وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ} [سورۃ المائدۃ:23]

ترجمہ: اگر تم مومن ہو تو صرف اللہ پر بھروسہ رکھو۔

آپ کو اللہ عزیز و برتر کی حفاظت و نگرانی اسی وقت ملے گی جب آپ اس پر بھروسہ کریں گے:

{ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ } [سورۃ الطلاق:3]

ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کو کافی ہوتا ہے۔

آپ اپنے توکل میں سچے رہیں، آپ کی (ساری) مرادیں بر آئیں گی، خواہ وہ بڑی ہی کیوں نہ ہوں، سنن ترمذی میں نبی ﷺ کی یہ حدیث مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: "اگر تم اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جیسا کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ واپس آتے ہیں" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

ہر شخص کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ دنیا و آخرت میں اللہ پاک و برتر کے نزدیک اسے بلند مقام حاصل ہو، اور یہ چیز ان کو ہی حاصل ہو سکتی ہے جو اپنے توکل میں سچے ہوں، ان سچے لوگوں کے دل اللہ عزیز و برتر پر ہی بھروسہ کرتے ہیں اور مصائب و مشکلات کے وقت ان کی زبانیں صرف یہی کلمات دہراتی ہیں: { حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ} [سورة آل عمران:173]

ترجمہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

چناں چہ عظمت الہی کا ظہور ہوتا ہے، معجزہ رونما ہوتا، اور اللہ عزیز و برتر کے ولیوں کے لئے اس کی حفاظت کے سوتے پھوٹ پڑتے ہیں۔

{ حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ} [سورة آل عمران:173]

ترجمہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

اسے ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت پڑھا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا، اس کا نتیجہ کیا ہوا؟

{قُلۡنَا يَٰنَارُ كُونِي بَرۡدٗا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ} [سورة الأنبياء:69]

ترجمہ: ہم نے کہا: اے آگ تو ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامت بن جا۔

اسے ہمارے نبی محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اس وقت دہرایا جب ان سے کہا گیا کہ:

{ إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدۡ جَمَعُواْ لَكُمۡ فَٱخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ إِيمَٰنٗا وَقَالُواْ حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ}

[سورۃ آل عمران:173]

ترجمہ: کفار تم سے جنگ کے لئے جمع ہو گئے ہیں، تم ان سے ڈر کر رہو، تو اس خبر نے ان کا ایمان بڑھا دیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

اس کا نتیجہ کیا ظاہر ہوا؟

{فَٱنقَلَبُواْ بِنِعۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَضۡلٖ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوٓءٞ } [سورۃ آل عمران:174]

ترجمہ: اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے، انہیں کوئی برائی نہ پہنچی۔

اگر آپ اس مقام تک پہنچ جائیں گے تو اللہ پاک و برتر کی محبت پانے میں کامیاب ہو جائیں گے:

{ فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُتَوَكِّلِينَ } [سورۃ آل عمران:159]

ترجمہ: جب آپ پختہ ارادہ کر لیجئے تو اللہ پر بھروسہ کیجئے، اللہ تعالی توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

اللہ تعالی اپنی محبت کے علاوہ آپ کو اجر عظیم سے بھی نوازے گا:

{فَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَيۡءٖ فَمَتَٰعُ ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَاۖ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيۡرٞ وَأَبۡقَىٰ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُونَ} [سورۃ الشوری:36]

ترجمہ: تمہیں جو کچھ دیا گیا ہے وہ زندگانی دنیا کا کچھ یونہی سا اسباب ہے، اور اللہ کے پاس جو ہے وہ اس سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے، وہ ان کے لئے ہے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

○ توکل کرنے والوں کے لئے...

آپ اپنے توکل میں سچے رہیں، اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ رکھے گا:

{إِنَّهُۥ لَيْسَ لَهُۥ سُلْطَٰنٌ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ} [سورۃ النحل:99]

ترجمہ: ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقا نہیں چلتا۔

اگر دشمن مکر وفریب کے پھندے ڈالیں، تو آپ ان کے (مقابلے کے) لئے توکل کی دیوار قائم کر دیں:

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ)

ترجمہ: آپ ان کو نوح علیہ السلام کا قصہ پڑھ کر سنائیے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے۔ تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کرلو، پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونی چاہیے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو۔

جو شخص دشمنوں پر فتح اور مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہو، تو اسے چاہئے کہ اللہ پر بھروسہ کرے: {إِن يَنصُرْكُمُ ٱللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا ٱلَّذِي يَنصُرُكُم مِّنۢ بَعْدِهِۦ ۗ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ} [سورۃ آل عمران:160]

ترجمہ: اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

اگر مخلوق آپ سے منہ پھیر لیں تو آپ اللہ پر اپنا توکل اور بھروسہ قائم رکھیں:

{فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُلْ حَسْبِيَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ} [سورۃ التوبۃ:129]

ترجمہ: اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

اگر آپ کو صلح وصفائی اور اصلاح و بہتری کی طلب ہو تو اس (کو حاصل کرنے) کے لئے بھی توکل کے دروازے سے ہی داخل ہوں: {۞وَإِن جَنَحُوا۟ لِلسَّلۡمِ فَٱجۡنَحۡ لَهَا وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ}

[سورۃ الأنفال:61]

ترجمہ: اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا اور اللہ پر بھروسہ رکھ، یقیناوہ بہت سننے جاننے والا ہے۔

اگر آپ کے دل میں ایمان جاگزیں ہو جائے اور آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ کا سارا معاملہ اسی پاک وبرتر کے سپرد ہے، تو آپ اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہیں کریں گے:

{قُلۡ هُوَ رَبِّي لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَإِلَيۡهِ مَتَابِ} [سورۃ الرعد:30]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے اس کے سوا درحقیقت کوئی بھی لائق عبادت نہیں، اسی کے اوپر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی جانب میرا رجوع ہے۔

جس نے ہر حال میں توکل کو لازم پکڑا، اللہ بزرگ وبرتر اس کے لئے کافی ہوتا ہے:

{وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلٗا} [سورۃ الأحزاب:3]

ترجمہ: اللہ پر بھروسہ رکھیں، اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔

○ نکلنے سے پہلے:

جو شخص اپنے گھر سے اللہ پر توکل کرتے ہوئے نکلتا ہے تو اللہ عزیز وبرتر اس کا محافظ ونگہبان ہوتا ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "جو آدمی اپنے گھر سے نکلے پھر کہے "بِسْـــمِ اللهِ توكلتُ علَى اللهِ، لَا حَولَ وَلاَ قُوَّةَ إلا بِـاللهِ" (یعنی: اللہ کے نام سے نکل رہا ہوں، میرا پورا توکل اللہ ہی پر ہے، تمام طاقت وقوت اللہ ہی کی طرف سے ہے)، تو آپ نے فرمایا: اس وقت کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں): تجھے ہدایت دی گئی، تیری طرف سے کفایت کردی گئی، اور تو بچالیا گیا، (یہ سن کر) شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے، تو اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے: تیرے ہاتھ سے آدمی کیسے نکل گیا کہ اسے ہدایت دے دی گئی، اس کی جانب سے کفایت کردی گئی اور وہ (تیری گرفت اور تیرے چنگل) سے بچالیا گیا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ افسردہ ہوگئے اور ان پر یہ بات سخت گزری جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں کیسے آرام کروں جب کہ صور والے اسرافیل علیہ السلام صور کو منہ میں لیے ہوئے اس حکم پر کان لگائے ہوئے ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم صادر ہو اور اس میں پھونک ماری جائے!" جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ یہ امر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سخت گزر رہا ہے تو آپ نے فرمایا: "کہو: "حَســـبُنا اللهُ وَنِعمَ الوَكيـل! علَى اللهِ تَوَكَّلنا" [اللہ ہمارے لئے کافی ہے، کیا ہی اچھا کارساز ہے وہ! اللہ ہی پر ہم نے توکل کیا] [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

○ **پند ونصیحت!**

بہت سے لوگوں کے اندر سے توکل کا معنی ومفہوم ناپید ہو چکا ہے! انہوں نے اللہ کو فراموش کردیا تو اللہ نے بھی ان کو فراموش کردیا، انہوں نے اللہ پر بھروسہ کرنا ترک کردیا تو اللہ نے بھی انہیں ان کی ذات کے سپرد کردیا..

مریض بیمار پڑتا ہے تو اپنے دل کو ڈاکٹر سے معلّق رکھتا ہے، وہ دوا اور ڈاکٹر سے وابستہ رہتا ہے، جو کہ محض اسباب ہیں، زمین وآسمان کے پالنہار اور اس پروردگار کو وہ یکسر بھول بیٹھتا ہے جس کے ہاتھ میں شفا و تندرستی ہے!!

کچھ لوگوں پر آزمائشیں نازل ہوتی ہیں، انہیں سخت قسم کے فتنوں کا سامنا ہوتا ہے، معاملات تنگ پڑجاتے ہیں، وہ غم وحزن کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں، اور دوستوں اور ساتھیوں کے در کی خاک چھاننے لگتے ہیں، اور اس عزیز وبرتر (اللہ) کو فراموش کردیتے ہیں جو زبردست نوازنے والا ہے۔

دشمن اس پر نظر ٹکائے رہتے، اس کے خلاف سازشیں رچتے اور اس کا حصار کئے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ سخت حزن وغم اور شدید کرب میں مبتلا رہتا ہے، لیکن اس پاک وبرتر (اللہ) سے غافل رہتا ہے جو اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے۔

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متقی وپرہیزگار شخص کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ عزیز وبرتر اس کو کافی ہے، اس لئے اسے اپنے دل کو اسباب سے معلق نہیں رکھنا چاہئے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{ وَمَن يَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسۡبُهُۥٓۚ } [سورۃ الطلاق:3]

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔

کچھ لوگ توکل کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اسباب بھی اختیار نہ کئے جائیں، جیسا کہ یمن کی ایک جماعت (کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ) وہ حج کے لئے نکلی، لیکن اپنے ساتھ زادراہ نہیں لی اور کہنے لگی کہ: "ہم توکل کرنے والے لوگ ہیں"۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) راستے میں کھانے کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگی! تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

{ وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيۡرَ ٱلزَّادِ ٱلتَّقۡوَىٰۖ } [سورۃ البقرۃ:197]

ترجمہ: اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو۔ سب سے بہتر توشہ اللہ تعالی کا ڈر ہے۔

یعنی: اتنا توشہ لے لیا کرو کہ تمہیں لوگوں کے سامنے دست سوال نہ دراز کرنا پڑے، اور تم ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے محفوظ رہ سکو۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ: میری روزی لکھ دی گئی ہے، تو میں زمین میں تگ ودو کیوں کر کروں؟!

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے اونٹ کو پہلے باندھ دوں پھر اللہ پر توکل کروں یا چھوڑ دوں پھر توکل کروں؟ آپ نے فرمایا: "اسے باندھ دو، پھر توکل کرو" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

﴿ فَٱمْشُوا۟ فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا۟ مِن رِّزْقِهِۦ ۖ وَإِلَيْهِ ٱلنُّشُورُ﴾ [سورۃ الملک:15]

ترجمہ: تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو اور اللہ کی روزیاں کھاؤ (پیو) اسی کی طرف تمہیں جی کر اٹھ کھڑا ہونا ہے۔

معلوم ہوا کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے، اس لئے توکل کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ اسباب پر بھی عمل کیا جائے، ورنہ یہ تن آسانی اور فاسد توکل قرار پائے گا!

﴿ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ﴾ [سورۃ الممتحنۃ:4]

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

○ راستہ یہاں شروع ہوتا ہے...

میں اپنی زندگی میں اللہ پر کیسے توکل کروں؟

پہلی بات: اللہ کے اسماء وصفات کو جانیں، آپ کے دل میں جس قدر اللہ عزیز وبرتر کی عظمت ہوگی، اسی قدر آپ کو اس پاک وبرتر کی قربت ملے گی۔

دوسری بات: اللہ عزیز وبرتر سے حسن ظن رکھیں "میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں...." [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔ خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو صرف اس لئے کہ وہ اللہ سے حسن ظن رکھتا ہے، اور یہ (یقین رکھتا ہے) کہ وہ اس کا بہتر بدلہ دے گا، وہ شخص جو اپنے بستر سے اٹھ کر اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے، وہ صرف اس لئے کھڑا ہوتا ہے کہ اسے اپنے رب سے حسن ظن ہوتا ہے، اسی طرح عمرہ، حج اور نماز جیسی (دیگر) عبادتوں کو انجام دینے والا (حسن ظن کے ساتھ ہی ان عبادتوں کو انجام دیتا ہے)....

تیسری بات: اللہ عزیز وبرتر کے حضور اپنی قوت سے دستبرداری کا اعلان کریں اور اپنی کمزوری وناتوانی کا اعتراف اور فقر ومحتاجگی کا اظہار کریں، اس سے یہ دعا کریں کہ: آپ کو اپنی ذات یا کسی اور مخلوق کے حوالے نہ کرے، صحیح حدیث میں آیا ہے: "اللهم رَحمَتَكَ أَرجُو فَلا تَكِلنِي إلى نَفسِي طَرفَةَ عَينٍ" [یعنی: اللہ! میں تیری ہی رحمت چاہتا ہوں، تو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی نظر انداز نہ کر" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے]۔

چوتھی بات: سبب کو اختیار کریں، مثلاً دعا جسے اللہ نے مرادوں کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے۔

پانچویں بات: یاد رکھیں کہ حالات کو بدلنے کی قوت وصلاحیت اللہ ہی کے پاس ہے اور اسی کے ہاتھ میں آسمان وزمین کی کنجیاں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہمیشہ ذہن نشیں رکھیں کہ: اس کے ہاتھ میں ہر چیز کے خزانے ہیں، آپ کا کام صرف یہ ہے کہ آپ عاجز وناتواں اور مغلوب ومقہور فرزند جس طرح اپنے والد کے سامنے سپر ڈال دیتا ہے، اسی

طرح خود کو اس کے سپرد کر دیں، اللہ کے لئے بلند ترین مثال ہے: { وَأُفَوِّضُ أَمۡرِيٓ إِلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرُۢ بِٱلۡعِبَادِ} [سورۃ غافر:44]

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالی بندوں کا نگراں ہے۔

چھٹی بات: اللہ نے آپ کی قسمت میں جو لکھا ہے، اس پر راضی رہیں، اور جان رکھیں کہ اللہ نے آپ کو جو نوازا ہے اسی میں آپ کے لئے خیر و بھلائی ہے، اگر آپ اس پر راضی نہیں ہوتے ہیں تو آپ کی حالت اسی کی طرح ہو گی جس کے بارے میں بشر الحافی نے بیان کیا: کسی نے کہا کہ: (میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں) وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اگر وہ اللہ پر توکل کرتا تو اس فعل (تقدیر) سے راضی ہوتا جو اللہ اس کے ساتھ کر رہا ہے"۔

ابن حمدون نے ذکر کیا ہے: "ایک دیہاتی بوڑھی خاتون کے کھیت پر بجلی آگری، اس نے خیمے سے سر نکال کر دیکھا تو اس کا کھیت جل کر بھسم ہو چکا تھا، اس نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور بولی: تو جو چاہے کر لے، میری روزی کی ذمہ داری تو تجھ پر ہی ہے!"۔

اگر بندہ (اللہ) پر جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور جسے موت نہیں، صحیح معنوں میں توکل کرنے لگے، تو اللہ اس کے تمام امور میں زندگی کی روح پھونک دیتا اور انہیں کمال و انتہا کی چوٹی تک پہنچاتا ہے:

{وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡحَيِّ ٱلَّذِي لَا يَمُوتُ } [سورۃ الفرقان:58]

ترجمہ: اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالی پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں۔

اے محافظ و کارساز! ہمیں ایک پل کے لئے بھی نظر انداز نہ کر، ہماری ناتوانی پر رحم کھا، ہمارے نقص کو دور کر دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(٧٨)

النُّورُ جل جلاله

اللہ عزیز وبرتر اپنی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

{۞ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِۚ مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشْكَوٰةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌۖ ٱلْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍۖ ٱلزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍۚ يَهْدِي ٱللَّهُ لِنُورِهِۦ مَن يَشَآءُۚ وَيَضْرِبُ ٱللَّهُ ٱلْأَمْثَٰلَ لِلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ} [سورۃ النور:35]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا، اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو، درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ تعالی اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے، لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالی بیان فرما رہا ہے، اور اللہ تعالی ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهُمَّ اجعَل فِي قَلبِي نورًا وَفِي بَصرِي نُورًا وَفِي سَمعِي نورًا وَعَن يَمِينِي نُورًا وَعَن يَسارِي نُوراً وَفوقِي نُورًا وَتَحتِي نُورًا وَأمامِي نُورًا واجعَل لِي نُورًا"

(یعنی: اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے دائیں طرف نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما) [بخاری ومسلم]۔

اللہ کی قسم یہ بندے پر اللہ کی ایک بیش بہا نعمت ہے کہ اسے اپنے نور اور ہدایت سے نوازے۔

ہمارا موضوع سخن دلوں کی روح، روحوں کی نعمت اور نفوس کی مسرت ہے، اور یہ سب سے بڑی، سب سے نفع بخش اور سب سے عزیز غذا ہے، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

لها أحاديثُ من ذكراك تُشغلُها ... عن الشراب وتُلهيها عن الزادِ

لها بِو جهِك نور ٌ تستضيءُ به ... ومِن حديثِك في أعقابِها حادِي

إذا اشتكَت من كِلالِ السيرِأوعَدَها ... رَوح اللقاءِ فتقوَى عند مِيعادِ

ترجمہ: اس کے پاس تمہاری یاد کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو اسے شراب وکباب اور توشہ وزاد سے غافل رکھتی ہیں، اس کے پاس تیرے رخ منور کا وہ نور ہے جس سے روشنی حاصل کرتی ہے، اور تیری (شیریں) باتیں سفر حیات میں اس کی حدی خوانی کرتی ہیں۔ جب اسے سفر کی تھکان محسوس ہوتی ہے تو وہ خود سے (تیرے) وصال کی فرحت وراحت کا وعدہ کرتی ہے، جس کی وجہ سے اسے منزل تک پہنچنے کی طاقت وسکت مل جاتی ہے۔

- نور الٰہی کے سائے میں:

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: {۞ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ} [سورۃ النور:35]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ قرآن وحدیث کے وہ نصوص جن میں اللہ نے اپنی ذات کو نور سے موسوم کیا ہے، ان کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: اللہ نور کی صفت سے متصف ہے، جیسا کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{وَأَشۡرَقَتِ ٱلۡأَرۡضُ بِنُورِ رَبِّهَا} [سورۃ الزمر:69]

ترجمہ: زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھی۔

حدیث میں آیا ہے کہ: "اللہ نے ان- مخلوق- پر اپنا نور ڈالا" [یہ حدیث صحیح ہے، اس ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

دوسری قسم: اللہ تبارک وتعالی نور ہے:

{ ۞ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ } [سورۃ النور:35]

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا۔

حدیث میں آیا ہے: "(اے اللہ!) تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے" [بخاری و مسلم]۔

تیسری قسم: اللہ کا پردہ نور ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے: "اس کا پردہ نور ہے، اگر وہ اس (حجاب) کو ہٹا دے تو اس کے رخ انور کی تجلیات اس کے منتہائے نظر تک ساری مخلوقات کو راکھ کر دیں" [مسلم]

حدیث میں سبحات وجھه سے مراد: اللہ کے چہرہ انور کی تجلیات اور نور ہے۔

اللہ عزیز وبرتر جس نور سے متصف ہے وہ نور اللہ کے پیدا کردہ دیگر انوار کے ہم مثل نہیں ہے :

{ لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ } [سورۃ الشوری:11]

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

والنورُ من أسمائِهِ أيضًا ومن أوصافِهِ سبحانَ ذي البُرهَانِ

ترجمہ: اللہ کے اسمائے گرامی اور اوصاف حسنہ میں نور بھی ہے، پاک ہے وہ (اللہ) جو دلیل وبرہان والا ہے۔

- میں کچھ باتیں آپ کو بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں..

علامہ عبد الرحمن سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" اللہ جل جلالہ کے اسماء وصفات میں نور بھی ہے، یہ اس کی عظیم صفت ہے، وہ جلالت شان، عزت واکرام اور انوار و تجلیات والا ہے، اگر وہ اپنے چہرہ انور سے حجاب اٹھالے تو اس کے رخ انور کی تجلیات اس کے منتہائے نظر تک ساری مخلوقات کو راکھ کر دیں۔

اسی کے نور سے سارا عالم منور ہے، اس کے چہرہ انور کی تجلی سے تاریکیاں چھٹ گئیں، اسی سے عرش، کرسی، سات طبق (زمین وآسمان) اور پوری کائنات روشن ہوئی، یہ حسی نور ہے۔

رہی بات معنوی نور کی تو اس سے مراد: وہ نور ہے جس نے اس کے انبیاء واولیاء اور فرشتوں کے دلوں کو منور کیا، اس کی معرفت وآگہی اور محبت کی تجلیات سے ان کے دل روشن ہوگئے، کیوں کہ اولیاء اللہ کے اندر اس کی جلیل القدر صفات اور خوبصورت اوصاف کا جس قدر علم اور عقیدہ ہوگا، اسی قدر ان کے دلوں میں اللہ کا نور بھی ہوگا۔

- **اس کی ہدایت کی چاشنی!**

اگر آپ کو اللہ پاک وبرتر کی معرفت حاصل ہوگئی تو آپ کو درحقیقت سب سے عظیم علم حاصل ہوگیا، کیوں کہ اللہ کی معرفت ہی سب سے بڑا علم ہے، ہر قسم کے نفع بخش علوم سے دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے، تو بھلا اس علم کا کیا کہنا جو تمام علوم میں سب سے افضل، سب سے اعلی، سب کی اصل اور بنیاد ہے؟

(اگر آپ نے یہ علم حاصل کرلیا) تو آپ کے دل پر اللہ کا یہ فرمان صادق آئے گا:

﴿مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشۡكَوٰةٖ فِيهَا مِصۡبَاحٌۖ ٱلۡمِصۡبَاحُ فِي زُجَاجَةٍۖ ٱلزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوۡكَبٞ دُرِّيّٞ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٖ مُّبَٰرَكَةٖ زَيۡتُونَةٖ لَّا شَرۡقِيَّةٖ وَلَا غَرۡبِيَّةٖ يَكَادُ زَيۡتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوۡ

لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٞۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٖۚ يَهۡدِي ٱللَّهُ لِنُورِهِۦ مَن يَشَآءُۚ وَيَضۡرِبُ ٱللَّهُ ٱلۡأَمۡثَٰلَ لِلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ ٣٥} [سورۃالنور:35]

ترجمہ:اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کے ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور شیشہ مثل چمکتے ہوئے روشن ستارے کے ہو، وہ چراغ ایک بابرکت درخت زیتون کے تیل سے جلایا جاتا ہو، درخت نہ مشرقی ہے نہ مغربی، خود وہ تیل قریب ہے کہ روشنی دینے لگے اگرچہ اسے آگ نہ بھی چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ تعالی اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے، لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالی بیان فرمارہاہے، اور اللہ تعالی ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔

یہ نور جس کی مثال پیش کی گئی ہے وہ: اللہ، اس کی صفات اور آیات پر ایمان لانے کا نور ہے، مومنوں کے دلوں میں اس (ایمان) کی مثال: اسی نور کی طرح ہے جو مذکورہ تمام اوصاف کا حامل ہو۔

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ:" اللهُمَّ اجعَل فِي قَلبِي نوراً وَفِي بَصـرِي نُورًا وَفي سَمعِي نورًا وَعَن يَمِينِي نُورًا وَعَن يَسـارِي نُوراً وَفوقِي نُورًا وَتَحتِي نُورًا وَأمامِي نورًا واجعَل لِي نُورًا "

(یعنی: اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے دائیں طرف نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما) [بخاری ومسلم]۔

جب دل اس نور سے بھر جاتا ہے تو اس کا اثر چہرہ پر بھی نمایاں ہوتا ہے، چناں چہ چہرہ بھی اس نور سے منور ہو جاتا ہے، اعضاء وجوارح، تواضع وانکساری اور اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ عبادت میں لگ جاتے ہیں، جیسا کہ قرآن وحدیث میں آیا ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{يَهْدِي ٱللَّهُ لِنُورِهِۦ مَن يَشَآءُۚ } [سورۃ النور:35]

ترجمہ: اللہ تعالی اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے۔

ابن سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب نماز کے نور سے ان کے باطن منور ہو جاتے ہیں، تو اس کی عظمت سے ان کے ظاہر بھی چمکنے لگتے ہیں:

{ سِيمَاهُمۡ فِي وُجُوهِهِم مِّنۡ أَثَرِ ٱلسُّجُودِۚ } [سورۃ الفتح:29]

ترجمہ: ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔

یہ وہ نور ہے جو بندے کو برے کاموں کے ارتکاب سے بچاتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "کوئی شخص جب زنا کرتا ہے تو عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب وہ شراب پیتا ہے تو عین شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا، اسی طرح جب وہ چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا" [بخاری ومسلم]۔

- **اس کی کتاب بھی نور ہے:**

اللہ عزیز وبرتر نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ اس کی جانب سے اتاری ہوئی کتابیں، وہ نور ہیں جس سے اللہ بندوں کے دلوں کو منور کرتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

{إِنَّآ أَنزَلۡنَا ٱلتَّوۡرَىٰةَ فِيهَا هُدٗى وَنُورٞۚ } [سورۃ المائدۃ:44]

ترجمہ: ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت ونور ہے۔

نیز فرمایا: {وَءَاتَيۡنَٰهُ ٱلۡإِنجِيلَ فِيهِ هُدٗى وَنُورٞ } [سورۃ المائدۃ:46]

ترجمہ: ہم نے انہیں انجیل عطا فرمائی جس میں نور اور ہدایت تھی۔

سب سے عظیم نور جو اللہ نے نازل فرمایا وہ محمد ﷺ پر نازل کردہ کتاب ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

(قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ)

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔

اس کے ذریعہ اللہ عزیز وبرتر نے مومنوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی راہ پر گامزن کیا:

{الٓرۚ كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِ رَبِّهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَمِيدِ } [سورۃ إبراھیم:1]

ترجمہ: الر! یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں، ان کے پروردگار کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کی طرف۔

یہی وجہ ہے کہ کافروں کو جب یہ معلوم ہوگیا کہ امت پر اس نور کا اثر کتنا گہرا ہے، تو وہ اس کو بجھانے کی کوشش کرنے لگے، لیکن اللہ عزیز وبرتر نے اپنی کتاب کو محفوظ رکھا: {يُرِيدُونَ لِيُطۡفِـُٔواْ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفۡوَٰهِهِمۡ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ وَلَوۡ كَرِهَ ٱلۡكَٰفِرُونَ } [سورۃ الصف:8]

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے، گو کافر برا مانیں۔

جب تک یہ امت اس پاک وبرتر (پالنہار) کی کتاب کو لازم پکڑے گی، تب تک اللہ بھی ان کی حفاظت کرتا رہے گا۔

- **خلاصہ کلام...**

چوں کہ نور اس کا اسم اور اس کی صفت ہے، اس لئے اس کا دین، اس کے رسول، اس کا کلام بھی نور ہیں، وہ عزت وسرفرازی کا گھر بھی نور سے جگمگائے گا جسے اس نے اپنے بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے، اس کے مومن بندوں کے دلوں میں نور روشن رہتا ہے، ان کی زبانوں اور اعضاء وجوارح پر اس نور کے اثرات نمایاں رہتے ہیں، اور اللہ بزرگ وبرتر قیامت کے دن انہیں کامل نور عطا فرمائے گا، اللہ کا فرمان ہے:

{ نُورُهُمۡ يَسۡعَىٰ بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَبِأَيۡمَٰنِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتۡمِمۡ لَنَا نُورَنَا وَٱغۡفِرۡ لَنَآۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ} [سورۃ التحریم:8]

ترجمہ: ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے۔ یقینا تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے نور! ہمیں کامل نور عطا فرما، ہمیں بخش دے، یقینا تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۷۹)
الکافی جل جلالہ

صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ نجد میں شریک ہوئے۔ جب آپ کو دوپہر کی گرمی نے پالیا تو اس وقت بہت خاردار درختوں کی وادی میں تھے، چناں چہ آپ نے ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے سائے کے لئے قیام کیا اور اپنی تلوار درخت سے لٹکادی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے، ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آواز دی۔ ہم حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے، آپ نے فرمایا: یہ جب میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا، اس دوران اس نے میری تلوار (مجھ پر) سونت لی۔ جب میں بیدار ہوا تو یہ میری ننگی تلوار سونتے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا، کہنے لگا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پھر اس نے تلوار نیام میں کرلی اور بیٹھ گیا اور دیکھ لو یہ بیٹھا ہوا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: {أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُۥ} [سورۃ الزمر:36]

ترجمہ: کیا اللہ تعالی اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار اپنے بندوں کے لیے کافی ہے، کیوں کہ وہی ان کا رازق ومحافظ اور ان کے تمام امور کا مصلح وکارساز ہے، اللہ عزیز وبرتر ان کے لئے کافی ہے، یہ کفایت تمام مخلوقات کے لئے عام ہے۔

جہاں تک خصوصی کفایت کی بات ہے تو وہ ان بندوں کو ملتی ہے جو اس پر توکل کرتے اور اس کی طرف رجوع وانابت کرتے ہیں۔

اللہ کی کفایت کا دائرہ بہت وسیع ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: {أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُۥ وَيُخَوِّفُونَكَ بِٱلَّذِينَ مِن دُونِهِۦ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ} [سورۃ الزمر:36]

ترجمہ: کیا اللہ تعالی اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں، اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں۔

اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: { وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ } [سورۃ الطلاق:3]

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔

یعنی: اس کے تمام دینی اور دنیاوی امور کے لئے کافی ہوگا۔

رسول اور مومن بندوں کے لئے اللہ تبارک وتعالی کی کفایت یہ ہے کہ: وہ ان پر اپنی مدد نازل فرماتا اور اپنے فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کرتا ہے:

{ وَلِلَّهِ جُنُودُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ } [سورۃ الفتح:4]

ترجمہ: آسمان اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: {بَلَىٰٓ إِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ ءَالَٰفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ } [سورۃ آل عمران:125]

ترجمہ: کیوں نہیں، بلکہ اگر تم صبر کرو، پرہیز گاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشاندار ہوں گے۔

- **یقیناوہ کافی ہے:**

بندہ زندگی کے تمام معاملات میں ایک پل کے لئے بھی اپنے رب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ (ہمیشہ) اللہ کی حفاظت، اس کی کفایت اور اس کی توفیق ورہنمائی کا محتاج رہتا ہے، نبی ﷺ ہمیں ایک ایسی بات کی تعلیم دے رہے ہیں جو بندے کے تئیں اللہ پاک وبرتر کی کفایت کو بیان کرنے والا ایک عظیم ترین درس ہے، نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "جو آدمی اپنے گھر سے نکلے، پھر یہ دعا پڑھے: "بِسمِ اللهِ تَوكلتُ علَى اللهِ، لا حَولَ ولَا قُوَّةَ إلا بِاللهِ" (یعنی: اللہ کے نام سے نکل رہا ہوں، میرا پورا توکل اللہ ہی پر ہے، تمام طاقت وقوت اللہ ہی کی طرف سے ہے)، تو آپ نے فرمایا: اس وقت کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں): تجھے ہدایت دی گئی، تیری طرف سے کفایت کر دی گئی، اور تو بچا لیا گیا، (یہ سن کر) شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے، تو اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے: تیرے ہاتھ سے آدمی کیسے نکل گیا کہ اسے ہدایت دے دی گئی، اس کی جانب سے کفایت کر دی گئی اور وہ (تیری گرفت اور تیرے چنگل) سے بچا لیا گیا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

بندہ مومن (اللہ کی) حفاظت اور ثابت قدمی کی طلب کے لئے بکثرت اسمائے حسنیٰ کا وسیلہ اختیار کرتا اور گریہ وزاری سے کام لیتا ہے، کیوں کہ اس کے سوا کوئی اور اس کے لئے کافی اور محافظ نہیں، صحیح مسلم میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر جاتے تو فرماتے: "الحمدُ للهِ الَّذِي أطعَمَنَا وسَقَانَا، وكَفانَا، وآوانَا، فَكَم مِمَّن لَا كَافِيَ لَهُ وَلا مُؤوِيَ!" (یعنی: اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا (ہر طرح سے) کافی ہوا اور ہمیں ٹھکانا دیا، کتنے لوگ ہیں جن کا نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے، نہ ٹھکانا دینے والا)۔

- **اس کے در سے چمٹے رہئے!**

بندہ مومن جب اللہ پاک وبرتر سے حسن ظن رکھتا ہے، اپنے توکل میں سچا ہوتا ہے، (اللہ سے) اس کی بڑی امیدیں وابستہ رہتی ہیں، تو اللہ اس کی امید وگمان کو ضائع نہیں کرتا، کیوں کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{ وَمَن يَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسۡبُهُۥٓۚ } [سورۃ الطلاق:3]

ترجمہ: جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔

یہ اسباب سے مسببات کو مربوط کرنے کا نام ہے، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالی فرماتا ہے: میں اپنے بندے (کے ساتھ کوئی معاملہ کرنے میں) اس کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں، اچھا گمان ہونے کی صورت میں معاملہ بھی اچھا ہو گا اور برا گمان ہونے کی صورت میں معاملہ بھی برا ہو گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے مسند میں روایت کیا ہے]۔

اللہ نے یوسف علیہ السلام کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا (اور ان کی حفاظت کی تدبیر فرمائی) چناں چہ ریگستان میں قافلہ کو پانی کا محتاج کر دیا تاکہ وہ پانی کی تلاش میں کنویں کے پاس پہنچے، پھر عزیز مصر کو اولاد کا محتاج کر دیا تاکہ وہ آپ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیں، اس کے بعد بادشاہ کو خواب کی تعبیر کا محتاج کر دیا تاکہ وہ آپ کو جیل سے نکالنے (پر مجبور ہو)، پھر پورے مصر کو خوراک کا محتاج کر دیا تاکہ آپ مصر (کی وزارت خزانہ کے) حاکم مقرر ہوں....

اگر اللہ آپ کی حفاظت کا ذمہ اپنے ہاتھ میں لے لے تو آپ کے لئے سعادت وخوش بختی کے سارے اسباب مہیا کر دیتا ہے اور آپ کو محسوس بھی نہیں ہوتا، آپ صرف اللہ پر توکل کیجئے، وہ آپ کے لئے کافی ہو گا، آپ صدق دل سے کہیئے کہ: { وَأُفَوِّضُ أَمۡرِيٓ إِلَى ٱللَّهِۚ } [سورۃ غافر:44]

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

- **امتحان و آزمائش..**

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب اللہ نے توکل کرنے والوں کے لئے اپنی کفایت کا ذکر فرمایا تو اس سے یہ گمان ہو سکتا تھا کہ توکل کرتے وقت ہی فوراً وہ کفایت حاصل ہو جائے گی، چناں چہ (اس وہم کو دور کرنے کے لئے) اس کے معاًبعد یہ فرمایا:

{ قَدْ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا } [سورۃ الطلاق:3]

ترجمہ: اللہ تعالی نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

یعنی ایک متعینہ وقت مقرر کر رکھا ہے جسے وہ تجاوز نہیں کر سکتا، وہ اس (کفایت کو) اس وقت کے لئے مؤخر کر دیتا ہے جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

اس لئے توکل کرنے والے کو جلدی مچاتے ہوئے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ: میں نے توکل کیا اور دعا بھی کی، لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا، اور مجھے کفایت حاصل نہیں ہوئی؟ جب کہ اللہ تعالی اپنے وعدہ کو اس کے مقررہ وقت پر پورا کرنے والا ہے"۔

اس طرح اللہ عزیز و برتر اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ وہ اپنے توکل میں سچے ہیں، یا نہیں، اس لئے قبولیتِ دعا کو مؤخر کر دیتا ہے، چناں چہ جب کچھ لوگوں کو زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے تو وہ اللہ پر توکل کرنا چھوڑ دیتے ہیں، اور مخلوق کے پاس جا کر خاکساری کرتے اور ذلت اٹھاتے ہیں، خواہ اس کے لئے انہیں اپنے دین اور رضائے الٰہی کا سودا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگوں کی ناراضگی میں اللہ تعالی کی رضا کا طالب ہو تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہو گا اور جو اللہ کی ناراضگی میں لوگوں کی رضا کا

طالب ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسے تکلیف دینے کے لیے مقرر کر دے گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- **کافی (وشافی) جواب...**

بندے کا مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب وہ آخرت کو اپنی فکر مندی کا محور بنا لے، نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جس نے اپنی تمام تر سوچوں کو ایک سوچ یعنی آخرت کی سوچ بنا لیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی غموں کے لیے کافی ہو گا، اور جس کی تمام تر سوچیں دنیاوی احوال میں پریشان رہیں، تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہو جائے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص اپنے نفس سے بے پرواہ ہو کر اللہ (کی رضاجوئی میں) مصروف رہتا ہے، اللہ اس کے نفس کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے، جو شخص لوگوں سے بے پرواہ ہو کر اللہ (کی رضا جوئی میں) مصروف رہتا ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کی ضرورت (ومحتاجگی) سے اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے، لیکن جو شخص اللہ سے بے پرواہ ہو کر اپنی ذات میں منہمک رہتا ہے، اللہ اسے خود اس کی ذات کے سپرد کر دیتا ہے، اور جو اللہ سے بے پرواہ ہو کر لوگوں (کو خوش کرنے میں) منہمک رہتا ہے تو اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے"۔

يكفيكَ من وسَعَ الخلائقَ رحمةً ... وكفايةً ذو الفضلِ والإحسانِ

يكفيكَ ربٌّ لم تزَل ألطافُه ... تأتي إليكَ برحمةٍ و حنانِ

يكفيك ربٌّ لم تزل في سِترِه ... ويَراكَ حين تَجيءُ بالعصيانِ

يكفيكَ ربٌّ لم تزل في حفظِه ... و وقايةً منه مدى ا لأزمانِ

يكفيك ربٌّ لم تزل في فضلِه ... متقلبا في السِرِ و الإعلانِ

ترجمہ: آپ کے لئے وہ فضل واحسان والا (پالنہار) کافی ہے جس کی رحمت وکفایت تمام مخلوقات کو محیط ہے۔ تمہارے لئے وہ پروردگار کافی ہے جس کی مہربانیاں اور رحمت وشفقت پیہم تم پر برس رہی ہیں۔ تمہارے لیے وہ رب کافی ہے جس نے اب تک (تمہارے گناہوں پر) پردہ ڈال رکھا ہے، اور جب تم اس کی نافرمانی کرتے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ پالنہار تمہارے لئے کافی ہے جس کی حفاظت ونگہبانی تمہیں ہمیشہ سے حاصل رہی ہے۔ تمہارے لئے وہ پروردگار کافی ہے جس کے فضل واحسان سے تم خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی مستفید ہوتے رہتے ہو۔

اے اللہ !اے کافی و محافظ !تو ہمیں حلال (رزق) دے کر حرام سے کفایت کردے اور اپنے فضل واحسان سے نواز کر اپنے سوا ہر کسی سے بے نیاز کردے۔

(۸۰،۸۱)
المَولَى، الوَلِيُّ جل جلاله

آپ کو ایک معاون، مربی، مرجع وماوی اور اس ذات کی ضرورت ہے جس پر آپ توکل کریں، آپ کو ایک آقا کی حاجت ہے، اس ذات کی ضرورت ہے جو آپ کو یہ اطمینان دلا سکے کہ یہ زندگی رنج وملال سے عبارت ہے، آپ کو ایک مضبوط وقوی (پروردگار) کی حاجت ہے جو آپ کو دشمنوں کی برائیوں سے محفوظ رکھ سکے، آپ اپنے آقا کے محتاج ہیں۔

أَتيتُك راجيًا يا ذا الجلالِ ففرّج ما تَرى من سوءِ حَالي
إلى مَن يَشتَكِي المملوكُ إلا إلى مولاهُ يا مَولى الموالِي

ترجمہ: اے عظمت وجلالت والے پروردگار میں تیرے در پر امید لے کر آیا ہوں، تو میری بدحالی کو دور فرمادے، اے تمام آقاؤں کے آقا! غلام اپنے آقا کے سوا آخر کس سے شکوہ کرے۔

اللہ پاک وبرتر اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: { وَهُوَ ٱلۡوَلِيُّ ٱلۡحَمِيدُ ٢٨ } [سورۃ الشوری:28]

ترجمہ: وہی ہے کارساز اور ہر تعریف کا سزاوار۔

نیز فرمایا: {ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُخۡرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۖ } [سورۃ البقرۃ:257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر نور ایمان تک پہنچاتا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار تمام مخلوقات کا کارساز اور آقا ہے، اسی نے (ان کی) خلقت کی اور وہی ان کی تدبیر کرتا ہے اور ہمہ وقت آسمانوں اور زمینوں کے تمام معاملات میں تصرف کرتا ہے، اس کے سوا ہمارا کوئی کارساز نہیں

جو ہمیں فائدے پہنچائے اور ہم سے نقصان، برائی اور بدی کو دور کر دے، ہماری پیشانیاں اسی عزیز وبرتر کے ہاتھ میں ہیں۔

یہ عمومی ولایت وکارسازی ہے، جو کہ: تمام مخلوق کی تخلیق اور تدبیر سے عبارت ہے، خواہ وہ نیک ہوں یا فاجر، مومن ہوں یا کافر۔

رہی خصوصی ولایت وکارسازی تو یہ اللہ کے متقی بندوں کے لئے ہے، بایں طور کہ اللہ انہیں جہالت، کفر اور معصیت کی تاریکیوں سے نکال کر علم، ایمان اور اطاعت کی روشنی عطا کرتا ہے، دشمن پر ان کو فتح سے نوازتا اور ان کے تمام دنیوی اور دینی معاملات کو درست کر دیتا ہے۔

یہ ایسی ولایت وکارسازی ہے جو رحمت ومہربانی، اصلاح، حفاظت اور محبت کی متقاضی ہے، جیسا کہ اللہ عزیز وبرتر نے فرمایا: {ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُخۡرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۖ } [سورة البقرة:257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر نور ایمان تک پہنچاتا ہے۔

- **تابعداری کے بقدر ہی ولایت وکارسازی حاصل ہوتی ہے:**

جس قدر بندہ مومن اپنے پروردگار سے محبت رکھتا ہے، اسی قدر اسے اللہ پاک وبرتر کی ولایت حاصل ہوتی ہے، ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ولایت کی اصل: محبت ہے، محبت کے بغیر ولایت وکارسازی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ عداوت ودشمنی کی بنیاد: بغض ونفرت ہے۔

اللہ اپنے مومن بندوں کا دوست ہے، اور وہ اپنے پروردگار کے دوست ہیں، وہ اپنی محبت کے ذریعے سے اللہ کی ولایت کا تقاضہ پورا کرتے ہیں، اور اللہ بھی ان سے محبت کر کے انہیں اپنا ولی رکھتا ہے، چناں چہ اللہ اپنے مومن بندے کی محبت کے بقدر ہی اس سے محبت رکھتا ہے"۔

اللہ کی ولایت کسی اور کی ولایت کی طرح نہیں ہے:

{ لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ } [سورۃ الشوری:11]

ترجمہ: کوئی چیز اس کے مانند نہیں، وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اللہ پاک وبرتر اپنے بندے کو اپنا ولی رکھتا ہے بایں طور کہ اس پر فضل واحسان کرتا، اس (کے حزن وملال کو) دور کر دیتا اور اس پر رحم فرماتا ہے: {ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ} [سورۃ البقرۃ:257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

برخلاف مخلوق کے، کیوں کہ مخلوق دوسری مخلوق سے اس لئے دوستی رکھتی ہے کہ دوستی کے ذریعے اسے تقویت اور (مال ودولت میں) کثرت حاصل ہو، کیوں کہ بندہ عاجز ونادار اور ضرورت مند ہوتا ہے۔

لیکن اللہ پاک وبرتر زبردست اور بے نیاز ہے، وہ ذلت وعاجزی اور حاجت وضرورت کی وجہ سے (کسی کو اپنا) دوست نہیں بناتا، اللہ عزیز وبرتر فرماتا ہے:

{وَقُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدٗا وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٞ فِي ٱلۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ وَلِيّٞ مِّنَ ٱلذُّلِّۖ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيرَۢا } [سورۃ الإسراء:111]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے اپنی کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ (آسمان وزمین کی) بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ عاجزی کی بنیاد پر کوئی اس کا دوست ہے، اور آپ اس کی خوب بڑائی بیان کرتے رہیے۔

▪ قوم کی سوچ وفکر...

اللہ کے بندوں میں جو ولی ہوتے ہیں ان کی صفت یہ ہے کہ: وہ اللہ ورسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں، جو اللہ اور رسول سے محبت کرتے ہیں، انہیں بھی محبوب رکھتے ہیں، جو اللہ اور رسول سے نفرت کرتے ہیں، ان سے وہ نفرت کرتے ہیں، اور جو اللہ ورسول سے دوستی کرتے، ان سے وہ دوستی کرتے ہیں، جو اللہ ورسول کو اپنا دشمن مانتے ہیں، ان سے وہ بھی دشمنی رکھتے ہیں، اللہ کی اطاعت پر عمل کرتے اور اس کی نافرمانی سے باز رہتے ہیں:

{وَمَن يَتَوَلَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَإِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْغَٰلِبُونَ} [سورة المائدة:56]

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالی سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقین مانے کہ اللہ تعالی کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

{لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْأَخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ } [سورة المجادلة:22]

ترجمہ: اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔

- **راستہ:**

ولایت دو ہی طریقوں سے حاصل کی جاسکتی ہے: تقویٰ اور ایمان کے ذریعے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

(أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ)

ترجمہ: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔ ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی ولایت کسبی ہے، (جس کو حاصل کرنے کے لیے) اس کے اسباب اور قلبی اور بدنی اعمال (کو بروئے عمل لانا لازمی ہے)، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَاۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ} [سورۃ العنکبوت:69]

ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں، ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔

{وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ} [سورۃ الأنعام:127]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے، ان کے اعمال کی وجہ سے۔

اللہ عزیز وبرتر کی دوستی میں لوگوں کے درجات الگ الگ ہوتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح ایمان اور تقویٰ میں ان کے درجات مختلف ہوتے ہیں۔

- **قبولیت کی کنجیاں:**

بندہ جس قدر اللہ پاک وبرتر سے قریب ہوتا جاتا ہے، فرائض اور دین کے فضائل پر عمل پیرا ہو کر، اللہ پاک وبرتر سے اس کی محبت اور قربت بھی اسی قدر بڑھتی جاتی ہے۔

نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس کے خلاف میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی عبادت مجھے اتنی پسند نہیں جس قدر وہ عبادت پسند ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے، میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے بھی مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے دیتا ہوں، مجھے کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرنے والا ہوتا ہوں، جو مجھے مومن کی جان نکالتے وقت ہوتا ہے، وہ موت کو بوجہ تکلیف پسند نہیں کرتا اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا اچھا نہیں لگتا ہے" [بخاری ومسلم]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ولی اسی وقت اللہ کا ولی بنتا ہے جب وہ رسول ﷺ کا فرمانبردار ہو، باطنی طور پر بھی اور ظاہری طور پر بھی، جس قدر رسول کا وہ فرمانبردار ہو گا، اسی قدر اس کو اللہ کی ولایت حاصل ہو گی"۔

- **جب اللہ آپ کو اپنا دوست بنالیتا ہے تو (اپنے انعام واکرام سے) آپ کو حیرت میں ڈال دیتا ہے!**

اس خصوصی دوستی اور ولایت کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے بندوں پر لطف ومہربانی کرتا اور انہیں (نیک اعمال کی) توفیق سے نوازتا ہے:

{ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُخۡرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۖ } [سورۃالبقرۃ:257]

ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہے، وہ انہیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر نور ایمان تک پہنچاتا ہے۔

اس ولایت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ (اللہ اپنے ولی) کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور ان پر اپنی رحمت نازل فرماتاہے:

{ أَنتَ وَلِيُّنَا فَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَاۖ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلۡغَٰفِرِينَ } [سورۃالأعراف:155]

ترجمہ: تو ہی تو ہمارا کارساز ہے، پس ہم پر مغفرت اور رحمت فرما اور تو سب معافی دینے والوں سے زیادہ اچھا ہے۔

نیز اس ولایت ودوستی کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ دشمنوں کے خلاف نصرت وفتح اور تائید وہمنوائی سے ہمکنار کرتا ہے:

{ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَ } [سورۃالبقرۃ:286]

ترجمہ: تو ہی تو ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

مزید اللہ پاک وبرتر فرماتاہے:

{بَلِ ٱللَّهُ مَوۡلَىٰكُمۡۖ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلنَّٰصِرِينَ } [سورۃآل عمران:150]

ترجمہ: بلکہ اللہ ہی تمہارا مولاہے اور وہی بہترین مدد گار ہے۔

اس ولایت کا تقاضہ ہے (کہ اللہ اپنے ولیوں کو) جنت میں داخل کرکے جہنم سے نجات عطا فرمائے، فرمان باری تعالی ہے: { ۞لَهُمۡ دَارُ ٱلسَّلَٰمِ عِندَ رَبِّهِمۡۖ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ} [سورۃالأنعام:127]

ترجمہ: ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ تعالی ان سے محبت رکھتا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے۔

یہ اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے کہ آپ کو اللہ کی ولایت ودوستی حاصل ہو، فرمان الہی ہے:

{ نِعْمَ ٱلْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ ٱلنَّصِيرُ } [سورۃ الأنفال:40]

ترجمہ: وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔

اللہ عزیز وبرتر اگر آپ کا ولی ہوگا تو آپ کو دنیاوآخرت کا امن وسکون حاصل ہو جائے گا:

{ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱلْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ } [سورۃ الأنعام:82]

ترجمہ: ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔

پھر آپ مطمئن رہیں گے، کیوں کہ آپ کو اللہ عزیز وبرتر کی معیت حاصل ہوگی، آپ کی زبان پر ہمیشہ یہ ورد ہوگا:

{قُل لَّن يُصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَىٰنَاۚ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ} [سورۃ التوبۃ:51]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کہ کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی وہ ہمارا کارساز اور مولی ہے، مومنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

وہ آپ پر سختی اور تنگی اس لئے کرتا ہے کہ آپ کو اپنا برگزیدہ بندہ بنالے:

{وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُواْ فِي ٱلْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ ٱلْوَٰرِثِينَ} [سورۃ القصص:5]

ترجمہ: ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم انہیں کو پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں۔

جب آپ کا آقا آپ کو اپنی ولایت وحفاظت میں لے لیتا ہے تو آپ سخت نگہبانی اور بڑی نعمت میں ہوتے ہیں، آپ غلطی کرتے ہیں تو وہ آپ کو سزا دیتا ہے، آپ فضول خرچی کرتے ہیں تو وہ آپ کو تنگ دست کر دیتا ہے، آپ کبر وغرور کرتے ہیں تو وہ آپ کی تادیب وسرزنش کرتا ہے، ایسا صرف اس لئے کہ اللہ تعالی آپ کا آقا ومولی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز اور بہت اچھا مددگار ہے۔

آپ یقینی طور پر جانتے ہیں کہ یہ محبت کرنے والے (پالنہار) کی سرزنش ہے، عذاب نہیں، کیوں کہ اللہ تعالی اپنے محبوب بندوں کو عذاب نہیں دیتا:

{وَقَالَتِ ٱلْيَهُودُ وَٱلنَّصَٰرَىٰ نَحْنُ أَبْنَٰٓؤُا۟ ٱللَّهِ وَأَحِبَّٰٓؤُهُۥ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ} [سورة المائدة:18]

ترجمہ: یہود ونصاری کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں تمہارے گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے؟ نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو۔

إلهي أنتَ للإحسانِ أهلٌ ومنكَ الجودُ والفضلُ الجزيلُ
إلهي جُد بِعفوِك لي فإني على الأبوابِ منكسرٌ ذليلُ

ترجمہ: اے میرے معبود! تو فضل واحسان کا سزاوار ہے، تجھ سے ہی ساری سخاوت، اور بڑے بڑے فضل واحسان حاصل ہوتے ہیں۔ میرے معبود! مجھ پر اپنی بخشش کی نوازش فرما، کیوں کہ میں تیرے در پر عاجزی اور ذلت وانکساری کے ساتھ بیٹھا ہوں۔

اے اللہ ! ہم تیرے اسم گرامی (المولی / ولی وکارساز) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں جنت میں داخل کرکے ہم پر احسان کر اور ہمیں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی اپنے دوستوں میں شمار فرما۔

(۸۲)

الهَادِی جل جلاله

ضللتُ زماناً لستُ أعرفُ الهُدَى وقد كان ذاكم ظلمةً في فُؤاديا

فلما أراد اللّٰهُ دَفعي للهُدى أبانَ سبيلَ الحقِ لي و هَدانيا

فألقيتُ عني ظُلمةَ الغيِ والرَدَى و يَمّمتُ نورًا للهدايةِ بَاديا

و صِرتُ إلى دينِ النبيِ محمدٍ رشيدًا و من الضلالةِ داعيا

ترجمہ: میں ایک زمانے تک گم گشتہ راہ اور حق سے نا آشنا رہا۔اس وقت میرے دل کی دنیا تاریک تھی۔ لیکن جب اللہ نے مجھے ہدایت دینا چاہا تو میرے لئے راہِ حق کو واضح کر دیا اور مجھے ہدایت سے سرفراز فرمادیا۔ پھر میں گمراہی اور ہلاکت کی تاریکی کو دور پھینک کر نور اور واضح ہدایت کی راہ پر لگ گیا۔ میں نبی محمد ﷺ کے دین کا راہی بن گیا اور گمراہی (سے نجات پانے) کے بعد (ہدایت کی) طرف دعوت دینے لگا۔

بندوں پر اللہ عزیز وبرتر کی رحمت ہی ہے کہ: اس نے ہدایت کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، اور اپنی ذات کو اللہ عزیز وبرتر نے (الہادی / ہدایت دینے والا) سے موسوم کیا ہے۔

ہم اس اسم گرامی پر غور وفکر کرتے ہیں، اور اللہ سے دعا گو ہیں کہ: ہمیں اپنے اذن سے حق اور راہ مستقیم کی ہدایت عطا کرے۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: ﴿ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَهَادِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ﴾ [سورة الحج:54]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی ایمان داروں کو راہِ راست کی طرف رہبری کرنے والا ہی ہے۔

نیز اللہ فرماتا ہے: { وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا } [سورۃ الفرقان:31]

ترجمہ: تیرا رب ہی ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار وہ ہے جو بندوں کو حصول منفعت اور دفع مضرت کی رہنمائی کرتا ہے، انہیں جس چیز کا علم نہیں، اس کا علم عطا کرتا ہے، انہیں توفیق و راستی کی ہدایت دیتا ہے، انہیں تقوی و خشیت سے سرفراز کرتا ہے، ان کے دل کو اپنی طرف مائل اور اپنے حکم کا تابع کر دیتا ہے۔

- **انسان کے لئے اللہ کی ہدایت و رہنمائی...**

اس کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: عمومی ہدایت، یعنی: ہر نفس کو زندگی کی مصلحتوں اور ضروریات کی رہنمائی کرنا، یہ ہدایت تمام قسم کے حیوان کو شامل ہے، خواہ حیوان ناطق ہو یا بے زبان جانور، چرند و پرند ہوں یا چوپائے، فصیح زبان ہو یا عجمی۔

دوسری قسم: مکلف بندوں کو حق و راستی کی رہنمائی، جو کہ دراصل: اللہ عزیز و برتر کا اپنی مخلوق پر حجت (قائم کرنا) ہے، جو کسی بندے کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس پر حجت نہ قائم کر دے۔

اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَٰهُمْ فَٱسْتَحَبُّوا۟ ٱلْعَمَىٰ عَلَى ٱلْهُدَىٰ } [سورۃ فصلت:17]

ترجمہ: رہے ثمود، سو ہم نے ان کی بھی رہبری کی پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی۔

تیسری قسم: توفیق و راستی کی ہدایت دینا اور حق کو قبول کرنے اور اس سے راضی رہنے کے لئے شرح صدر سے نوازنا، اللہ پاک و برتر کا فرمان ہے:

{وَمَن يَهۡدِ ٱللَّهُ فَهُوَ ٱلۡمُهۡتَدِۖ} [سورۃ الإسراء:97]

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دے، سو ہدایت پانے والا وہی ہے۔

نیز فرمایا: { وَمَن يُؤۡمِنۢ بِٱللَّهِ يَهۡدِ قَلۡبَهُۥۚ } [سورۃ التغابن:11]

ترجمہ: جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔

اسی لئے اللہ نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس سے ہدایت طلب کریں، بلکہ یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ ہر رکعت میں اللہ سے ہدایت کی دعا کریں:

{ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ} [سورۃ الفاتحۃ:6]

ترجمہ: ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔

چوتھی قسم: قیامت کے دن جنت اور جہنم کی رہنمائی کرنا، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{سَيَهۡدِيهِمۡ وَيُصۡلِحُ بَالَهُمۡ} [سورۃ محمد:5]

ترجمہ: انہیں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے گا۔

نیز فرمایا: { وَقَالُواْ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي هَدَىٰنَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهۡتَدِيَ لَوۡلَآ أَنۡ هَدَىٰنَا ٱللَّهُۖ } [سورۃ الأعراف:43]

ترجمہ: اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتا۔

رہی بات جہنم کی رہنمائی کی تو اللہ عزیز وبرتر اس بارے میں فرماتا ہے:

{ٱحۡشُرُواْ ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ وَأَزۡوَٰجَهُمۡ وَمَا كَانُواْ يَعۡبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ فَٱهۡدُوهُمۡ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلۡجَحِيمِ} [سورۃ الصافات:22-23]

ترجمہ: ظالموں کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور جن کی وہ اللہ تعالی کے علاوہ پرستش کرتے تھے، (ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو۔

- **جس قدر آپ کی ہدایت میں اضافہ ہو گا اسی قدر آپ کی ترقی بھی بڑھے گی...**

ہدایت وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے (الہادی / ہدایت دینے والا اللہ) اپنے بندے کو سرفراز کرتا ہے، اس کے علاوہ ہر ایک نعمت فنا ہو جانے والی ہے۔

علمائے راسخین (پختہ علم والے) سب سے زیادہ اس نعمت کے حریص ہوتے ہیں، اور وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ یہ نعمت ان سے زائل نہ ہو: {رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوبَنَا بَعۡدَ إِذۡ هَدَيۡتَنَا} [سورۃ آل عمران:8]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے۔

ہدایت کی کوئی انتہا نہیں ہے، خواہ بندہ اس کے جس مقام پر بھی فائز ہو جائے! اس کی ہدایت کے اوپر بھی کوئی نہ کوئی ہدایت ہے، ہر ہدایت کے اوپر دوسری ہدایت ہوتی ہے، جس کی کوئی انتہا نہیں ہے، جب جب بندہ اپنے پروردگار کا تقوی اختیار کرتا ہے، تب تب اسے دوسری ہدایت کی ترقی ملتی ہے، چناں چہ جب تک اس کے اندر تقوی بڑھتا رہتا ہے، تب تک اس کی ہدایت میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{وَيَزِيدُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ٱهۡتَدَوۡاْ هُدٗىۗ} [سورۃ مریم:76]

ترجمہ: ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالی ہدایت میں بڑھاتا ہے۔

جب جب تقویٰ کا کوئی حصہ اس سے فوت ہوتا ہے، تب تب اسی کے بقدر ہدایت کا حصہ بھی اس سے کافور ہوتا ہے، اور جسے ہدایت نصیب ہو جاتی ہے، اسے دراصل ہمیشگی کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ } [سورۃ الفاتحۃ:6-7]

ترجمہ: ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔

ہدایت کی علامت: شرح صدر ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

{فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ } [سورۃ الأنعام:125]

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالی راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔

جسے اللہ ہدایت عطا کرے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا ہے، اسی طرح جس کو اللہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، فرمان باری تعالی ہے:

{ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ وَمَن يَهْدِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن مُّضِلٍّ } [سورۃ الزمر:36-37]

ترجمہ: جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو راہ دکھانے والا کوئی نہیں اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔

اسی لئے نبی ﷺ اکثر وبیشتر یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللهُم إني أسألُكَ الهُدَى، والتُّقَى، والعَفافَ، والغِنَى" (یعنی: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور (دل کا) غنی مانگتا ہوں)۔ [مسلم]

نیز آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: "قل: اللهم اهدِنِي وسَدِّدنِي" (یعنی- دعا کرتے ہوئے یہ کہو: اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھے راستے پر چلا)۔ [مسلم]

نیز آپ ﷺ نے حسن بن علی کو یہ تعلیم دی کہ آپ وتر کی نماز میں یہ دعا کیا کریں:"اللهم! اهدِنِي فِيمَن هَدَيتَ" (یعنی: اللہ! جن لوگوں کو تونے ہدایت دی ہے، مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ ہدایت دے)[یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

اطاعت ونافرمانی کے درمیان زندگی گزارنے کی ایک خطرناکی یہ ہے کہ آپ یہ نہیں جانتے کہ کس گھڑی آپ کا خاتمہ ہو جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"گناہ انسانی نفس کے تقاضوں میں سے ہے، اس لئے انسان ہر لمحہ ہدایت کا محتاج ہوتا ہے، بلکہ وہ کھانے پینے سے بھی زیادہ ہدایت کا محتاج ہوتا ہے"۔

آسمان کے دروازے پر دستک دیجئے!

اللہ عزیز وبرتر ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ارشاد فرماتا ہے:

{وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ} [سورۃ الصافات:99]

ترجمہ: اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میں تو ہجرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں، وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔

آپ اپنی کمزوری کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں وہ آپ کے پاس اپنی قوت کے ساتھ آئے گا... آپ اپنی ذلت وعاجزی کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں وہ اپنی عزت ورفعت کے ساتھ آپ کی طرف آئے گا.. اپنی وحشت اور خوف کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں وہ انس ومحبت کے ساتھ آپ کی طرف بڑھے گا... آپ فقر ومحتاجگی کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں، وہ اپنی مالداری اور بے نیازی کے ساتھ آپ کی طرف آئے گا.. آپ اپنے حزن وملال کے ساتھ اللہ کی طرف جائیں، وہ اپنی فراخی و کشادگی کے ساتھ آپ کی طرف آئے گا.. آپ اپنے غم واندوہ کے ساتھ اللہ کی طرف بڑھیں وہ اپنی فرحت وشادمانی کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کرے گا۔

إلهي أجِرني من عذابِك إنني — أسيرٌ ذليلٌ خائفٌ لك أخضعَ

إلهي إذِقني طُعمَ عَفوكِ يومَ لا — بنونٌ و لا مالٌ هنالك ينفعُ

ترجمہ: میرے معبود! مجھے اپنے عذاب سے نجات عطا کر، میں تیرا غلام، ذلیل وخوار، خائف وہراساں ہوں اور تیرے سامنے سرنگوں ہوتا ہوں۔ میرے معبود! مجھے اس دن اپنے عفو ودرگزر کی چاشنی سے شاد کام کرنا جس دن نہ اولاد کام آئیں گی اور نہ مال ودولت۔

■ **آخری بات..**

شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے ایک رات اپنے والد کے ساتھ جاگ کر (عبادت کی)، جب کہ ہمارے ارد گرد سارے لوگ سوئے ہوئے تھے، میں نے کہا: ان میں سے کوئی نہیں اٹھا کہ دو رکعت نماز بھی ادا کر سکے! انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر تم سوئے رہتے تو یہ بہتر تھا اس بات سے کہ تم مخلوق کی عیب جوئی کرو"۔

آپ کا راہ حق پر قائم رہنے سے آپ کو یہ حق نہیں ملتا کہ آپ دوسروں کی گمراہی کا مذاق اڑائیں، یاد رکھیں کہ لوگوں کے دل رحمن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، انہیں جیسے چاہتا ہے پھیر تا رہتا ہے، اس لئے نہ اپنے عمل پر غرور کریں اور نہ اپنی عبادت پر، کیوں کہ یہ تو صرف آپ پر اللہ کا احسان ہے، لہذا اللہ سے اپنے لیے ثابت قدمی اور دوسروں کے لیے ہدایت کی دعا کرتے رہیے، اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا جو تمام انسانوں سے بہتر تھے:

{وَلَوۡلَآ أَن ثَبَّتۡنَٰكَ لَقَدۡ كِدتَّ تَرۡكَنُ إِلَيۡهِمۡ شَيۡـٔٗا قَلِيلًا} [سورۃ الإسراء:74]

ترجمہ: اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو بہت ممکن تھا کہ ان کی طرف قدرے قلیل مائل ہو ہی جاتے۔

اے اللہ! اے ہدایت دینے والے (پروردگار!) ہمیں اپنی مشیئت سے (لوگوں کے) اختلاف میں حق کی رہبری فرما، یقینا تو جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

(۸۳)
النَّصِيرُ جل جلاله

صحیحین میں آیا ہے کہ صلح حدیبیہ کی شروط رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر گراں گزریں... عمر بن خطاب کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: کیا آپ اللہ کے سچے پیغمبر نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہے، میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، ایسے ہی ہے، میں نے عرض کیا: تو پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذلیل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا، وہ میرا مددگار ہے" [یہ الفاظ بخاری کے روایت کردہ ہیں]

تعاليتَ يا من تجعلُ الحقَ يَغلبُ ويَهزِمُ شرًا قد تمادى يخرِّبُ

فأنت الذي تُعطي الحقوقَ لأهلها فنَصرُك أقوى ما يكون وأقربُ

ترجمہ: اے وہ (پالنہار) جو حق کو غالب رکھتا، اور تخریب کار شر اور بدی کو شکست دیتا ہے، تو ہی حقداروں کو حقوق بہم پہنچاتا ہے، تیری نصرت و مدد سب سے مضبوط اور قریب ہے۔

اللہ تعالی اپنی بلند و برتر ذات کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

{ فَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ مَوۡلَىٰكُمۡۚ نِعۡمَ ٱلۡمَوۡلَىٰ وَنِعۡمَ ٱلنَّصِيرُ } [سورۃ الأنفال:40]

ترجمہ: یقین رکھیں کہ اللہ تعالی تمہارا کارساز ہے، وہ بہت اچھا کارساز ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے (جس کا وعدہ ہے کہ وہ) اپنے رسولوں، نبیوں اور ولیوں کو دنیا میں اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے، ان کے دشمنوں پر نصرت وفتح عطا کرے گا، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: {إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَيَوۡمَ يَقُومُ ٱلۡأَشۡهَٰدُ} [سورة غافر:51]

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

ہمارا پروردگار کمزوروں کی مدد کرتا اور مظلوموں کے جور وستم کو دور کرتا ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ اللہ کے علاوہ ان کا کوئی حامی ومددگار نہیں ہوتا۔

ہمارا پروردگار عزوجل مومنوں کو ان کے دشمنوں پر فتح ونصرت سے نوازتا ہے، خواہ وہ خارجی دشمن ہوں جیسے کافر اور ظالم لوگ، یا وہ داخلی دشمن ہوں جیسے نفس اور شیطان، یہ دونوں دشمن مومن کے لئے اس کے خارجی دشمن سے بھی زیادہ نقصاندہ ہیں: {وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَاۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ} [سورۃ العنکبوت:69]

ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔ یقیناً اللہ تعالی نیکوکاروں کا ساتھی ہے۔

جب اللہ کی نصرت نازل ہوتی ہے، تو جسے اس کی مدد حاصل ہوتی ہے اسے نہ کوئی زیر کرسکتا ہے اور نہ کوئی رسوا: {إِن يَنصُرۡكُمُ ٱللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمۡۖ} [سورۃ آل عمران:160]

ترجمہ: اگر اللہ تعالی تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

- **نصرت و مدد کی شکلیں:**

مومن بندوں کو اللہ عزیز وبرتر مختلف قسم کی نصرت سے نوازتا ہے، جہاں سے بندے کو گمان بھی نہیں رہتا، نصرت الٰہی کی اقسام بے حد و بے شمار ہیں:

کبھی فرشتوں کے ذریعے ان کی تائید وحمایت کرتا ہے، جیسا کہ نبی اور صحابہ کے ساتھ غزوہ بدر میں ہوا، کبھی ہوا کے ذریعے ان کی مدد کرتا ہے، جیسا کہ عاد و ثمود کے ساتھ اور غزوہ احزاب میں ہوا، یا ابابیل نامی پرندوں کو بھیج کر ان کی مدد کرتا ہے، جیسا کہ اصحاب فیل کے قصے میں نظر آتا ہے، یا بلند آواز کے ذریعے (دشمن کو تہ وبالا کر دیتا ہے)، جیسا کہ قوم ثمود کے ساتھ ہوا، یا زمین دوز کر کے (دشمن کو بے نام ونشاں کر دیتا ہے) جیسے قارون کے ساتھ کیا، یا ان کی (بستی کو اوپر اٹھا کر) اوندھے منہ نیچے گرا دیتا ہے، جیسا کہ قوم لوط کے ساتھ ہوا، یا طوفان کو (دشمنوں) پر مسلط کر دیتا ہے، جیسا کہ قوم نوح کے ساتھ ہوا۔

اللہ عزیز وبرتر کی فوجیں بے شمار ہیں، اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مدد و نصرت کی شکل کبھی یہ ہوتی ہے کہ دشمنوں پر فتح اور غلبہ حاصل ہوتا ہے، جیسے داود، سلیمان علیہما السلام اور نبی ﷺ کے ساتھ ہوا۔

اس کی شکل کبھی یہ ہوتی ہے کہ رسولوں کی زندگی میں ہی جھٹلانے والوں سے انتقام لیا جاتا ہے، جیسے کہ قوم نوح، قوم لوط اور فرعون وغیرہ کی ہلاکت۔ یا رسولوں کی موت کے بعد (ان سے انتقام لیا جاتا ہے)، جیسا کہ یحیی علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے قاتلوں پر بختنصر کو مسلط کر دیا اور عیسی علیہ السلام کے قتل کی سازش رچنے والوں پر روم کو مسلط کر دیا۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: {إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ ٱلْأَشْهَٰدُ} [سورۃ غافر:51]

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان لانے والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

- **کافی (وشافی) جواب...**

سدی کہتے ہیں: "انبیائے کرام اور مومنوں کو دنیا میں (ان کے دشمنوں کے ہاتھوں) قتل کر دیا جاتا تھا جب کہ وہ نصرت یافتہ اور فتح یاب ہوتے تھے، وہ یوں کہ وہ قوم جو ان انبیاء اور مومنوں کے ساتھ ایسا کرتی تھی، وہ اس وقت تک فنا نہ ہوتی جب تک کہ اللہ ایسی قوم نہ بھیج دیتا جو ان سے ان مقتولوں کا بدلہ لیتی، اس طرح اس آیت سے جو اشکال پیدا ہوتا ہے، وہ دور ہو جاتا ہے"۔

دوسرا اشکال جو بعض لوگ اس فرمان باری تعالی کے تعلق سے پیش کرتے ہیں:

{ وَلَن يَجْعَلَ ٱللَّهُ لِلْكَٰفِرِينَ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا } [سورۃ النساء:141]

ترجمہ: اللہ تعالی کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔

تو آخرت کے تعلق سے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

رہی بات دنیا کی تو اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"اگر ایمان میں کمی آجائے گی تو ایمان کی اس کمی کے بقدر ان کے دشمنوں کو ان پر راہ مل جائے گی۔ کیوں کہ مومن قوی و تونگر، غالب و زور آور، کامیاب و فتح یاب ہوتا ہے: {إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ ٱلْأَشْهَٰدُ } [سورۃ غافر:51]

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان لانے والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

کافروں کے جس تسلط اور غلبہ کا مشاہدہ مسلمان موجودہ زمانے میں کر رہے ہیں، اس کی وجہ وہ کمی وزیادتی ہے جو مسلمانوں نے خود اپنے دین کے اندر ایجاد کی ہے، اگر وہ اس سے توبہ کر لیں اور ان کا ایمان مکمل ہو جائے، تو اللہ عزیز وبرتر کی طرف سے نصرت ومدد آ کر رہے گی:

{وَعۡدَ ٱللَّهِۖ لَا يُخۡلِفُ ٱللَّهُ وَعۡدَهُۥ } [سورۃ الروم:6]

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالی اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

نصرت کی قیمت: ایمان، (دشمن کے مقابلے کی) تیاری اور صبر وشکیبائی ہے، کیوں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

{ وَكَانَ حَقًّا عَلَيۡنَا نَصۡرُ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ } [سورۃ الروم:47]

ترجمہ: ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔

نیز فرمایا: {وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن قُوَّةٖ } [سورۃ الأنفال:60]

ترجمہ: تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: { وَإِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔاۗ } [سورۃ آل عمران:120]

ترجمہ: تم اگر صبر کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔

نبی ﷺ سے وارد ہے، آپ نے فرمایا: "....نصرت ومدد صبر کے ساتھ آتی ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے مسند میں روایت کیا ہے]۔

(جب یہ صفات مومن کے اندر پیدا ہو جائیں) تب جا کر ناصر و مددگار اور کارساز پروردگار کی مدد نازل ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ عزیز و برتر کا فرمان ہے:

{ وَمَا ٱلنَّصۡرُ إِلَّا مِنۡ عِندِ ٱللَّهِ } [سورۃ آل عمران:126]

ترجمہ: مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

نیز فرمایا: {إِن يَنصُرۡكُمُ ٱللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمۡۖ} [سورۃ آل عمران:160]

ترجمہ: اگر اللہ تعالی تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

جب اللہ عزیز و برتر آپ کے ساتھ ہوگا تو آپ کو کون زیر کر سکتا ہے؟

اور اگر اللہ آپ سے نظر کرم پھیر لے تو کون آپ کا ناصر و مددگار ہوگا؟

جس نے اللہ کی پناہ لی، اللہ اس کے لئے کافی ہو گیا اور اس کی شان و مرتبت بلند ہو گئی:

{ وَٱعۡتَصِمُواْ بِٱللَّهِ هُوَ مَوۡلَىٰكُمۡۖ فَنِعۡمَ ٱلۡمَوۡلَىٰ وَنِعۡمَ ٱلنَّصِيرُ } [سورۃ الحج:78]

ترجمہ: اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے۔ پس کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے۔

مومن دوسرے مومن کو محبوب رکھتا ہے، غائبانے میں بھی اس کی مدد کرتا ہے، گرچہ ان کے درمیان ملک اور وقت کا فاصلہ ہی کیوں نہ ہو۔

اے اللہ! اے مددگار! کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

(۸۴)
الوَارِثُ جل جلاله

ایک حکیم و دانا شخص سے کہا گیا: کیا بات ہے کہ آپ ہمیشہ لاٹھی پکڑے رہتے ہیں جب کہ نہ تو آپ عمر دراز ہیں اور نہ ہی بیمار؟ انہوں نے جواب دیا: تاکہ میں یاد رکھوں کہ میں مسافر ہوں۔

حَملتُ العصا لا الضَعفُ أوجب حَملَها　　عليَّ ولا أني تَحَنيتُ من كِبرِ
و لكنني أَلزَمتُ نفسي حملَها　　لأُعلِمَها أن المقيمَ على سفرِ

ترجمہ: میں نے لاٹھی پکڑلی اس لئے نہیں کہ کمزوری نے مجھے اس کا محتاج کر دیا، اور نہ ہی اس لئے کہ کبر سنی کی وجہ سے میری کمر جھک گئی، بلکہ میں نے لاٹھی پکڑنے کو اپنے اوپر لازم کر لیا تاکہ اپنے نفس کو یہ بتا سکوں کہ (میری زندگی) ایک سفر ہے۔

مسافر کے لئے یہ اعلان کر دیجئے کہ تمہارے لئے اس دنیا میں (ہمیشگی) کا قیام نہیں ہے، اس لئے دنیا سے زیادہ جی نہ لگاؤ، یہ اعلان اللہ عزیز و برتر کے اس فرمان میں بھی آیا ہے:

(إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ) (سورة مريم: 40)

ترجمہ: خود زمین کے اور تمام زمین والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے۔

اللہ پاک و برتر وہ ہے جو: وارث ہے۔

آیئے ہم اللہ پاک وبرتر کے اسم گرامی (وارث) پر غور وفکر کرتے اور خود کو اس کی یاد دلاتے ہیں، تاکہ اللہ ہم پر رحم فرمائے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

(وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ) (سورة الحجر: 23)

ترجمہ: ہم ہی جلاتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی (بالآخر) وارث ہیں۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار تمام مخلوقات کی فنا کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے، زمینوں اور تمام تر آسمانوں میں رہنے والی ہر ایک چیز کے زوال کے بعد تمام چیزوں کا وارث بننے والا ہے۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار کسی کے وارث بنانے کے بنا ہی وارث ہے، وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، اس کی بادشاہت کو زوال نہیں، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

(إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ) (سورة مريم: 40)

ترجمہ: خود زمین کے اور تمام زمین والوں کے وارث ہم ہی ہوں گے اور سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار ہمیشہ سے تمام تر اشیاء کا مالک ہے، جسے چاہتا ہے ان چیزوں کا وارث اور جانشیں بناتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

(إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ) (سورة الأعراف: 128)

ترجمہ: یہ زمین اللہ تعالی کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مالک بنادے اور اخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو دنیا میں مومنوں کو کافروں کے گھروں کا وارث بناتا ہے اور آخرت میں بھی انہیں (جنت کے) منازل کا وارث بنائے گا۔

جہاں تک دنیا کی بات ہے تو اس تعلق سے اللہ تعالی فرماتا ہے:

(وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا) (سورة الأحزاب: 27)

ترجمہ: اس نے تمہیں ان کی زمینوں کا اور ان کے گھر بار کا اور ان کے مال کا وارث بنادیا اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندا نہیں۔

رہی بات آخرت کی تو اللہ پاک وبرتر فرماتا ہے:

(تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا) (سورة مريم: 63)

ترجمہ: یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے انہیں بناتے ہیں جو متقی ہوں۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:

(وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) (الأعراف: 43)

ترجمہ: جو کچھ ان کے دلوں میں (کینہ) تھا ہم اس کو دور کر دیں گے۔ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالی ہم کو نہ پہنچاتا۔واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آتے تھے اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔

اللہ عزیز وبرتر کی کتاب ہدایت وعزت اور سربلندی وکامرانی کی کتاب ہے جس کا وارث اللہ تعالی اپنے چنیدہ اور معزز بندوں کو بناتا ہے، فرمان الٰہی ہے:

(ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ) (فاطر: 32)

ترجمہ: ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے جاتے ہیں۔یہ بڑا فضل ہے۔

- **حقیقی ملکیت...**

مومن کا جانشیں ہونا اور اس کا اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا (اس کی تفصیل یہ ہے کہ): مومن پر اللہ کی کرم فرمائی ہے کہ: اس نے اسے اپنی عطا کردہ نعمتوں میں سے خرچ کرنے کا حکم دیا، جب کہ یہ ساری نعمتیں اسی پاک وبرتر کی خالص ملکیت ہیں، نیز اس پر بڑے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا، فرمان باری تعالی ہے:

(آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ) (الحديد: 7)

ترجمہ: اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں)کا جانشیں بنایا ہے، پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا:

(وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) (الحديد: 10)

ترجمہ: تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ دراصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (تنہا) اللہ ہی ہے۔

معلوم ہوا کہ حقیقی ملکیت وہی ہے جو بندہ آخرت کے لئے ذخیرہ کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں مطرف اپنے والد عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ سورت ألہاکم التکاثر کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ آدم کے بیٹے! تیرے مال میں سے تیرے لیے صرف وہی ہے جو تم نے کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا، یا صدقہ کرکے آگے بھیج دیا"۔

مومن یہ جانتا ہے کہ اس کا ہاتھ امانت دار کا ہاتھ ہے، جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ اللہ کی امانت ہے اور اللہ یہ دیکھ رہا ہے کہ وہ (اس امانت کے ساتھ) کیا کرتا ہے!

وما المالُ والأهلونَ إلا وَدَائِعُ ... ولا بُدَّ يومًا أن تُردَّ وَدَائِعُ

ترجمہ: مال و دولت اور اہل و عیال سب امانت ہیں، جو ایک دن ضرور لوٹا دی جائے گی۔

- دعا کی وحی...

آپ جان لیں کہ اس اسم گرامی کے ذریعے اللہ کی قربت حاصل کرنا اللہ پاک وبرتر کے اس فرمان کے عموم میں داخل ہے:

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف: 180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

بطور خاص جس چیز کی دعا کی جائے، اس کے درمیان اور مذکورہ اسم گرامی کے درمیان جو مناسبت ہو، اس کا خیال رکھا جائے، جیسا کہ اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام کی اس دعا میں آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں:

(وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ) (الأنبياء: 89)

ترجمہ: زکریا علیہ السلام کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو سب سے بہتر وارث ہے۔

نیز فرمایا: (فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا) (سورة مريم: 5-6)

ترجمہ: تو مجھے اپنے پاس سے وارث عطا فرما۔ جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کا بھی جانشین اور میرے رب! تو اسے مقبول بندہ بنالے۔

مذکورہ وراثت سے مراد: علم ونبوت اور دعوت الی اللہ کی وراثت ہے، نا کہ مال ودولت کی وراثت، ایسی ہی مبارک وراثت کا ذکر اللہ تعالی کے اس فرمان میں بھی ہوا ہے:

(وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ) (النمل: 16)

ترجمہ: داؤد کے وارث سلیمان ہوئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ دعا کیا کرتے تھے:

"اللهم أَمتِعني بِسَمعي وبصري، واجعلهما الوارثَ مني" (یعنی: اے اللہ! میرے کان اور آنکھ کو رکھ اور تادم حیات ان کی حفاظت فرما)۔

[یہ حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے المستدرک میں روایت کیا ہے]

علماء نے اس نام کے تعلق سے یہ اشارہ بھی فرمایا ہے: بندہ کو چاہئے کہ میراث کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ سے ڈرے، اور کسی بھی وارث پر ظلم نہ کرے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (الوارث) کے حوالے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ: ہمیں سماعت وبصارت سے مالامال کر اور ہمارے کان اور آنکھ کو تادم حیات محفوظ رکھ۔

(۸۵)
الشَّافِی جل جلاله

صحیحین میں آیا ہے کہ نبی ﷺ ایک اعرابی کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کی تسلی کے لئے فرمایا : "فکر کی کوئی بات نہیں، یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے "۔ اس اعرابي نے کہا: آپ کہتے ہیں: یہ پاک کرنے والی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو بخار ہے جو ایک بوڑھے پر غالب آگیا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کر رہے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”پھر ایسا ہی ہو گا!"۔

انسان کی شفایابی اور اس کی بیماری کی پائیداری عام طور پر خود اس کی نفسیات کا نتیجہ ہوتی ہے، جب ہمارے ذہن ودل میں اچھے خیالات آتے ہیں تو ہم خوش رہتے ہیں، اور جب شفایابی، نیک فالی اور اللہ سے حسنِ ظن پر مبنی خیالات ہم پر غالب رہتے ہیں تو ہم اذن الٰہی سے شفایاب ہو جاتے ہیں، لیکن جب بیماری کے خیالات اور (تشویشناک) وساوس ہمارے اوپر غالب ہوتے ہیں تو ہم عموماً بیماری ہی کی حالت میں پڑے رہتے ہیں۔

ہمارے پاک وبرتر پروردگار نے ہر بیمار شخص کے لئے امید کا دروازہ کھول رکھا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

(ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ) (غافر: 60)

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

نیز فرمان باری تعالی ہے: (وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف: 180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کر۔

اللہ کے اسمائے حسنی میں (الشافی/شفادینے والا) بھی ہے، آپ اس مبارک نام کے توسط سے اللہ کی قربت حاصل کریں، تاکہ اپنی مراد پاسکیں اور آپ کی ضرورت پوری ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے یا کسی مریض کو آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے: «أَذْهِبِ البَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا»

ترجمہ: "اے لوگوں کے رب! بیماری دور کردے، شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ایسی شفا دے جس کے بعد کوئی مرض باقی نہ رہے"۔

[اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے]

لغت میں شفاء کے معنی ہوتے ہیں: بیماری سے نجات پانا۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو بیماریوں کو دور کرتا ہے، اسباب اور امید کے ذریعہ بیمار کو شفایاب کرتا ہے، بسا اوقات دوا کے بغیر بھی بیمار شفایاب ہوجاتا ہے، جب کہ کبھی کبھی دوا کی پابندی کرنے سے بیماری دور ہوتی ہے، اور اس پر شفایابی کے اسباب مرتب ہوتے ہیں، اور (شفایابی کے) یہ دونوں ہی (طریقے) یکساں طور پر اللہ پاک وبرتر کی قدرت سے ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

جس طرح ہمارا پاک وبرتر پروردگار جسموں کو بیماریوں سے شفایاب کرتا ہے، اسی طرح ہمارے دلوں اور نفوس کو بھی بیماری اور تنگی سے شفا عطا کرتا ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ) (يونس: 57)

ترجمہ:اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔

وہ پاک وبرتر جسے چاہتا ہے شفایاب کرتا ہے،اور جس کے لئے شفا مقدر نہیں کرتا اس کی دوا کا علم ڈاکٹروں سے مخفی رکھتا ہے۔

وہ پاک وبرتر ہر طرح کی شفایابی کا تن تنہا مالک ہے،اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں،اس کی شفا کے علاوہ کوئی اور شفا نہیں،جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

(وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ) (الشعراء: 80)

ترجمہ:جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

اور جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"....تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں"[بخاری]

شفا دینے والے اللہ کی کرم فرمائی ہے کہ:اس نے کوئی بیماری ایسی نہیں پیدا کی جس کی دوا نہ پیدا کی ہو،نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:"دوا کیا کرو ، بلاشبہ اللہ عزوجل نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کی دوا بھی پیدا کی ہے ، سوائے ایک بیماری کے یعنی بڑھاپا (اس کا کوئی علاج نہیں) "[یہ حدیث صحیح ہے،اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

- **تیری پناہ...**

بیمار شخص کو بیماری لاحق ہوتی ہے، اس کے سامنے شفایابی کے سارے دروازے بند نظر آتے ہیں، زمین اپنی تمام تر کشادگی کے باوجود اس پر تنگ ہو جاتی ہے، مصیبت مزید بڑھ جاتی ہے، وہ مخلوقوں میں کوئی پناہ اور ٹھکانہ نہیں پاتا، اس وقت وہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے:

لقد ضَعضَعتنِي، وهِيَ سِرٌّ، ولم يَكُن ——— يُضَعضِعُنِي صَرفُ الزمانِ إذا عدَا

إذا ما أَسنَدت رأسِي إلى يَدِي ——— رَمَتنِي منها بالَّذِي يُوهِن اليَدَا

إذا اللَّيلُ أَعيَاهُ مُسَاجلةُ الضُحى ——— تَمَنّى لو أن الصُبحَ أصبح أسوَدَا

ترجمہ: اس نے مجھے کمزور اور رسوا کر دیا، جب کہ وہ پوشیدہ اور راز ہے، مجھے تو زمانے کی گردش بھی ختم نہ کر سکتی تھی۔ اگر میں اپنے ہاتھ پر سر رکھتا ہوں تو وہ مجھ پر ایسا وار کرتی ہے جو میرے ہاتھ کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ جب رات کو صبح نو کی کرنیں پچھاڑ دیتی ہیں تو وہ یہ تمنا کرتی ہے کہ کاش صبح تاریک ہو جاتی۔

ایسے موقع پر، انسانی نفوس میں موجود فطرت کی پکار کے بموجب بیمار شخص اللہ کی پناہ لیتا ہے، اور اس پاک و برتر پروردگار کے سامنے خود کو سپرد کر دیتا ہے:

(ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ) (النحل: 53)

ترجمہ: پھر جب بھی تمہیں کوئی مصیبت پیش آ جائے تو اسی کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو۔

بندہ مومن اسمِ "الشافی" (شفا دینے والے) کو ندا لگاتا ہے: اے شفا دینے والے! مجھے شفا عطا کر.. اے اللہ مجھے شفایاب کر دے!

جو مومن نہیں ہے، وہ بھی اسی کے در پر حاضر ہوتا اور اسی سے شفا کی امید کرتا ہے:(فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ) (الزمر: 49)

ترجمہ: انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیں تو کہنے لگتا ہے کہ اسے تو میں محض اپنے علم کی وجہ سے دیا گیا ہوں۔ بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں۔

الحاح وزاری اور صبر و تحمل کے بعد.... فراخی آتی ہے، اور اللہ شافی اپنے اذن سے شفا عطا کرتا ہے:

(أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ) (النمل: 62)

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کر دیتا ہے۔

اس کی نوازش مل کر رہتی ہے، اس کی سخاوت بڑی عظیم ہے، اسی کی فیاضی بیش بہا ہے، اسی لئے تو (ساری) ضرورت پوری ہو جاتی، دعا قبول کرلی جاتی، رحمت کا نزول ہوتا، آزمائش دور ہو جاتی اور شفایابی عطا ہو جاتی ہے۔

وكَم مِن مَريضٍ نَعاهُ الطَبيبُ إلى نَفسِهِ و تَولَّى كَئِيبًا

فَمَاتَ الطبيبُ وعاشَ المريضُ فأضحَى إلى الناسِ يَنعى الطَبيبَا

ترجمہ: کتنے ایسے بیمار ہیں کہ جن کو ڈاکٹر مردہ سمجھ کر غمگین اور افسردہ لوٹ جاتا ہے، جب کہ ڈاکٹر خود مر جاتا اور وہ مریض شفایاب ہو جاتا ہے، پھر وہی بیمار لوگوں کے پاس آکر اس ڈاکٹر کی وفات کی خبر دیتا ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "اللہ پاک وبرتر اپنے بندے کو اس لئے آزمائش میں نہیں ڈالتا کہ وہ اسے ہلاک کردے، بلکہ اس لئے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تاکہ اس کے صبر و تحمل اور بندگی کا امتحان لے، کیوں کہ بندے پر اللہ پاک وبرتر کا یہ حق ہے کہ وہ تنگی وپریشانی کے عالم میں (بھی) اس کی بندگی پر قائم رہے"۔

- **نیک لوگوں کا طریقہ..**

مومن اور غیر مومن میں فرق یہ ہے کہ: مومن کو یہ یقین رہتا ہے کہ پوری کائنات کی باگ ڈور اللہ پاک وبرتر کے ہاتھ میں ہے، وہی شفا دینے والا ہے، وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے، اور اس نے بیماری کو محض خیر کی بنیاد پر نازل کیا ہے جس کا علم اسی رحیم ومہربان اللہ کو ہے:

(وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ) (البقرة:216)

ترجمہ: ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور در اصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو۔

حوادث جس قدر بھی پریشان کن اور حالات جس قدر بھی پیچیدہ ہوں، ہوتا وہی ہے جو (اللہ) بلند وبالا کی مشیئت ہوتی ہے: (وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ)(یوسف:21)

ترجمہ: اللہ اپنے ارادے پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ بندہ مومن کو دیکھیں گے کہ اسے جو بیماری لاحق ہوتی ہے وہ اس پر راضی ہوتا ہے اور اللہ سے اجر کی امید کئے رہتا ہے۔

مومن یہ جان رہا ہوتا ہے کہ: "جو کچھ اسے پہنچا ہے، وہ کسی بھی صورت فوت نہیں ہو سکتا تھا، اور جو حاصل نہیں ہوا وہ کسی صورت حاصل نہیں ہو سکتا تھا" کیوں کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

(قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا) (التوبة: 51)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالو تو جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاؤ گے اللہ تعالیٰ اسے تم سے قبول نہیں کرے گا اور (جب تک) یہ نہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے، وہ کسی صورت فوت نہیں ہو سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا، وہ کسی صورت حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر تم اس عقیدے کے سوا کسی اور پر مر گئے تو جہنم میں جاؤ گے"۔

[یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابو داود نے روایت کیا ہے]۔

علی بن ابی طالب کا گزر عدی بن حاتم کے پاس سے ہوا تو دیکھا کہ وہ غمگین وافسردہ ہیں، تو انہوں نے عرض کیا: اے عدی! کیا بات ہے کہ تم غمگین وافسردہ معلوم پڑتے ہو؟ فرمایا: مجھے اس بات سے کون سی چیز روک سکتی ہے جب کہ میرے بچے قتل کر دیئے گئے اور میری آنکھ پھوٹ گئی؟ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عدی! جو شخص اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی ہوتا ہے، اس پر وہ فیصلہ تو جاری ہوتا ہی ہے، لیکن اسے اجر وثواب بھی ملتا ہے، اور جو شخص اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی نہیں رہتا، اس پر بھی وہ فیصلہ جاری ہوتا ہے، لیکن اس کے اعمال رائیگاں ہو جاتے ہیں"۔

علماء کہتے ہیں: جس قدر انسان اللہ کے سامنے محتاجگی ظاہر کرتا ہے، اس کے در پر حاضری دیتا ہے، اس سے لو لگاتا ہے، اسی کے بقدر اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اسے فراخی ملتی ہے اور اس کی پکار سنی جاتی ہے۔

ہم میں سے ہر شخص کو بیماری کا تجربہ ہے، اور اس بات کا علم کہ کس طرح بیماری ہماری کمزوری سے پردہ اٹھا دیتی ہے، اور یہ کہ اللہ بزرگ وبرتر کے بغیر ہماری اپنی کوئی طاقت و قوت نہیں، جب وہ پروردگار ہماری بیماری دور کر دیتا اور ہم شفایاب ہو جاتے ہیں تو ہماری حالت ویسی ہی ہو جاتی ہے جس کی ترجمانی شاعر نے یوں کی ہے:

نحن نَدعُو الإلهَ في كُلِ كَربٍ ثم ننساهُ عِندَ كَشفِ الكُرُوبِ

كيفَ نَرجُو إجابةً لِدُعاءٍ قَد سَدَدنَا طَرِيقَها بالذُّنُوبِ

ترجمہ: ہم ہر مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے ہیں، پھر جب مصیبت دور ہو جاتی ہے تو ہم اسے فراموش کر دیتے ہیں۔ ہم کیوں کر دعا کی قبولیت کی امید کرتے ہیں جب کہ ہم اپنے گناہوں سے اس کا دروازہ بند کر دیتے ہیں۔

اللہ عزیز وبرتر کے ساتھ ہمارا معاملہ بڑا عجیب وغریب ہے!

- **غم نہ کریں!**

جب آپ کسی بیماری سے دوچار ہوں تو یاد رکھیں کہ: اللہ ہی شفا دینے والا ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، اگر آپ کو ایسا لگتا ہے کہ آپ کی بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے، تو آپ اللہ کے ساتھ بدگمانی کرتے ہیں! آپ صرف حسن ظن رکھتے ہوئے اور صدق دل سے التجا کرتے ہوئے اسے پکاریں، اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر و تحمل سے کام لیں اور صدقہ وخیرات کرتے رہیں، اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا کریں: اے شفا دینے والے (پروردگار) مجھے شفا عطا کر! کیوں کہ وہ حق ہے، اس کا فرمان حق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے: (وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْـــتَجِبْ لَكُمْ) (غافر: 60)

ترجمہ: تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاوں کو قبول کروں گا۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ زندہ وموجود ہے اور شریف ہے۔ اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہاتھ پھیلا دے تو وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی اور ناکام ونامراد واپس کردے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

(أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ) (غافر: 60)

ترجمہ: بے کس کی پکار کو جو جب وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔

جب آپ اس حالت پر قائم رہیں گے تو اللہ تعالی آپ کو عظیم اجر وثواب سے سرفراز فرمائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالی اس کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھ جائے تو وہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے"۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "اللہ کی جنت میں ایسے (بہت سے) بلند وبالا منازل ہیں جنہیں صرف وہی بندے پاسکتے ہیں جو آزمائش سے دوچار ہوتے ہیں"۔

آپ ان لوگوں کو دیکھ کر دکھ محسوس کرتے ہوں گے جو آزمائش سے دوچار ہوتے ہیں، ہر گھر میں کوئی نہ کوئی نوحہ خواں ہے، ہر رخسار پر آنسو کے قطرے ہیں، ہر وادی میں بنو سعد ہیں۔

مصیبتیں تو بہت ہیں لیکن کتنے ایسے لوگ ہیں جو ان پر صبر کرتے ہیں؟

آپ تن تنہا مصیبت سے دوچار نہیں، بلکہ دوسروں کے مقابلے میں آپ کی مصیبت ہیچ اور کم ہے۔

کتنے ایسے بیمار ہیں جو سالوں سے صاحب فراش ہیں؟ دائیں بائیں کروٹ لے رہے ہیں، درد سے کراہ رہے ہیں، اور بیماری (کی اذیت) سے چیخ رہے ہیں۔

یاد رکھیں کہ یہ دنیا مومن کے لئے قید خانے (کی مانند) ہے، یہ ان کے لئے حزن وملال اور مصائب وآلام کی آماجگاہ ہے، یہ ایسی جگہ ہے جہاں صبح کے وقت محلات اپنے مکینوں سے بھرے پُرے ہوتے ہیں لیکن شام کے وقت وہی محلات (ویرانی کے عالم میں) اوندھے الٹے پڑے ہوتے ہیں:

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ) (البلد:4)

ترجمہ: ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔

آپ کی دنیا جیسی ہے، ویسے ہی اسے قبول کیجئے، اپنے نفس کو اس کے ساتھ جینے کا خوگر بنائیے، کیوں کہ آپ کا نفس مشقت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے، کمال اس کی شان نہیں۔

اگر بیماری کی تلخی نہ ہوتی تو آپ صحت وتندرستی کی نعمت سے بھی آشنا نہ ہوتے۔

ایوب علیہ السلام کی زندگی میں آپ کے لئے عمدہ نمونہ موجود ہے۔

مومن ہمیشہ اللہ سے عافیت کی دعا کرتا ہے، عبد اللہ التیمی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: "کثرت کے ساتھ اللہ سے عافیت کی دعا کیا کرو، کیوں کہ آزمائش سے دوچار انسان، گرچہ اس کی آزمائش سخت ہی کیوں نہ ہو، وہ اس تندرست انسان سے زیادہ دعا کا حقدار نہیں ہے جو آزمائش سے مامون نہیں ہوتا۔

آج جو لوگ آزمائش سے دوچار ہیں، کل وہ بھی عافیت میں ہی تھے، آج کے بعد جن کو آزمائش سے دوچار ہونا ہے، وہ بھی آج عافیت ہی میں ہیں"۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بیماری کا ایک عظیم علاج یہ ہے کہ: خیر کے کام کئے جائیں، احسان کیا جائے، اللہ کا ذکر، اس سے دعا و مناجات اور توبہ و استغفار کیا جائے"۔

قُل للطَّبيبِ تَخطَّفَتهُ يدُ الرَّدَى مَن يا طبيبُ بِطِبِّه أَردَاكَا

قُل للمريضِ شُفِيَ وعُوفِيَ بعدَ ما عَجَزَت فُنونُ الطِّبِ مَن عَافَاكَا

ترجمہ: اس ڈاکٹر سے کہئے جسے ہلاکت و موت کے چنگل نے اپنی گرفت میں لے لیا، اے ڈاکٹر! تمہارے پاس علاج (کے وسائل تو) تھے، پھر بھی تجھے کس نے ہلاک کر دیا۔ اس بیمار سے کہئے جو شفایابی اور عافیت سے ہمکنار ہوا کہ تجھے کس نے عافیت سے نوازا، جب کہ سارے فنونِ طب تیرے علاج سے عاجز آچکے تھے۔

یقیناوہی (اللہ) شفاو عافیت سے ہمکنار کرنے والا ہے:

(وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ) (الشعراء: 80)

ترجمہ: جب میں بیمار پڑجاؤں تو مجھے شفاعطا فرماتا ہے۔

اے اللہ! اے شفادینے والے پروردگارِ عالم! ہمیں اور تمام مسلمان بیماروں کو شفاعطا فرما۔

(٨٦)
الجَمِيلُ جل جلاله

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ صہیب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟ وہ جواب دیں گے: کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے! کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا، تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہو گی جو انہیں اپنے رب عز وجل کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو"۔

پاک ہے وہ ذات کہ جس کے جمال کے سامنے سارے افکار حیران ہیں..

پاک ہے وہ ذات جس کی عظمت سے ساری فہم وفراست پریشان ہیں...

پاک ہے وہ ذات جس کی تجلیات کے سامنے ہمارے ذہن ششدر ہیں...

اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، بلکہ وہ سراپا حسن وجمال ہے، اور سارا حسن وجمال اسی سے ہے، وہ سارے اچھے اور خوبصورت افعال انجام دیتا ہے اور نیک عمل پر بہتر بدلے سے بھی نوازتا ہے۔

وهُو الجميلُ على الحقيقةِ كَيفَ لا؟! و جمالُ سائرِ هذهِ الأكوانِ
من بَعضِ آثارِ الجَمِيلِ، فَرَبُّها أَولَى وأَجدَرُ عِندَ ذِي العِرفَانِ

ترجمہ: وہی حقیقت میں حسین و جمیل ہے، اور کیوں نہ ہو.؟! جب کہ ساری کائنات کی خوبصورتی اسی کے حسن کے چند آثار ہیں، کائنات کا پروردگار علم وآگہی والے کی نظر میں (عبادت وبندگی) کا سب سے زیادہ حقدار اور مستحق ہے۔

- **زبان، بیان کرنے سے عاجز ہے!!**

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے"۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ ابن القیم کے قصیدہ "نونیہ" کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جمیل وہ (اللہ) ہے: جس کے اندر حسن وجمال اور احسان وبھلائی کی صفات یکجا ہیں، کیوں کہ وہ اپنی ذات، اسمائے گرامی، صفات اور افعال سب میں حسین و جمیل ہے، مخلوق اس پاک وبرتر ذات کے جمال کے معمولی حصے کو بھی نہیں بیان کر سکتی، ہر چند کہ اہل جنت، ہمیشگی کی نعمت، ایسی لذت ومسرت اور خوشی وشادمانی میں ہوں گے جس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا، پھر بھی جب اپنے پروردگار کو دیکھیں گے اور انہیں رب کے جمال کا دیدار نصیب ہوگا تو وہ ساری نعمتوں کو بھول جائیں گے اور ان کی ساری خوشیاں ہیچ ہو جائیں گی، اور وہ خواہش کریں گے کہ کاش یہی حالت ہمیشہ برقرار رہتی، تاکہ وہ رب تعالی کے نور وجمال سے اپنی خوبصورتی میں اضافہ کر سکیں، اس لئے کہ ان کے دل میں ہمیشہ اپنے رب کے دیدار کا شوق امنڈ رہا ہوگا، اور (جس دن رب کا دیدار نصیب ہوگا) اس دن اتنا خوش ہوں گے کہ ان کے دل باغ باغ ہو جائیں گے!

اسی طرح اللہ تعالی: اپنے اسمائے گرامی میں بھی حسین و جمیل ہے، چناں چہ اس کے سارے ہی اسماء خوبصورت ہیں، بلکہ اللہ پاک وبرتر کے سارے نام مطلق طور پر تمام ناموں میں سب سے حسین اور جمیل ہیں:

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف:180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

اللہ کے سارے نام نہایت درجہ تعریف، مجد و شرافت اور کمال پر دلالت کرتے ہیں، اللہ تعالی کسی ایسے نام سے موسوم نہیں ہے جس کے اندر کمال کے علاوہ دوسرا کوئی (ناقص) معنی بھی پایا جاتا ہو۔

اللہ تعالی اپنی صفات میں بھی حسین و جمیل ہے، اس کے تمام تر اوصاف کامل ہیں، اور اس کی ساری صفتیں حمد و ثناء پر مبنی ہیں۔

اللہ تعالی کے سارے افعال خوبصورت ہیں، جو کہ یا تو نیکی کے کام ہیں یا احسان و بھلائی کے جن پر اللہ کی تعریف کی جاتی اور اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے"۔

اگر تمام درخت قلم ہوتے، سارے سمندر روشنائی ہوتے، ساتوں آسمان تختی سے عبارت ہوتے، اور تمام مخلوقات حمد و ثنا لکھتے، اور اللہ کے حسن و جمال کی تعریفیں تحریر کرتے تو بھی وہ ایسا کام کرتے جس کا ہمارا پروردگار مستحق ہے، لیکن پھر بھی وہ (اس حق کو ادا کرنے میں) کوتاہی رہتے اور اللہ کے لئے (جتنی حمد و ثنا) واجب ہے اس سے قاصر رہتے اور اس کا شکر ادا کرنے سے اپنی عاجزی کا اعتراف کرتے۔

اس کے حسن و جمال کا احاطہ ہماری عقلیں اور نگاہیں نہیں کر سکتیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میں تیری ثنا پوری طرح نہیں بیان کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسی اپنی تعریف تو نے خود بیان کی ہے"۔

- **کائنات کا حسن وجمال..**

کائنات میں جو بھی خشکی، سمندر، ہریالی، شمس و قمر، ستارے اور چوپائے ہیں، وہ سب اللہ پاک و برتر کے حسن و جمال کی دلیلیں ہیں، کیوں کہ اللہ ہی حسن و جمال سے نوازنے والا ہے، اور حسن سے نوازنے والا حسن کا زیادہ حقدار ہے:

(فتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ) (المؤمنون: 14)

ترجمہ: برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

اس حسن وجمال کو وہی شخص دیکھ سکتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے نور سے منور کر دیا ہے، ایسا شخص اس جمال کے پیچھے اللہ جل جلالہ کا جمال وجلال اور اس کا کمال بھی دیکھتا ہے۔

جو اللہ کے ذکر سے اعراض برتتا، اس کے نور کی نکیر کرتا، اس کی ہدایت پر چلنے سے سرکشی کرتا ہے تو اسے اللہ کے بے نظیر حسن وجمال کے دیدار سے محروم کر دیا جاتا ہے، کیوں کہ اس شخص کی بصارت کافور ہو جاتی اور بصیرت ماند پڑ جاتی ہے!

أيُّها الشَّاكِي وما بِكَ داءٌ كَيفَ تَغدُو إذا غَدَوت عَلِيلاً
أَتَرى الشَّوكَ في الوُرُودِ وتَعمَى أَن تَرَى فَوقَهُ النَّدَى إكلِيلاً
والذي نفسُهُ بغيرِ جمالٍ لا يَرَى في الوُجودِ شيئًا جميلاً

ترجمہ: اے شکوہ کناں شخص! تمہیں جو بیماری ہے، اس بیماری کے ساتھ تم کس طرح صبح کرتے ہو، کیا تم پھولوں میں صرف کانٹے ہی دیکھتے ہو، اور پھول کے اوپر شبنم کا جو تاج سجا ہوتا ہے، اس سے آنکھ موند لیتے ہو۔ جو انسان خود اپنی ذات میں جمال سے محروم ہو، اسے کائنات میں کوئی بھی چیز خوبصورت نہیں نظر آسکتی۔

- **شوق...**

اللہ کے اسم گرامی (الجمیل) پر ایمان لانے سے مومن کا ایمان اور جمیل اللہ کے دیدار کا شوق فزوں تر ہو جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "تجھ سے تیرے روئے اقدس کے دیدار کے مزے اور تیری ملاقات کے شوق کا طلب گار ہوں...." [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔ اس ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اللہ عزیز وبرتر اس کے لئے جو مقدر کرتا ہے، اس پر وہ راضی رہتا ہے، کیوں کہ اللہ پاک وبرتر وہی چیز مقدر کرتا ہے جس میں حکمت اور بندے کے لئے خیر وبھلائی مضمر ہو، اس لئے کہ اللہ کے تمام تر افعال خوبصورت ہیں، اور خوبصورت فعل سے جو چیز بھی وقوع پذیر ہوتی ہے، وہ خوبصورت ہی ہوتی ہے، یہی اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنے (کا تقاضہ بھی) ہے، جس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی میں بیان فرمایا، جیسا کہ مسند احمد میں آیا ہے، رب العزت فرماتا ہے: "میں اپنے بندے کے حسن ظن کے پاس ہوتا ہوں، اگر وہ مجھ سے اچھا گمان رکھتا ہے، تو میں اسے وہی دیتا ہوں، اور اگر مجھ سے برا گمان کرتا ہے، تو اسے وہی دیتا ہوں" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

وإني لأَدعُو اللهَ حتى كأَنَّني　　　　أرى بِجَميلِ الظَّن ما الله صَانِعُ

ترجمہ: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، یہاں تک کہ میں (اللہ کے تعلق سے) اپنے حسن ظن کی بنیاد پر (پہلے ہی) گویا وہ دیکھ لیتا ہوں جو اللہ کرنے والا ہوتا ہے۔

- **حسین وجمیل کی نکیر نہ کریں!**

مومن کو آپ ظاہر وباطن ہر اعتبار سے حسن وجمیل پائیں گے، کیوں کہ وہ اس جمال کے ذریعہ اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے، اور اس لئے بھی کہ اللہ نے حسین اقوال وبہترین افعال اور نیک اعمال کی ترغیب دی ہے، چناں چہ اللہ کو یہ محبوب ہے کہ اس کا بندہ اپنی زبان کو صدق وراستی سے، اپنے دل کو اخلاص، انابت اور توکل سے، اعضاء وجوارح کو

www.salafimanhaj.info

اطاعت وفرماں برداری سے اور اپنے جسم کو نعمت الہی کو ظاہر کرنے والے عمدہ لباس وپوشاک اور طہارت وپاکیزگی کے حسن وجمال سے آراستہ کرے۔

مومن اپنے رب کو اس جمال سے جانتا ہے جو اس کی صفت ہے، اور اس عظمت وجلال کے ذریعہ اس کی عبادت کرتا ہے جو اس کی شریعت اور دین ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے عرض کیا: "جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو گا، وہ جنت میں داخل نہ ہو گا" تو ایک شخص نے کہا: انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ خود جمیل ہے، وہ جمال کو پسند فرماتا ہے، تکبر: حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے"۔[مسلم]

اے اللہ! ہمیں دنیا وآخرت میں جمال سے نواز، ہمیں ظاہری وباطنی ہر دو طرح کا جمال عطا کر، اے سارے جہاں کے پروردگار! ہمارے کردار وگفتار میں جمال پیدا کر دے۔

(۸۷-۸۸)
القَابِضُ، البَاسِطُ
جل جلالہ

- **آغاز سے پہلے ایک پیغام...**

اس شخص کے نام جس نے ہر راہ پر چل کر دیکھا، لیکن سارے راستے کو مسدود پایا، ہر در پر دستک دی، لیکن سب کو بند پایا..

اس شخص کے نام جس نے اپنے سینے کے بھیدوں اور دل کے پوشیدہ رازوں کو ٹٹولا (تو ان سے آگاہ کرنے کے لئے) زمین اپنی تمام تر کشادگی کے باوجود اس کے لئے تنگ معلوم ہونے لگی..

اس شخص کے نام جس نے ذلت کی تلخی کو محسوس کیا، عاجزی کی بیڑیوں نے اسے روند دیا اور اس کے وجود کو چکنا چور کر دیا..

اس شخص کے نام جس کے ساتھ اس کے بھائیوں نے بے وفائی کی، جسے مصائب نے اپنے گھیرے میں لے لیا، ناپسندیدہ امور ہر طرف سے اس پر حملہ آور ہو گئے اور فراخی اس سے دور ہو گئی..

اس شخص کے نام جس کا دل سخت پڑ گیا، جس کی روح ناامید ہو گئی اور وہ زندگی سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگا...

اس شخص کے نام جسے بیماری نے دبوچ لیا، قرض نے اس کی کمر توڑ دی، یا فقیری اور حاجت مندی نے اس کی زندگی میں اپنا بسیرا اڈال دیا...

میں ایسے شخص سے کہتاہوں کہ: غم نہ کریں! اللہ پاک وبرتر ہی تنگی وکشادگی پیدا کرنے والا ہے، وہ آپ کے ہر غم کے لئے کافی ہے، ہر قسم کے بحران اور ہر طرح کے مصائب میں وہی آپ کی حفاظت ونگہبانی کرتا ہے، وہ بغیر خاندان کے بھی آپ کو عزت اور بغیر مال ودولت کے بھی آپ کو بے نیازی عطا کرتا ہے، جب آپ اس کا شکر ادا کرتے ہیں تو وہ آپ کو مزید نوازتا ہے، جب آپ اس کو یاد کرتے ہیں تو وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے، اور جب آپ اس سے مانگتے ہیں تو وہ آپ کو عطا کرتا ہے۔

اس لئے اس سے لولگائیں، اور اس کے اسم گرامی (القابض الباسط) کی معرفت وآشنائی کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کریں، یہ دونوں نام باہم مربوط ہیں کیوں کہ یہ ان متضاد اسمائے گرامی میں سے ہیں کہ جن میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسرے کے ذریعہ اللہ پاک وبرتر کی حمد وثنا نہیں کی جاسکتی۔

اپنے دل کے اطمنان اور شرح صدر کے لئے وہی کہیئے جو آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے:"اللهم لك الحمدُ كلُّه، اللهم لا قابضَ لما بَسطتَ، ولا باسطَ لما قَبضتَ، ولا مُقرِّبَ لما باعدتَ، ولا مُباعدَ لما قرَّبتَ، ولا مُعطِيَ لما مَنعتَ، ولا مانعَ لما أَعطيتَ. اللهم! ابسُط علينا من بَرَكاتِكَ، ورحمتِك، وفضلِك، ورزقِكَ".

(یعنی: اے اللہ! تمام تعریفات تیرے ہی لئے ہیں، اے اللہ! جسے تو تنگ کردے اسے کوئی کشادہ نہیں کرسکتا، اور جسے تو کشادہ کردے اسے کوئی تنگ نہیں کرسکتا، جسے تو دور کردے اسے کوئی قریب نہیں کرسکتا اور جسے تو قریب کردے اسے کوئی دور نہیں کرسکتا، جس سے تو محروم کردے اس سے کوئی نہیں نواز سکتا، اور جس سے تو نوازدے اس سے کوئی محروم نہیں کرسکتا۔ اے اللہ! تو ہم پر اپنی برکت ورحمت، فضل واحسان اور رزق کے دروازے کشادہ کردے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے بخاری نے "الأدب المفرد" میں روایت کیا ہے]۔

- **اللہ کے اسمائے گرامی: القابض الباسط کے سائے میں:**

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو اپنی مشیئت سے جس بندے کے رزق میں چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے، تاکہ وہ فقیر ومحتاج نہ رہے، اور جس بندے کے رزق میں چاہتا ہے کمی کردیتا ہے، تاکہ اس کی قوت پسپا ہو جائے، وہ یہ سب اپنے کمال قدرت اور منتہائے انصاف کی بنیاد پر، اپنی حکمت کے تقاضے اور بندوں کے احوال کے شایان شان کرتا ہے، جب اللہ پاک وبرتر اس (بندے) کے رزق میں اضافہ کرتا ہے تو اس کے اسراف اور خرچ میں اضافہ نہیں ہوتا ، اور جب اس (بندے) کے رزق میں کمی کرتا ہے تو اس کے رزق میں کمی اور اس کے اندر بخیلی نہیں آتی، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ﴾ (الشوری:27)

ترجمہ: اگر اللہ تعالی اپنے (سب) بندوں کی روزی فراخ کردیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کردیتے لیکن وہ اندازے کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے پورا خبردار ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئیں تو صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیمت متعین کرنے کا مطالبہ کیا، چناں چہ عرض کیا: "اللہ کے رسول! ہمارے لیے ایک نرخ (بھاؤ) مقرر کردیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے، کبھی کم کردیتا ہے اور کبھی زیادہ کردیتا ہے، وہی روزی دینے والا ہے" [حدیث صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے]

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو مالداروں سے صدقات لیتا ہے اور فقیروں کی روزیوں میں اضافہ کردیتا ہے، وہ صدقات کو قبول کرتا اور انہیں پروان چڑھاتا ہے، نعمتوں (کے دروازے) کھول دیتا ہے اور (اس کے راستے) مہیا کرتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پرور گار وہ ہے جو موت کے وقت جسم سے روح کو قبض کرتا اور زندگی دیتے وقت روح کو جسم میں پھیلا دیتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو دلوں کو اتنا تنگ کر دیتا ہے کہ گویا وہ آسمان میں چڑھ رہا ہو اور کچھ دلوں پر اپنی تابعداری، لطف ومہربانی اور حسن وجمال کا انعام کرکے انہیں کشادہ کر دیتا ہے، چناں چہ وہ کشادہ رہتے ہیں، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

(فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ) (الأنعام:125)

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو اپنے معزز اور کرم فرما ہاتھوں -جو حقیقت میں (ہاتھ ہیں) اور ان کی کیفیت ویسی ہی ہے جیسی اللہ کے جلالت شان اور کمال ذات وصفات کو زیبا ہے- سے اپنی جس مخلوق کے لئے چاہتا ہے تنگی اور کشادگی پیدا کرتا ہے۔ ان مخلوقات میں زمین اور بلند آسمان بھی شامل ہیں۔

اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے: (وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ) (الزمر: 67)

ترجمہ: ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہو گی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل اپنے آسمانوں اور اپنی زمینوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لے گا پھر فرمائے گا "میں اللہ، میں بادشاہ ہوں۔" [صحیح مسلم]

اللہ پاک وبرتر ہمارا رب ہے جو گناہ گاروں کے لئے دستِ توبہ پھیلا دیتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: " اللہ عزوجل رات کو اپنا دستِ (رحمت بندوں کی طرف) پھیلا دیتا ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرے اور دن کو اپنا دستِ (رحمت) پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کرے (اور وہ اس وقت تک یہی کرتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔" [صحیح مسلم]

وہی پاک وبرتر پروردگار ہے جو گناہ گاروں کو چھوٹ اور مہلت دیتا ہے، چناں چہ وہ خوف وامید کے درمیان رہتے ہیں۔

ہمارا پروردگار دعا کرنے والوں کے لئے ہر رات اپنا دستِ عطا ونوازش پھیلاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: "....پھر اللہ تعالی اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور فرماتا ہے: کون اس کو قرض دے گا جو نہ محتاج ہے اور نہ ظالم"۔ [مسلم]

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو اپنی مشیئت سے جس کے لئے چاہتا ہے اس کے علم اور خِلقت میں کشادگی پیدا کرتا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

(وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ) (البقرة: 247)

ترجمہ: اسے علمی اور جسمانی برتری بھی عطا فرمائی ہے۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جو اپنے معزز ہاتھ سے مٹھی بھرے گا، اور جہنم سے چند ایسے لوگوں کو نکالے گا جنھوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہوگی، ایک لمبی حدیث میں آیا ہے: "پھر اللہ تعالی جہنم سے ایک مٹھی بھرے گا اور اس سے ایک ایسی قوم کو نکالے گا جنھوں نے کبھی نیکی نہیں کی ہوگی" [مسلم]۔

ہمارا پروردگار وہ ہے جو تاریکی اور روشنی کو سمیٹتا اور پھیلاتا ہے اور اس پر مرتب ہونے والے دن ورات کی گردش پر قابو رکھتا ہے۔

وہ پاک وبرتر کسی چیز کو حرام کرکے اس (کا دائرہ) تنگ کردیتا ہے اور کسی چیز کو مباح کرکے (اس کا دائرہ) وسیع کردیتا ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو بندوں کے دلوں کو تنگ اور کشادہ کرتا ہے، چناں چہ بندہ مومن خوف وامید کے درمیان اپنی زندگی گزارتا ہے۔

هُوَ قابِضٌ هُوَ باسطٌ هو خَافِضٌ هُوَ رافِعٌ بالعَدلِ والمِيزانِ

ترجمہ: وہی تنگی اور کشادگی پیدا کرتا ہے، وہی پستی ورفعت سے نوازتا ہے، یہ سب وہ اپنے انصاف اور میزانِ (عدل) کی بنیاد پر کرتا ہے۔

- **میزان:**

جب بندہ اپنے رب کی طرف بڑھتا ہے، اطاعت کے ذریعہ اس کی قربت حاصل کرتا ہے اور ہمہ وقت فرائض ونوافل کی ادائیگی میں مصروف رہتا اور زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کے لئے کوشاں رہتا ہے، تو اس کا دل اپنے

پروردگار سے وابستہ رہتا ہے، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ اس کا دل کشادہ اور شاداں و فرحاں رہتا ہے، اللہ ہی اس کی یہ حالت پیدا کرتا ہے، لیکن جب بندہ مومن گناہ کرتا ہے تو وہ تنگی اور افسردگی کے عالم میں ہوتا ہے۔

یہ تنگی دراصل اللہ پاک و برتر کی گرفت ہوتی ہے جو دراصل فوری آزمائش کی شکل میں آتی ہے اور بندے کو اللہ کی سخاوت و فیاضی کی طرف لے جاتی ہے:

(وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ) (التوبة: 118)

ترجمہ: تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔

انشراح صدر اور اللہ کی طرف متوجہ ہونا یہ: کشادگی ہے، جو کہ کشادگی پیدا کرنے والے پاک و برتر (الباسط) اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔

تنگی، اطاعت سے روگردانی، اطاعت کی لذت محسوس نہ کرنا: تنگی ہے، جو کہ تنگی پیدا کرنے والے پاک و برتر (القابض) اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، بسا اوقات گناہوں سے اس کے اندر ظاہری اور باطنی تنگی پیدا ہو جاتی ہے، جیسے دل کی بیماریاں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کرے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے، اگر وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے تو وہ پھر وہ سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، یہاں تک کہ

دل میں وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے، یہی وہ زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: (كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ) (ترجمہ: ہرگز نہیں، بلکہ ان کے برے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ پکڑ لیا ہے جو وہ کرتے ہیں) [اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے اور شعیب ارناؤوط نے اسے صحیح کہا ہے]۔

معلوم ہوا کہ مومن کا حال تنگی اور کشادگی کے درمیان ہوتا ہے، اس لئے وہ اللہ سے ہمیشہ ثابت قدمی اور حسن خاتمہ کی دعا کرتا رہتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: "اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔ مومن کی حالت اپنے رب کے ساتھ ایسی ہوتی ہے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ جو شخص گناہوں پر مصر ہو، اس کی کیا حالت ہوگی؟!

- **سب سے بڑی کشادگی:**

یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام کہتے ہیں: سب سے بڑی کشادگی یہ ہے کہ دلوں پر رحمتِ (الٰہی) کی کشادگی کر دی جائے، تاکہ وہ روشن ہو جائیں اور گناہوں کے زنگ سے باہر نکل جائیں:

(أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِنْ رَبِّهِ) (الزمر: 22)

ترجمہ: وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالی نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے، وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہے۔

نیز فرمایا:

(فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ) (الأنعام: 125)

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالی راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے۔

کشادگی کی ضد وہ ہے جس کا ذکر اللہ کے اس فرمان میں آیا ہے:

(وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ) (الأنعام: 125)

ترجمہ: جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے۔

نیز اللہ پاک وبرتر نے فرمایا:

(قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ) (سبأ: 36)

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ میرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

نیز پاک وبرتر کا فرمان ہے:

(إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا) (الإسراء: 30)

ترجمہ: یقیناً تیرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ: تنگی اور کشادگی سب اس کے ہی ہاتھ میں ہیں، وہی (کشادگی و تنگی) کو الٹ پھیر کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے مال و منال، صحت و تندرستی، عمر یا علم میں کشادگی عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کے لئے ان چیزوں کو تنگ کر دیتا ہے، وہ حکمت والا باخبر ہے۔ اللہ کے دشمنوں کے پاس جو فراخی آپ دیکھ رہے ہیں وہ (حقیقت میں) کشادگی نہیں ہے، بلکہ وہ: ان کے ساتھ (اللہ کا مکر) اور اس کی مہلت وڈھیل ہے۔

بسا اوقات مومن کو کسی چیز سے محروم کر دیا جاتا ہے اور یہ محرومی اس کے لئے نوازش ہوتی ہے، اور کبھی کبھار اسے کوئی چیز عطا ہوتی ہے اور یہ نوازش اس کے لئے آزمائش بن جاتی ہے:

(وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ)(البقرة: 216)

ترجمہ: ممکن ہے تم کسی چیز کو بری جانو اور در اصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، حالاں کہ وہ تمہارے لئے بری ہو۔

- **نصیحت و یاد دہانی:**

اگر اللہ عزیز و برتر تنگی و کشادگی پیدا کرنے والا اور پستی و رفعت سے ہمکنار کرنے والا ہے- تقدیر اور قضا کی بنیاد پر- تو یہ اس بات سے مانع نہیں کہ یہ تمام امور (تنگی اور کشادگی) بندوں کے اختیار کردہ اسباب کی بنیاد پر وقوع پذیر ہوں، جب وہ اسباب اختیار کریں تو ان کے نتائج بر آمد ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو اس حدیث میں یکجا ذکر کیا ہے: "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے"۔ [بخاری و مسلم]۔

رزق میں کشادگی پیدا کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، لیکن رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا اس کا سبب ہے جسے بندہ اختیار کرتا ہے۔

- **سرگوشی...**

جس پر اللہ تعالی کا یہ احسان ہو کہ اسے مال و دولت، علم و معرفت، جسم و جاں اور جاہ و حشمت کی فراخی حاصل ہو، وہ اللہ کے بندوں کے ساتھ احسان و بھلائی کرکے اللہ کی قربت حاصل کرے، جس طرح اللہ نے اس پر اپنا فضل

واحسان کیا۔ یہ منعِم کا شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے، اس کے ذریعہ نعمتیں مدام رہتی ہیں، جس کے پاس اتنی گنجائش نہ ہو وہ کم از کم لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے:

(وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) (آل عمران: 134)

ترجمہ: اللہ تعالی ان نیکو کاروں سے محبت کرتا ہے۔

اے اللہ! اے تنگی وکشادگی پیدا کرنے والے پالنہار! ہمارے لئے اپنی رحمت کشادہ کر دے، اور ہم سے اپنی مخلوق کے شر کو دور فرمادے۔

اے اللہ! ہمارے اوپر اپنی برکت ورحمت، فضل واحسان اور رزق وروزی کشادہ کر دے۔

(٨٩-٩٠)

المُقَدِّمُ، المُؤَخِّرُ

جل جلاله

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بندہ چلتا ہی رہتا ہے، وہ ٹھہرتا نہیں ہے، یا تو اوپر کی طرف چڑھتا ہے یا نیچے کی طرف اترتا ہے، یا آگے کی طرف بڑھتا ہے یا پیچھے کی طرف لوٹتا ہے"۔

نہ تو فطرت میں ٹھہراؤ ہے اور نہ شریعت میں، بلکہ (فطرت اور شریعت دونوں ہی) مختلف مراحل سے عبارت ہے جو (مراحل) نہایت ہی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف بڑھے جا رہے ہیں، کوئی (مرحلہ) تیز رو ہے تو کوئی سست رو، کوئی (مرحلہ) آگے بڑھ رہا ہے تو کوئی پیچھے چھوٹ رہا ہے۔

راستے میں کوئی رکا ہوا نہیں ہے، بلکہ ان کے چلنے کی سمت الگ الگ ہے، اور رفتار کسی کی تیز تو کسی کی سست ہے:

(إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ[35] نَذِيرًا لِلْبَشَرِ[36] لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ) (المدثر: 35-37)

ترجمہ: (یقیناً وہ جہنم) بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔ بنی آدم کو ڈرانے والی۔ (یعنی) اسے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے۔

اللہ نے ٹھہرے ہوئے کا ذکر نہیں کیا، کیوں کہ جنت اور جہنم کے درمیان کوئی جگہ نہیں ہے، اور نہ ہی کسی مسافر کے لئے دنیا و آخرت کے سوا کسی (تیسری منزل کا) راستہ ہے۔

جو شخص نیک اعمال کے ذریعہ جنت کی طرف نہیں بڑھے گا وہ برے اعمال کی وجہ سے جہنم کے پاس ہی چھوٹ جائے گا"۔

آگے بڑھنا اور پیچھے رہنا اللہ عزیز وبرتر کے ہاتھ میں ہے، اسی لئے اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے یہ دو نام بھی ہیں: (المقدم والمؤخر جل جلالہ)۔

صحیحین میں آیا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: (فاغفِر لي ما قدَّمتُ وما أَخَّرتُ وما أسـررتُ وما أعلنتُ، أنت المقدمُ وأنتُ المؤِّخرُ، لا إله إلا أنت –أو لا إلهَ غيرُك–)

یعنی: "تو میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر گناہوں کو معاف کردے، تو ہی پہلے تھا اور تو ہی آخر میں ہوگا، تیرے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں ہے"۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار وہ ہے جو: پہلے تھا اور آخر میں بھی ہوگا، وہ ہر چیز کو اس کے مقام ومرتبہ پر اتارتا ہے، جس کو چاہتا ہے آگے بڑھاتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے کردیتا ہے۔

اس نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے قبل ہی ان کی تقدیریں مقدر فرمائی۔

اپنے محبوب اولیاء کو دیگر بندوں سے مقدم رکھا، بعض مخلوقات کو بعض پر مختلف درجات کی برتری اور بلندی عطا کی۔

اپنی توفیق سے جسے چاہا سبقت لے جانے والے مقدّم بندوں کے مقام تک پہنچا دیا اور جسے چاہا ان کے مرتبہ سے پیچھے رکھا اور اس کے مقام کو پست کردیا، جب جس کی امید تھی اسے اس وقت سے مؤخر کردیا کیوں کہ اس کے علم

میں تھا کہ اس کے انجام میں کیا حکمت پوشیدہ ہے، وہ جسے پیچھے کر دے اسے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا اور وہ جسے آگے بڑھا دے اسے کوئی پیچھے نہیں کر سکتا۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنی جس مخلوق کو چاہتا ہے اپنی توفیق سے اپنی رحمت کی طرف بڑھا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس کی رسوائی و محرومی کے سبب اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

ان دونوں اسمائے گرامی (المقدم والمؤخر) کو یکجا ذکر کیا گیا ہے، جو کہ: ادب اور اضافہِ حسن کا تقاضہ ہے، کیوں کہ کمال ان دونوں اسمائے گرامی کے باہم مربوط ہونے میں ہی ہے:

وهو المقدِمُ والمؤَخرُ ذانِكَ　　الصِّفتانِ للأَفعالِ تابعتانِ

وهما صِفاتُ الذاتِ أيضا هُما　　بالذَّاتِ لا بالغيرِ قائِمتانِ

ترجمہ: اللہ ہی پہلے تھا اور وہی آخر میں ہو گا، یہ دونوں صفتیں اس کے افعال کے تابع ہیں، یہ دونوں ذات الٰہی کی صفات ہیں، وہ دونوں صفات ذات الٰہی سے قائم ہیں نہ کہ کسی اور سے۔

- **تقدیم وتاخیر (آگے بڑھانا اور پیچھے کرنا)...**

اس کی کونی اور شرعی دو قسمیں ہیں:

کونی کی مثال: اللہ عزیز و برتر کا اپنی بعض مخلوقات کو بعض پر پیدا کرنے اور وجود میں لانے میں مقدم رکھنا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: "اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا، فرشتوں کو جنات اور انسان سے پہلے پیدا کیا، اور جنوں کی تخلیق کو انسانوں کی تخلیق پر مقدم رکھا:

(وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ) (الحجر: 27)

ترجمہ: اس سے پہلے جنات کو ہم نے لو والی آگ سے پیدا کیا۔

انسانوں میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، پھر اس کے بعد ان کی اولاد یکے بعد دیگرے وجود میں آئی، ان میں سے کچھ پہلے وجود میں آئے تو کچھ کی تخلیق بعد میں ہوئی۔

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کی پیدائش پہلے ہوئی وہ بعد والے سے افضل ہیں، کیوں کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق چھٹے دن ہوئی، لیکن ان کو اور ان کی اولاد کو بہت سی مخلوقات پر برتری حاصل ہے: (وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا) (الإسراء: 70)

ترجمہ: یقینا ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری رسول ہیں، لیکن وہ سب سے افضل ہیں، آپ کی امت سب سے آخری امت ہے لیکن وہ سب سے افضل امت ہے۔

ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے وجود میں آنے والا بعد میں آنے والے سے افضل ہو، جیسے ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام اپنے بعد کے تمام انبیاء ورسل سے افضل ہیں، سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

رہی بات شرعی اور دینی تقدیم وتاخیر کی تو (اس کی مثال یہ ہے کہ): اذان کو نماز پر مقدم رکھا گیا ہے، جمعہ کے خطبہ کو جمعہ کی نماز پر مقدم رکھا گیا ہے، عبادتوں میں شروط اور واجبات کی ایک خاص ترتیب ہے جس کے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی۔

شرعی اور دینی تقدیم کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ: بعض عبادتوں کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے، اسی طرح بعض بندوں کو بعض پر برتری دی گئی ہے، چناں چہ فرائض اللہ کے نزدیک نوافل سے زیادہ محبوب ہیں، اور انسانوں میں سب سے افضل انبیاء اور رسول ہیں، ان کے درمیان بھی ایک کو دوسرے پر فضیلت وبرتری حاصل ہے، ان کے علاوہ جو عام انسانی گروہ ہے، ان میں بھی یہ درجہ بندی پائی جاتی ہے، کوئی آگے ہے تو کوئی پیچھے۔

بندہ مومن جب یہ جان لیتا ہے کہ اللہ ہی پہلے تھا اور اللہ ہی بعد میں بھی رہے گا تو اس کا دل صرف ایک اللہ سے وابستہ رہتا ہے، اسی سے وہ ایمان اور ثابت قدمی کی دعا کرتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہے، کیوں کہ وہ پاک وبرتر جس کو آگے بڑھادے اسے کوئی پیچھے نہیں کر سکتا، اور جسے وہ پیچھے کردے اسے کوئی آگے نہیں بڑھا سکتا۔

- **حقیقی پیش قدمی:**

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حقیقی اور نفع بخش پیش قدمی یہ ہے کہ: اللہ عزیز وبرتر کی اطاعت وبندگی، اس کی جنت اور رضاجوئی کی طرف پیش قدمی کی جائے، اس سے پیچھے ہٹنا ہی دراصل قابل مذمت ہے، کیوں کہ اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:

(وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ) (آل عمران: 133)

ترجمہ: اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

نیز باری تعالی نے فرمایا: (سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ) (الحديد: 21)

ترجمہ: دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "آگے بڑھو اور (براہِ راست) میری اقتدا کرو اور جو لوگ تمہارے بعد ہوں وہ تمہاری اقتدا کریں، کچھ لوگ مسلسل پیچھے رہتے جائیں حتی کہ اللہ تعالی ان کو پیچھے کر دے گا" [مسلم]

دنیاوی اعتبار سے آگے بڑھنے اور پیچھے رہنے کی بات کریں تو یہ اللہ تعالی کے نزدیک کوئی معیار نہیں ہے، اور نہ اس سے بندے کو کوئی فائدہ پہنچنے والا ہے۔

نیز ایمان کی نشانی یہ بھی ہے کہ جسے اللہ عزیز وبرتر نے مقدم رکھا ہے اسے مقدم رکھا جائے اور جسے اللہ پاک وبرتر نے مؤخر کیا ہے اسے مؤخر رکھا جائے، یہی آگے اور پیچھے کرنے کا معیار، محبت وبغض کا میزان، اور دوستی ودشمنی کا معیار ہونا چاہئے، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:

(أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ) (الجاثية: 21)

ترجمہ: کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔

اے اللہ! اے مقدم و مؤخر! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں اپنی مغفرت سے نواز، ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما اور جہنم سے نجات بخش۔

(۹۱)

الحَيِيُّ جل جلاله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھلے میدان میں بغیر کسی کپڑے کے غسل کر رہا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیز ناگوار گزری، چناں چہ آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: "اللہ عزوجل بہت بردبار، حیادار اور پردے والا ہے۔حیا اور پردے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے میں کرے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو حیادار ہے، وہ کمالِ حیاداری سے متصف ہے، جو اس کے کمال وجلال اور رفعت شان کو زیبا ہے، مخلوقوں کی حیا کی طرح نہیں، جو کہ تبدیلی اور انکساری سے عبارت ہے۔

رب تعالی کی حیاداری ایک مختلف قسم کی حیاداری ہے، جس کا نہ تو ہماری سمجھ ادراک کر سکتی ہے، اور نہ ہماری عقلیں اس کی کیفیت کا اندازہ لگا سکتی ہیں، کیوں کہ وہ جود وسخا، احسان و بھلائی اور عظمت وجلال کی حیاداری ہے۔

اللہ پاک وبرتر کی عظمتِ شان ہے کہ اس کی حیا ان چیزوں کو چھوڑنے سے عبارت ہے جو اس کی وسعتِ رحمت، کمالِ جود وسخا اور عظیم عفوودرگزر اور بے پناہ حلم وبردباری کو زیبا نہیں، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ: اللہ تعالی کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ اس کا بندہ جب دعا کے ساتھ ہاتھ اٹھائے تو وہ اسے خالی ہاتھ لوٹا دے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:"بلاشبہ اللہ تعالی بہت حیا والا اور سخی ہے۔بندہ جب اس کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی ناکام ونامراد لوٹا دے"[یہ حدیث صحیح ہے،اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]

اللہ پاک وبرتر کی جلالتِ شان ہے کہ:اسے–کمال بے نیازی اور انتہائی قدرت کے باوجود–اپنے بندے کی ہتک عزت،بے حجابی اور اس کی فضیحت سے حیا آتی ہے۔

وهُو الحَيِيُّ فليسَ يَفضَحُ عبدَهُ　　عِندَ التَّجاهُرِ مِنهُ بالعِصيانِ

لكنَّه يُلقِي عليه سِترَهُ　　فهو السِّتِّيرُ وصاحِبُ الغُفرَانِ

ترجمہ:وہ حیادار ہے،اسی لئے جب بندہ کھلے عام نافرمانی کرتا ہے،تب بھی وہ اس کی فضیحت نہیں کرتا،بلکہ وہ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے،کیوں کہ وہ حیادار اور باپردہ اور معاف کرنے والا ہے۔

اللہ تعالی کا یہ عدل وانصاف ہے کہ:وہ حق بیانی سے حیا نہیں کرتا،فرمان باری تعالی ہے:(وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ) (الأحزاب:53)

ترجمہ:اللہ تعالی بیانِ حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔

جس قدر بندہ مومن یہ یاد رکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی نگرانی میں ہے،اسی قدر اس کے دل میں حیا کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

- **حقیقت:**

جس کے اندر ایمان جتنا زیادہ ہو گا اس کے اندر حیا بھی اتنی ہی زیادہ ہو گی، اسی لئے انبیائے کرام لوگوں میں سب سے زیادہ حیادار تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ:"آپ پردے کی اوٹ میں رہنے والی دوشیزہ سے بھی زیادہ حیادار تھے"۔

حیاایمان کاایک حصہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا:" ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے"[بخاری ومسلم]

سب سے بڑی اور پسندیدہ حیا یہ ہے کہ:اللہ عزیز وبرتر سے حیا کی جائے۔

نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:"اللہ تعالی سے شرم وحیا کرو جیسا کہ اس سے شرم وحیا کرنے کا حق ہے"، صحابہ نے عرض کیا:اے اللہ کے رسول! ہم اللہ سے شرم و حیا کرتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:حیا کا یہ حق نہیں جو تم نے سمجھا ہے، اللہ سے شرم و حیا کرنے کا جو حق ہے وہ یہ کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو ،اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو ،اور موت اور ہڈیوں کے گل سڑجانے کو یاد کیا کرو، اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زیب وزینت کوترک کردے ۔ جس نے یہ سب پورا کیا توحقیقت میں ا سی نے اللہ تعالیٰ سے حیا کی جیسا کہ اس سے حیا کرنے کا حق ہے"[یہ حدیث حسن ہے،اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"جو گناہ کے وقت اللہ سے حیا کرے، اللہ قیامت کے دن اسے سزا دینے سے حیا کرے گا، لیکن جو شخص اللہ کی نافرمانی کرنے سے نہیں شرمائے تو اللہ اس کو سزا دینے سے بھی نہیں شرماتا"۔

• حیا کتنی خوبصورت خصلت ہے!

شرم وحیا ہمیشہ خیر ہی لے کر آتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص سے ہوا جو دوسرے شخص کو شرم وحیا پر ملامت کر رہا تھا: یقیناتم بہت شرمیلے ہو! گویا وہ یہ کہہ رہا ہو کہ: میں تجھے (اس کی وجہ سے) مار پیٹ بھی سکتا ہوں! اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عرض کیا: "(اسے اس کے حال پر) چھوڑ دو کیوں کہ شرم تو ایمان کا حصہ ہے" [بخاری ومسلم]

شرم وحیا: مروت اور خودداری کی علامت، عزت نفس کی نشانی، اور حسن اخلاق کی پہچان ہے۔

شرم وحیا: عظمت الٰہی کا احساس، اس کی ہیبت کا شعور اور اس کی جلالت شان کو یاد رکھنا ہے۔

کسی سلف نے کہا کہ: مجھے یہ علم ہے کہ اللہ مجھ سے واقف وباخبر ہے، اس لئے مجھے شرم آتی ہے کہ وہ مجھے معصیت ونافرمانی کی حالت میں دیکھے۔

وإذا خلوت بريبة ٍ في ظُلمَةٍ   والنفسُ داعيةٌ إلى العِصيانِ

فاستَحيِي من نَظرِ الإلَهِ وقُل لها   إنَّ الَّذِي خَلَقَ الظَّلامَ يَرَانِي

ترجمہ: جب کبھی تم تاریکی میں تنہا رہو اور نفس گناہ کی دعوت دے، تو اللہ کی نظر سے شرم محسوس کرو اور اپنے نفس سے کہو کہ جس نے تاریکی کو پیدا کیا ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس کے اندر جتنی کم حیا ہوگی اس کے اندر اللہ کا خوف بھی اتنا ہی کم ہوگا، اور جس کے اندر اللہ کا خوف نہیں ہوگا اس کا دل مردہ ہو جائے گا"۔

ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "شرم وحیا ایسی صفت ہے جس کی ہمیشہ تعریف کی جاتی رہی ہے، جسے سراہا جاتا رہاہے اور جس کا حکم دیا جاتا رہاہے، کسی بھی نبی اور رسول کی شریعت میں اسے منسوخ نہیں کیا گیا"۔

- **آخری بات...**

اللہ پاک وبرتر نے جنت کی حوروں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ) (الرحمن:56)

ترجمہ: وہاں (شرمیلی) نیچی نگاہ والی حوریں ہیں۔

یعنی: وہ اپنے شوہروں کے علاوہ کسی کو نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتیں، پھر اللہ نے ان کے حسن وجمال کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ) (الرحمن: 58)

ترجمہ: وہ حوریں مثل یاقوت اور مونگے کے ہوں گی۔

اللہ نے عفت وپاکدامنی اور شرم وحیا کی صفت پہلے بیان کی، اس کے بعد حسن وجمال کا تذکرہ کیا، اس لئے جب عورت کے اندر عفت وحیا نہ ہو تو اس کے حسن وجمال کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔

کسی نے کہا ہے کہ: گناہوں کی سزا یہ بھی ہے کہ: انسان کے اندر سے شرم وحیا اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "(پہلے) انبیائے کرام کے کلام میں سے لوگوں نے جو پایا اس میں یہ بھی ہے کہ تم میں حیا نہ ہو تو پھر جو جی میں آئے کر گزرو" [بخاری]

إذا لم تَخشَ عاقِبةَ اللَّيالِي ... ولم تَستَحيِ فاصنَع ما تَشاءُ

يَعِيشُ المرءُ ما استَحيَا بِخَيرٍ　　　ويَبقَى العُودُ ما بَقِيَ اللِّحاءُ

ترجمہ: جب تم کو راتوں (کی بدکاریوں کے) انجامِ بد کا خوف نہ ہو اور نہ تم کو شرم وحیا آتی ہو تو جو جی چاہے کر گزرو۔ انسان جب تک شرم وحیا کی پاسداری کرتا ہے تب تک اس کی زندگی میں خیر ہی خیر رہتا ہے، جب تک (لکڑی پر) چھال رہتا ہے تب تک لکڑی بھی محفوظ رہتی ہے۔

یاد رکھیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض شخص وہ ہے جو رات بھر گناہ کے کام کرے اور اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے، لیکن جب وہ صبح کرے تو خود اللہ کا پردہ چاک کر ڈالے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی حیا سے نواز اور ہمیں توفیق دے کہ ہم غیب وحاضر، پوشیدہ اور ظاہر ہر اعتبار سے تیرا ڈر اپنے اندر پیدا کریں۔

(۹۲)

الدَّیَّانُ جل جلالہ

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے سامنے آکر بیٹھا، اس نے کہا: اللہ کے رسول! میرے دو غلام ہیں، جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میرے مال میں خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، میں انہیں گالیاں دیتاہوں اور مارتاہوں ، میرا ان کا نپٹارا کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا:" انہوں نے ، تمہارے ساتھ خیانت کی ہے، اور تمہاری نافرمانی کی ہے، تم سے جو جھوٹ بولے ہیں ان سب کا شمار وحساب ہوگا۔ تم نے انہیں جو سزائیں دی ہیں ان کا بھی شمارو حساب ہوگا، اب اگر تمہاری سزائیں ان کے گناہوں کے بقدر ہوئیں تو تم اور وہ برابر سرابر چھوٹ جاؤگے، نہ تمہاراحق ان پر رہے گا اور نہ ان کا حق تم پر ، اوراگر تمہاری سزا ان کے قصور سے کم ہوئی تو تمہارافضل واحسان ہوگا، اور اگر تمہاری سزاان کے گناہوں سے زیادہ ہوئی تو تجھ سے ان کے ساتھ زیادتی کا بدلہ لیاجائے گا، (یہ سن کر)وہ شخص روتا پیٹتا ہوا واپس ہوا۔

آپ نے فرمایا:" کیاتم کتاب اللہ نہیں پڑھتے (اللہ نے فرمایاہے) {وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ} (الأنبياء: 47)

ترجمہ: قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

اس شخص نے کہا: قسم اللہ کی! میں اپنے اوران کے لیے اس سے بہتر اورکوئی بات نہیں پاتا کہ ہم ایک دوسرے سے جداہوجائیں ، میں آپ کو گواہ بناکر کہتاہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔[یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی نے روایت کیاہے]

أَمَا واللهِ لو عَرَفَ الأَنامُ　　لِمَا خُلِقُوا لَمَا غَفَلُوا وناموا

لقد خُلِقُوا لِمَا لو أَبصَرَتهُ　　عُيونُ قلوبِهِم ساحُوا وهامُوا

ترجمہ: اللہ کی قسم !اگر لوگ اپنی پیدائش کے مقصد کو جان لیں تو نہ وہ غفلت برتیں گے اور نہ انہیں نیند آئے گی۔جس مقصد کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں، اگر وہ اپنے دل کی آنکھوں سے اس کو دیکھ لیں تو (عبادت میں) تگ ودو کریں گے اور زمین میں پھرتے رہیں گے۔

مسند امام احمد میں آیاہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اپنے بندوں کو جمع کرے گا اورایسی آواز کے ذریعہ ان کو پکارے گا جسے دور والے اسی طرح سنیں گے جس طرح نزدیک والے سنیں گے: میں بادشاہ ہوں، ہر ایک کے اعمال کابدلہ دینے والا ہوں، کوئی بھی جہنمی، جس کا کوئی حق کسی جنتی کے پاس ہوگا، اس وقت تک جہنم میں نہیں جائے گا جب تک کہ میں جنتی سے اس جہنمی کا بدلہ نہ لے لوں اور کوئی بھی جنتی، جس کا کوئی حق کسی جہنمی کے پاس ہوگا، اس وقت تک جنت میں نہیں جائے گا جب تک کہ جہنمی سے اس جنتی کابدلہ نہ لے لوں، خواہ ایک تھپڑمارنے کاحق ہی کیوں نہ ہو" (صحیح)

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار—جو اپنی بادشاہت کے اوپر عرش پر مستوی ہے- ساری مخلوقات اس کے سامنے سرنگوں اور سارے چہرے اس کے سامنے خم ہیں، اس کی عظمت کے سامنے سارے سرکش وجابر (حکمران) اور تمام تر مخلوقات عاجز ودرماندہ ہیں، وہ بزرگ وبرتر وہ ہے جو ہر ایک مخلوق پر غالب ہے، اس عزیز وبرتر کے سامنے ساری

کائنات پست ہے، تمام بندوں کی پیشانیاں اس کے ہی ہاتھ میں ہیں، اسی کے ہاتھ میں بادشاہت کی ساری تدبیریں اور اختیارات ہیں، ہر قسم کی بادشاہت کا وہی مالک ہے، اس کے سوا کوئی حاکم نہیں، نہ اس کے سوا کوئی پالنہار اور معبود حقیقی ہے۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار جو (تمام اعمال کا) بدلہ دینے والا ہے، وہ بندوں کو قیامت کے دن (ان کے اعمال پر) جزاوسزا دے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا:

(مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) (الفاتحة: 4)

ترجمہ: بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔

(وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ) (الأنبياء: 47)

ترجمہ: قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہو گا ہم اسے لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔

جس شخص کو خیر وبھلائی حاصل ہو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی حمد وثنا کرے، اور جسے اس کے علاوہ کچھ اور لاحق ہو وہ اپنے نفس کے علاوہ کسی اور کو ملامت نہ کرے:

(يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ) (آل عمران: 30)

ترجمہ: جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی۔ اللہ تعالی ہمیں اپنی ذات سے ڈرارہا ہے اور اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

- **سزاؤں پر غور وفکر کریں!**

اللہ عادل ومنصف ہے، چناں چہ وہ ظالم سے مظلوم کے لئے، آقا سے اس کے غلام کے لئے حتی کے چوپایوں سے بھی قصاص دلائے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے:" قیامت کے دن تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے گا، چوپائے، جانور، چرند وپرند، ہر ایک چیز، پھر اللہ تعالی ان کے درمیان اتنا عدل وانصاف کرے گا کہ: بے سینگ کے جانور کو سینگ والے جانور سے قصاص دلائے گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے] ایک روایت میں آیا ہے کہ:" یہاں تک کہ چیونٹی کو بھی قصاص دلوایا جائے گا" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے مسند میں روایت کیا ہے]۔

جب آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ قیامت کے دن آپ (تمام اعمال پر) بدلہ دینے والے پروردگار سے ملنے والے ہیں، جس دن جزا وسزا کا حساب ہو گا، اللہ تعالی ایک ذرہ کے برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا، لوگوں کے باہمی معاملات اختلاف وجدال پر مبنی ہیں اور بندہ اور رب کے درمیان جو معاملہ ہے، اس کی بنیاد عفوودرگزر پر ہے، (اس دن) نیکیوں اور برائیوں کے ذریعہ حساب وکتاب چکایا جائے گا، تمہاری نیکیاں بانٹ دی جائیں گی اور تمہارے کندھے پر دوسروں کے گناہ ڈال دئے جائیں گے، آپ یقین جانئے کہ لامحالہ آپ کا حساب وکتاب ہونا ہے!

اس لئے آپ دانشمندی سے کام لیں، اس سے پہلے کہ آپ کا حساب وکتاب ہو، آپ خود اپنا محاسبہ کیجئے، جیسا کہ کہا گیا ہے: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع کرکے موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرتا ہے، اور عاجز ودرماندہ ہے وہ شخص جو اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اللہ سے مختلف قسم کی تمنائیں کرتا ہے!

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے دریافت کیا کہ: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

صحابہ نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ ساز وسامان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ (دنیا میں) اس کو گالی دی ہو گی، اس پر بہتان لگایا ہو گا، اس کا مال کھایا ہو گا، اس کا خون بہایا ہو گا اور اس کو مارا ہو گا، تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا" [مسلم]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، تم خود اپنا محاسبہ کرلو، اس سے قبل کہ تمہیں ترازو میں رکھا جائے تم خود اپنے اعمال کا وزن کرلو، یقینا تمہارے لئے کل کے حساب سے آسان تر یہ ہے کہ تم آج اپنا محاسبہ کرلو اور بڑی پیشی (قیامت کے دن) کے لئے عمدہ تیاری کرو"

(يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَى مِنكُمْ خَافِيَةٌ) (الحاقة: 18)

ترجمہ: اس دن تم سب سامنے پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔

تَذكَّر يومَ تأتِي اللهَ فردًا وقَد نُصِبَت مَوازِينُ القَضَاءِ

وهُتِّكَت السُّتُورُ عَنِ المَعَاصِي وجاءَ الذَّنبُ مُنكَشِفَ الغِطَاءِ

ترجمہ: اس دن کو یاد کرو جب تم اللہ کے پاس تن تنہا حاضر ہوگے، اور حساب وکتاب کے ترازو قائم کردئے جائیں گے۔ گناہوں سے پردے اٹھائے جائیں گے اور گناہ بے پردہ ہوکر آکھڑا ہوگا۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا قول یاد رکھیں: "نیکی پژمردہ اور رائیگاں نہیں ہوتی، گناہ فراموش نہیں ہوتا، بدلہ دینے والا سوتا نہیں، تم جیسا چاہو ویسا ہو جاؤ، جیسا کروگے ویسا پاؤگے"

اگر آپ مظلوم ہیں تو خوش ہو جائیں کہ (تمام اعمال کا) بدلہ دینے والا پروردگار موجود ہے، اللہ کا یہ اسمِ گرامی ہر مظلوم ومقہور کے لئے باعثِ تسلی ہے۔

أَمَا وَاللهِ إنَّ الظُّلمَ شُؤمٌ وما زالَ المُسِيءُ هُو الظَّلُومُ

إلى دَيَّانِ يومِ الدِّينِ نَمضِي وعِندَ اللهِ تَجتَمِعُ الخُصُومُ

ترجمہ: اللہ کی قسم! ظلم سراپا نحوست ہے، گناہ گار انسان ہی ظالم ہوتا ہے۔ قیامت کے دن تمام اعمال کا بدلہ دینے والے پروردگار کی طرف ہم پابہ رکاب ہیں، اور اللہ کے نزدیک ہی سارے دشمنوں کو جمع ہونا ہے۔

اے اللہ! اے تمام اعمال کا بدلہ دینے والے پروردگار! ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم پر اپنی مغفرت کی نوازش فرما اور جس دن ہم تیرے پاس پیش کئے جائیں گے اس دن ہم پر رحم فرما۔

(۹۳)
المَنَّانُ جل جلالہ

اللہ پاک وبرتر کے احسانات بے شمار ہیں! کتنی مصیبتیں اللہ نے دور کر دی! کتنی بیماریوں سے اللہ نے صحت یاب کر دیا! کتنے حزن وملال کو اللہ نے دور فرمادیا! کتنے فکر وغم سے اللہ نے نجات عطا کر دیا؟

سب سے بڑا احسان جس کی امید بندہ آخرت کے تعلق سے کرتا ہے وہ یہ کہ: اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں، یہ مغفرت ایمان اور عمل صالح سے حاصل ہو گی، خواہ اس کی مقدار کم ہی کیوں نہ ہو۔

اصیرم عمرو بن ثابت کو ہی دیکھ لیجئے کہ وہ احد کے دن اسلام قبول کرتے ہیں، اسی دن قتل بھی کر دئے جاتے ہیں، وہ ایک وقت کی بھی نماز نہیں پڑھ پاتے ہیں، جب صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کا ذکر کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں: "یقیناوہ جنتیوں میں سے ہے" [یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے اور ہیثمی نے "المجمع" میں کہا کہ اس کے رواۃ ثقات ہیں]۔

وہ شخص جس نے سو جانوں کو قتل کر دیا، جب اللہ عزیز وبرتر نے اس کے سچی توبہ کو دیکھا تو اس کو معاف کر دیا۔

اس زندگی میں بندے پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ: اسے ہدایت عطا ہو جائے: (بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) (الحجرات:17)

ترجمہ: بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے لیے ہدایت دی، اگر تم سچے ہو۔

اللہ نے جن اسمائے گرامی کے ذریعہ اپنی ذات کی تعریف کی ہے، ان میں (المنّان جل جلالہ) بھی ہے۔

سنن میں آیاہے، انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، (نماز سے فارغ ہو کر) اس نے دعا مانگی: «اللهم إني أَسألُكَ بأنَّ لكَ الحمدُ لا إِلَهَ إلا أنتَ المنَّانُ بديعُ السَّمواتِ والأرضِ يا ذا الجلالِ والإكرامِ يا حيُّ يا قيُّومُ» ”اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس وسیلے سے کہ: ساری حمد تیرے لیے ہے، تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں، تو ہی احسان کرنے والا اور آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے جلال اور عطاء و بخشش والے، اے زندہ جاوید، اے آسمانوں اور زمینوں کو تھامنے والے!“ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم (عظیم نام) کے حوالے سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے حوالے سے دعا مانگی جاتی ہے تو وہ دعا قبول فرماتا ہے اور سوال کیا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے"[حدیث صحیح ہے]

ہمارا بزرگ وبرتر پروردگار بڑی نوازشوں، عظیم انعامات اور بے پناہ احسان والا ہے، وہ پاک وبرتر مانگنے سے پہلے ہی نواز دیتاہے، وہی ہے جو شروع میں بھی دیتاہے اخیر میں بھی دیتاہے، وہ امید وآرزو سے بڑھ کر عطا کرتا ہے۔

چوں کہ وہ اپنی سخاوت ونوازش کے ذریعہ تمام بندوں پر احسان کرتا ہے، اس لئے ان تمام بندوں پر اس کے احسانات ہیں، لیکن اس پر کسی کا احسان نہیں ہے، اس کی ایک بڑی نوازش یہ ہے کہ اس نے: زندگی، عقل وبینش اور زبان وبیان سے سرفراز کیا، شکل وصورت بنائی تو سب سے عمدہ بنائی، انعام واکرام کیا اور خوب کیا۔

تمام بندوں پر اس بلند و برتر پروردگار کا ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ اس نے ان کی طرف خوش خبری سنانے اور ڈرانے والے رسولوں کو مبعوث کیا، چناں چہ اپنے احسان کے ذریعہ ایمان والے اولیاء کو نجات عطا کی، انہیں سیدھے راستے کی ہدایت بخشی اور جہنم سے بچالیا...

(لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ) (الحجرات:17)

ترجمہ: بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

(بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) (الحجرات: 17)

ترجمہ: بلکہ دراصل اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم راست گو ہو۔

اس کا احسان ہی ہے کہ وہ ہر زمانے میں کمزور لوگوں کو کبر و غرور کرنے اور فساد پھیلانے والوں سے محفوظ رکھتا ہے، چناں چہ ان پر امن وامان اور قوت وغلبہ کا احسان کرتا ہے: (وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ) (القصص:5)

ترجمہ: پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم انہی کو پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں۔

- **خوش بخت لوگ:**

اللہ عزیز وبرتر شکریے اور عبادت کا سب سے زیادہ حقدار ہے، مومنوں پر اس کی نعمت ہمیشہ کے لئے ہے جو جنت میں داخل ہونے تک جاری رہے گی، دنیا میں اولیاء پر اللہ یہ نعمت فرماتا ہے کہ: انہیں ہدایت دیتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے، اور آخرت میں انہیں جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل فرمائے گا اور اپنے معزز چہرے کے دیدار سے سرفراز کرے گا، پاک وبرتر کا فرمان ہے:(قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ) (الطور: 26-28)

ترجمہ: کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیان بت ڈرا کرتے تھے۔پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں تیز وتند گرم ہواؤں کے عذاب سے بچا لیا۔ ہم اس سے پہلے ہی اس کی عبادت کیا کرتے تھے، بے شک وہ محسن اور مہربان ہے۔

- **مومنوں کا وطیرہ..**

مومن جب اپنے اوپر اللہ عزیز وبرتر کے احسانات کو دیکھتا ہے تو اس کی عقل حیران ہو جاتی ہے، اس کے دل میں فرحت ومسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے، وہ اپنے آقا ومولی کا محتاج بندہ ہو کر رہ جاتا ہے، وہ صرف ایک پاک وبرتر کی حمد وثنا کرتا ہے، اور یہی وہ سب سے بڑا دروازہ ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب کے پاس داخل ہوتا ہے، جو کہ: رب کے حضور عاجزی وانکساری اختیار کرنا ہے، اس سے دعا ومناجات، امید ورجاء کرتے ہوئے اور یا منان! کی ندا لگاتے ہوئے۔

تب جا کر آرزوئیں بر آتی ہیں، سائل کو نوازش ملتی ہے، گناہ گار کے گناہ معاف ہوتے ہیں، حزن وملال دور ہو جاتے ہیں، غم کے بادل چھٹ جاتے ہیں، قیدی کو رہائی ملتی ہے، بیمار شفایاب ہوتا ہے، گمشدہ گھر لوٹ آتا ہے ، اور بے کس ومضطر کی پکار سن لی جاتی ہے:

(أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ) (النمل: 62)

ترجمہ:بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔

وہ عناصر اگر آپ کی زندگی سے پورے طور پر بھی غائب ہو جائیں جنہیں آپ خوش بختی کا سبب گردانتے ہیں، تب بھی یقین رکھیں کہ اللہ نے انہیں آپ سے اس لیے دور کر دیا ہے کہ وہ آپ کی بد بختی کی وجہ نہ بنیں۔

- **احسان نہ جتلائیں!**

اگر اللہ پاک وبرتر نے بندوں پر اپنے احسانات کا ذکر کرکے اپنی ذات کی تعریف کی ہے، تو ان لوگوں کی مذمت بھی بیان کی ہے جو اللہ پر یا اللہ کے بندوں پر احسان جتلاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مال ودولت خرچ کیے اور (مختلف قسم کے نیک) اعمال انجام دیے، فرمان باری تعالی ہے: (يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ) (الحجرات: 17)

ترجمہ:وہ تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے، کہہ دے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو، بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے لیے ہدایت دی، اگر تم سچے ہو۔

اللہ پاک وبرتر نے ہمیں یہ تنبیہ کی ہے کہ ہم اپنے صدقات وخیرات پر احسان نہ جتلائیں، کیوں کہ اس سے صدقہ اور ثواب برباد ہو جاتے ہیں:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى) (البقرة:264)

ترجمہ:اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احسان جتلانے سے منع فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"تین لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا، اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا، اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے: وہ شخص جو کوئی بھی چیز دیتا ہے تو احسان جتاتا ہے، جو جھوٹ بول کر اپنا سامان بیچتا ہے اور جو غرور اور گھمنڈ سے تہبند لٹکاتا ہے "[مسلم]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:"احسان جتانے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا (عادی شرابی): یہ سب جنت میں نہیں داخل ہو سکتے"[یہ حدیث صحیح ہے ،اسے نسائی نے روایت کیا ہے]۔

أَفسَدتَ بالمَنِّ ما أَولَيتَ من نِعَمٍ لَيسَ الكَرِيمُ إذا أَسدَى بِمَنَّانِ

ترجمہ: تو نے جو بھی انعامات کئے ،احسان جتلا کر سب کو رائیگاں کر دیا۔ سخی وفیاض انسان وہ نہیں جو انعام کرنے کے بعد احسان جتلائے۔

یہی وجہ ہے کہ نیک وبزرگ حضرات آپس میں ایک دوسرے کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ: جب تم کسی کو کوئی چیز دو اور تم کو لگے کہ تمہارا سلام کرنا اس پر ناگوار گزرتا ہے تو اس سے سلام کرنے سے بھی گریز کرو۔

معزز و مکرم لوگ جب کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کرتے ہیں تو اسے بھول جاتے ہیں، لیکن جب کوئی ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہے تو وہ اسے کبھی نہیں بھولتے۔

وما تخفَى المكارِمُ حيثُ كانَت   ولا أهلُ المكارِمِ حيثُ كانُوا

ترجمہ: نہ تو مکارم اخلاق پوشیدہ رہتے ہیں، خواہ جہاں کہیں بھی ہوں اور نہ معزز و مکرم لوگ مخفی رہتے ہیں خواہ وہ جہاں کہیں بھی رہیں۔

اے اللہ! اے احسان کرنے والے منان! ہمارے اوپر یہ احسان فرما کہ ہماری حالت درست کر دے، ہماری نسل کی اصلاح فرما، اور ہمیں حسن خاتمہ سے نواز۔

(٩٤)
الجَوَادُ جل جلاله

جب حاجتیں آپ کو اپنے حصار میں لے لیں، مصائب آپ پر حملہ آور ہوں، حزن وملال آپ کے آنگن میں بسیرا ڈال دے، آپ پر قرض کا بار گراں پڑ جائے، روزی کا دروازہ تنگ ہو جائے، تو آپ سخی وداتا پروردگار (جواد) کا رخ کیجئے، جو حزن وملال کو دور کرنے والا، غم واندوہ کو کافور کرنے والا اور بے کس ومضطر کی دعا کو قبول کرنے والا ہے۔

سنن ترمذی میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" اللہ سخی و فیاض ہے اور جود و سخا کو پسند کرتا ہے" [حدیث صحیح ہے]

شیخ سعدی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:"جواد کے معنی یہ ہیں کہ: وہ مطلق طور پر سخی وفیاض ہے، جس کی فیاضی پوری کائنات کو محیط ہے، اس نے اپنے فضل وکرم اور مختلف قسم کی نعمت سے پوری دنیا کو بھر رکھا ہے۔

جو لوگ زبان حال یا زبان مقال سے سوال کرتے ہیں، انہیں بطور خاص اپنی فیاضی سے بہرہ مند کرتا ہے، خواہ وہ نیک ہوں یا بد، مسلم ہوں یا کافر، جو بھی اللہ سے سوال کرتا ہے اللہ اسے ضرور نوازتا ہے، وہ جو مانگتا ہے اسے وہ نوازتا ہے، یقیناوہ پاک وبرتر محسن اور مہربان ہے: (وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ)(النحل:53)

ترجمہ: تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف تم گڑگڑاتے ہو۔

- **ہمارا رب کتنا بڑا سخی و داتا اور کرم فرما ہے؟!**

مخلوقات اس کی نافرمانی کرتی ہیں... اور وہ ان کے بستروں پر ایسے ان کی حفاظت و نگہبانی کرتا ہے گویا انہوں نے کوئی نافرمانی نہ کی ہو... ایسے ان کی حفاظت کرتا ہے گویا کہ وہ گناہ گار ہی نہ ہوں... بدکار پر احسان کرتا ہے اور گناہ گار کو مہلت دیتا ہے اور توبہ کرنے والے پر رحم فرماتا ہے۔

وہ تمام بندوں سے بے نیاز ہے، اس کے باوجود وہ اپنی نعمت و نوازش، جود و کرم اور مہلت کے ذریعہ ان سے اپنی محبت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اللہ عزیز و برتر کے خزانے بھرے ہوئے ہیں، خرچ کرنے سے ان میں کوئی کمی نہیں آتی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: "اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات و دن اور مسلسل خرچ کرنے سے بھی اس میں کوئی کمی نہیں آتی، تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے اللہ تعالی نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے مسلسل خرچ کیے جارہا ہے ۔اس کے باوجود جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اس میں کمی نہیں آتی" [اسے بخاری نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ اسی کے روایت کردہ ہیں، نیز مسلم نے بھی اسے روایت کیا ہے]۔

حدیث میں سحّاء کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں: ہمیشہ برسنے والا۔

اور غیض کے معنی ہیں: کمی آنا۔

جو بندے اللہ سے اپنی امید ورجا وابستہ رکھتے اور اس سے سوال کرتے ہیں، اللہ انہیں محبوب رکھتا ہے، تاکہ ان پر مزید انعام واکرام کی بارش برسائے، اس کی سخاوت کی انتہا یہ ہے کہ: وہ اس شخص پر غصہ ہوتا ہے جو اس سے مانگتا نہیں، سنن ترمذی میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض اور ناخوش ہوتا ہے" [یہ حدیث حسن ہے] دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز معزز نہیں" [یہ حدیث حسن ہے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے]۔

وهُو الجَوَّادُ فجودُهُ عَمَّ الوُجُودَ جَميعَهُ بِالفَضلِ والإِحسَانِ

وهُوَ الجَوَّادُ فلا يُخَيِّبُ سائِلاً ولو أَنَّهُ مِن أُمَّةِ ا لكُفرَانِ

ترجمہ: وہ سخی وداتا ہے، اس کی سخاوت وفیاضی، اور فضل واحسان تمام مخلوقات کو محیط ہیں۔ وہ سخی وداتا ہے، کسی سائل کو نامراد نہیں کرتا، خواہ وہ کافر قوم سے ہی کیوں نہ ہو۔

ایمان اور یقین والا بندہ وہ ہے جو: سخاوت وفیاضی کی صفت سے متصف ہو، اور اللہ کی سخاوت وفیاضی اور اس کے جود وکرم کا حریص ہو، اور یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ جو سخی وداتا ہے، وہ کئی گنا بڑھا کر اس پر اپنے فضل واحسان اور برکت ورحمت کی نوازش کرے گا:

(مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ) (الحديد: 11)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے لیے بڑھاتا چلا جائے اور اس کے لیے پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے۔

(وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ) (الروم: 6)

ترجمہ: اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ سخی وفیاض تھے، وہ خیر وبھلائی میں سب سے زیادہ آگے تھے، آپ کی سخاوت تیز رفتار گھوڑے سے بھی زیادہ تھی، آپ کی سخاوت سب سے زیادہ رمضان میں بڑھ جایا کرتی تھی۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے پر جو بھی چیز طلب کی جاتی آپ وہ عطا فرمادیتے، کہا: ایک شخص آپ کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پہاڑوں کے درمیان (چرنے والی) بکریاں اسے دے دیں، وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور کہنے لگا: میری قوم! مسلمان ہو جاؤ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا کرتے ہیں کہ فقر وفاقہ کا اندیشہ تک نہیں رکھتے"۔ آپ سے جب بھی کوئی چیز طلب کی گئی تو آپ نے "نہیں" کبھی نہیں کہا۔

تَرَاهُ إِذَا مَا جِئتَهُ مُتَهَلِّلاً كأَنَّكَ تُعطِيهِ الَّذِي أَنتَ سائلُهُ

ترجمہ: جب آپ ان سے کچھ طلب کرنے آئیں گے تو آپ ان کو ایسے پائیں گے کہ گویا آپ ہی ان کو وہ چیز عطا کرنے آئے ہوں جو آپ ان سے مانگ رہے ہوں۔

- کسی نے کہا ہے کہ:

سخاوت: ہر عیب پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

تَستَّر بالسخاءِ فَكُلُّ عَيبٍ يُغطِّيهِ كما قِيلَ السَّخَاءُ

ترجمہ: سخاوت کے ذریعہ اپنی پردہ پوشی کیجئے کہ کہا گیا ہے کہ سخاوت ہر عیب پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

لَو لَا المَشَقةُ سادَ الناسُ كلُّهم　　　　الجُودُ يُفقِرِ والإقدامُ قَتَّالُ

ترجمہ: اگر مشقت نہ ہوتی تو سارے لوگ سرداری ہی کرنے لگ جاتے، سخاوت (لوگوں کی نظر میں) فقیری کا باعث اور پیش قدمی جان لیوا ہوتی ہے۔

اے اللہ! اے سخی وکرم فرما! ہمارے اوپر اپنی برکتوں کی نوازش فرما۔

(۹۵)
الرَّفِيقُ جل جلاله

صحیحین میں آیا ہے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: «السـام علیکم » (تمہیں موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ: «وعلیکم السام واللعنة» (یعنی تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو، اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند کرتا ہے۔میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ «وعلیکم» (اور تمہیں بھی)۔

صَفُوحٌ عن الإجرامِ حتى كَأَنَّهُ   مِن العَفوِ لم يَعرِف مِنَ النَّاسِ مُجرِمًا

ترجمہ: وہ ہر جرم کو معاف کر دیتا ہے، وہ اتنا معاف کرتا ہے کہ گویا اس کی نظر میں کوئی مجرم ہی نہ ہو۔

ہمارے نبی ﷺ کو جس ذات نے اس عظیم اخلاق سے سرفراز فرمایا وہ رفیق ومہربان اللہ سبحانہ وتعالی ہے، جو حزن وملال کو دور کرتا، بیمار کو شفا عطا کرتا، ابتلاء وآزمائش کو رفع کرتا، گمشدہ کو واپس لاتا، قیدی کو رہائی دیتا اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا اور سہارا دیتا ہے۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ رفیق ہے، رفق اور نرمی پسند کرتا ہے" [بخاری ومسلم]۔

ہمارا عزیز وبرتر پروردگار اپنی تقدیر، فیصلے اور تمام افعال میں رفیق ومہربان ہے۔

ہمارا عزیز و برتر پروردگار اپنے احکام واوامر اور دین وشریعت میں رفیق ومہربان ہے۔

افعال میں اس کی نرمی ومہربانی یہ ہے کہ: اس بلند وبرتر نے اپنی حکمت اور رفق ومہربانی کے پیش نظر تمام مخلوقات کو بتدریج پیدا فرمایا، حالاں کہ وہ ایک ہی مرتبہ اور چشم زدن میں انہیں پیدا کرنے پر قادر تھا۔

ہمارا بلند وبرتر پروردگار اپنی شریعت میں رفیق ومہربان ہے: خواہ اوامر کا معاملہ ہو یا نواہی کا، چناں چہ وہ بندوں کو طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں کرتا، اور نہ ہی مشقت آمیز احکام پر بندوں کا مواخذہ کرتا ہے، بلکہ ان پر رفق ومہربانی اور رحم وکرم کرتے ہوئے ان کے لئے ایسے احکام میں رخصت رکھی ہے، بندوں پر یک لخت تمام احکام نافذ نہیں کرتا بلکہ تدریج کے ساتھ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انہیں منتقل کرتا ہے، تاکہ دل مانوس اور طبیعتیں نرم ہو جائیں۔

اللہ بزرگ وبرتر کی ملائمت اور مہربانی ہے کہ: وہ گناہ گار بندوں کو مہلت دیتا ہے، انہیں سزا سے دوچار نہیں کرتا، تاکہ وہ اللہ کی طرف رجوع اور انابت کریں۔

اس کی مہربانی ہے کہ: اس نے خیر وبھلائی کے تمام اسباب میسر کر دئے، اور وہ ان اسباب کے ذریعہ بندوں پر فضل واحسان کرتا ہے، سب سے بڑی آسانی یہ کہ اس نے: اپنی کتاب کو یاد کرنا اور سمجھنا آسان کر دیا:

(وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ)

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

وهُوَ الرَّفِيقُ يُحِبُّ أَهلَ الرِّفقِ بَل　　　يُعطِيهِم بِالرِّفقِ فَوقَ أَمَانِ

ترجمہ: وہ رفیق و مہربان ہے اور رفق و ملائمت کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، بلکہ رفق و مہربانی کے عوض انہیں ان کی آرزو سے بڑھ کر نوازتا ہے۔

- **رفیق و مہربان لوگ:**

جو شخص یہ جان لے کہ اللہ تعالی رفیق و مہربان ہے، اللہ سے اس کی محبت بڑھ جاتی ہے، نیز تعظیم و توقیر، حمد و ثنا اور شکر کا جذبہ بھی اس کے اندر مزید پروان چڑھنے لگتا ہے، اللہ تعالی اپنے اسمائے گرامی کو پسند کرتا اور ان سے متصف بندوں کو محبوب رکھتا ہے- سوائے ان اسماء کے جن کو اپنے بندوں کے لیے وہ ناپسند کرتا ہے- چناں چہ اللہ رحیم و مہربان ہے اور رحم کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے، وہ کریم و داتا ہے اور کرم فرماؤں کو پسند کرتا ہے، وہ رفیق و مہربان ہے اور رفق و نرمی کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس اخلاق (رفق و ملائمت) کے سب سے زیادہ حقدار انبیائے کرام تھے، جن میں سر فہرست محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لوگوں کے ساتھ آپ نے جو زندگی گزاری وہ رفق و ملائمت سے بھری ہوئی تھی، آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی (کسی پر) غصہ نہیں کیا، نہ لوگوں کی بشری کمزوری و کوتاہی پر آپ کا دل تنگ ہوا، نہ آپ نے اس دنیا کی کوئی چیز اپنے لئے خاص رکھی، بلکہ جو بھی آپ کے ہاتھ میں ہوتا، بے پناہ سخاوت و فیاضی کے ساتھ آپ لوگوں کو دے دیتے، آپ کی بردباری، احسان و بھلائی، شفقت و مودت سے تمام لوگوں نے فیض اٹھایا، جو شخص بھی آپ کی مجلس میں بیٹھا آپ کا گرویدہ ہو کر رہ گیا، محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و ملائمت اور لطف و کرم کو دیکھ کر۔

ایک دیہاتی آتا ہے اور مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے لگتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا کر رہے ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (اسے — درمیان میں- مت روکو، اسے چھوڑ دو)۔

جب وہ فارغ ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: یہ مساجد اس طرح پیشاب یا کسی اور گندگی کے لیے نہیں ہیں، یہ تو بس اللہ تعالی کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں" [مسلم]

اللہ تعالی رفیق و مہربان ہے اور رفق و ملائمت سے متصف لوگوں کو پسند کرتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "اللہ عزوجل رفق اور نرمی سے موصوف ہے، اسے نرمی اور نرم خوئی پسند ہے، وہ اس پر وہ کچھ عنایت فرماتا ہے جو ترشی اور کرختگی پر نہیں دیتا" [مسلم]

انبیائے کرام کے بعد جو اس صفت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں وہ بادشاہ، ذمہ دار حکمراں اور وہ اہل علم اور دعاۃ ہیں جو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، اسی طرح والد حضرات بھی اس کے زیادہ مستحق ہیں، کیوں کہ لوگ حزن وملال سے افسردہ ہوتے ہیں، انہیں ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کو دلاسا دے، ان کی دادرسی کرے، نہ کہ ان پر ترشی اور کرختگی کا مظاہرہ کرے، انہیں رحم دل شخص کے پہلو کی، نہایت اعلی نگہبانی کی، نرم خوئی اور بے پناہ ہشاشت وبشاشت کی، اور کشادہ مودت وشفقت کی ضرورت ہوتی ہے...۔

سختی ودرشتی کے ساتھ (کچھ) دینے سے کہیں زیادہ لوگوں کو نرمی وملائمت (کے ساتھ پیش آنے) کی حاجت ہوتی ہے، لوگوں میں سب سے زیادہ آپ کی نرمی وملائمت کا حقدار: آپ کی ذات ہے، پھر آپ کے والدین، آپ کی بیوی، بیٹے، زیر کفالت، آپ کے مصاحبین اور دوست واحباب ہیں۔

- **اس صفت میں آپ کا حصہ...**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا: "جس کو نرمی عطا کی گئی، اس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسن اخلاق اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے (جیسے امورِ خیر)

گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمر میں اضافہ کرتے ہیں"[حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب اللہ تعالی کسی اہل خانہ کے تئیں خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو ان کے اندر نرمی وملائمت داخل کر دیتا ہے" [حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے "المسند" میں روایت کیا ہے]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو زینت بخش دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی نکال دی جاتی ہے اسے بدصورت کر دیتی ہے" [مسلم]

یہی وجہ ہے کہ مخلوق کی نظر میں سب سے زیادہ ناپسند شخص وہ ہوتا ہے جو بدزبان اور سخت دل ہو، فرمان باری تعالی ہے: (وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ) (آل عمران:۱۵۹)

ترجمہ: اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص کو نرم خوئی سے محروم کر دیا جائے وہ بھلائی سے محروم کر دیا جاتا ہے" [مسلم]۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (الرفیق) کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم پر نرمی و مہربانی کر اور ہمارے لیے تمام کارِ خیر کو آسان کر دے۔

(۹۶)
السَّيِّدُ جل جلاله

سنن ابی داود میں عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں بنو عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے کہا: آپ ہمارے (سید) سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سید (اور حقیقی سردار) اللہ تبارک وتعالی ہے۔ ہم نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے صاحب فضل وفضیلت اور صاحب جود وسخا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو۔ مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنالے (کہ کوئی ایسی بات کہہ گزرو جو میری شان کے مطابق نہ ہو)۔

(وکیل بنانے) کا مطلب یہ ہے کہ: شیطان تم پر غالب نہ ہو جائے۔

لغت میں سید (آقا) اسے کہتے ہیں جو حلم وبردباری، مال ودولت، رفعت وبلندی اور منفعت وبھلائی میں دوسرے پر فائق وبرتر ہو، اپنا مال اپنے حقوق میں صرف کرتا ہو، سید (آقا) کا اطلاق اس شخص پر بھی ہوتا ہے جس پر غصہ حاوی نہیں ہوتا ہو، نیز اس پر بھی ہوتا ہے: جو کریم وداتا ہو، بادشاہ وحاکم اور ذمہ دار وسرپرست ہو۔

بندے کا سید (آقا) اس کا مالک ہوتا ہے اور عورت کا سید (آقا) اس کا شوہر ہوتا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

(وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ) (یوسف: ۲۵)

ترجمہ: دروازے کے پاس ہی عورت کا شوہر دونوں کو مل گیا۔

سُؤدَدٌ کے معنی: شرافت و مرتبت کے ہوتے ہیں، ہر چیز کا سید وہ ہے جو: سب سے اشرف اور سب سے بلند ہو۔

کون ہے جو اپنی سرداری میں درجہ کمال پر فائز ہو سکتا ہے، سوائے اللہ عزیز و برتر کے ؟!

- **اللہ کے اسم گرامی السید (آقا) کے سائے میں:**

ہمارا پاک و برتر پروردگار ہی وہ سید ہے جو اپنی سرداری میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ شریف و برتر ہے جو اپنی شرافت میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ عظیم و برتر ہے جو اپنی عظمت میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ حلیم و بردبار ہے جو اپنی بردباری میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ بے نیاز ہے جو اپنی بے نیازی میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ جبار ہے جو اپنی صفتِ جبروت میں درجہ کمال پر فائز ہے، وہ عالم ہے جو اپنے علم میں کامل ہے اور ایسا حکیم ہے جو اپنی حکمت و بینش میں درجہ کمال پر فائز ہے۔

اللہ بزرگ و برتر وہ سید (آقا) ہے جو شرافت و برتری اور سرداری کی تمام قسموں میں کامل ہے۔

یہ پاک و برتر کی وہ صفات ہیں جن میں کوئی اس کا شریک و ساجھی نہیں، اور نہ کوئی مخلوق ان صفات کو اس سے چھین سکتا ہے۔

وهُو الإِلٰهُ السيِّدُ الصَّمدُ الَّذِي ... صَمَدَت إليهِ الخَلقُ بالإِذعانِ

الكامِلُ الأوصافِ من كُلِّ الوُجُوهِ ... كَمالُه ما فِيهِ من نُقصانِ

ترجمہ: وہ معبود و سید اور بے نیاز (پروردگار) ایسا ہے کہ ساری مخلوقات عاجزی کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ ہر ناحیے سے اپنی صفات میں کامل ہے، اس کے کمال میں کوئی نقص نہیں ہے۔

تمام تر مخلوقات اس بزرگ وبرتر پروردگار کے بندے ہیں، وہ سب کے سب اس کے محتاج ہیں، خواہ وہ فرشتے ہوں، انسان ہوں یا جنات، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، وہ سب اس کے جود وکرم، لطف ومہربانی اور رعایت ونگہبانی کے محتاج ہیں، اس لئے اس جل جلالہ کا یہ حق ہے کہ وہ سید (آقا) ہو، اور لوگوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسے اس نام سے پکاریں۔

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے جو پوری کائنات میں تصرف کرتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

وہی بزرگ وبرتر پروردگار اس بات کا حقدار ہے کہ صرف اسی کی عبادت جائے، اسی کے لیے عاجزی اور انکساری اختیار کی جائے، اس کا کوئی ساجھی نہیں۔

وہی سید اور معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں: (قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَـيْءٍ) (الأنعام: 164)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "(کیا میں اللہ کے سوا کوئی) معبود اور آقا تلاش کروں"۔

- **غلط سوچ!**

ہو سکتا ہے کہ انسان کو مال ودولت مل جائے، اہل وعیال سے بہرہ مند ہو، جاہ وحشمت کا مالک ہو، یا منصب اور معزز مقام پر فائز ہو، بڑی سے بڑی قیادت، با اختیار ریاست سے ہمکنار ہو، ممکن ہے کہ اس کے ارد گرد خادموں کا ہجوم ہو، فوج اسے اپنے احاطہ میں لی ہوئی ہو، لشکر اس کی نگہبانی پر مقرر ہو، لوگ اس کے سامنے اپنی گردنیں خم

رکھتے ہوں، قومیں اس کے سامنے عاجزی اختیار کرتی ہوں، چناں چہ وہ اس دنیا میں سرداری کے عظیم مقام پر فائز ہو، لیکن یہ ناقص اور زائل ہو جانے والی ہے۔

خَدَعَتهُم الأَحلَامُ في سِنةِ الكرَى ما أَكذَبَ الأحلامَ والتأويلَا!

ترجمہ: نیند کی آغوش میں خوابوں نے ان کے ساتھ فریب کیا۔ خواب اور اس کی تعبیر کتنی جھوٹی ثابت ہوئی!

جو اس بات پر ایمان رکھتا ہو کہ اللہ ہی حقیقی سید (آقا) ہے، اس کا دل صرف اسی بزرگ وبرتر سے وابستہ رہتا ہے، اس وابستگی میں خوف وامید، مدد طلبی اور توکل شامل ہوتا ہے، کیوں کہ وہی (اللہ) بندوں کے معاملات میں تصرف کرتا ہے، ہر چوپائے کی پیشانی اسی کے ہاتھ میں ہے، اور تمام کے تمام بندے اسی کے محتاج ہیں:

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ) (فاطر: ١٥)

ترجمہ: اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

چناں چہ اللہ، یکتا ومنفرد، آقا اور بے نیاز پروردگار کے سوا کسی کے سامنے عاجزی اور خاکساری نہیں اختیار کی جا سکتی۔

- **اے سردار حضرات!**

مخلوق کی نظر میں سرداری کے ارکان یہ ہیں: عزت وبزرگی، شرافت، رفعت وبلندی، اعلی شہرت، یہ وہ صفات ہیں جو اللہ عزیز وبرتر کی اطاعت سے ہی حاصل کی جا سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء نے (اپنی قوموں کی) سرداری کی اور وہ لوگوں کے درمیان نمایاں اور ممتاز تھے۔

لیکن جو اللہ سے دور ہو، اس کے ساتھ کفر کرتا ہو، تو ایسے شخص کو نہ تو عزت وبزرگی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ وہ سرداری سے سرفراز ہو سکتا ہے، اگر اسے دنیاوی سرداری حاصل ہو بھی جائے تو یہ جھوٹی اور وقتی سرداری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ منافق کو سید (آقا) کہنے سے منع کیا گیا ہے، ابو داؤد نے روایت کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "کسی منافق کو سید (سردار، آقا) کہہ کر مت پکارو، اس لیے کہ اگر وہ سردار ہو اتو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

- **سید (آقا وسردار) کا دائرہ:**

مخلوق پر سید کا اطلاق کرنا جائز ہے، کیوں کہ اللہ عزیز وبرتر نے یحیٰی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: "وَسَيِّدًا" یعنی: وہ سردار ہیں۔

حدیثِ شفاعت میں آیا ہے کہ: "قیامت کے دن میں سارے انسانوں کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی گھمنڈ نہیں ہے" [مسلم]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کے تعلق سے فرمایا: "کھڑے ہو کر اپنے سردار کا استقبال کرو" [بخاری]

ان دونوں احادیث اور اس حدیث کے درمیان کوئی تعارض نہیں کہ: "سید (اور حقیقی سردار) اللہ تبارک وتعالی ہے" [حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]، کیوں کہ مومنوں کے نزدیک انسانوں کے سردار سے مراد: ان کی ریاست وامامت ہے۔

عرب کہتے ہیں کہ: فلاں ہمارا سید (سردار) ہے، یعنی: ہمارا ذمہ دار ہے جن کی ہم تعظیم کرتے ہیں۔

لیکن اللہ عزیز وبرتر کو سید سے متصف کرنے کے معنی یہ ہیں کہ: وہ تمام مخلوقات کا مالک ہے، اور تمام مخلوقات اس کے بندے اور غلام ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی معنی میں) اس صفت سے (خود کو ملقب کرنے سے) منع فرمایا تھا جب آپ کو یہ کہا گیا کہ: آپ ہمارے سردار ہیں، آپ نے فرمایا: "سید (اور حقیقی سردار) تو اللہ تبارک وتعالی ہے... تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو، مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنالے (کہ کوئی ایسی بات کہہ گزرو جو میری شان کے مطابق نہ ہو)" [حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے روایت کیا ہے]۔ اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی چہار دیواری کی حمایت کی، اس کی (حد درجہ) حفاظت کی اور شرک کے سارے دروازے مسدود کردئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناپسند تھا کہ آپ کے سامنے آپ کی تعریف کی جائے، حالاں کہ آپ کے مداحوں نے کوئی ناحق بات نہیں کہی، کیوں کہ آپ نے خود فرمایا تھا کہ: "میں اولاد آدم کا سردار ہوں" [مسلم] لیکن آپ نے (اس سے منع فرمایا) محض اس ڈر سے کہ کہیں ان کے دل مخلوقات سے وابستہ نہ ہو جائیں اور وہ ان کے سامنے عاجزی اور انکساری نہ اختیار کرنے لگیں، جو کہ اللہ واحد وقہار کے سوا کسی کے لئے جائز وروا نہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اسم گرامی (السید / آقا وسردار) کے وسیلے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ تو ہمارے ذکر کو بلند کردے، ہمارے بوجھ کو ہلکا کردے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۹۷)
بديع السماوات والأرض
جل جلاله

"میں اس بات سے بہت متاثر ہوں کہ قرآن کریم میں حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے!

یقیناً یہ قرآن کریم کائنات (کی تفصیلات کو) وجود کے اعلیٰ ترین نقطے سے بیان کرتا ہے۔

جو چیز ہم نے دیکھی ہے وہ کسی انسانی مرجع سے برآمد نہیں ہو سکتی، میں نے قرآن کریم پڑھنے کے بعد اپنے مستقبل کو جانا، میں اپنے تحقیقی مقالات کی بنیاد اسی جامع نظریہ پر قائم کرنے جا رہا ہوں" [پروفیسر: یوشیدی کوزان]

تِلكَ الطبيعةُ قِف بنا يا سَارِي — حتى أُرِيكَ بَدِيعَ صُنعِ البارِي

الأرضُ حولَك والسَّماءُ اهتزَّتا — لِرَوائعِ الآياتِ والآثارِ

دَلَّت على مَلِكِ الملُوكِ فلم تَدَع — لأدِلةِ الفُقَهاءِ و الأحبَارِ

مَن شَكَّ فيهِ فنَظرةٌ في صُنعِهِ — تَمحُو أثيمَ الشكِّ و الإنكارِ

ترجمہ: اے شب کے راہ گزر! یہ اللہ کی فطرت (تخلیق) ہے، ذرا ٹھہر جا کہ میں تجھے خالق کی تخلیق کے بے مثال نمونے دکھا سکوں، تیرے ارد گرد کی زمین اور آسمان (اس کی) بے نظیر آیتوں اور نشانیوں سے تھرا گئے۔ یہ نشانیاں شاہان شاہ (کے وجود پر) پر دلالت کرتی ہیں، ان کے سامنے تمام فقیہانِ عالم اور علمائے مذاہب کی دلیلیں بے معنیٰ ہیں۔ جس کو (رب تعالیٰ کے) وجود میں شک ہو، اس کے شک اور انکار کی برائی، اللہ کی کاریگری میں غور و فکر کرنے سے دور ہو جائے گی۔

اگر انسان آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور و فکر کرے تو اسے پاک و برتر خالق کی رہنمائی مل جائے گی، وہ خالق جو خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

(بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ) (البقرة:١١٧)

ترجمہ: وہ زمین اور آسمانوں کا ابتداءً پیدا کرنے والا ہے۔ وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، بس وہ وہیں ہو جاتا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: "آسمانوں اور زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے پیدا کرنے والا، وجود میں لانے والا اور ان کی تخلیق کرنے والا (وہی اللہ ہے)"۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: (بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) "یعنی: آسمان و زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے حد درجہ حسن و جمال، انوکھی خلقت اور محکم نظام کے ساتھ پیدا کرنے والا (اللہ)"۔

- **عقل مندوں کے لئے ندا!**

اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو کس طرح یہ درست ہو سکتا ہے کہ اس کی طرف آسمان و زمین کی کسی چیز کو اس طرح منسوب کیا جائے کہ وہ اس کا بیٹا ہے— اللہ تعالی اس سے بہت زیادہ بلند ہے- بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اس کی ایجاد اور تخلیق ہے، اور اللہ کے (سامنے) سر نگوں اور اس کی عبادت میں محو ہے، اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے: (وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ) (البقرة: 116-117)

ترجمہ: یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے زمین و آسمان کی تمام مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبردار ہے۔وہ زمین اور آسمانوں کا ابتداءً پیدا کرنے والاہے، وہ جس کام کو کرنا چاہے کہہ دیتا ہے کہ ہوجا، بس وہ وہیں ہوجاتا ہے۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اس کی ایجاد اور تخلیق ہے، تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ سب اس کے بندے اور ملکیت ہیں، چناں چہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔

جب حقیقت یہ ہے تو انسانوں پر یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ اس (خالق) کے حکم پر عمل کریں اور اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رہیں، نہ کہ اس کی طرف اولاد اور بیوی کی نسبت کریں!

اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالی نے ہمیں یہ حکم دیاہے کہ ہم کائنات اور اس کی بے مثال کاریگری میں غور وفکر سے کام لیں، اللہ عزیز وبرتر کا فرمان ہے:(إِنَّ فِي خَلْقِ السَّـــمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) (آل عمران: 190)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

پوری کائنات ایمان کی دلیلوں سے بھری پڑی ہے، اور اپنے اس خالق کی طرف اشارہ کرتی ہے جو خوب سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

تأمَّل سُطورَ الكائناتِ فإنها ... مِنَ الملأِ الأَعلى إليكَ رَسَائِلُ

وقد خُطَّ فيها لو تَأَمَّلتَ خَطَّها ... ألا كلُّ شيءٍ ما خَلا اللهَ باطِلُ

شُهودٌ على فَضلِ الإلهِ ومَنّه لسانٌ فصيحٌ صامِتٌ وهو قائِلُ

ترجمہ: کائنات میں لکھی ہوئی تحریروں پر پر غور کرو کہ وہ ملاء اعلی کی جانب سے تیرے لیے پیغام ہیں۔ کائنات کی تحریر پر آپ اگر غور کریں گے تو آپ اس میں لکھا ہوا پائیں گے کہ اللہ کے سوا ہر ایک چیز باطل و بے بنیاد ہے۔ وہ اللہ کے فضل واحسان پر گواہ ہے، اس کی زبان فصاحت سے لبریز ہے، لیکن وہ خاموشی کے ساتھ بول رہی ہے۔

- **کائنات پر غور وفکر کریں!**

بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوتے ہیں کہ آپ کو نماز فجر کی خبر دے سکیں، اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں اور آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے ہیں، وہ عرض کرتے ہیں: آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "برا ہو تمہارا اے بلال! میں کیوں نہ روؤں جب کہ آج رات مجھ پر چند آیات نازل ہوئیں، اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے جس نے ان کو پڑھا لیکن غور و فکر نہ کیا، آیات یہ ہیں: (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ) (یعنی: آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں) آپ نے سورہ کے اخیر تک تلاوت فرمائی۔ [حدیث صحیح ہے، اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے]۔

آسمانوں کا منظر، ان کے اندر جو ستارے، سیارے، چاند و سورج، زمین اور اس کے اندر جو پہاڑ، نہریں، سمندر، حیوانات، نباتات، جمادات اور زندہ و مردہ مخلوقات ہیں... وہ سب آسمان و زمین کو بغیر کسی سابقہ مثال کے پیدا کرنے والے (اللہ کے وجود پر) دلالت کرتے ہیں: (تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا) (وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا) (الفرقان: 61-62)

ترجمہ: بابرکت ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں آفتاب بنایا اور منور مہتاب بھی اور اسی نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا۔ اس شخص کی نصیحت کے لیے جو نصیحت حاصل کرنے یا شکر گزاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

الشبان الاسلامی کانفرنس جو کہ ریاض کے اندر سنہ ۱۹۷۹ء میں منعقد ہوا تھا، اس میں جب اللہ پاک وبرتر کا یہ فرمان پڑھا گیا: ﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا﴾ (الأنبياء: 30)

ترجمہ: کیا کافر لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا۔

تو امریکی پروفیسر (پالمر) کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: "یہ بات برحق ہے کہ کائنات اپنے آغاز میں ایسے بادل سے عبارت تھی جس میں دھواں اور گیس بہت بھاری مقدار میں بھرے ہوئے اور باہم چپکے ہوئے تھے، پھر یہ بادل دھیرے دھیرے ملین در ملین ستاروں میں تبدیل ہوتا چلا گیا جس نے آسمان کو بھر دیا، کسی بھی حال میں یہ ممکن نہیں کہ اس عمل کو اس شخص کی طرف منسوب کیا جاسکے جو آج سے ۱۴۰۰ سال قبل وفات پا گئے! کیوں کہ ان کے پاس نہ تو ٹیلیسکوپ تھا اور نہ فضائی کشتیاں جو ان حقائق سے پردہ اٹھانے میں ان کی مدد کرتیں، اس لئے ضروری ہے کہ جس ذات نے محمد کو اس سے باخبر کیا وہ اللہ ہے"، چناں چہ پروفیسر (پالمر) نے کانفرنس کے اخیر میں اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کر دیا۔

آٹھویں طبی کانفرنس جو ریاض کے اندر سنہ ۱۴۰۴ء میں منعقد ہوئی، اس میں پروفیسر (ٹاجاٹاٹ ٹاجاسون) - جو کہ تھایلنڈ کے اندر مای یونیورسٹی میں شعبہ پوسٹ مارٹم اور جنین کے صدر ہیں- کھڑے ہوئے اور عرض کیا: "چوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے، اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول تھے جو اس حقیقت کے ساتھ بھیجے گئے تھے، ان کو اس حقیقت سے وحی کے ذریعہ سرفراز کیا گیا جو ان کے

پاس پیدا کرنے والے اور ہر چیز کا علم رکھنے والے (پروردگار) کی طرف سے آتی تھی، یہ خالق کوئی اور نہیں، صرف اللہ ہے۔

اس لیے میرا ماننا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ میں (یہ گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

- **دواء...** اللہ پاک وبرتر کے اسم گرامی (البدیع) کی شان بڑی نرالی ہے! جو اس نام کے ذریعہ اللہ سے دعا کرتا ہے، اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے، ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور دعا مانگتے ہوئے وہ اپنی دعا میں کہہ رہا تھا: "اللهم لا إلهَ إلا أنتَ المَنَّانُ بَدِيعُ السَّماوَاتِ والأرضِ ذا الجلالِ والإكرامِ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس نے کس چیز کے ذریعہ دعا کی ہے؟ اس نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم کے ذریعہ دعا کی ہے کہ جب بھی اس کے ذریعہ دعا کی جائے گی اللہ اسے قبول کرے گا، اور جب بھی اس کے ذریعہ کوئی چیز مانگی جائے گی اسے عطا فرما دے گا" [حدیث صحیح ہے]

اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر، اے تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان!

اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہمیں اپنی مغفرت اور رحمت سے نواز، ہمارے گناہوں کو درگزر کر دے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۹۸)
المُعطِي جل جلاله

عطاء :اس کی عظیم ترین نوازشوں میں سے ہے..

فضل وکرم:اس کی ایک صفت ہے..

جو دوسخا:اس کی عظیم ترین علامتوں میں سے ہے،اس سے بڑا سخی وفیاض،داتاوکرم فرمااور عطاءونوازش والا کون ہو سکتا ہے؟!

اللہ پاک وبرتر کے اسمائے حسنی میں ایک خوبصورت نام:(المعطي) بھی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے، آپ نے فرمایا:"اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت کر دیتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا تو اللہ ہی ہے"[بخاری ومسلم]

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے:جو حقیقی معنوں میں تمام مخلوقات کو نوازتا ہے،جسے وہ نوازے اسے کوئی محروم نہیں رکھ سکتا اور جسے وہ محروم کردے اسے کوئی نوازنے والا نہیں۔

اس پاک وبرتر(پروردگار)کی نوازش ہر اس مخلوق کے لیے عام ہے جو موجود ہے،اس کی نوازش کی کوئی حد اور قید وبند نہیں،وہ جودوکرم کے درجہ کمال پر فائز ہے۔

ہمارا پروردگار جب نوازتا ہے تو اس کی نوازش احسان اور اصلاح پر مبنی ہوتی ہے، اور جب کسی چیز سے محروم کرتا ہے تو یہ بھی اس کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔

هوَ مانعٌ مُعطٍ فهذا فَضلُهُ　　　والمنعُ عينُ العدلِ للمَنَّانِ

يُعطِي بِرَحمتِهِ ويَمنَعُ مَن يَشَـ　　　ـاءُ بِحِكمةٍ واللهُ ذو سُلطانِ

ترجمہ: وہی محروم کرنے والا اور وہی نوازنے والا ہے، یہ اس کا احسان ہے، محروم رکھنا بھی منان کے لئے عین عدل وانصاف ہے۔ وہ اپنی رحمت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی حکمت سے محروم رکھتا ہے، اللہ بادشاہت وحکمرانی والا ہے۔

- **اللہ کی نوازش دو قسم کی ہوتی ہے:**

۱۔ عمومی نوازش جو دنیا میں ہوتی ہے:

یہ نوازش تمام مخلوقات کے لئے عام ہے، خواہ مومن ہو یا کافر، اللہ پاک وبرتر نے دنیا میں ان کے معاملات کو درست فرمایا؛ فرمان باری تعالی ہے:

(كُلًّا نُمِدُّ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا) (الإسراء:20)

ترجمہ: ہر ایک کو ہم بہم پہنچائے جاتے ہیں انہیں بھی اور انہیں بھی تیرے پروردگار کے انعامات میں سے۔ تیرے پروردگار کی بخشش رکی ہوئی نہیں ہے۔

۲۔ خصوصی نوازش جو دنیا وآخرت دونوں جگہ کے لئے ہے:

یہ نوازش اللہ کے انبیاءورسل اور اس کے نیک بندوں کے لئے ہے، چناں چہ اللہ انہیں دنیا کے اندر حلال روزی، نیک وصالح اولاد، ایمان وتقوی، یقین اور واضح ہدایت سے نوازتا ہے، جوکہ دنیا کی عظیم ترین نوازش ہے، حاکم نے "المستدرک" میں روایت کیا ہے اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "اللہ تعالی دنیا اس شخص کو بھی دیتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے اور اس شخص کو بھی جسے وہ محبوب نہیں رکھتا، لیکن دین صرف اسے ہی دیتا ہے جسے وہ محبوب رکھتا ہے"۔

آخرت کی نوازش سے مراد: اللہ کی بلند وبالا جنت میں ملنے والی عظیم ترین نوازش ہے، اس سے بڑھ کر کوئی نوازش نہیں، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے: (جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا) (النبأ:36)

ترجمہ:(ان کو) تیرے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا۔

- **عطاءونوازش کی کنجیاں:**

ہمارا پروردگار کریم وداتا ہے اور کرم فرماؤں کو پسند کرتا ہے، وہ نوازنے والا ہے اور نوازش کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نوازش کرنے والوں کو لوگوں کی سرداری حاصل رہتی ہے، سنن ابی داود میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاتھ تین طرح کے ہیں، ایک ہاتھ اللہ کا ہے جو سب سے اوپر ہے، دوسرا ہاتھ دینے والے کا ہے جو اس کے بعد ہے اور سائل کا ہاتھ سب سے نیچے ہے، لہذا جو زائد ہو وہ دے دو اور اپنے نفس کے سامنے عاجز مت بنو" [یہ حدیث صحیح ہے]۔

کرم فرماؤں کو شاہان شاہ کی جانب سے بڑا اجر ملتا ہے: (وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ) (الحديد: 7)

ترجمہ:اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے ۔ تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

اللہ پاک وبرتر نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں اتنا نوازے گا کہ وہ راضی اور خوش ہوجائیں گے:(وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى) (الضحى:5)

ترجمہ:تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا۔

اللہ اپنے رسول کو آخرت میں جو نوازشیں عطا کرے گا،ان میں نہرِ کوثر بھی ہے:

(إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) (الكوثر:1)

ترجمہ:یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حوض کوثر کے تعلق سے ارشاد فرمایا:"وہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے،اس پر بہت بھلائی ہے اور وہ ایک حوض ہے،جس پر قیامت کے دن میری امت پانی پینے کے لیے آئے گی،اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں"[مسلم]

جب اللہ تعالی آپ کو دیکھے گا اور پائے گا کہ آپ نے اسے اپنا معتمد اور ماوی وملجا بنالیا ہے،تمام مخلوقات سے پہلو تہی کرکے آپ صرف اس سے اپنی ضرورتیں طلب کرتے ہیں،تو وہ آپ کے سوال سے بڑھ کر آپ کو نوازے گا اور آپ کی چاہت ومراد سے بڑھ کر آپ کا اعزاز واکرام کرے گا۔

سبحانَ من يُعطِي الْمنَى بخواطِرِ ... في النفسِ لم يَنطِق بهن لسانُ

سبحانَ مَن لاشيءَ يَحجُب علمَهُ ... فالسِرُّ أجمعُ عندَه إعلانُ

سبحانَ مَن هُو لا یَزالُ ورزقُہُ   لِلعالَمین بہِ علیہِ ضمانُ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو دل اور خیالات میں آنے والی تمناؤں کو زبان پر آنے سے پہلے پوری کر دیتا ہے۔پاک ہے وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں، تمام کے تمام راز ہائے سربستہ اس کے لئے عیاں ہیں۔پاک ہے وہ ذات جس نے ازل سے تمام جہان والوں کے لیے اپنی روزی کی ضمانت لے رکھی ہے۔

اے اللہ !ہم پر اپنی نوازشیں کر، ہمیں محروم نہ رکھ، ہم پر اپنی سخاوت وفیاضی کی بارش برسااور ہمیں نامراد نہ لوٹا،اے سارے جہاں کے پالنہار!

(۹۹)
المُحسِنُ جلّ جلاله

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کرو اور جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، کیوں کہ اللہ عزیزوبرتر احسان کرنے والا ہے اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے" [یہ حدیث حسن ہے، اسے طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں روایت کیا ہے]۔

دوسری حدیث میں آیا ہے، شداد بن اوس نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل احسان کرنے والا ہے اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے..." [یہ حدیث صحیح ہے "الجامع الصغیر"]

ہمارا عزیزوبرتر پروردگار اپنی ذات وصفات اور افعال میں درجہ کمال پر فائز ہے:

(وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف:180)

ترجمہ: اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔

اللہ سے بڑھ کر کوئی احسن اور اکمل نہیں!

ہمارا پاک وبرتر پروردگار وہ ہے: (الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ) (السجدة: 7)

ترجمہ: جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی۔

احسان اللہ کی لازمی صفت ہے، کوئی مخلوق ایسی نہیں جو ایک پل کے لئے بھی اس کے احسان سے خالی ہو، اس کا فضل واحسان تمام مخلوقات کو محیط ہے، خواہ وہ فاجر ہوں یا مومن ہوں، یا کافر، اللہ کے فضل واحسان، جود وکرم اور انعام واکرام کے بغیر ان کی بقا ناممکن ہے۔

بندے کے تئیں اللہ عزوجل کے احسان کا مظہر یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اسے عدم سے وجود میں لایا: (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا) (الإنسان:1)

ترجمہ: یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔

(وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِنْ طِينٍ) (السجدة:7)

ترجمہ: انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی۔

پھر ان کی صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں: (وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ) (غافر: 64)

ترجمہ: تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں۔

پھر اسے عقل ودانش سے نوازا تاکہ حق وباطل کے درمیان تمیز کرسکے: (وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ) (البلد:10)

ترجمہ: ہم نے دکھا دیے اس کو دونوں راستے۔

نیز اس کے لیے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزیں مسخر کیں: (أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً) (لقمان: ٢٠)

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

اس پر اتنی نعمتیں کیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا: (وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ) (ابراھیم:34)

ترجمہ: اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے۔یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

- **کمالِ احسان و بھلائی:**

بندے پر (اللہ کا) سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ: اسے دین اسلام کی ہدایت دی، اسلام قبول کرنے اور تادم حیات اس پر ثابت قدم رہنے کے لیے اس کے دل کو منشرح کر دیا: (إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ) (النحل: 128)

ترجمہ: یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو پاکیزہ اور پرامن زندگی سے سرفراز کرتا ہے: (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (النحل: 97)

ترجمہ: جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے۔

اولیاء کی مصیبت کو دور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالی انہیں تکلیف اور حزن وملال سے نجات عطا کرتا ہے، اللہ پاک وبرتر حضرت یوسف علیہ السلام کے تعلق سے بیان فرماتا ہے: (إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ) (یوسف:100)

ترجمہ: میرا رب جو چاہے اس کے لئے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

اللہ کے کمالِ احسان کا مظہر قیامت کے دن رونما ہوگا، اور یہ سب سے اعلی احسان ہوگا اور اس کے ساتھ مزید انعام بھی، فرمان باری تعالی ہے:

(لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ) (یونس:26)

ترجمہ: جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی (اچھابدلہ) ہے اور مزید برآں بھی۔

حُسنیٰ (اچھابدلہ) سے مراد: جنت ہے۔

مزید برآں سے مراد: پروردگار کے چہرہ انور کا دیدار ہے، جس سے زیادہ نہ کوئی حسین وجمیل ہے اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی اکمل وارفع!

اللہ بزرگ وبرتر نے ان کے لئے دو ثوابوں کو یکجا کر دیا ہے، دنیاوی اور اخروی، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:
(فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) (آل عمران: 148)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی بھی عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

ہمارے عزیز وبرتر پرورد گار کا احسان بڑا ہے، اس نے اپنی شریعت کو خوب بہتر بنایا، اسے قابل ستائش انجام اور بڑے عظیم مقاصد پر مشتمل بنایا، جن کے اندر تمام مخلوقات کے لئے خیر وبھلائی پنہاں ہے: (وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ) (المائدة:50)

ترجمہ: یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟

- **احسان کی دو قسمیں ہیں:**

۱- اللہ پاک وبرتر کی عبادت میں احسان سے کام لینا:

یہ دین کا سب سے بلند اور اعلی مقام ہے، جیسا کہ مشہور حدیثِ جبریل میں آیا ہے، حدیث میں احسان کی تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ:" تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو (یہ تصور رکھو کہ) وہ تو تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے"[بخاری ومسلم]۔

۲- اللہ پاک وبرتر کے بندوں کے ساتھ احسان کرنا:

وہ یوں کہ ہر قسم کی خیر وبھلائی انہیں پہنچائی جائیں، اور ہر طرح کی اذیت اور تکلیف ان سے دور رکھی جائیں، پاک وبرتر پرورد گار کا فرمان ہے: (إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ) (التوبة: 120)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ہمارا پاک وبرتر پرورد گار اپنے اسمائے گرامی کو محبوب رکھتا ہے، اور بندوں کے اس عمل کو بھی محبوب رکھتا ہے کہ وہ ان اسمائے گرامی کے معانی کے تقاضوں کے مطابق اس کی قربت حاصل کریں، چناں چہ وہ مہربان ہے اور مہربانی کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، وہ داتا وکرم فرما ہے اور کرم فرماؤں کو محبوب رکھتا ہے ، وہ احسان کرنے

والا ہے اور احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، اللہ پاک وبرتر کا فرمان ہے:(إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) (البقرة: 195)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہمارے احسان وبھلائی کے سب سے زیادہ حقدار ہمارے والدین ہیں، جیسا کہ اللہ عز وجل کا فرمان ہے: (وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا) (الأحقاف:15)

ترجمہ: ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

نیز فرمان باری تعالی ہے :(وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ) (القصص: 77)

ترجمہ: جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اچھا سلوک کر۔

إليكَ إلَه العَرشِ أَشكُو تَضَرُّعًا — و أدعُوكَ في الضَّرَّاءِ رَبي لِتَسمَعَا

إلهي فحَقِّق ذا الرَّجَاءِ وكُن بنَا — رَؤفًا رَحِيمًا مُستجِيبًا لنَا الدُّعاءِ

فَيَا مُحسِنا قَد كُنتَ تُحسِنُ دائِمًا — و يَا وَاسعًا قَد كَان عَفوُكَ أَوسَعَا

نَعُوذُ بِكَ اللّهُمَّ مِن سُوءِ صُنعِنَا — فإنَّ لنَا في العَفوِ مِنكَ لَمَطمَعَا

أَغِثنَا أَغِثنَا و ارفَعِ الشِّدَةَ الَّتِي — أَصَابَت وصَافَت واكتَشِفِ الضُرَّ وارفَعَا

وجُد وتَفَضَّل بالذِي أَنتَ أهلُهُ — مِن العَفوِ و الغُفرانِ يَا خَيرَ مَن دَعَا

ترجمہ: اے عرش کے پالنہار ! ہم گڑ گڑا کر تجھ سے اپنی شکایت پیش کرتے ہیں، میرے پروردگار! تنگی وپریشانی میں ہم تجھ سے ہی دعا کرتے ہیں کہ تو سن لے۔میرے معبود! اس امید کو پوری کردے ، ہمارے اوپر رحم وکرم کرتے ہوئے ہماری دعا کو قبول فرما۔اے ہمارے محسِن! تو ہمیشہ اپنا احسان کرتا رہا ہے، اے کشادگی والے (پالنہار!) تیرا عفو ودرگزر بے حد کشادہ ہے۔ اے اللہ ! ہم اپنی بد کرداری سے تیری پناہ چاہتے ہیں، ہمیں تیرے ہی عفو ودرگزر کی حرص وطمع ہے۔ ہماری مدد فرما اور ہمیں جو سختی وشدت لاحق ہوئی ہے اسے دور کرکے ہمارے دکھ درد کا مداوا کردے ۔ہمارے اوپر جود وکرم فرما ، اے سب سے بہتر دعا قبول کرنے والے (پالنہار!) ہمارے اوپر اپنے اس عفو ومغفرت کی نوازش فرما جس کا تو اہل اور سزاوار ہے۔

اے اللہ ! ہمیں احسان کرنے والوں میں شمار کر ، ہمارے اوپر اپنے احسانات کی برکھا برسا، ہمارے ، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کے اعمال کو شرف قبولیت سے نواز۔

اللہ کے اسمائے حسنی سے متعلق چند اہم نکات

۱-مومن کو چاہئے کہ اللہ تعالی کے اسماء وصفات اور اس کے افعال کے ذریعہ اللہ کی معرفت حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے ، لیکن اس معرفت میں تعطیل (اسماء وصفات کو بے معنی قرار دینا)، تمثیل(اللہ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا) ،تحریف (اسماء وصفات کو ان کے حقیقی معانی سے پھیرنا) اور تکییف (اللہ کی صفات کی کیفیت بیان کرنا) کی دخل اندازی نہ ہو۔

اللہ کی معرفت کتاب وسنت ،صحابہ اور اخلاص کے ساتھ ان کی اتباع کرنے والوں سے جو آثار منقول ہیں، ان پر مبنی ہو۔

۲-اللہ عزیز وبرتر کے اسمائے گرامی توقیفی (شرعی نصوص پر مبنی) ہیں، عقل کا ان میں کوئی دخل نہیں، اسی لیے ان کے تعلق سے کتاب وسنت میں وارد نصوص پر توقف کرنا ضروری ہے ، ان میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳-اسمائے حسنی کو شمار کرنا اور انہیں خاص تعداد میں محصور کرنا درست نہیں،کیوں کہ اللہ پاک وبرتر کے بہت سے اسماء وصفات ایسے ہیں جن کی معرفت اللہ نے اپنے پاس علم غیب میں مخفی رکھا ہے، نہ تو قریب ترین فرشتے کو ان کا علم ہے اور نہ ہی کسی نبی مبعوث کو ، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:"..أَسألُكَ بكُلِ اسمٍ هُو لَكَ سمَّيتَ به نفسَك أو أنزَلتَه في كتابِك أو علَّمتَه أحدًا من خَلقِكَ أو استَأثَرتَ به في علمِ الغيبِ عِندَك.."(میں تیرے ان تمام اسمائے گرامی کے وسیلے سے تجھ سے دعا گو ہوں جن سے تو نے خود

کو موسوم کیا ہے ، یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے ، یا اپنی کسی مخلوق کو ان کی تعلیم دی ہے ، یا اپنے پاس علم غیب میں انہیں مخفی رکھا ہے...) [حدیث صحیح ہے،اسے طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں روایت کیا ہے]۔

رہی بات یہ حدیث کہ: "اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں، یعنی سو سے ایک کم ہے، جس شخص نے ان کو شمار کیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا" [بخاری و مسلم]

تو یہ اجمالی بات ہے ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا: (جس شخص نے ان کو شمار کیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا) یہ ایک صفت ہے ، نہ کہ مستقبل کی خبر، جس کے معنی یہ ہیں کہ: اللہ کے بہت سے اسمائے گرامی ایسے ہیں جن کی یہ خوبی ہے کہ : جو شخص ان کو شمار کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ ان اسماء کے علاوہ اور بھی اللہ کے اسماء ہوں، بلکہ یہ اسی طرح ہے کہ آپ کہیں: "فلاں شخص کے پاس سو ایسے غلام ہیں جنہیں اس نے جہاد کے لئے تیار کر رکھا ہے" ، یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اس کے پاس ان کے علاوہ اور بھی غلام ہوں جنہیں اس نے جہاد کے لئے تیار نہیں کیا ہے، اس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان : " جس شخص نے ان کو شمار کیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا" کا مطلب یہ ہے کہ: جو شخص انہیں یاد کرے، ان کے معانی کو سمجھے اور ان کے ذریعہ اللہ پاک وبرتر کی بڑائی بیان کرے ، یہ تین مراتب ہیں، جس شخص کو ان میں سے کوئی ایک رتبہ حاصل ہوگیا اور ساتھ ہی اس کی نیت درست ہو اور ان اسماء کے تقاضوں پر وہ عمل پیرا ہو ، تو وہ ان کو شمار کرنے والا قرار پائے گا، جیسا کہ قرطبی ، خطابی او رابن القیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

۴-اللہ جل جلالہ کے تمام اسمائے گرامی خوبصورت ہیں، ان اسماء کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: اسمائے جمال:

یہ اسماء گرامی بندے کے دل میں اللہ پاک وبرتر کی محبت ، اس کی انسیت ، اس کی ملاقات کا شوق اور اس کی رغبت پیدا کرتے ہیں، اس کے اندر راحت واطمنان کا احساس پیدا کرتے ہیں، مخلوق کے لیے امید کا دروازہ کھول دیتے ہیں، چناں چہ وہ اللہ پاک وبرتر کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا ، مثلا یہ اسمائے گرامی: (الرحمن، الرحيم، الكريم، العفُوّ، الحليم ، الغفور، التواب) وغیرہ۔

دوسری قسم: اسمائے جلال :

یہ اسمائے گرامی اللہ عزیز وبرتر کی خشیت ، خوف اور ہیبت پیدا کرتے ہیں، اللہ کی تعظیم اور توقیر کا جذبہ اجاگر کرتے ہیں۔

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جن کے اندر غلبہ وقہر ، قوت وقدرت اور عظمت وجبروت کے معانی پائے جاتے ہیں، جیسے یہ اسمائے گرامی (العزيز ، الجبار، القهار، القوي ، الكبير ، المتكبر)۔

تیسری قسم: اسمائے ربوبیت:

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جن سے: بندہ مومن کے اندر عاجزی وخاکساری کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ شعور جاگتا ہے کہ وہ اللہ عزیز وبرتر کی مخلوق اور اس کے زیر سرپرستی ونگہبانی ہے۔

یہ ایسے اسمائے گرامی ہیں جو اللہ عزوجل کی ربوبیت پر دلالت کرتے ہیں ، جیسے : (الرب، السيد، الملِک، المالک، الخالق، البارئ، الرزاق)۔

چوتھی قسم: اسمائے الوہیت:

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جو بندہ مومن کے اندر یہ شعور پیدا کرتے ہیں کہ وہ: اللہ پاک وبرتر کا بندہ ہے ، اور یہ کہ اللہ ہی تن تنہا تمام تر عبادت کا مستحق ہے۔

یہ وہ اسمائے گرامی ہیں جن کے اندر الوہیت کے معانی پائے جاتے ہیں ، جیسے یہ اسمائے گرامی : (الإله ، الصمد)۔

یہ تقسیم معنی کے اعتبار سے ہے ، ورنہ اللہ عزوجل کے تمام اسمائے گرامی حسن وجمال ، عظمت وجلال ، کمال ورفعت کے معانی پر مشتمل ہیں، اللہ کے تمام اسمائے گرامی عمدہ ترین ذات اور عظیم ترین ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔

۵-اللہ تعالی کا ہر ایک اسم گرامی اللہ عزیز وبرتر کی صفتِ کمال کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے، اسی لیے انہیں اسمائے حسنی (خوبصورت ناموں) سے موسوم کیا گیا ہے ، اسی طرح اللہ بزرگ وبرتر کی ساری صفتیں کمال سے متصف ہیں، اس کے تمام تر اوصاف عظمت وجلال کے پرَتَو ہیں، اس کے تمام افعال حکمت ورحمت ، مصلحت اور عدل وانصاف پر مبنی ہوتے ہیں۔

٦-اللہ عزیز وبرتر کے اسمائے گرامی میں کوئی ایسا اسم نہیں جو شر اور برائی پر مشتمل ہو یا نقص وکمی پر دلالت کرتاہو۔

کیوں کہ اللہ کی طرف شر کی نسبت درست نہیں، اس لیے شر نہ تو اس کی صفت میں داخل ہو سکتا ہے ، نہ اس کی ذات سے ملحق ہو سکتا ہے ، اور نہ ہی اس کے کسی فعل میں اس کی دخل اندازی ہو سکتی ہے، لہذا اس کی طرف شر کی نسبت نہ تو فعل کی شکل میں کی جاسکتی ہے اور نہ ہی صفت کے طور پر۔

۷-اللہ عزیز وبرتر نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ ان اسمائے گرامی کے ذریعہ اس سے دعا کرے ، اللہ فرماتا ہے: (وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا) (الأعراف: ١٨٠)

ترجمہ: سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو۔

اس دعا میں دعائے عبادت اور دعائے حاجت دونوں شامل ہے۔

یہ ایک عظیم ترین اطاعت اور قربت ہے۔

۸-اسمائے حسنی کے تفصیلی ذکر سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

اس سلسلے میں قاعدہ یہ ہے کہ: " اللہ پاک وبرتر کے اسمائے گرامی کتاب وسنت سے ہی اخذ کئے جائیں ۔"

۹-میں نے کتاب کی دوسری طباعت میں اللہ کے ان ننانوے اسمائے حسنی کی شرح وتفصیل پر اکتفا کیا ہے جن کے متعلق شیخ محمد بن صالح بن عثیمین ، شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ، ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر کا یا ان میں سے دو کا ان پر اتفاق ہے، اللہ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

آخری بات...

اللہ پاک وبرتر کی بے پناہ حمد وثنا کہ اس کتاب میں مذکورہ معلومات جمع کرنا میسر ہو سکا ، اللہ عزوجل سے

دعا گو ہوں کہ میری اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے ، اور اسے تمام بندوں کے لیے مفید بنائے
۔

صلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

والحمد لله رب العالمين

فہرستِ کتاب:

مشتملات	صفحات
انتساب	۲
مقدمہ	۳
دعاءومناجات	٦
اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ	
۱،۲)اللہ، الإلہ	۷
۳)الرب	۱٦
۴، ۵)الأحد، الواحد	۲۳
٦)الصّمد	۳۴
۷، ۸)الرّحمن، الرحیم	۴۱
۹)الحیّ	۵۱
۱۰)القیوم	۵۹
۱۱، ۱۲)الملک، الملیک	٦۵
۱۳)السبوح	۷٦
۱۴)القدوس	۸۳
۱۵)السلام	۸۸

۱۶)المؤمن	۹۵
۱۷)المہیمن	۱۰۲
۱۸)العزیز	۱۰۸
۱۹)الجبار	۱۱۹
۲۰)المتکبر	۱۲۶
۲۱، ۲۲)الخالق، الخلاق	۱۳۲
۲۳)الباریٔ	۱۳۸
۲۴)المصوّر	۱۴۳
۲۵)العفوّ	۱۴۹
۲۶، ۲۷)الغفور، الغفار	۱۵۷
۲۸)الکبیر	۱۶۵
۲۹، ۳۰، ۳۱)الأعلیٰ، العلی، المتعال	۱۷۲
۳۲، ۳۳)القاھر، القہّار	۱۸۰
۳۴)الوھاب	۱۸۶
۳۵)الرزاق	۱۹۳
۳۶)الفتاح	۲۰۱
۳۷)السمیع	۲۰۹
۳۸)البصیر	۲۱۷
۳۹)التواب	۲۲۳

۴۰)العلیم	۲۳۲
۴۱)العظیم	۲۴۰
۴۲)القوی	۲۴۹
۴۳)المتین	۲۵٦
۴۴، ۴۵، ۴٦)القادر،القدیر،المقتدر	۲٦۱
۴۷)الحفیظ	۲٦۹
۴۸)الغنی	۲۷۷
۴۹، ۵۰)الحکم،الحکیم	۲۸۴
۵۱)اللطیف	۲۹۲
۵۲)الخبیر	۲۹۸
۵۳)الحلیم	۳۰۴
۵۴)الرؤوف	۳۱۰
۵۵)الودود	۳۱۸
۵٦)البرّ	۳۲٦
۵۷)القریب	۳۳۲
۵۸)المجیب	۳۴۰
۵۹)المجید	۳۴۵
٦۰)الحمید	۳۵۲
٦۱، ٦۲)الشاکر،الشکور	۳۵۷

٦٣، ٦٤)الأکرم، الکریم	٣٦٤
٦٥)المقیت	٣٧٤
٦٦)الواسع	٣٨٢
٦٧) الرقیب	٣٩٣
٦٨)الحسیب	٤٠٠
٦٩)الشہید	٤٠٨
٧٠)الحق	٤١٥
٧١)المبین	٤٢١
٧٢)المحیط	٤٢٨
٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦)الأول، الآخر، الظاهر، الباطن	٤٣٥
٧٧)الوکیل	٤٤٢
٧٨)النور	٤٥٤
٧٩)الکافی	٤٦٢
٨٠، ٨١)المولی، الولی	٤٦٩
٨٢)الہادی	٤٧٨
٨٣)النصیر	٤٨٥
٨٤)الوارث	٤٩١
٨٥)الشافی	٤٩٨
٨٦)الجمیل	٥٠٩

www.salafimanhaj.info

۸۷، ۸۸)القابض،الباسط	۵۱۵
۸۹، ۹۰)المقدم،المؤخر	۵۲٦
۹۱)الحييّ	۵۳۳
۹۲)الديّان	۵۳۹
۹۳)المنّان	۵۴۵
۹۴)الجواد	۵۵۲
۹۵)الرفیق	۵۵۷
۹٦)السید	۵٦۲
۹۷)بدیع السماوات والأرض	۵٦۸
۹۸)المعطی	۵۷۴
۹۹)المحسن	۵۷۹
اللہ کے اسمائے حسنیٰ سے متعلق چند اہم نکات	۵۸٦
فہرست کتاب	۵۹۲

www.salafimanhaj.info